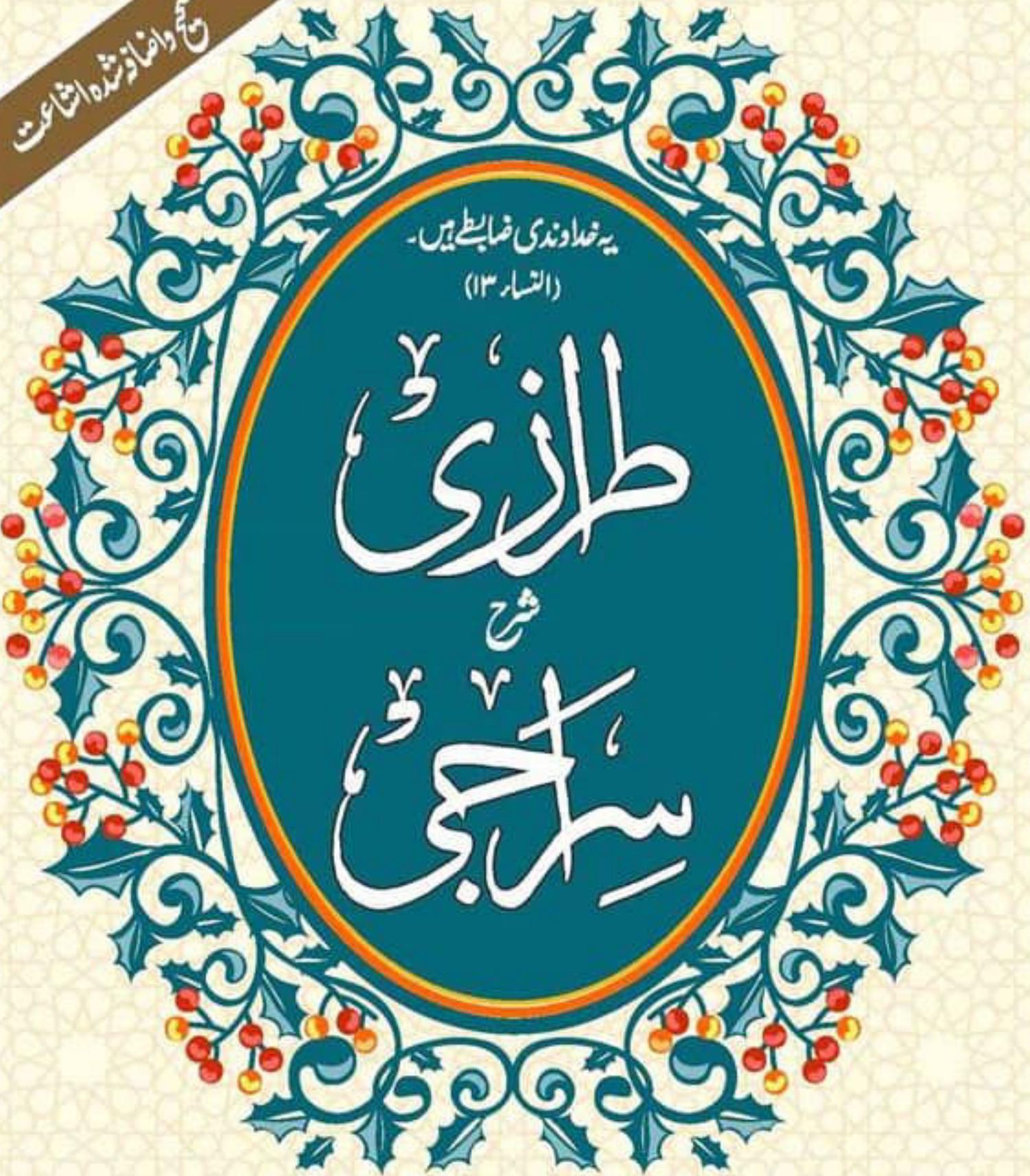


جعی دادن دشنه اشاعر

یہ خلاوندی ضابطے ہے۔
(انصار ۱۳)

طلائی شہ سراجی



نقش ثانی
حضرت مفتی سعید احمد پالن پوری (رحمۃ اللہ علیہ)
شیخ الحدیث و حمد لله درسین دارالعلوم دیوبند

نقش اول
ڈاکٹر مفتی اشتیاق احمد قاری درجہ نگومی
استاذ دارالعلوم دیوبند

مکتبہ دیوبند

نیو ڈاک فاؤنڈنڈ انسائٹ

یہ خداوندی فہابطے ہیں۔
(النمار ۱۳)

طنزی شرح سرجی

نقش ثانی
حضرت مفتی سعید احمد پاک ان پوری سر اخضعلیہ
شیخ الحدیث و حفظ الدین دارالعلوم دیوبند

نقش اول
ڈاکٹر مفتی اشتیاق احمد قاری دیوبندی
استاذ دارالعلوم دیوبند

مکتبہ ادبیں ریویوں

تفصیلات

نام کتاب: طرازی شرح سراجی

نقشِ اول: ڈاکٹر مفتی اشتیاق احمد قاسمی در بھنگوی، استاذ دار العلوم دیوبند

نقشِ ثانی: حضرت مولانا مفتی سعید احمد پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الحدیث و صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند

صفحات: ۳۲۰

کمپیوٹر کتابت: محمد مستقیم سالک قاسمی م敦وبی

تصحیح و اضافہ شدہ اشاعت: جمادی الاولی ۱۴۲۵ھ مطابق دسمبر ۲۰۲۳م

ناشر:

مکتبہ ادیب دیوبند

+91-9027498192

نوت: ”طرازی شرح سراجی“ کے جملہ حقوقی حق شارح رجڑڑ محفوظ ہیں، بلا اجازت چھاپنے والوں اور تبدیلی کرنے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
تَصْحِيفُ وَاضْفافُ شَدَّهَا شَاعِرُ

سر نیاز اس بارگاہ بے نیاز کے سامنے خم ہے جس نے ناجیز کی پہلی تصنیف "طرازی شرح سراجی" کو قبولیہ عام عطا فرمایا؛ یہ سب استاذ محترم، مرتبی بے مثال کا فیض، ان کی محنت اور دعاوں کی برکت ہے، یہ پچھیں سال سے "مکتبہ ججاز" سے شائع ہو رہی ہے۔

بہت سے کتب خانے بلا اجازت بھی چھاپتے رہے، حضرت نے ایک ایڈیشن چھاپ کر کئی بار مجھے دینا چاہا کہ آئندہ میں شائع کروں، مگر حضرت کی حیات میں میں نے اسے قبول نہ کیا، الحمد للہ! صاحب زادوں کی اجازت اور حوصلہ افزائی کے بعد ادب شارح کو اشاعت کی توفیق ہو رہی ہے، اللہ تعالیٰ قبولیت سے نوازیں!

پچھلی اشاعت میں بڑی محنت کے باوجود پچھہ کیاں رہ گئی تھیں؛ اس لیے دوبارہ کتابت کا ارادہ ہوا؛ تاکہ اصلاحات کے ساتھ زیادہ مفید ہو کر قارئین کے ہاتھوں میں پہنچے؛ چنانچہ اس اشاعت میں:

- ۱— زبان و بیان کو مزید آسان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔
- ۲— قواعد املاء اور موزِ اوقاف کی پوری رعایت کی گئی ہے۔
- ۳— آسانی کے لیے متعدد مسائل کی تعبیر بدل گئی ہے۔
- ۴— غلطیوں کی اصطلاح کردی گئی ہے۔
- ۵— ضروری تحریجات کا اضافہ کیا گیا ہے۔
- ۶— پوری عبارت پر اعراب لگایا گیا ہے؛ تاکہ کم استعداد قارئین کے لیے آسان ہو جائے۔
- ۷— متعدد شخصوں کو ملا کر متن کو محقق کیا گیا ہے۔

اشتیاق احمد

۱۳۳۵ھ / ۱۸ / ۵

۲۰۲۳م / ۱۲ / ۲

فہرست مضمایں

۱. فہرست مضمایں
۲. انتساب
۳. پیش لفظ
۴. حرفِ گفتگی
۵. شرح کا انداز
۶. مصنف کے احوال
۷. حسابی اصطلاحات
۸. ضرب کے پہاڑے
۹. جمع (جوڑ) کا طریقہ
۱۰. نفی (گھٹانے) کا طریقہ
۱۱. ضرب کا طریقہ
۱۲. تقسیم کا طریقہ
۱۳. سوریعنی بٹوں کے جوڑ، نفی، ضرب اور تقسیم کا طریقہ
۱۴. میراث کی تین آیات (جن کو یاد کرنا ضروری ہے)
۱۵. کتاب کا آغاز
۱۶. علم فرانچ اور اس کی اہمیت
۱۷. علم فرانچ کی تعریف، وجہ تسمیہ، دوسرا نام: علم المواریث، علم الفرانچ کا موضوع، غرض و عایت اور فضیلت
۱۸. علم فرانچ کو نصف علم کہنے کی وجہ
۱۹. مسئلہ: اگر کوئی اپناتر کر نہ لے تو؟

- حدیث: تعلموا الفرائض الخ اور اس کی تجزیع ۳۹.
- ترکہ سے ترتیب و ارجار حقوق متعلق ہوتے ہیں: اور ترتیب کی وجہ ۴۰.
- حقوق اربعہ کی تفصیل: پہلا حق: تجویز و تکفین۔ تجویز و تکفین میں داخل مصارف ۴۱.
- السنون کفن، کفن میں فضول خرچی اور بخل ۴۲.
- دوسرا حق: قرض کی ادائیگی اور قرضہ کی تقسیمیں ۴۳.
- قرض صحت قرض مرض پر مقدم ہے۔ مرض موت کے وہ قرضے جو مشاہدہ اور گواہوں سے ثابت ہوں ۴۴.
- قرضہ تمام ترکہ سے ادا کیا جائے گا۔ ورثاء قرض کی ادائیگی کی ذمہ داری لے لیں تو؟ ۴۵.
- تیسرا حق: وصیت کا نفاذ۔ وصیت تہائی ترکہ سے نافذ ہوگی۔ تہائی سے زائد کی وصیت باطل ہے۔ زوجین کا ایک دوسرے کے لیے وصیت کرنا ۴۶.
- چوتھا حق: ورثاء کے درمیان تقسیم ترکہ ۴۷.
- تجویز و تکفین سے متعلق چند ضروری مسائل ۴۸.
- ترکہ درج ذیل ترتیب سے تقسیم ہوگا ۴۹.
- (۱) اصحاب فرانش (۲) عصبة نسبی (۳) عصبة سنبی (۴) معنی کامعنی (۵) اصحاب فرانش پر روز (زوجین پر رد کیوں نہیں ہوتا؟) (۶) ذوی الارحام (۷) مولی الموالات (۸) مُقرله بالنسب على المغير (۹) جس کے لیے تہائی سے زائد کی وصیت کی ہو (۱۰) بیت المال عقد موالات کی تفصیل مع شرائط (حاشیہ) ۵۰.
- اقرار کی وقایتیں (حاشیہ) ۵۱.
- مُقرله کے وارث ہونے کے لیے شرطیں (حاشیہ) ۵۲.
- زوجین پر روز مع شرط (حاشیہ) ۵۳.
- ذوی الارحام کی تعریف ۵۴.

فصل: موانع ارث: مانع کی تعریف ۵۲.
(۱) غلامی (۲) قتل (۳) اختلاف دین (۴) اختلاف ملک (صرف کفار کے حق میں) ۵۲.
قتل پالسیب سے قاتل محروم نہیں ہوتا ۵۲.
مسلمان جہاں بھی ہو دوسرے مسلمان کا اورث ہوتا ہے ۵۳.
مانع اور حاصل میں فرق۔ غلام اور قاتل کے محروم ہونے کی وجہیں ۵۳.
اختلاف دین کیوں مانع ارث ہے؟ ۵۵.
مسلمان: صریح کا اورث ہوگا ۵۶.
اختلاف ملک کی چند صورتیں ۵۶.
حرابی، ذمی اور متامن کی تعریفات۔ اختلاف ملک حقیقی اور حکمی ۵۶.
اختلاف ملک اور انہے مثالاً ش ۵۸.
باب (۱) فرض مقدارہ اور ان کے مستحقین ۵۸.
تضعیف و تنصیف کا مطلب ۵۸.
پارہ اصحاب فرانش ۵۹.
جذیح اور جد فاسد کی تعریفات ۶۰.
جده صحیح اور جده فاسد کی تعریفات ۶۰.
باق کے احوال ۶۱.
باق کی تین حالتیں مع ادلہ و تجزیع مسائل ۶۱.
”ولد“ لغوی معنی کے اعتبار سے عام ہے (حاشیہ) ۶۲.
جذیح (دادا) کے احوال ۶۲.
جذیح کے چار احوال مع تجزیع مسائل ۶۲.
چار مسائل جن میں باق اور دادا کے درمیان فرق ہے ۶۲.

۶۷.	اخیانی بھائی بہن کے احوال.....
۶۷.	اخیانی کی تین حالتیں مع ادلہ و تجزیج مسائل.....
۶۸.	اخیانی بھائی بہن کو برابر حصہ ملتا ہے.....
۶۹.	کلالہ کی تعریف.....
۷۰.	شوہر کے احوال.....
۷۰.	شوہر کی دو حالتیں مع ادلہ و تجزیج مسائل.....
۷۱.	بیویوں کے احوال.....
۷۱.	بیویوں کی دو حالتیں مع ادلہ و تجزیج مسائل.....
۷۲.	شوہر کو بیوی کا دو گناہ ملتا ہے.....
۷۳.	بیٹیوں کے احوال.....
۷۳.	بیٹیوں کی تین حالتیں مع ادلہ و تجزیج مسائل.....
۷۴.	پوتیوں کے احوال.....
۷۴.	پوتیوں کی چھ حالتیں مع ادلہ و تجزیج مسائل.....
۷۵.	دو تہائی پورا کرنے کا مطلب.....
	بیٹیوں اور پوتیوں کو شلشان سے زائد نہیں ملتا۔ بیٹیوں کی طرح بہنوں کا حصہ بھی شلشان ہے.....
۷۶.	مختلف واسطوں والی پوتیاں اور ان کی توریث کے ضابطے.....
۷۹.	مسئلہ تشییب: تعریف، وجہ تشییہ.....
۸۲.	حقیقی بہنوں کے احوال.....
۸۲.	حقیقی بہنوں کی پانچ حالتیں مع ادلہ و تجزیج مسائل.....
۸۲.	حدیث: اجعلوا الأخوات مع البنات عصبة کی تحقیق.....
۸۸.	علاتی بہنوں کے احوال.....

۸۸.	علاقی بہنوں کی پانچ حالتیں مع ادلہ و تجزیج مسائل
۹۲.	علاقی کے حقیقی سے ساقط ہونے کی وجہ
۹۲.	بنو الاعیان اور بنو العلات کا مطلب
۹۳.	ماں کے احوال
۹۳.	ماں کی تین حالتیں مع ادلہ و تجزیج مسائل
۹۵.	ٹلٹ باتی کا مطلب
۹۸.	جدہ صحیح کے احوال
۹۸.	جدہ صحیح کی دو حالتیں مع تجزیج مسائل
۹۹.	چار صورتوں میں دادی محروم ہوتی ہے
۱۰۱.	جدہ کو سدس ملنے کی ولیل
۱۰۵.	کئی رشتتوں والی جدات
۱۰۹.	باب (۲) عصبات کا بیان
۱۰۹.	عصبہ کی لغوی تحقیق: اصطلاحی تعریف اور وجہ تسمیہ
۱۰۹.	عصبہ و قسمیں: عصبہ نسبی اور عصبہ سنبی
۱۰۹.	عصبہ نسبی کی تین قسمیں: عصبہ نفس، عصبہ بغیرہ اور عصبہ مع غیرہ
۱۰۹.	عصبہ نفس کی تعریف اور اس کی چار قسمیں
۱۱۰.	اخیائی بھائی عصبہ نسبیں ہوتا (حاشیہ)
۱۱۱.	عصبہ نفس کے درمیان ترجیح کا پہلا اور دوسرا اطريقہ
۱۱۲.	اقرب کی و قسمیں: حقیقی اور حکمی
۱۱۲.	باپ اور بیٹے ہوں تو عصبہ صرف بیٹا کیوں ہوتا ہے؟
۱۱۲.	عصبہ نفس کے درمیان ترجیح کا تیسرا اطريقہ
۱۱۲.	عصبہ بغیرہ کا بیان۔ عصبہ بغیرہ کی چار صورتیں
۱۱۷.	عصبہ مع غیرہ کا بیان۔ عصبہ مع غیرہ صرف دو حورتیں ہیں

عصبہ بالغیر اور عصبہ مع الغیر کے درمیان فرق.....	۱۱۸ .
عصبات سیمیہ کا بیان.....	۱۲۰ .
مولی العاقہ کی تحقیق - حق ولاء، ولاء عشق اور ولاء نعمت کی تحقیق	۱۲۰ .
عورتوں کو حق ولاء حاصل ہونے کی آٹھ صورتیں	۱۲۲ .
ذی رحم محرم کے مالک ہونے کا حکم	۱۲۵ .
باب (۳) جب یعنی ایک وارث کا دوسرا دارث کی وجہ سے محروم ہونا	۱۲۸ .
جب کی تعریف، جب کی دو قسمیں: جب نقصان اور جب حرمان اور ان کی تعریفات.....	۱۲۸ .
کن لوگوں پر جب نقصان طاری ہوتا ہے؟.....	۱۲۹ .
جب حرمان میں ورثاء کی دو جماعتیں اور ان کے محروم ہونے کے دو قاعدے .	
جن پر جب نقصان طاری ہوتا ہے: ان کی تفصیل.....	۱۲۹ .
واسطہ کی وجہ سے ذوالواسطہ کے محروم ہونے کی چند صورتیں	۱۳۱ .
محروم اور محبوب میں فرق۔ محبوب کو محروم بھی لکھا جاتا ہے.....	۱۳۲ .
باب (۴) مخارج الفرض یعنی مسئلہ بنانے کے قواعد.....	۱۳۳ .
قواعدہ (۱) مع تجزیج امثلہ.....	۱۳۳ .
قواعدہ (۲) مع تجزیج امثلہ.....	۱۳۶ .
ایک ہی مسئلہ میں نصف، ربع اور شش جمع نہیں ہو سکتے	۱۳۷ .
قواعدہ (۳ و ۴ و ۵) مع تجزیج امثلہ	۱۳۷ .
باب (۵) عول یعنی مخرج میں اضافہ کرنے کا بیان.....	۱۳۲ .
عول کے لغوی معنی اور اصطلاحی تعریف	۱۳۲ .
کن مخارج کا کیا عول آتا ہے؟ امثلہ مع تجزیجات	۱۳۳ .
مسئلہ منبریہ کی تشریح، تجزیج اور وجہ تسمیہ.....	۱۳۵ .

ابن مسعود کے نزدیک ۲۲ کے ۳۱ عوں آنے کی مثال مع تخریج ۱۳۶
فصل: اعداد کے درمیان نسبتوں کا بیان ۱۳۶
عدو کی تعریف، عدد کی خاصیت ۱۳۶
تماش، مداخل، توافق اور تباہ کے لغوی معنی اور تماش کی اصطلاحی تعریف ۱۳۷
مداخل کی تعریفات ۱۳۷
توافق کا بیان ۱۳۹
تبایں کا بیان ۱۴۰
توافق و تباہ جاننے کا طریقہ ۱۴۰
توافق کی تعبیرات ۱۴۲
باب (۲) صحیح کا بیان ۱۴۳
صحیح کے باب کی اہمیت ۱۴۳
صحیح کے لیے سات قواعد ۱۴۳
وہ قواعد جو سہام اور روؤس کے درمیان جاری ہوتے ہیں ۱۵۳
وہ قواعد جو روؤس دروؤس کے درمیان جاری ہوتے ہیں ۱۵۹
صحیح سے ہر فریق کا حصہ معلوم کرنے کا طریقہ ۱۶۸
صحیح سے ہر فرد کا حصہ معلوم کرنے کا طریقہ ۱۶۹
فصل: ورثاء اور قرض خواہوں کے درمیان تقسیم ترکہ کا بیان ۱۷۳
بغیر نسبت دیکھے ترکہ کی تقسیم ۱۷۴
ہر فریق کا ترکہ معلوم کرنے کا طریقہ ۱۷۷
قرض خواہوں کے درمیان تقسیم ترکہ کا طریقہ ۱۷۹
اگر ترکہ میں کسر ہو؟ ۱۸۱
فصل: تخارج کا بیان ۱۸۳

تخارج کے معنی اور اس کے لیے شرط.....	۱۸۳ .
باب (۷) رذ کا بیان	۱۸۷ .
رذ کی تعریف۔ رذ کن و رثاء پر ہوتا ہے؟	۱۸۷ .
زوہین پر رذ کب ہوتا ہے؟.....	۱۸۸ .
رذ کے مسائل کی چار قسمیں اور رذ کے قواعد	۱۸۸ .
باب (۸) مقاسمة الجد یعنی دادا اور بھائی بہنوں کے درمیان تقسیم کر کے	۱۹۷ .
مقاسمة الجد کے معنی اور دادا کی موجودگی میں حقیقی اور علاقی بھائی بہنوں کے محروم ہونے نہ ہونے میں صحابہ کا اختلاف	۱۹۷ .
مقاسمة الجد کی پہلی صورت.....	۱۹۹ .
دادا کا حصہ کم کرنے کے لیے علاقی بھائی بہن کو تجزیج میں شامل کیا جاتا ہے۔	.
علاقی کو تکریم کرنے کی ایک صورت.....	۲۰۱ .
وہ صورت جس میں علاقی بہن کے لیے کچھ نہیں پختا	۲۰۳ .
مقاسمة الجد کی دوسری صورت.....	۲۰۳ .
اگر ملکہ الباقي کے عدد میں کسر واقع ہو	۲۰۸ .
زید بن ثابتؓ کے مسلک کے مطابق بھی ایک صورت میں بہن کو تکریم کرتا ہے۔	۲۰۸ .
مسئلہ اکدریہ کا بیان	۲۱۰ .
مسئلہ اکدریہ کی وجہ تسبیہ	۲۱۰ .
مسئلہ اکدریہ کے لیے ضروری شرط.....	۲۱۲ .
باب (۹) مناسخ کا بیان	۲۱۳ .
مناسخ کی تعریف اور چند اصطلاحات و ہدایات	۲۱۳ .
اصولی مناسخ، مناسخ کی مثال اور اس کی تجزیج	۲۱۵ .
باب (۱۰) ذوی الارحام کا بیان	۲۲۵ .

۲۲۵.	ذوی الارحام کی تعریف اور ان کی توریث میں اختلاف
۲۲۶.	ذوی الارحام کی چار قسمیں
۲۲۹.	ذوی الارحام کی قسموں میں ترجیح
۲۳۱.	فصل: پہلی قسم کے ذوی الارحام (توریث کا ضابطہ)
۲۳۳.	امام محمد رحمہ اللہ کے مسلک پر ذوی الارحام کے چند مسائل کی وضاحت
۲۳۵.	تذکیرہ تائیث میں اختلافی بطور کا حکم
۲۳۹.	اختلاف بطور کے ساتھ بعض اصول کی متعدد فروع کا حکم
۲۴۲.	ذوی الارحام میں مفتی بقول
۲۴۳.	فصل: تعدد درشتہ کا اعتبار
۲۴۶.	فصل: دوسری قسم کے ذوی الارحام (اصولی میت)
۲۴۷.	دوسری قسم کے ذوی الارحام کی توریث کی پانچ صورتیں
۲۵۱.	فصل: تیسرا قسم کے ذوی الارحام
۲۵۲.	تیسرا قسم کے ذوی الارحام کی توریث کی چار صورتیں
۲۵۷.	فصل: چوتھی قسم کے ذوی الارحام
۲۵۷.	چوتھی قسم کے ذوی الارحام کی توریث کی چار صورتیں
۲۶۱.	فصل: چوتھی قسم کے ذوی الارحام کی اولاد
۲۶۱.	چوتھی قسم کے ذوی الارحام کی اولاد کی توریث کی چار صورتیں
۲۶۲.	متعدد درشتؤں کا حکم
۲۷۰.	(فائدہ) چوتھی قسم کے ذوی الارحام درجہ بہ درجہ
۲۷۱.	فصل: خشی کے احکام
۲۷۱.	خشی کی تعریف اور اس کا حکم
۲۷۲.	خشی کی توریث میں اختلاف اور مفتی بقول

۲۷۵.	خلیل کی توریث میں دوسرا مسلک (امام عامر شعیبی رحمہ اللہ کی رائے).....
۲۷۶.	نہہب شعیب کی تخریج میں اختلاف (امام ابو یوسفؒ کی تخریج)
۲۷۹.	امام محمد رحمہ اللہ کی تخریج.....
۲۸۱.	فصل: حمل کی میراث کا بیان
۲۸۱.	حمل کی ازکم کم اور زیادہ سے زیادہ مدت
۲۸۲.	کتنے بچوں کی میراث رد کی جائے؟
۲۸۳.	حمل کے قسم احکام
۲۸۴.	طریقہ توریث حمل
۲۹۱.	اگر بچہ مردہ پیدا ہو؟
۲۹۳.	فصل: مفقود کا حکم
۲۹۳.	مفقود کی حیثیت
۲۹۳.	مفقود کی موت کا حکم کب دیا جائے گا؟
۲۹۶.	اگر مفقود کسی کا وارث بن رہا ہو
۲۹۷.	طریقہ توریث مفقود
۲۹۹.	فصل: مرتد کے احکام
۳۰۰.	مرتد کے اموال کی قسمیں اور ان کے احکام
۳۰۱.	مرتد عورت کی وراثت
۳۰۲.	مرتد وارث نہیں ہوتا
۳۰۳.	فصل: قیدی کے احکام
۳۰۵.	فصل: ڈوب کر، جل کر اور دب کر منے والوں کے احکام
۳۰۷.	تمریزی سوالات: جن کے ذریعہ پوری کتاب یاد کی جاسکتی ہے اور جو امتحان میں سرخ روئی کا ذریعہ ہیں

انساب

اگر میری یہ طالب علمانہ کوشش و اقتدائے کسی افادیت و نافعیت
کی حامل ہے تو یہ میرے

مخلص اسامیڈہ

اور ایشیاء کی عظیم درس گاہ مادر علمی دارالعلوم دیوبند کے

دارالافتاء

کافیض اور تدریب فی الافتاء کی محنت کا شمرہ ہے۔

یکے از قرآن مادر علمی

اشتیاق احمد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

پیش لفظ

الحمد لله و كفى، وسلام على عباده الذين اصطفى، أما بعد:

طرازی: جناب مولانا اشتیاق احمد صاحب در بھنگوی سلمہ الولی کی "سراجی" کی شرح ہے۔ آں عزیز نے یہ شرح زمانہ طالب علمی میں لکھی ہے اور بڑی محنت اور لگن سے لکھی ہے۔ دہ مجھ سے دورانِ تصنیف بھی مراجعت کرتے رہے۔ اور تیکیل کے بعد تو مسودہ میرے سر لاتھونا پا۔ میں نے ہر چند عدم الفرصة کا اعذر کیا؛ مگر وہ "پر دردہ" تھے، کہاں مانتے؟ مجبور ہو کر میں نے اس پر نظر ثانی کی اور جہاں ضرورت محسوس کی آئھہ پر قلم چلا دیا؛ اب یہ ہم دونوں کی محنت کا ثمرہ ہے۔

آں عزیز نے تسمیہ کی ذمہ داری بھی مجھ پر ڈال دی ہے، میں نے اس کا نام "طرازی شرح سراجی" رکھا ہے۔ طراز (بالکسر) عربی کا لفظ ہے۔ جو فارسی کے راستے اردو میں آیا ہے۔ تینوں زبانوں میں معنی ایک ہیں؛ البتہ فارسی میں طاء پر زبر ہے۔ جیسے طرازیدن نقش کرنا۔ اردو میں آپ جو چاہیں پڑھیں۔ اردو میں "طرازی" کے معنی ہیں: آراستہ پیراستہ کرنا، سجاوٹ کرنا۔ شارح سلمہ نے چوں کہ کتاب کی "تزئین کاری" میں کوئی کسر نہیں چھوڑی؛ اس لیے مجھے یہ نام نہایت موزون معلوم ہوا۔

یہ شرح ان شاء اللہ سراجی حل کرنے کے لیے کافی وافی ہے۔ "مشک آنست کہ خود بپوید، نہ کہ عطار بگوید"۔ آپ اشتیاق سے مطالعہ کریں، یہ حقیقت خود بخود واضح ہو جائے گی، مزید سمع خرائشی کی ضرورت نہیں۔

البتہ ایک ضروری بات عرض کرنی ہے: علم الفرائض میں صرف سراجی پڑھائی جاتی ہے اور وہ بھی ناتمام! "باب المناخ" پر درس رک جاتا ہے۔ "ذوی الارحام" سے آخر تک کا حصہ معلوم نہیں کیوں چھوڑ دیا جاتا ہے؟ اساتذہ یہ کہہ کر جان بچا لیتے ہیں کہ نصاب اتنا ہی ہے اور کچھ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ ذوی الارحام کی توریث کا فتوی نہیں؛ حالاں کہ یہ بات غلط ہے۔ اختلاف بالاتفاق ذوی الارحام کی توریث کے قائل ہیں۔ امام مالک اور

امام شافعی رحمہما اللہ کا اختلاف تھا؛ مگر وہ بھی اب — جب کہ بیت المال منظم نہیں رہا — ختم ہو گیا ہے۔ اب موالک اور شوافع بھی ذوی الارحام کی توریث کے قائل ہیں۔ اور ختنی، حمل، مفقود، مرتد، اسیر، غرقی، حرقی، اور بدیمی کی توریث تو پہلے سے متفق علیہ ہے۔ پس اس حصہ کو چھوڑ دینے کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ فقہ کی کتابوں میں ”کتاب الفرانض“ کے یہ ابواب طلبہ کی گرفت میں نہیں آتے۔ وہ ہمیشہ ان مسائل سے ناپلدر رہتے ہیں؛ اس لیے ارباب مدارس سے گذارش ہے کہ وہ نصاب میں پوری سراجی داخل کریں؛ تاکہ اس فن کو پڑھنے کا فائدہ تام ہو۔

رہی اساتذہ کی ”شوری“ تو اس کا مجھے بخوبی علم ہے۔ اردو شرح عام طور پر ”باب المناستی“ تک ہیں، ”شریفیہ“ ایک بہترین کامل شرح ہے، مگر وہ عربی میں ہے۔ طرازی میں شارح نے ہمیت مردانہ سے کام لے کر پوری کتاب حل کی ہے۔ اب اساتذہ سے اتماس ہے کہ وہ ذرا مغز پیچ کریں، ان کی جانکاری سے نونہالانِ ملت کی استعداد پکی ہو گی اور وہ زندگی بھر دعا میں ویس گے۔ ایک خاص بات شرح کے تعلق سے یہ بھی گوش گزار کرنی ہے کہ شارح ”تخزیج مسئلہ“ کے بہت حریص ہیں، میں نے ان کے علی الرغم بہتی تخریجات حذف کر دی ہیں۔ ان کا یہ بھی نظریہ تھا کہ تخریج کا ”سچا عمل“، بھی شامل کتاب ہونا چاہیے؛ مگر وہ ایک چیستان بن کر رہ گیا تھا؛ اس لیے میں نے اس کو بھی حذف کر دیا ہے؛ غرض میں نے شرح میں بڑھایا کم، گھٹایا زیادہ ہے اور گویہ بات شارح کو ناگوار ہو گی؛ مگر میں نے اس کو کتاب اور قارئین کے لیے مفید خیال کیا ہے۔

آخر میں دست بدعا ہوں کہ مولائے کریم اس شرح کو قبول فرمائیں؛ اور اس کے فیض کو عام و تام فرمائیں (آمین) والحمد لله الذي بنعمته تَعْمَلُ الصالحات والصلوة والسلام على حبيبه محمد و على آلہ و صحبہ أجمعين.

کتبہ:

سعید احمد عفان اللہ عنہ پالن پوری؛ خادم دار العلوم دیوبند

۱۵/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۳ھ

حرف گفتی

نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُولِهِ الْکَرِیمِ۔ اُما بَعْدًا
 آفتابِ اسلام کے طلوں ہونے سے پہلے جس طرح زندگی کے دیگر شعبوں میں
 بے اصولی اور بے راہ روی راہ پائے ہوئے تھی، اسی طرح دنیا کی سب سے بڑی جھگڑے
 کی چیز و راشت و ترکہ میں بھی معیارِ اتحاق عجیب تھا، جس کی لائھی اس کی بھیں تھیں،
 طاقت و قوت کی نیاد پر ترکہ تقسیم ہوتا، کمزوروں، غریبوں، تیمور اور بیواؤں کو اس کے
 قریب پھٹکنے نہیں دیا جاتا تھا، عرب کہتے تھے: کیف نُعْطِی الْمَالَ مَنْ لَا يَرْكُبُ
 فَرَسًا، وَلَا يَحْمِلُ سِيفًا، وَلَا يُقَاتِلُ عَدُوًا؟ (المواریث ص: ۲۱) یعنی میراث
 کے متعلق وہ لوگ کیسے ہو سکتے ہیں؟ جونہ گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں، نہ تکوار اٹھاتے ہیں اور
 نہ ہی دشمنوں کا مقابلہ کرتے ہیں۔

اسلام کے جامع نظام میراث نے صاحبِ حق کو اس کا حق دیا، ایسے کامل و اکمل
 نظام کی نظر نہ پہلے دنیا میں تھی اور نہ بعد میں ہوگی، اللہ تعالیٰ نے صاف اعلان فرمادیا ہے:
 ﴿لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا﴾ یعنی تمہیں معلوم نہیں کہ تمہیں فائدہ پہنچانے
 میں کون وارث زیادہ نزدیک ہے؟ تمہارا اپنا بنایا ہوا قانون بے کار ہے، ﴿فِرِیضَةٌ مِنَ اللَّهِ﴾ یہ اللہ کا قطعی قانون ہے۔

علم مواریث کی بڑی اہمیت و فضیلت ہے، اسے نصف علم کہا گیا ہے، محلہ کرام
 رضی اللہ عنہم میں علم فرائض کے ماہر کچھ مخصوص افراد تھے، انہے اربعہ نے اس کے اصول
 و ضوابط کو شرح و سلط کے ساتھ بیان فرمایا، پھر علمائے امت نے اس پر مفصل کتابیں لکھیں،
 احتاف نے اس کو اپنی فقہ میں "کتاب الفرائض" کے عنوان سے بیان فرمایا اور مستقل
 تصانیف بھی کی گئیں مثلاً: فرائض صغائی، فرائض طحاوی، فرائض ترکمانی، فرائض عثمانی
 (صاحب ہدایہ) اور فرائض طاش کبری زادہ وغیرہ۔ (کشف الطعون)

”سراجی“ اپنی شہرت و افادیت میں محتاج تعارف نہیں، اسے ”الفرائض السراجیة“ اور ”فرائض سجادندی“ بھی کہا جاتا ہے، محقق مصنف کی ٹرف نگاہی اور ان کے معجز قلم نے اب تک زمانے کو اس کی نظر پیش کرنے سے عاجز کر رکھا ہے، بڑے بڑے محقق علماء نے اس کی شرح لکھ کر اس کی افادیت و تافعیت کو عام کیا، صاحب کشف الظنون کی تصریح کے مطابق اس وقت تک عربی میں تقریباً دو درجن شخص لکھی جا چکی تھیں، مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے ہوئے، اور متعدد منظومے تیار کیے گئے، نیز بعض لوگوں نے سراجی کے مختصرات بھی تحریر کیے، اس کی شروعات کی تعداد اب پچاس سے زیادہ ہو چکی ہے۔

ناچیز بے مایہ کی یہ شرح بھی اس تعداد میں حقیر اضافہ ہے، اخفر کو اس کتاب سے استفادے کائی پار موقع ملا، اسے چار مرتبہ درس آپڑھا، کہلی بار عربی دوم میں، پھر سوم میں، پھر پنجم میں، پھر افقاء میں؛ دوبار استاذ محترم مفتی عبدالقدوس بستوی مدظلہ العالی سے مدرسہ قاسم العلوم منگروان، اعظم گڑھ (یونی) میں پڑھا، اللہ آباد بورڈ کے نصاب میں ایک مضمون فرائض بھی تھا، اس موضوع پر اردو زبان میں کوئی جامع کتاب نہ مل سکی تو حضرت نے عربی دوم میں سراجی کی مدد سے احوال و قواعد لکھا کر ٹوادی، پھر بلا کتاب مسائل کی خوب تحریج کرائی۔ دوسرے سال عربی سوم میں کتاب کے ترجمہ سے ان قواعد کو منطبق کرادیا، بڑی آسانی سے کتاب سمجھ میں آگئی، کچھ کسر باقی رہ گئی تو وہ ”مدرسہ ریاض العلوم گورنمنٹ، جون پور“ میں استاذ محترم مفتی عبداللہ بستوی مظاہری زید مجدد نے پوری کرادی، اول الذکر استاذ آپ کے شاگرد ہیں، اور آپ حضرت مولانا وقار علی بجنوری استاذ مظاہر علوم سہارن پور کے شاگرد ہیں، ”وجہہ حصر“ کے انداز میں پڑھانے کا طرز بھی خاص انھیں کا ہے؛ اس لیے سراجی سے مناسبت بڑھ گئی؛ لیکن ”مناسنے“ ہی تک کتاب ہوئی۔ پھر دار العلوم دیوبند میں افقاء کے سال استاذ محترم مفتی جبیب الرحمن خیر آبادی دامت برکاتہم سے پوری کتاب پڑھی، اور ہر سال کی طرح امسال بھی کاپی لکھ لی۔

مادر علمی دارالعلوم دیوبند میں افتاء کے بعد ”تدریب فی الافتاء“ کے دو سال مطالعہ اور فتاویٰ نویسی کی مشق کے لیے متاز طلبہ کے داخلے ہوتے ہیں۔ بالاستیعاب سارے ابواب فقہیہ کا ہمہ گیر مطالعہ دو سال میں مشکل ہے؛ اس لیے نصاب میں پندرہ ابواب منتخب کیے گئے ہیں، احتراق نے اپنے لیے فرائض کے باب کا اضافہ کر لیا۔ طبیعت تصنیف و تالیف سیکھنے کی طرف مائل تھی؛ لیکن دیگر یونیورسٹیوں کی طرح دارالعلوم دیوبند میں کسی موضوع پر مقالہ نہیں لکھوایا جاتا؛ اس لیے اپنے طور پر فرائض سے متعلق نوٹس لکھتا رہا۔

چوں کہ بازار میں مکمل سراجی کی کوئی ایسی شرح اردو زبان میں نظر نہ آئی جس میں میری تفہیقی کا سامان ہو؛ اس لیے استاذ محترم مفتی سعید احمد پالن پوری سے مشورہ کے بعد شرح لکھنی شروع کر دی، اور اللہ کے فضل سے اسی سال (۱۴۲۹ھ) کام مکمل ہو گیا۔

اس شرح کی تسویہ و تبیض اور مسائل کی تحقیق میں بڑی جانکاری، دیدہ ریزی اور محنت کی گئی ہے، کئی مرتبہ مسودہ تیار کر کے پدلا گیا۔ پیش نظر یہ تھا کہ ایسے طرز پر شرح لکھنی جائے کہ یہ مشکل کتاب قارئین کے لیے آسان ہو جائے اور دل چھپ کا سبب بنے۔ امید ہے کہ یہ شرح حل کتاب میں خوب مدد و معاون ہو گی، بہت سے مسائل اور نئی چیزوں سے بھی قارئین واقف ہوں گے، جو کسی ایک شرح میں سمجھا نہیں ہیں۔

اس کے تیار کرنے میں جن جن احباب نے معاونت کی ہے، احتراق کا تہ دل سے شکر گزار ہے۔ جہاں تک حضرت استاذ محترم مفتی سعید احمد پالن پوری اور استاذ محترم مفتی محمد امین پالن پوری مدظلہ العالی کی شفقت تو، عناۃ تو، علمی رہنمائیوں، اصول تصنیف کی نشاندہی اور ہر مشکل موقع پر ہمت افزائی کا تعلق ہے، وہ بیان سے باہر ہے۔ احتراق کا رسی شکر یہ ادا کر کے اپنے اُن بے پناہ جذبات کی توہین کرنا نہیں چاہتا جو اس ناچیز کے دل میں موج زن ہیں، حقیقت تو یہ ہے:

لَوْ أَنِّي أُرِيتُ كُلَّ بِلَاغَةٍ وَأَفْئِيْتُ بَعْدَ النُّطُقِ فِي النَّظُمِ وَالنُّشُرِ
لَمَا كُتُبَ بَعْدَ الْكَلْ إِلَّا مُقْضِرًا وَمُعْتَرِفًا بِالْغَيْزِ عَنْ وَاجِبِ الشُّكْرِ
اُخْرِيْ مِنْ اسْتِرْجَاهَ کے پڑھنے والوں سے یہ عرض ہے کہ موائف ارش کے بعد پہلے وہ
”وجہ حضر“ کے طور پر لکھے گئے احوال کو زبانی یاد کر لیں۔ یہ حضرت مولانا وقار علی بختوری کا
ٹے کیا ہوا اسلوب ہے جو ان کے شاگردوں سے منقول ہو کر ہم تک پہنچا ہے۔ نیز وہ قواعد جو
مختصر مختصر طور پر لکھے گئے ہیں ان کو بھی یاد کر لیں؛ بغیر احوال یاد کیے سراجی کا سمجھنا بہت مشکل
ہے، پھر یہ کہ تخریج میں بارہا غلطی ہوتی رہے گی، اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائیں! آمین۔

احقر کو اپنی علمی بے مائیگی کا پورا اعتراف ہے، پوری محنت کے پاؤ جو داس میں
غلطیاں رہ جانا مستبعد نہیں، اہل نظر اگر کسی غلطی پر مطلع ہوں تو نشاندہی کر کے احسان
فرمائیں، احقر ان کا تہ دل سے شکرگزار ہو گا۔

اللہ تعالیٰ اس کو شرف قبولیت سے نوازیں اور اس ناکارہ اور اس کے اساتذہ اور
والدین کے لیے ذخیرہ آخرت بنائیں اور احقر کو پورے اخلاص کے ساتھ مزید علمی و دینی
خدمت کی توفیق عطا فرمائیں! (آمین)۔

رَبِّ أَوْزِعْنِيْ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْ أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالَّذِيْ
وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ.

کتبہ:

اشتیاق احمد قادری در بھنگوی

شعبہ تدریب فی التدریس، دارالعلوم دیوبند

رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ

شرح کا انداز

اس شرح کا انداز عام شرحوں سے کچھ مختلف ہے؛ اس لیے اس سلسلے میں چند باتیں جان لینی چاہیں؛ تاکہ استفادہ آسان ہو، عام شروعات میں پہلے عبارت پھر ترجمہ اس کے بعد حل لغت اور عبارت کی تشریح ہوتی ہے؛ لیکن اس شرح میں درس کا انداز اختیار کیا گیا ہے:

۱۔ پہلے عنوان قائم کر کے مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی مراد کو اپنے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے اور حسب ضرورت مثال سے مقصود کی وضاحت کی گئی ہے اور مسئلہ کی تخریج کہیں عبارت سے پہلے دی گئی ہے اور کہیں عبارت و ترجمہ کے بعد ہے اور بہت سی جگہوں میں آخر میں فوائد کے عنوان سے عبارت سے متعلق کچھ کام کی باتیں ذکر کی گئی ہیں اور مزید مثالوں سے قواعد کی وضاحت کی گئی ہے۔

درachiل یا انداز استاذ محترم مفتی محمد امین پالن پوری دامت برکاتہم کا اختیار کردہ ہے، انہوں نے ”الخیر الکثیر؛ شرح الفوز الکبیر“ کو اسی طرز پر لکھا ہے؛ فرماتے ہیں کہ یہ انداز میں نے دو وجہ سے اپنایا ہے۔

اولاً: اس وجہ سے کہ جب مبتدی طالب علم مشکل عبارت دیکھتا ہے تو گھبرا جاتا ہے۔ اور یہ خیال کرتا ہے کہ یہ عبارت میری سمجھ سے باہر ہے، یہ خیال اس کے لیے نہایت مضر ہوتا ہے؛ اس لیے میں نے پہلے مسئلہ کو آسان کر کے سمجھایا ہے؛ تاکہ مبتدی طالب علم جب مسئلہ اور بحث سمجھ کر عبارت پڑھے تو اس کو اچنیست محسوس نہ ہو۔

ثانیاً: اس وجہ سے کہ جو سعادت مند طالب علم اپنے ساتھیوں کو تکرار کرانا چاہتا ہے، وہ یہ انداز اپنا کرائی تکرار کو کامیاب بنائے، اور درس کا طریقہ سیکھے! (از حرف آغاز: الخیر الکثیر)

۲۔ الحمد للہ میں نے سراجی سے متعلق شروعات اور علم فرانس کے موضوع پر کچھ گئی قدیم و جدید، عربی، اردو اور فارسی کی ان تمام کتابوں سے کافی حد تک استفادہ کیا ہے جو دارالعلوم دیوبند اور ندوۃ العلماء لکھنؤ کے کتب خانوں میں مل سکیں۔ اور خُذْ مَا صفتی،

وَدُّعْ مَا كِدْر کے مطابق کار آمد باتیں لے لیں اور بے جا تفصیل یا غیر محقق باتیں یا ایسی باتیں جو سراجی پڑھنے والوں کے لیے غیر ضروری تھیں، ان سے احتراز کیا ہے۔

سراجی کی مشہور شرح شریفیہ (مع حاشیہ مولانا عبدالحکیم فرنگی محلی) سے خوب خوب استفادہ کیا ہے، اور جگہ جگہ اس کے حوالے بھی دیے ہیں، جس بات کا حوالہ ہو، اسے اسی شرح میں تلاش کرنا چاہیے!

۳— یہ شرح مبتدی اور متوسط طلبہ کے لیے لکھی گئی ہے؛ اس لیے اس میں تفصیلات سے ممکن حد تک احتراز کیا گیا ہے؛ البتہ سراجی کی واقعیت سے دقيق عبارت کو سمجھانے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے؛ لہذا جو حضرات تفصیل دیکھنا چاہیں وہ شریفیہ شرح سراجی کی طرف رجوع کریں، یہ بڑی عمدہ شرح ہے، اس سے عمدہ شرح میری نگاہ سے نہیں گزری، سراجی پر ایک لا جواب حاشیہ مولانا عبدالباری فرنگی محلی کا ہے، اس کا ایک نسخہ ندوۃ العلماء لکھنؤ کے کتب خانہ میں ہے، بازار میں دستیاب نہیں ہے۔

۴— سراجی کی عبارت سے متعلق وہ تمام اشکالات جو میرے ذہن میں آئے، انھیں آسان الفاظ میں حوالے کے ساتھ حل کیا ہے۔

۵— دارالعلوم دیوبند میں سراجی پڑھانے والے اساتذہ مولانا مجیب اللہ گونڈوی مدنظر العالی اور مولانا خورشید انور گیادی زید مجدد کے درس میں لکھی گئی کاپیوں کو بھی سامنے رکھ کر شرح کو آسان سے آسان تعبیرات میں دل حصہ بنانے کی پوری کوشش کی ہے۔

۶— ذوی الفروض کے احوال ”وجہ حصر“ کے طور پر لکھے گئے ہیں۔ عام طور سے ”محجوب“ ہونے والی حالت میں اشتباہ ہوتا ہے؛ اس لیے ممکن حد تک اسے پہلے لکھا گیا ہے، وجہ حصر میں ذی گئی ترتیب سے مسئلہ بنانے میں اشتباہ اور غلطی نہیں ہوتی۔

۷— ہر مسئلہ میں مفتی پر قول کی نشاندہی کی گئی ہے۔

۸— اس شرح کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ استاذ محترم مفتی سعید احمد پالن پوری کی نگرانی میں ترتیب دی گئی ہے، آپ نے ازاں تا آخر حرف احرفاً بڑی دیدہ ریزی سے دیکھ کر اس کے نوک پلک کو خوب سنوارا ہے۔ فجز اہ اللہ احسن الجزاء.

مصنف کے احوال

سراجی کے مصنف کا نام: محمد بن محمد بن عبد الرشید ہے، کنیت ابو طاہر اور لقب سراج الدین ہے، مسلم کا حنفی تھے، سجادوند کی طرف نسبت کی وجہ سے ”سجادوندی“ کہلاتے ہیں۔ سجادوند کے سلسلے میں مختلف اقوال ملتے ہیں: یا تو یہ افغانستان کے شہر کابل کا ایک قصبه ہے، یا بخارا میں ایک مقام ہے یا پھر سیستان کے ایک شہر سجادوند کا معرب ہے۔

علامہ سجادوندی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم ربائی، فقیہ، فراض اور حساب دان تھے، انہوں نے سراجی کی شرح بھی تحریر فرمائی تھی؛ لیکن وہ نایاب ہے، ان کی تصنیفات میں *الوقف والابتداء، الجبر والمقابلة، ذخائر نثار في أخبار السيد المختار* صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ ملتا ہے۔ (الاعلام: ۷/۲۲)

علامہ حمید الدین محمد بن علی نوقدی رحمۃ اللہ علیہ ان کے اساتذہ میں سے ہیں۔ کتب تاریخ میں مصنف کی تاریخ ولادت وفات کے سلسلے میں کوئی قطعیت نہیں ملتی ”کشف الظیون“ میں تاریخ وفات کی جگہ خالی ہے، ”الاعلام“ کے حاشیہ پر ہدیہ (۲/۱۰) کے حوالے سے تاریخ وفات ۴۰۰ ھ یا ۴۰۰ ھ لکھی ہے۔ استاذ محترم مفتی حبیب الرحمن خیر آبادی مدظلہ العالی مفتی دارالعلوم دیوبند نے اپنی کتاب ”تذکرۃ المصنفین“ میں ان کو ساتویں صدی ھجری کے علماء میں سے بتایا ہے؛ لیکن یہ بات قریب قیاس معلوم نہیں ہوتی؛ اس لیے کہ سراجی کی ایک شرح ابو الحسن حیدرۃ بن عمر الصغافی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی ہے، ان کی وفات ۳۵۸ ھ میں ہوئی ہے، (کشف الظیون: ۲/۱۲۳) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سراجی کے مصنف ۳۵۸ ھ سے پہلے کے ہیں۔ واللہ اعلم

نوت: مذکورہ بالا باقی مکشف الظیون، الاعلام، تذکرۃ المصنفین، ظفر المحسّلین اور هنیۃ الراجحی شرح سراجی سے لی گئی ہیں۔

حساب پیکھیں!

حسابی اصطلاحات

حساب چار ہیں: جمع (جوڑ) یعنی چند عددوں کو اکٹھا کرنا۔ نفی (گھٹانا) یعنی بڑے عدموں سے چھوٹے عدد کو کم کرنا۔ ضرب (بڑھانا) یعنی کسی عدد کو دو چند کرنا۔ تقسیم (بانٹانا) یعنی کسی عدد کا دوسرا عدد پر بٹوارا کرنا۔

حسابی علامات یہ ہیں: جمع کا نشان + نفی کا نشان - ضرب کا نشان × تقسیم کا نشان ÷ حاصل کا نشان =

عدد صحیح: پورا عدد۔ جیسے ایک، دو، تین آخوندک۔ ان کو لکھنے کے لیے یہ ہندسے مقرر ہیں: ۱، ۲، ۳، ۴، ۵ آخوندک۔

کسور (بٹا): ایک سے کم کو عربی میں "کسر" اور ہندی میں "بٹا" کہتے ہیں۔ جیسے: پاؤ، آدھا، پون، سوا، ڈیڑھ، پونے دو، ڈھائی وغیرہ اور ان کو اس طرح لکھتے ہیں: $\frac{1}{2}$ ، $\frac{2}{3}$ ، $\frac{3}{4}$ ، $\frac{1}{4}$ ، $\frac{1}{3}$ ، $\frac{2}{5}$ ، $\frac{3}{5}$ ، اور ان کو اس طرح پڑھتے ہیں: ایک بٹا چار، دو بٹا چار تین بٹا چار، ایک صحیح ایک بٹا چار، ایک صحیح دو بٹا چار، ایک صحیح تین بٹا چار، دو صحیح دو بٹا چار۔

کلکلوی لیٹر میں ایک پاؤ: پونٹ ۲۵، آدھا: پونٹ ۵۰، پون: پونٹ ۵۷، سوا: ایک اور پونٹ ۲۵، ڈیڑھ: ایک اور پونٹ ۵۰، پونے دو: ایک اور پونٹ ۵۷ ہوتا ہے (پونٹ: کلکلوی لیٹر میں نیچے زیر و کی دائیں جانب ایک چھوٹے سے نقطہ والا بٹن ہے)۔

اعداد کی ترتیب: اعداد دائیں جانب سے شروع ہوتے ہیں: سب سے پہلے اکائی، پھر دھائی، پھر سیکڑ، پھر ہزار، پھر دس ہزار، پھر لاکھ، پھر دس لاکھ، پھر کروڑ، پھر دس کروڑ، پھر ارب، پھر دس ارب، پھر کھرب، پھر دس کھرب، پھر نیل، پھر دس نیل، پھر پدم، پھر دس پدم، پھر سنکھ پھر دس سنکھ یا مہا سنکھ ہوتے ہیں۔

ل بٹا: اردو میں عدد صحیح کے بعد یعنی اس کی دائیں جانب لکھا جاتا ہے۔ اور ہندی و انگریزی میں عدد صحیح دائیں جانب اور بٹا روپی طرف لکھا جاتا ہے۔

صفر کا مطلب: صفر اگر عدد کی دائیں جانب ہو تو وہ اکاٹی اور عدد دہائی ہے اور باعیں جانب ہو اور اس کے بعد باعیں جانب کوئی عدد نہ ہو تو وہ کچھ بھی نہیں۔

ضرب کے پہاڑے

(یہ پہاڑے اتنے رٹ لیں کہ بے ترتیب بھی جواب دے سکیں)

$5 = 1 \times 5$	$2 = 1 \times 2$	$3 = 1 \times 3$	$2 = 1 \times 2$	$1 = 1 \times 1$
$10 = 2 \times 5$	$8 = 2 \times 4$	$6 = 2 \times 3$	$4 = 2 \times 2$	$2 = 1 \times 2$
$15 = 3 \times 5$	$12 = 3 \times 4$	$9 = 3 \times 3$	$6 = 3 \times 2$	$3 = 1 \times 3$
$20 = 4 \times 5$	$16 = 4 \times 4$	$12 = 4 \times 3$	$8 = 4 \times 2$	$4 = 1 \times 4$
$25 = 5 \times 5$	$20 = 5 \times 4$	$15 = 5 \times 3$	$10 = 5 \times 2$	$5 = 1 \times 5$
$30 = 6 \times 5$	$24 = 6 \times 4$	$18 = 6 \times 3$	$12 = 6 \times 2$	$6 = 1 \times 6$
$35 = 7 \times 5$	$28 = 7 \times 4$	$21 = 7 \times 3$	$14 = 7 \times 2$	$7 = 1 \times 7$
$40 = 8 \times 5$	$32 = 8 \times 4$	$24 = 8 \times 3$	$16 = 8 \times 2$	$8 = 1 \times 8$
$45 = 9 \times 5$	$36 = 9 \times 4$	$27 = 9 \times 3$	$18 = 9 \times 2$	$9 = 1 \times 9$
$50 = 10 \times 5$	$40 = 10 \times 4$	$30 = 10 \times 3$	$20 = 10 \times 2$	$10 = 1 \times 10$

.....

$10 = 1 \times 10$	$9 = 1 \times 9$	$8 = 1 \times 8$	$7 = 1 \times 7$	$6 = 1 \times 6$
$20 = 2 \times 10$	$18 = 2 \times 9$	$16 = 2 \times 8$	$14 = 2 \times 7$	$12 = 2 \times 6$
$30 = 3 \times 10$	$27 = 3 \times 9$	$24 = 3 \times 8$	$21 = 3 \times 7$	$18 = 3 \times 6$
$40 = 4 \times 10$	$36 = 4 \times 9$	$32 = 4 \times 8$	$28 = 4 \times 7$	$24 = 4 \times 6$
$50 = 5 \times 10$	$45 = 5 \times 9$	$40 = 5 \times 8$	$35 = 5 \times 7$	$30 = 5 \times 6$
$60 = 6 \times 10$	$54 = 6 \times 9$	$50 = 6 \times 8$	$42 = 6 \times 7$	$36 = 6 \times 6$
$70 = 7 \times 10$	$63 = 7 \times 9$	$56 = 7 \times 8$	$49 = 7 \times 7$	$42 = 7 \times 6$
$80 = 8 \times 10$	$72 = 8 \times 9$	$64 = 8 \times 8$	$56 = 8 \times 7$	$48 = 8 \times 6$
$90 = 9 \times 10$	$81 = 9 \times 9$	$72 = 9 \times 8$	$63 = 9 \times 7$	$54 = 9 \times 6$
$100 = 10 \times 10$	$90 = 10 \times 9$	$80 = 10 \times 8$	$70 = 10 \times 7$	$60 = 10 \times 6$

تلفظ: اکنْ (اکاٹی) ڈولی، تیا، چوکے، پنجے، چھکے، سترے، اٹھئے، نویں، (نم) دھم

(دانہے) مثلاً: اس طرح پڑھیں: چار اکن (اکائی) چار، چار دو نی آٹھ، چار تیا بارہ، چار چوکے سولہ، چار پنجے میں، چار مچھلے چونیں، چار سنتے اٹھائیں، چار اٹھے بیس، چار نم چھتیں، چار دہم (دانہے) چالیس۔

جمع (جوڑ) کا طریقہ

جن اعداد کو جن اعداد میں جوڑنا ہے ان کو اپر نیچے لکھیں اور نیچے لکھنے کی ترتیب دیں، اس طرح: $\frac{۵۲۹}{۳۳۴}$ خیال رکھیں کہ اکائی کے نیچے اکائی، دہائی کے نیچے دہائی اور سیکڑہ کے نیچے سیکڑہ آئے۔ اعداد ادھر ادھر ہٹ جائیں گے تو حساب میں غلطی ہو سکتی ہے۔ پھر دائیں جانب سے جوڑ کا عمل شروع کریں۔ ۵ اور ۹ کو ملا ۱۴ ہوں گے۔ ان میں سے اکائی ۲ کو دائیں طرف اکائی کی لائن کے نیچے لکھیں اور ایک کو محفوظ رکھیں۔ پھر ۳ اور ۲ کو ملا ۵: ۶ ہوئے۔ ان میں پہلے والا ایک شامل کریں۔ سات ہوئے؛ چوں کہے صرف اکائی ہے؛ اس لیے اس کو دہائی کی لائن کے نیچے لکھ دیں۔ پھر ۳ اور ۲ کو ملا ۵۔ آٹھ ہوئے ان کو سیکڑہ کی لائن کے نیچے لکھ دیں۔ جوڑ کا عمل مکمل ہو گیا۔ اب جوڑ کی صورت یہ ہے۔ $\frac{۳۳۵}{۳۲۹}$

جوڑ کی صحت جانچنے کا طریقہ: ایک تو یہ ہے کہ دوبارہ جوڑ کر دیکھ لو۔ غلطی ہوئی ہوگی تو پہنچ چل جائے گا۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ لکیر سے اپر والے اعداد کو کسی بھی طرف سے جوڑنا شروع کرو اور ان میں سے ۹ کو حذف کرتے جاؤ۔ آخر میں صفر یا جو بھی عدد نیچے اسے ایک طرف لکھ لو۔ پھر لکیر سے نیچے کے اعداد کو اسی طرح جوڑ اور نو کو حذف کرتے رہو۔ اگر آخر میں وہی نیچے جو اپر بچا ہے تو جوڑ صحیح ہے، درجہ غلط ہے۔ لہذا دوبارہ جوڑ۔ جیسے مذکورہ مثال میں ۵ اور ۳ کو جوڑ ا تو ۹ ہوئے۔ اس کو چھوڑ دیا، پھر ۳ اور ۲ کو جوڑ ا تو ۶ ہوئے (۹ کو چھوڑ دیا کیوں کہ اس کا جوڑ نالا حاصل ہے) پھر ۶ میں ۳ کو جوڑ ا تو ۰ ہوئے۔ ان میں سے ۹ چھوڑے تو ایک بچا اسی کو محفوظ کر لیا۔ پھر لکیر سے نیچے کے اعداد کو جوڑو: ۳ اور ۷ = ۱۰ نو چھوڑے: ۳ نیچے۔ دو اور ۸ = ۱۰ نو چھوڑے ایک بچا۔ معلوم ہوا کہ مذکورہ جوڑ صحیح ہے۔

کلکلیو لیٹر سے جمع کا طریقہ: جن اعداد کو جوڑنا ہے ان میں سے اپر والے اعداد

کے بٹن دبائیں؛ مگر باعث میں طرف سے اعداد کے بٹن دبانے شروع کریں۔ جیسے مذکورہ بالا مثال میں ۲ پھر ۳ پھر ۵ کے بٹن دبائیں۔ مقام نمود (Display) میں ۳۳۵ آئے گا۔ پھر جمع کا بٹن + دبائیں۔ پھر دوسرے اعداد کے بٹن ۳ پھر ۲ پھر ۹ دبائیں، تو پہلے اعداد غائب ہو کر مقام نمود میں یہ اعداد آ جائیں گے پھر حاصل کا بٹن = دبائیں تو دونوں عددوں کا جوڑ سامنے آ جائے گا؛ البتہ موبائل میں سارے اعداد اسکرین پر ہوتے ہیں۔ اور متعدد اعداد جمع کرنے ہوں تو ہر عدد کے بعد جمع کا بٹن دبا کر اگلے اعداد کے بٹن دبائیں اور آخر میں حاصل کا بٹن دبائیں تو سب کا جوڑ سامنے آ جائے گا۔

۱۵۱۵۳	۲۲۲۲	۲۳۳۰	۵۱۸	تمرین:
۱۶۱۶۷	۳۳۳۳	۷۲۳۰	۹۳۰	۱۲۲۷
۱۸۱۸۲	۳۳۳۳	۹۳۰۰	۲۱۲	۲۳۳۰

جوابات بے ترتیب: ۱۶۶۰، ۱۸۸۸۰، ۳۵۶۷، ۳۹۵۰۲، ۹۹۹۹

لفی (گھٹانے) کا طریقہ

جس بڑے عدد میں گھٹانا ہے، اس کو اور لکھیں اور جس چھوٹے عدد کو گھٹانا ہے اس کو نیچے لکھیں۔ پھر نیچے لکیر کھینچ دیں جیسے: $\frac{59}{201}$ ۔ اور خیال رکھیں کہ اکائی کے نیچے اکائی، دہائی کے نیچے دہائی اور سیکڑہ کے نیچے سیکڑہ آئے۔ پھر دائیں طرف سے عمل شروع کریں۔ ایک میں سے ایک گیا تو کچھ نہیں بچا۔ لہذا نیچے صفر لکھ دیں اور ۹ کے نیچے کچھ نہیں، لہذا ۹ کو نیچے اتار لیں اور ۵ میں سے ۲ گئے تو ۳ بچے وہ نیچے سیکڑہ کی جگہ لکھ لیں۔ عمل کامل ہو گیا۔

حاصل ۳۹۰ آیا؛ اب عمل کی شکل یعنی: $\frac{59}{201}$

اور چوں کہ جوڑ میں بھی اسی طرح اعداد لکھے جاتے ہیں؛ اس لیے دوسری سطر کے اعداد کی پائیں جانب لفی کا نشان۔ بنادیں؛ تاکہ جوڑ سے اشتباہ نہ ہو۔

لفی کی صحت جانپنے کا طریقہ: یہ ہے کہ نیچے کی دونوں سطروں کے اعداد کو جوڑ لیں۔ اگر پہلی سطر والے اعداد حاصل ہوں تو حساب صحیح ہے، ورنہ بھول ہے۔ دوبارہ حساب کریں۔ جیسے مذکورہ مثال میں اکائی کی جگہ پہلی سطر میں ایک ہے اور اد پر بھی ایک ہے۔ اور

دہائی کی جگہ دوسری سطر میں ۹ ہے اور اوپر بھی نو ہے۔ اور سیکڑہ کی جگہ ۲ اور ۳ ہیں جن کا مجموعہ ۵ ہے اور اوپر بھی پانچ ہیں۔ لہس حساب صحیح ہے۔

کلکسیو لیٹر سے لفی کا طریقہ: پہلے بڑے اعداد کے بٹن دبائیں، پھر لفی کا یہ بٹن دبائیں پھر چھوٹے اعداد کے بٹن دبائیں، پھر حاصل کا بٹن = دبائیں تو نتیجہ نمودار ہوگا۔ جیسے مذکورہ بالامثال میں: ۵ پھر ۹ پھر ایک کے بٹن دبائے۔ پھر لفی کا بٹن = دبایا۔ پھر ۲ پھر صفر پھر ایک کے بٹن دبائے، پھر حاصل = کا تو ۹۰۳ نمودار ہوں گے۔

نوٹ: چھوٹے اعداد میں سے بڑے اعداد نہیں گھٹ سکتے۔ جیسے ۵۲ میں سے ۹۲۸ نہیں گھٹ سکتے۔

فائدہ: اگر اوپر کسی جگہ چھوٹا عدد ہو اور نیچے بڑا، تو باعیں جانب سے ایک دہائی ہدیہ لے لیں۔ جیسے: $\frac{۳۲۹}{۳۳۵}$ میں سے ۹ نہیں گھٹ سکتے؛ اس لیے باعیں طرف کے عدد ۳ میں سے ایک لیا اور اس کو ۵ کی باعیں جانب رکھا تو ۵ اہوئے۔ اس میں سے ۹ گئے تو ۶ نیچے لکھ لیا۔ اب ۳ کی جگہ ۳ باقی رہے۔ ان میں سے ۲ کو گھٹایا تو ایک بجا اسے نیچے لکھ لیا۔ اور ۳ میں سے ۲ گئے تو کچھ نہیں بجا؛ اس لیے اس کے نیچے جگہ خالی چھوڑ دی۔

تمرین: نیچے کے عدد کو اوپر کے عدد میں سے گھٹائیں $\frac{۵۱۳۰}{۳۲۳۵}$ ۔ $\frac{۷۸۲۰}{۷۳۳۵}$ ۔ $\frac{۷۱۳۲}{۳۶۲۵}$ ۔ $\frac{۱۰}{۱۲۱}$ ۔ $\frac{۱۰۰۳}{۱۲۰۳}$ ۔

جو ایات بے ترتیب: ۶۱۳۲، ۷۱۳۰، ۱۰، ۳۶۲۵، ۷۳۳۵، ۱۰۰۳، ۷۸۲۰، ۳۲۳۵

ضرب کا طریقہ

جن اعداد میں ضرب دینا ہو، ان کو اوپر لکھیں اور جس عدد سے ضرب دینا ہواں کو نیچے لکھیں۔ اور اس کی باعیں جانب ضرب کا نشان \times بنادیں (تاکہ جوڑ سے اشتباہ ختم ہو جائے) اور نیچے لکیر کھینچ دیں جیسے: $\frac{۳۵۵}{۵} \times ۵$ پھر ۵ اور اوپر کے اعداد میں پہاڑہ چلاعیں جیسے: پانچ نیچے ۱۲۵ میں سے اکائی ۵ کو لکیر کے نیچے اکائی کے نیچے لکھ دیں اور ۲ کو محفوظ کر لیں۔ پھر پانچ نیچے ۱۲۵ اور محفوظ ۲ کو شامل کیا تو ۱۲۷ اس میں سے بھی اکائی ۲ کو ۵ کی باعیں

جانب لکھیں اور ۲ کو محفوظ کر لیں۔ پھر پانچ چوکے ۲۰ اور محفوظ ۲ کو شامل کیا تو ۱۲۲ اب چوں کہ آگے کوئی عدد نہیں؛ اس لیے پورے ۲۲ کوے کی بائیں طرف لکھ دیں۔ عمل مکمل ہو گیا۔

$$\begin{array}{r} 355 \\ \times 5 \\ \hline 1775 \end{array}$$

اور اگر چند عدد دوں سے ضرب دینا ہوتا ان کو بھی ایسے ہی لکھیں پھر پہلے عدد میں مذکورہ بالاطریقہ پر پہاڑہ چلائیں۔ پھر دوسرے عدد میں؛ مگر چوں کہ یہ دہائی ہے؛ اس لیے نیچے اکائی کی جگہ چھوڑ کر دہائی کی جگہ سے لکھنا شروع کریں۔ اور اکائی کے نیچے کائنٹ × بنا دیں؛ تاکہ بھول نہ ہو (اور تمیں اعداد ہوں تو تیرے عدد کا عمل سیڑھہ کی لائیں کے نیچے سے لکھنا شروع کریں اور اکائی اور دہائی کے نیچے دو کائنٹیاں بنا دیں) پھر لکیر کھینچ کر عدد دوں کو جمع کریں تو حاصل ضرب سامنے آئے گا۔ جیسے:

$$\begin{array}{r} 2225 \\ \times 55 \\ \hline 11125 \\ 11125 \\ \hline 12225 \end{array}$$

کلکیو لیٹر سے ضرب کا طریقہ: پہلے ان اعداد کے بین دبائیں جن میں ضرب دینا ہے۔ پھر ضرب کا نشان × دبائیں۔ پھر ان اعداد کے بین دبائیں جن سے ضرب دینا ہے۔ پھر حاصل کا بین = دبائیں۔ حاصل ضرب سامنے آجائے گا۔ مثلاً مذکورہ بالامثال میں: ۳ پھر ۵ پھر ۵ کے بین دبائیں۔ پھر ضرب کا بین دبائیں، پھر ۵ کا بین دبائیں۔ پھر حاصل کا بین = دبائیں تو ۲۲۷۵ نمودار ہو گا۔ دوسری مثال میں پہلے ۲۲۲۵ کے بین دبائیں۔ پھر ضرب کا پھر ۵۵ کے، پھر حاصل کا تو ۱۲۲۳۷۵ نمودار ہوں گے۔

ترین: ۵۰ کو ۵۰ میں ضرب دیں۔ اسی طرح 129×225 , 27×920 ,

$$33 \times 322, 28 \times 221$$

جو ابادت بے ترتیب: ۶۱۸۸, ۲۹۳۳۷۵, ۴۵۳۸۰, ۳۷۵۰۰, ۱۹۵۳۶

نوٹ: پہلے دیے گئے پہاڑے ضرب کے ہیں۔ ان کو جس قدر رٹ کر مضبوط کر لیا جائے گا، حساب آسان ہو گا۔

تلقیہ کا طریقہ

پہلے ان اعداد کو لکھیں جن کو تقسیم کرنا ہے۔ پھر ان کی دونوں جانب ”کان نما“ لکیریں کھینچیں۔ اور چاہیں تو ان کو اوپر سے جوڑ دیں۔ پھر باعثیں کان میں وہ عدد یا اعداد لکھیں جن سے تقسیم کرنا ہے۔ اس طرح (۲۲۵) پھر عمل شروع کریں۔ اور داعیں کان میں حاصل قسمت لکھتے جائیں (بعض لوگ لکیر کے اوپر حاصل قسمت لکھتے ہیں) پھر پہاڑہ چلا میں: پانچ کا پہاڑہ فقط ۳ پر نہیں چلے گا؛ اس لیے اس کے ساتھ ۲ کو ملا میں ۳۲ ہوئے۔ اب پہاڑہ چلے گا: پانچ اٹھے ۲۰ آگے گنجائش نہیں؛ لہذا ۲۰ کو ۳۲ کے نیچے لکھ دیں اور حاصل ضرب ۸ کو داعیں کان میں لکھ دیں۔ پھر لکیر کھینچ کر ۳۲ میں سے ۲۰ کو گھٹا میں ۲ کے نیچے چوں کہ صفر ہے؛ اس لیے اس کو نیچے اتار لیں اور چار میں سے چار جائیں گے تو کچھ نہیں بچے گا۔ پھر اوپر سے ۵ کو ۲ کی داعیں جانب اتار لیں ۲۵ ہو گئے؛ اب پھر پہاڑہ چلا میں: پانچ نیچے ۲۵ کو ۲۵ کے نیچے لکھ دیں۔ اور حاصل ضرب ۵ کو داعیں کان میں ۸ کے پاس داعیں طرف لکھ دیں۔ پھر ۲۵ میں سے ۲۵ کو گھٹا میں تو کچھ نہیں بچے گا۔ عمل مکمل ہو گیا۔ حاصل قسمت ۸۵ آیا یعنی اگر آپ ۳۲۵ چیزیں پانچ آدمیوں میں مساوی تقسیم کریں تو ہر ایک کو ۸۵ ملیں گی۔

اور اگر نیچے کوئی ایسا عدد نجج جائے جو تقسیم نہ ہو سکے۔ مثلاً مذکورہ مثال میں اگر ۳۲۶ (۸۵) ہوں تو آخر میں ایک نجج جائے گا۔ اس کو ۱۰۰ اسے ضرب دے کر پیسے نکالیں (اعداد کی داعیں جانب دو صفر بڑھانے سے پیسے بن جاتے ہیں) پھر حاصل ضرب پر دو کان بنانا کرو ہاں ۵ لکھیں اور ان پیسوں کو تقسیم کریں اور داعیں کان میں حاصل ضرب لکھتے جائیں۔ جیسے:

$$\begin{array}{r}
 5(326)(85) \\
 \hline
 30 \\
 26 \\
 25 \\
 \hline
 5(100)(20) \\
 \hline
 10
 \end{array}$$

وضاحت: ایک بچا تھا تو اس کی دائیں جانب دو صفر لگائے تو ۱۰۰ اپنے ہو گئے۔ ان کو ۵ سے تقسیم کیا تو ۱۰ ایں دو مرتبہ پہاڑہ چلا۔ پس ۲ کو دائیں کان میں لکھ لیا اور ۱ کو ۱ کے نیچے لکھا۔ اور گھٹایا تو کچھ نہیں بچا۔ اب اور صرف صفر رہ گیا۔ اس کو نیچے اتارا؛ چون کہ پہاڑہ نہیں چلے گا؛ اس لیے اس کو دائیں کان میں ۲ کی دائیں جانب لکھ لیا تو حاصل قسم ۲۰ اپنے آیا۔ اب دونوں تقسیموں کے حاصل کو اس طرح لکھیں ۸۵، ۲۰ یعنی پچاسی روپے بیس پنیزے۔

کلکیو لیٹر سے تقسیم کا طریقہ: پہلے ان اعداد کے بین دبائیں جن کو تقسیم کرنا ہے۔ مثلاً ۳ پھر ۲ پھر ۶ کے بین دبائیں۔ پھر تقسیم کا نشان ۷ دبائیں۔ پھر اس عدد یا اعداد کے بین دبائیں جن سے تقسیم کرنا ہے، مثلاً ۵ کا بین دبائیں، پھر حاصل کا بین = دبائیں تو حاصل قسم ۸۵ سامنے آئے گا۔ اور ۳۲۶ کو ۵ سے تقسیم کریں گے تو حاصل قسم ۸۵.۲ آئے گا۔ پونٹ ۲ کا مطلب ہے: ۲۰ اپنے۔

$$\text{تمرین: } \frac{326}{5} = 65 \dots 1$$

$$\text{جوابات بے ترتیب: } 29.2 \quad 18.8 \quad 10 \quad 120$$

کسور یعنی بٹوں کے جوڑ، نفی، ضرب اور تقسیم کا طریقہ

بٹوں کو باہم جوڑنے کا، بٹوں سے بٹوں کی نفی کرنے کا، بٹوں کو بٹوں میں ضرب دینے کا اور بٹوں پر بٹوں کو تقسیم کرنے کا طریقہ ذرا پیچیدہ ہے۔ سراجی میں اس کی کوئی خاص ضرورت پیش نہیں آتی، اور جہاں ضرورت پیش آتی ہے، وہاں ”وضاحت“ میں حساب سمجھا دیا گیا ہے۔ اور اب کلکیو لیٹر کے دور میں تو بٹوں کی مطلق ضرورت نہیں رہی۔ جیسے نسب کا رواج چل پڑا تو لوگ ”عقدہ اناہل“ بھول گئے؛ اس لیے بٹوں کا حساب اس کتاب میں نہیں دیا گیا۔ خواہش مند حضرات حساب کی کتابوں کی طرف رجوع کریں۔ یا حضرت مفتی محمد یوسف تاؤلوی زید مجدد کی تقریر ”درس سراجی“ دیکھیں۔ اس میں تفصیل سے یہ حساب دیا گیا ہے۔

کلکیو لیٹر سے آپ پاؤ، آدھے اور پون کو جوڑنا چاہیں تو پونٹ ۲۵ دبائیں پھر جمع کی علامت + دبائیں۔ پھر پونٹ ۵۵ دبائیں، پھر جمع کی علامت دبائیں، پھر پونٹ ۷۵ دبائیں۔ پھر حاصل کی علامت = دبائیں تو تینوں کا جوڑ ۵۰۵۔ اسے آئے گا یعنی تینوں کا مجموعہ ڈیڑھ ہوا۔ اسی طرح سوا، ڈیڑھ اور پونے دو کو جوڑنا چاہیں تو ۲۵۔ ادبائیں پھر جمع کا بٹن دبائیں پھر ۵۰۵۔ ادبائیں، پھر جمع کا بٹن دبائیں، پھر ۵۷۔ ادبائیں پھر حاصل کا بٹن دبائیں تو تینوں کا جوڑ ۵۰۵۔ سامنے آئے گا یعنی تینوں کا مجموعہ ساڑھے چار ہوا۔

اور اگر $\frac{1}{3}$ میں سے اٹ گھٹانا چاہیں تو ۵۰۳. ۵۰ دبائیں، پھر نفی کا بٹن دبائیں، پھر ۵۰۵۔ ادبائیں۔ پھر حاصل کا بٹن دبائیں تو نتیجہ ۳ آجائے گا یعنی ساڑھے چار میں سے ڈیڑھ گیا تو تین باقی بچا۔

اسی طرح ضرب کے لیے عمل کریں۔ اگر $\frac{1}{3}$ کو $\frac{1}{3}$ میں ضرب دینا چاہیں تو ۳. ۵۰۵
کے بعد ضرب کا بٹن \times دبائیں، پھر ۵۰۵۔ ادبائیں، پھر حاصل کا بٹن دبائیں تو ۶. ۷۵
سامنے آئے گا یعنی دونوں کا مجموعہ ۶ $\frac{3}{4}$ (پونے سات) ہوا۔

اسی طرح $\frac{1}{3}$ کو $\frac{1}{3}$ پر تقسیم کرنا چاہیں تو ۵۰۳. ۵۰ دبائیں، پھر تقسیم کا بٹن \div دبائیں، پھر ۵۰۵۔ ادبائیں پھر حاصل کا بٹن دبائیں تو ۳ حاصل قسم نظر آئے گا یعنی ساڑھے چار کو ڈیڑھ پر تقسیم کیا تو حاصل قسم تین آیا۔

نوٹ: اور یہ بات یاد رکھیں کہ پاؤ ($\frac{1}{3}$) کلکیو لیٹر میں پونٹ ۲۵ ہوتا ہے۔ اور آدھا: پونٹ ۵۰، اور پون: پونٹ ۵۷۔ اور ان کو فیصد بھی کہتے ہیں: پاؤ یعنی ۲۵ فیصد، آدھا یعنی پچاس فی صد، پون یعنی پچتری فی صد۔ اور فی صد کی علامت % ہے۔



یہ آیات سمجھ کر حفظ کریں!

میراث کے اکثر احکام قرآن کریم میں مذکور ہیں اور اس سلسلہ میں بنیادی آیتیں تین ہیں۔ طلبہ کو چاہیے کہ یہ آیات ترجمہ کی مدد سے سمجھ کر حفظ کر لیں، ان شاء اللہ اس سے فن میں بہت مدد ملے گی۔

پہلی آیت: يُوصِّيْكُمُ اللَّهُ فِيْ أَوْلَادِكُمْ لِلَّهُ كُرِّمُ مِثْلُ حَظِّ الْأَنْثَيْنِ فَإِنْ كُنْ نِسَاءٌ فَوْقَ النِّسَاءِ فَلَهُنَّ ثُلَّا مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلَا بَوْيَهُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبُوهُهُ فِيْلَامِهِ الْثُلُثُ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فِيْلَامِهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِّيْ بِهَا أَوْ ذِيْنِ ابْنَاؤُكُمْ وَابْنَاءُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ أَيْهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فِيْرِبْضَةٍ مِنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيمًا۔ (سورہ نساء آیت: ۱۱)

ترجمہ: اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے حق میں تاکیدی حکم دیتے ہیں کہ ایک مرد (لڑکے) کا حصہ دو عورتوں (لڑکیوں) کے برابر ہے، پھر اگر دو سے زیادہ صرف عورتیں (بیٹیاں) ہوں تو ان کے لیے ترکہ کا دو تھائی حصہ ہے، اور اگر ایک (بیٹی) ہو تو اس کے لیے آدھا ہے۔ اور میت کے والدین میں سے ہر ایک کے لیے ترکہ کا چھٹا حصہ ہے اگر میت کی اولاد ہے، اور اگر اس کی کوئی اولاد نہیں اور والدین اس کے وارث ہیں تو اس کی ماں کے لیے ایک تھائی ہے (اور باقی دو تھائی بات کو ملے گا) پھر اگر میت کے کئی بھائی ہیں تو اس کی ماں کے لیے چھٹا حصہ ہے، اس دیصت کے بعد جو وہ کر کے مر گیا، یا ادائے قرض کے بعد، تمہیں معلوم نہیں کہ فائدہ پہنچانے میں تمہارے باپ اور تمہارے بیٹوں میں سے کون تم سے زیادہ قریب ہے، یہ حصہ اللہ کا متعین کردہ ہے، یقیناً اللہ خوب جانے والے، بڑی گہری سوجھ بوجھ دالے ہیں۔

دوسری آیت

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ
وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُؤْصِيْنَ بِهَا أَوْ دِيْنَ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ
مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الشُّمُنْ مِمَّا تَرَكْتُمْ
مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُؤْصِيْنَ بِهَا أَوْ دِيْنَ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كُلَّهُ أَوْ امْرَأَةٌ وَلَهُ
أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلٍّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوا أَكْفَارًا مِنْ ذِلِكَ فَهُمْ
شُرَكَاءٌ فِي الْفُلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُؤْصِيْنَ بِهَا أَوْ دِيْنَ غَيْرَ مُضَارٍ وَصِيَّةٍ مِنْ
اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ۔ (سورہ ناء آیت ۱۲)

ترجمہ: اور تمہارے لیے تمہاری بیویوں کے ترکہ کا آدھا ہے اگر ان کی کوئی اولاد نہ ہو، اور اگر ان کی کوئی اولاد ہو تو تمہارے لیے چوتھائی ہے اس مال میں سے جو وہ چھوڑ گئیں، اس وصیت کے بعد جو وہ کر کے مر گئیں یا (ادائے) قرض کے بعد۔ اور ان (بیویوں) کے لیے تمہارے ترکہ کا چوتھائی حصہ ہے اگر تمہاری کوئی اولاد نہ ہو، اور اگر تمہاری کوئی اولاد ہے تو ان کے لیے تمہارے ترکہ کا آٹھواں حصہ ہے، اس وصیت کے بعد جو تم کر کے مر جاؤ یا (ادائے) قرض کے بعد۔ اور اگر وہ مرد جس کی میراث (بٹری) ہے باپ (دادا) اور بیٹا (پوتا) کچھ نہیں رکھتا یا ایسی کوئی عورت ہے، اور اس کا (ماں شریک) بھائی یا بہن ہے تو ان میں سے ہر ایک کے لیے چھٹا حصہ ہے، اور اگر (ماں شریک بھائی بہن) زیادہ ہوں تو سب ایک تھائی میں (براہر کے) شریک ہیں، اس وصیت کے بعد جو کی جاتی ہے، یا قرض کے بعد جب تک وہ اور دوں کا نقصان کرنے والا نہ ہو۔ یہ اللہ کا تاکیدی حکم ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والے اور بڑے برداشت کرنے والے ہیں۔

۱۔ دارثوں سے چون کہندی شد تھا کہ ترکہ میت میں سے میت کا قرض اور وصیت ادا نہ کریں؛ بلکہ تمام مال آپ ہی رکھ لیں؛ اس لیے میراث کے ساتھ دونوں کی پار بارتا کید کی گئی ہے۔

تیسرا آیت

يَسْأَلُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتَنُكُمْ فِي الْكَلَالَةِ، إِنِّي أَمْرَوْهُمْ لَكَ لَيْسَ لَهُ
وَلَدٌ، وَلَهُ أُخْثٌ فَلَهَا نِصْفٌ مَا تَرَكَ، وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ، فَإِنْ
كَانَتَا اثْتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلَاثَانِ مِمَّا تَرَكَ، وَإِنْ كَانُوا إِخْرَاجًا رِجَالًا وَنِسَاءً،
فَلِلَّهِ كُلُّ حَظٍّ الْأَنْثَيْنِ، يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَنْ تَضْلُّوا، وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ.
(سورہ نساء آیت: ۲۷)۔

ترجمہ: آپ سے (صحابہ) مسئلہ پوچھتے ہیں، تو آپ کہہ دیجیے کہ اللہ تم کو کلالے کے
بارے میں مسئلہ بتاتے ہیں، اگر کوئی آدمی مر گیا، جس کی اولاد نہیں ہے اور اس کی ایک بہن
ہے تو اس (بہن) کو ترکہ کا آدھا ملے گا، اور وہ (بھائی) دارث ہے اس بہن کا اگر اس کی
ولاد نہ ہو تو پھر اگر وہ دو بہنیں ہوں تو ان کے لیے ترکہ کا دو تھائی حصہ ہے، اور اگر وہ سب
بھائی بہن، یعنی مرد اور عورتیں ہوں تو ایک مرد کے لیے دو عورتوں کے حصے کے برابر ہے۔
اللہ تمہارے (فائدے کے) لیے واضح فرماتے ہیں؛ تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ اور اللہ ہر چیز کو
خوب جانتے ہیں۔



۱۔ کلالہ کے لغوی معنی ہیں کمزور اور ضعیف، اور اصطلاح میں کلالہ سے وہ شخص مراد ہے جس کا نہ باپ (داوا) زندہ ہو۔
اور نہ کوئی اولاد، اصلی وارث باپ داوا اور بیٹا پوتا ہے، ان کے نہ ہونے کی صورت میں بھائی بہن، بیٹا بیٹی کے حجم میں
ہو جاتے ہیں۔

۲۔ اگر اس کے بر عکس ہو جیسی کوئی عورت لاولد مر گئی اور اس نے صرف بھائی چھوڑا تو وہ عصب بخوبی ہونے کی خیلت سے
وارث ہوگا۔

۳۔ یعنی چند بھائی اور چند بہنیں چھوڑیں تو بھائی کو دو ہر اور بہن کو اکبر ا حصہ ملے گا، تقسیمات آگے کتاب میں آئیں گی۔

کتاب کا آغاز

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ حَمْدُ الشَّاكِرِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
عَلَى خَيْرِ الْبَرِيَّةِ مُحَمَّدٌ وَآلِهِ الطَّيِّبِينَ وَالظَّاهِرِينَ.

ترجمہ: تمام تعریفیں جہانوں کے پروڈگار اللہ کے لیے ہیں (میں) احسان
ماننے والوں کی تعریف کی طرح (تعریف کرتا ہوں) اور رحمت کاملہ اور سلامتی ہو بہترین
خلائق حضرت محمد پر، اور آپ کی پاک باطن اور پاک ظاہر خانوادے پر۔

ترکیب و تشریح: حَمْدُ الشَّاكِرِينَ مرکب اضافی منصوب بزرع خافض ہے ای
کَحْمَدُ الشَّاكِرِينَ اور جار مجرور محدوف سے متعلق ہیں ای خَمْدَه کَحْمَدِ
الشَّاكِرِينَ مصنف علیہ الرحمہ کا مقصد یہ ہے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کے بے پایاں احسانات
ہیں؛ اس لیے میں احسان ماننے والے بندوں کی طرح دل سے متوجہ ہو کر اللہ کی تعریف
کرتا ہوں۔ **مُحَمَّدٌ:** خیر البریّہ سے بدل ہے، یا اس کا عطفہ بیان ہے۔

لغت: بَرِيَّةٌ بِرُوزِنَ فَعِيلَةٌ بِمَعْنَى مُخْلوقٍ، جَمْعٌ بِرَأْيَا.

علم فرائض اور اس کی اہمیت

علم فرائض: وہ علم ہے جس سے میت کا ترکہ اس کے شرعی ورثاء کے درمیان تقسیم
کرنے کا طریقہ معلوم ہو: عِلْمٌ بِأَصْوَلٍ مِنْ فِقْهٍ وَ حِسَابٍ تُعَرِّفُ حَقًّا كُلُّ مِنَ
الْفَرِكَةِ۔^۱

وجہ تسمیہ: فرائض: فریضہ کی جمع ہے، فریضہ بندوں پر اللہ کی عائد کردہ
پابندیاں۔ اس کے لغوی معنی ہیں متعین چیز، چوں کہ میراث میں مستحقین کے حصے متعین

۱ الدر المختار علی ہاشم ردا المختار (۵۲۷/۵)، علم فرائض کی تعریف دوسرے الفاظ میں یہ بھی کی گئی ہے ۱ - ہو علم
یَعْتَثُ فِيهِ عَنْ كَيْفِيَّةِ قِسْمَةِ الْمَوَارِيثَ بَيْنَ مُسْتَحْقِقِهَا ۲ - عِلْمٌ يَقْوَاعِدُ تَعْرِفُ بِهَا كَيْفِيَّةُ صِرْفِ
الْفَرِكَةِ إِلَى الْوَارِثَ بَعْدَ مَغْرِيَّهُ، (حاشیہ شریفہ ص: ۳)

ہوتے ہیں؛ اس لیے ان حصوں کو ”فرائض“ کہا جاتا ہے، پھر رفتہ رفتہ علم میراث کو ”فرائض“ اور اس فن کے واقف کار کو ”فروضی“، فرائض اور ”فریض“ کہا جانے لگا۔ اس فن کا دوسرا نام: علم المواریث بھی ہے: ورد، پریث ارثا و میراثا کے معنی ہیں: ناسب مالک اور خلیفہ ہونا، کسی چیز کا ایک سے دوسرے کے پاس منتقل ہونا۔

ارثا مصدر میں واو کو ہمز سے بدل دیا گیا ہے، میراث اصل میں موراث تھا، اس میں واو سا کن ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے واو کو یا سے بدل دیا ہے۔ اس کی جمع مواریث ہے۔

علم المواریث: اصطلاح میں اس علم کو کہتے ہیں جس سے میت کی ملکیت اس کے زندہ ورثاء کی طرف منتقل کی جاتی ہے۔

موضوع: علم فرائض کا موضوع ترکہ اور ورثاء ہیں۔ انھیں دونوں کے احوال سے اس فن میں بحث کی جاتی ہے۔

غرض و غایت: اس فن کی غرض و غایت محققین کو ان کے حقوق پہنچانا اور ترکہ کی تقسیم میں شلطی سے بچانا ہے۔

علم الفرائض کی فضیلت: علم الفرائض نہایت اہم اور بڑی فضیلوں والا علم ہے، اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دیگر احکام: نماز، روزہ وغیرہ اجمالاً نازل فرمائے ہیں، اور ان کی تفصیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کر دی ہے؛ لیکن وراثت کی تمام تفصیلات خود نازل فرمائیں گے۔

علاوہ ازیں متعدد احادیث میں اس کے سیکھنے سکھانے کی ترغیب آئی ہے، انھیں میں سے وہ حدیث بھی ہے جو مصنف[ؒ] نے ذکر فرمائی ہے کہ فرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ؛ کیوں کہ وہ آدھا علم ہے۔

اس حدیث میں فرائض کو نصف علم قرار دیا گیا ہے، محدثین نے اس کی مختلف

۱) الدر الخارعی بامش رد المحتار: ۵/۵۲۲۔ ۲) مصباح اللغات۔ ۳) الریق المخوم للهشی (ص: ۳) المواریث للصایبوی (ص: ۳۳) الققاوی البندی (۶/۲۲۷)۔ ۴) رد المحتار (۵/۵۲۲)۔

توجیہات کی ہیں، فقہاء نے جس توجیہ کو پسند کیا ہے اور علامہ شامیؒ نے جس کو اقرب الی افہم قرار دیا ہے لوحہ یہ ہے کہ انسان کی دو حالتیں ہیں: زندگی اور موت؛ ویکر تمام علوم کا تعلق انسان کی زندگی سے ہے اور علم فرائض کا تعلق موت سے ہے؛ اس لیے اس کو نصف علم کہا گیا ہے۔

دوسری توجیہ: یہ کی گئی ہے کہ ملک کے دو سبب ہیں: اختیاری جیسے: خرید و فروخت، ہبہ، وصیت وغیرہ اور غیر اختیاری یعنی وراثت؛ چون کہ علم فرائض غیر اختیاری سبب سے بحث کرتا ہے؛ اس لیے اس کو نصف علم کہا گیا ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص اپنا ترکہ نہ لے تو قاضی اس کو لینے پر مجبور کرے گا، پھر بھی نہ لے تو قاضی اس کا حق اس کے گھر رکھوادے گا۔ إِنَّ الْوَارِثَ إِنْ رَدَ حَقَّهُ فَإِلَّا قاضِيُّ أَنْ يُبَيِّنَ عَلَيْهِ بِالْقَبُولِ وَيَطْرَأَ حَقَّهُ فِي دَارِهِ وَحْجَرِهِ۔

تیسرا توجیہ: یہ کی گئی ہے کہ نصف کے معنی احد اقسامیں کے ہیں، اگرچہ دونوں قسمیں برابر نہ ہوں، اور علم کی دو قسمیں ہیں: ایک: اسباب وراثت کا علم، دوم: تمام واجبات شرعیہ کا علم۔ اور چون کہ اس علم کا تعلق پہلی قسم سے ہے؛ اس لیے اس کو نصف علم کہا گیا ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی متعدد توجیہات کی گئی ہیں اور سب کا حاصل اس علم کی اہمیت اور اس کے سکھنے سکھانے کی ترغیب ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِمُوهَا النَّاسُ؛ فَإِنَّهَا نِصْفُ الْعِلْمِ".

ترجمہ: فرائض سیکھو، اور لوگوں کو سکھاؤ؛ اس لیے کہ فرائض نصف علم ہیں۔

مخترج حدیث: یہ حدیث یعنی ان الفاظ کے ساتھ حدیث کی کسی کتاب میں مروی نہیں ہے، حدیث کے یہ الفاظ کتب فقہ میں مروی ہیں، اسے ”روایۃ القہاء“ کہا جاتا ہے، کتب حدیث میں یہ حدیث درج ذیل الفاظ سے مروی ہے:

الرجیح المخوم (ص: ۶) حاشیہ۔ حاشیہ شریفہ (ص: ۲)۔ مجمع الباری (۵/۱۲)۔

- ۱۔ تَعْلِمُ الْفَرَائِضَ فَإِنَّهَا نِصْفُ الْعِلْمِ۔
- ۲۔ تَعْلَمُوا الْفَرَائِضَ، فَإِنَّهَا نِصْفُ الْعِلْمَوْمَ۔
- ۳۔ تَعْلَمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِمُوا النَّاسَ۔

۴۔ تعلموا الفرائض وعلموها الناس فإنه نصف العلم، وهو يُسْتَدِّي
وهو أول شيء يُنَزَّعُ من أمتي، حديث کے تمام طرق اور اس کی بنیادی حیثیت پر
فتح الباری (۵/۱۲) میں بحث ہے۔

حدیث کی دیگر توجیہات:

- (۱)۔ اس حدیث میں فرائض سے مراد احکام لازمہ (فرض اور واجب ہیں) یہ
سنن و مسجات کی پہبخت نصف علم دین ہیں۔
- (۲)۔ دین کے سارے احکام یا تو صریح نصوص سے مستبط ہیں یا قیاس سے
ثابت ہیں۔ علم فرائض کی خصوصیت ہے کہ اس کا کوئی مسئلہ قیاس سے مستبط نہیں؛ اس
لیے اس کو نصف کہا گیا ہے۔
- (۳)۔ فرائض کے مسائل کی شاخ در شاخ کثرت کی وجہ سے اسے نصف کہا گیا
ہے؛ اس لیے کہ اگر اس کے تمام فروعی مسائل کو پھیلا دیا جائے تو وہ مقدار میں دیگر ابواب
فہریہ کے برابر ہو جائیں گے۔
- (۴)۔ اس علم کے سکھنے اور سکھانے میں دوسرے علوم کی پہبخت زیادہ محنت
کرنی پڑتی ہے؛ اس لیے اس کو نصف علم کہا گیا ہے۔
- (۵)۔ اس علم کی بہت ضرورت پڑتی ہے، ہر آدمی اس کا محتاج ہے کیہاں تک
کہ وہ بچہ جو ماں کے پیٹ میں حمل کی صورت میں ہے، وہ بھی اپنے حصہ کی تعین میں اس
علم کا محتاج ہے؛ اس لیے اس کو نصف علم کہا گیا ہے۔

۱۔ تاریخ بغداد (۹۰/۲)۔ ۲۔ *فتح الباری* (۱۲/۵) التخلیص العییر (۷۹/۳)۔ ۳۔ داری (۱/۳۷) تحقیق (۲۰۸/۲)
متدرک حاکم (۳۳۲/۳)۔ ۴۔ ابن ماجہ (۲۳۶) *فتح الباری* (۱۲/۵) تاریخ بغداد (۹۰/۲)۔ ۵۔ *فتح الباری*
(۱۲/۵) رواجی (۵/۵)۔ ۶۔ شریفیہ (ص: ۳)۔ ۷۔ *فتح الباری* (۱۲/۵) رواجی (۵/۵)

ترکہ سے ترتیب وار چار حقوق متعلق ہوتے ہیں
ترکہ (میت کے چھوڑے ہوئے مال^{لے}) کے ساتھ چار حقوق ترتیب وار متعلق ہوتے ہیں:

(۱) — سب سے پہلے ترکہ سے میت کے کفن و فن میں خرچ کیا جائے!
(۲) — پھر باقی ترکہ سے میت کا قرضہ ادا کیا جائے!
(۳) — اس کے بعد بچے ہوئے ترکہ کی تہائی سے میت کی وصیت پوری کی جائے!

(۴) — اس کے بعد بچے ہوئے ترکہ کو میت کے شرعی ورثاء کے درمیان حسب حصص شرعیہ تقسیم کیا جائے!

ترتیب کی وجہ: ترکہ یا تو میت کی ذات پر خرچ کیا جائے گا یا غیر پر، ذات پر خرچ کرنا غیر پر خرچ کرنے سے مقدم ہے۔ پھر جو میت کی ذات پر خرچ کیا جاتا ہے، اس میں سب سے پہلے میت کے کفن و فن کا خرچ ہے، یہ خرچ بخزلہ نفقة ہے، اسی وجہ سے عورت کا کفن شوہر کے ذمے ہے، اگرچہ عورت مال دار ہو، کیوں کہ عورت کا نفقہ شوہر پر واجب ہے، پھر میت کے قرضہ ادا کیے جائیں گے، یہ بھی میت کا اپنا خرچ ہے جو دوسروں پر خرچ سے مقدم ہے۔ اور جو خرچ غیروں پر کیا جاتا ہے اس کی دو صورتیں ہیں: ورثاء پر اور غیر ورثاء پر، شریعت نے ایک تہائی ترکہ تک غیر وارث پر میت کو خرچ کرنے کا اختیار دیا ہے، پس تہائی میں سے اس کی وصیتیں پوری کی جائیں گی، حقوق اللہ سے متعلق جو قرضہ ہیں وہ بھی اس میں شامل ہیں۔

باقی دو تہائی ترکہ ورثاء کا حق ہے، اس میں میت کو کسی طرح وخل دینے کا اختیار نہیں، شریعت نے خود تقسیم کی ذمہ داری لی ہے، اور ہر وارث کے شرعی حقوق متعین کر دیے ہیں۔

۱۔ ترکہ: وہ تمام مملوک چیزیں ہیں جو مرتے وقت آدمی چھوڑ جائے، جس کے میں سے غیر کا حق متعلق نہ ہو؛ اس لیے رہن رکھی ہوئی چیزیں ترکہ میں شامل نہ ہوگی؛ جب تک ورثاء مرتباً کو میت کا قرضہ چکانہ دیں۔

حقوق اربعہ کی تفصیل

ترکہ کے ساتھ جو چار حقوق متعلق ہوتے ہیں، ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

پہلا حق: سب سے پہلے ترکہ سے میت کی تجدیز و تکفین کی جائے، جس میں نہ اسراف کیا جائے اور نہ بخیلی سے کام لیا جائے؛ بلکہ معروف طریقہ پر خرچ کیا جائے، تجدیز و تکفین میں درج ذیل مصارف داخل ہیں:

(الف) — نہلانے کی چیزیں: صابن، لوبان، کافور وغیرہ؛ اسی طرح نہلانے والے کی اجرت اگر کسی جگہ اس کا رواج ہو۔

(ب) — مسنون کفن کی قیمت۔ مسنون کفن مرد کے لیے تین کپڑے ہیں:

(۱) — قیص (کندھ سے قدم تک، جیب، آستین اور کلی کے بغیر)

(۲) — ازار (لنگی، سر سے پیر تک چادر جس میں میت کو لپیٹا جاسکے)

(۳) — لفافہ (سر کے کچھ اوپر سے پیر کے کچھ نیچے تک لمبی چادر جس میں میت کو لپیٹا جاسکے)

اور عورت کے لیے مسنون کفن پانچ کپڑے ہیں: قیص، ازار، لفافہ مرد کی طرح اور خمار (اوڑھنی، تمنا ہاتھ کا کپڑا جس کو سر سے نیچے تک لپیٹا جائے) اور سینہ بند (جس کو سینہ سے رانوں تک لپیٹا جائے)

(ج) — قبر کھونے والے کی اجرت اگر کسی جگہ اس کا رواج ہو۔

(د) — قبر کی جگہ کی قیمت اگر کسی جگہ بے قیمت جگہ میسر نہ ہو۔

غرض مذکورہ بالا مصارف اور ان کے علاوہ دیگر ضروری مصارف تجدیز و تکفین، اگر کوئی وارث یا غیر وارث اپنی طرف سے تمیز گاری خرچ کرنے والا نہ ہو تو ترکہ سے کیے جائیں گے؛ البتہ فضول خرچی جائز نہیں اور نہ بخیلی کرنا درست ہے، فضول خرچی میں زندگی میں پہنے جانے والے کپڑوں کی بہ نسبت نہایت قیمتی کپڑا دینا، یا کفن مسنون کی تعداد میں اضافہ کرنا داخل ہے، جنازہ میں شرکت کرنے والوں کی دعوت، غرباء و مسائیں کو صدقہ

دینا، امام پاپیر وغیرہ کو جوڑا دینا، یہ سب بھی فضول اور غیر ضروری؛ بلکہ غیر شرعی مصارف ہیں، ترکہ میں سے ان کو خرچ کرنے کی اجازت نہیں۔

اسی طرح نہایت گھٹیا، پھٹے پرانے کپڑے میں کفن دینا، یا کفن مسنون کی تعداد میں کمی کرنا بخیلی ہے، اس سے بھی بچا جائے، حدیث شریف میں ہے کہ: "مَنْ وَلَىَ أَخَاهُ فَلَيُؤْخِذْ حِسْنُ كَفْنَهُ" جو اپنے بھائی کی تجمیع و تکفین کا ذمہ دار بنے وہ اس کو اچھا کفن دے، علماء نے اس کی شرح یہ کی ہے کہ صاف تھرا کفن دے، قسمیتی مراد نہیں۔

دوسری حق: کفن و فن سے فارغ ہونے کے بعد باقی ترکہ سے میت کا قرضہ ادا کیا جائے۔ قرضہ کی دو قسمیں ہیں:

(۱) — اللہ کا قرض، جیسے باقی زکوٰۃ، فدیٰۃ، کفارہ وغیرہ۔

(۲) — بندوں کا قرض۔ پھر بندوں کا قرضہ و طرح کا ہوتا ہے: زمانہ صحبت کا قرضہ اور موت کی بیماری کے زمانے کا قرضہ، جس کا میت نے اقرار کیا ہو۔

حقوق اللہ سے متعلق قرضہ کی اگر میت نے وصیت کی ہے تو اس کو تیرے نمبر پر رکھا جائے گا، یہاں قرضہ سے مراد حقوق العباد سے متعلق قرضہ ہے جو دوسرے نمبر پر ادا کیا جائے گا۔

زمانہ صحبت کے قرضے کو موت کی بیماری کے زمانے کے قرضے سے پہلے ادا کیا جائے گا۔

مسئلہ (۱) موت کی بیماری کے وہ قرضے جن کا تعلق میت کے اقرار سے نہیں؛ بلکہ وہ قرضہ لوگوں کے مشاہدے اور گواہوں سے ثابت ہے، مثلاً: ڈاکٹر کے پیسے وغیرہ ان کو بھی زمانہ صحبت کے قرضوں کے ساتھ ادا کیا جائے گا۔

مسئلہ (۲) بعض احوال مرض الموت کے حکم میں ہوتے ہیں مثلاً: جہاد کے لیے نکلنے کی حالت، قصاص میں قتل ہونے سے پہلے کی حالت، اسی طرح زانی کے رجم سے پہلے کی حالت؛ ان حالتوں میں اگر میت کسی کے قرضے کا اقرار کرے تو اس کو بھی موت کی اتنی کتاب الجزا۔ یعنی قتوی عالم گیری (۲/۲۷۴) رواجہار (۵۲/۳) باب اقرار المربیین۔ یعنی رواجہار (۵/۵۲۶)۔

بیماری کے زمانے کے قرضوں کے ساتھ ادا کیا جائے گا۔

مسئلہ (۳) قرضہ تمام تر کہ سے ادا کیا جائے گا، مکان، زمین وغیرہ جائداد سے بھی قرضہ ادا کیا جائے گا؛ البتہ اگر ورثاء جائداد کے عوض قرضہ اوڑھ لیں اور قرض خواہ اس کو مان لیں تو ایسا کرنا بھی درست ہے۔

تیسرا حق: تیسرا نمبر وصیت کا ہے، اگر میت نے کوئی جائز وصیت کی ہے، خواہ وہ حقوق اللہ سے متعلق ہو یا حقوق العباد سے: تو قرضہ کی ادائیگی کے بعد باقی ماندہ تر کہ کی تہائی سے اس کو نافذ کیا جائے گا۔

مسئلہ (۱) تجہیز و تکفین اور قرضہ کی ادائیگی کے بعد باقی ماندہ تر کہ کی تہائی سے زائد کی وصیت باطل ہے؛ البتہ اگر تمام ورثاء عاقل بالغ ہوں تو ان کی اجازت سے تہائی سے زیادہ وصیت نافذ کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح جو ورثاء عاقل بالغ ہوں ان کے حصہ میں سے بھی ان کی اجازت سے وصیت پوری کی جاسکتی ہے۔

مسئلہ (۲) وارث کے لیے وصیت باطل ہے؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر وارث کا حق معین کر دیا ہے، میت کو اس سلسلے میں زحمت کرنے کی ضرورت نہیں، اسی طرح قاتل کے لیے بھی وصیت باطل ہے۔ لیکن اگر عاقل بالغ ورثہ چاہیں تو قاتل اور وارث کے لیے بھی وصیت نافذ کر سکتے ہیں۔

مسئلہ (۳) زوجین آپس میں ایک دوسرے کے لیے وصیت کر سکتے ہیں؛ جب کہ ان کے علاوہ کوئی وارث نہ ہو؛ اس لیے کہ ان پر ”رو“ نہیں ہوتا۔

چوتھا حق: پھر باقی ماندہ تر کہ ورثاء کے درمیان حسب حص شرعیہ تقسیم کیا جائے گا۔ ورثاء وہ ہیں جن کا وارث ہونا قرآن سے یا حدیث سے، یا اجماع سے ثابت ہے۔ تفصیل آگے آئے گی۔

وجہ حصر: میت کا چھوڑا ہوا مال دو حال سے خالی نہیں: اس میں میت کا حق ہو گا یا غیر کا؟ اگر میت کا حق ہے تو وہ تجہیز و تکفین ہے۔ اور اگر غیر کا حق ہے، تو وہ بھی دو حال سے ہے ایضاً۔ ح الدراج فتح رالحکار (۳۶۰/۵) و صایا۔ ح رالحکار (۳۵۹/۵)۔ ح ایضاً

خالی نہیں: غیر کا حق موت سے پہلے ثابت ہو چکا ہوگا یا بعد میں ثابت ہوا ہوگا؟ اگر پہلے ثابت ہو چکا ہے تو وہ قرض ہے۔ اور اگر بعد میں ثابت ہوا ہے تو وہ بھی دو حال سے خالی نہیں: اس میں میت کے قول کا دخل ہوگا یا نہیں؟ اگر ہے تو وہ "وصیت" ہے؛ ورنہ "وراثت" ہے۔

قَالَ عُلَمَاؤْنَا رَحْمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى تَعْلُقُ بِتَرِكَةِ الْمَيْتِ حُقُوقٌ أَرْبَعَةُ مُرَتبَةٌ: الْأَوَّلُ: يُبَدَّأُ بِتَكْفِينِهِ وَتَجْهِيزِهِ مِنْ غَيْرِ تَبْدِيرٍ وَلَا تَقْبِيرٍ، ثُمَّ تُقْضَى ذِيْوَنَةُ مِنْ جَمِيعِ مَا بَقَى مِنْ هَالِهِ، ثُمَّ تُنْفَذُ وَصَائِيَةُ مِنْ ثُلُثٍ مَا بَقَى بَعْدَ الدَّيْنِ، ثُمَّ يُقْسَمُ الْبَاقِي بَيْنَ وَرَثَتِهِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنْنَةِ، وَاجْمَاعِ الْأُمَّةِ.

ترجمہ: ہمارے علماء (احناف) نے فرمایا: میت کے چھوڑے ہوئے مال سے ترتیب وار چار حقوق متعلق ہوتے ہیں، اول: میت کی تجهیز و تکفین سے افراط و تفریط کے بغیر ابتداء کی جائے گی۔

(دوم) پھر (کفن دفن سے) بچے ہوئے میت کے مال سے میت کے قرضے ادا کیے جائیں گے۔

(سوم) پھر قرض کی ادائیگی کے بعد بچے ہوئے مال کی تہائی سے میت کی وصیتیں پوری کی جائیں گی۔

(چہارم) پھر باقی مال، میت کے ان دارثیں کے درمیان تقسیم کیا جائے گا جن کا وارث ہونا قرآن، حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

لغات و نکات: ترکہ میں ایک لغت تاکا فتح اور راکا کسرہ ہے، دوسری تاکا کسرہ اور راکا سکون ہے۔ ترکہ کے معنی ہیں: چھوڑی ہوئی چیز۔

مرتبہ: یعنی میت کے ترکہ سے متعلق یہ چاروں حقوق ترتیب وار واجب ہیں۔

الترکۃ: فعلة من الترك بمعنى: المتروك، كالطلبة بمعنى المطلوب. (شريفية: ۸۱) والترکۃ بفتح التاء وكسر الراء أيضاً.

یہاں: اس لفظ پر یہ اعتراض ہے کہ ”الاول“ کہنا کافی تھا، الاول کے ساتھ یہاں کاضافہ زائد معلوم ہوتا ہے؟

جواب: زائد نہیں؟ مصنف کا مقصد حقوق اربد میں سے پہلے حق کے پہلا ہونے کو موکد کرنا ہے؛ کیوں کہ وفات کے بعد سب سے پہلے تجهیز و تکفین کرنے کی بڑی تاکید آئی ہے؛ اس لیے سب سے پہلے اسی سے آغاز کیا جائے گا، اس سے نہیں کے بعد ہی کچھ کیا جائے گا۔

تجهیز: یہ باب تفعیل کا مصدر ہے، مادہ جہز ہے بمعنی: تیار کرنا، مہیا کرنا، اصطلاح میں تجهیز میں وہ تمام امور داخل ہیں جن کی وفات کے بعد سے دن تک ضرورت پڑتی ہے۔ اس اعتبار سے تجهیز کے بعد تکفین کا لفظ زائد ہے؛ لیکن مصنف علیہ الرحمہ نے شاید تکفین کے زیادہ اہم ہونے کے پیش نظر خصوصی طور پر یہ لفظ بڑھایا ہے۔

تبذیر: بھی باب تفعیل کا مصدر ہے، اس کا مادہ بذر ہے، اس مادے میں پھیلانے بکھیرنے اور تترکرنے کے معنی پائے جاتے ہیں، اسی سے البذر: شج ہے؛ اس لیے کہ اسے زمین میں بکھیرا جاتا ہے، البذور: چغل خور، ایسا شخص جو ادھر ادھر باشیں پھیلائے۔ البذر: بات کا پھیلانا، فضول خرچ کرنا، بے دریغ خرچ کرنا۔

یہاں تبذیر کے معنی ہیں فضول خرچ کرنا، بے دریغ خرچ کرنا، تبذیر کی طرح ایک لفظ ”اسراف“، بھی مستعمل ہے، دونوں کا متراوف ہونا مشہور ہے؛ لیکن اصل میں تبذیر بے محل اور اسراف بمحل زیادہ خرچ کرنے کو کہتے ہیں، اس لحاظ سے یہاں تبذیر کی بجائے اسراف زیادہ مناسب تھا؛ لیکن مصنف^۱ نے شاید تزاد کی شہرت کی وجہ سے اسراف کی بجائے تبذیر کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔

تفقیر: یہ بھی باب تفعیل کا مصدر ہے، اس کا مادہ قفتر ہے، اس مادے میں کمی، بخل اور تنگی کے معنی پائے جاتے ہیں، اسی سے ہے: القبور: بخیل سنجوس اور ایسا شخص جو بال پھوٹ پر نان و نفقة میں کمی کرے؛ یہاں تفقیر کے معنی ہیں: کمی کرنا، بخل کرنا۔

^۱ المواريث للصابونی حفظہ اللہ (ص: ۳۹) حاشیہ شریفہ (ص: ۲)۔ ۲ شریفہ (ص: ۵)۔

سائل

مسئلہ (۱): اگر مرنے والا اپنی زندگی میں کئی قسم کے کپڑے پہنتا تھا، تو درمیانہ کپڑوں میں اسے کفنا�ا جائے گا، مثلاً: اگر اس کے پاس جمعہ و عیدین کے لیے الگ دوستوں میں پہننے کے لیے الگ اور گھر میں پہننے کے لیے الگ کپڑے تھے تو دوستوں میں پہننے کے کپڑوں میں کفن دیا جائے گا۔

مسئلہ (۲): اگر ورش کفن میں اضافہ کرنا چاہیں تو قیمت میں اضافہ کرنے کی گنجائش ہے؛ البتہ کھن منون سے زائد نہیں دے سکتے۔

مسئلہ (۳): اگر میت مقروض ہے تو قرض خواہوں کو حق ہے کہ منون کفن میں کفانا نے سے روک دیں ایسی صورت میں کفن کفاایت دیا جائے گا۔ جو مردوں کے لیے دو کپڑے: لفافہ اور ازار ہیں اور عورتوں کے لیے خمار کے اضافے کے ساتھ تم کپڑے ہیں۔

مسئلہ (۴): اگر میت مفلس ہو تو کفن کی ذمہ داری اس شخص پر عائد ہوگی جس پر زندگی میں اس کا نفقہ واجب تھا، اگر ایسا شخص نہ ہو تو بیت المال پر اور اگر بیت المال بھی نہ ہو تو عام مسلمانوں پر کفن دفن کا انتظام واجب ہے۔

دین وصیت پر مقدم ہے؟: قرآن پاک کی تلاوت میں وصیت دین پر مقدم ہے؛ لیکن حکم میں دین مقدم ہے؛ اس لیے کہ وصیت محض تبرع ہے، کسی چیز کا بدل نہیں، نیز وصیت یک گونہ میراث کے مشابہ ہے؛ اس لیے ممکن تھا کہ ورشہ کی طبیعت اس کے نفاذ پر آمادہ نہ ہو اور وہ مثال مثول کر کے اسے ضائع کر دیں اور اس کی ادائیگی کو اپنے ذمہ لازم نہ سمجھیں؛ اس لیے اللہ تعالیٰ نے تنظیم قرآنی میں بغرض اہتمام و احتیاط ہر جگہ وصیت کو دین پر مقدم فرمایا ہے اور ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مَنْ بَعْدَ وَصِيَّةً يُؤْتَهُ بِهَا أُوْ دَيْنٍ﴾^{۱۱} مگر حکم کے لحاظ سے وصیت کا درجہ دین کے بعد ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک موقع

^{۱۱} ایضاً - جع الدراختار مع رواجخار (۵۳۶/۵)۔ جع ایضاً (۱/۶۳۹)۔ جع نساء آیت (۱۱)۔

پر لوگوں کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ آپ لوگ آیت میں وصیت کو دین سے پہلے تلاوت کرتے ہیں؛ حالاں کہ میں خدمتِ نبوی میں حاضر تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (عمل) وصیت سے پہلے دین سے ابتداء فرمائی تھی۔^۱

قرض: وصیت پر اس وجہ سے بھی مقدم ہے کہ قرضِ واجب ہے اور وصیت تبرع اور واجب تبرع پر مقدم ہوتا ہے؛ لہذا قرض کی ادائیگی کے بعد اگر مال بچے گا تو وصیت پوری ہوگی ورنہ نہیں۔^۲

ترکہ درج ذیل ترتیب سے تقسیم ہوگا

۱۔ ترکہ سب سے پہلے اصحابِ فرائض کو ملے گا، اصحابِ فرائض یا ذوی الفروض وہ ورثاء ہیں جن کے حصے شریعت میں متعین ہیں۔

۲۔ ذوی الفروض کے بعد ترکہ عصبهٗ نسبی کو ملے گا۔ عصبهٗ میت کے وہ رشتہ دار ہیں جو ذوی الفروض سے بچا ہوا ترکہ لے لیتے ہیں اور ذوی الفروض نہ ہوں تو سارا ترکہ لے لیتے ہیں۔ عصبهٗ کی دو قسمیں ہیں: عصبهٗ نسبی اور عصبهٗ سنبی، عصبهٗ نسبی وہ ہیں جن کا میت سے ولادت کا تعلق ہو، اور عصبهٗ سنبی: وہ ہیں جن کا میت سے عتاق کا تعلق ہو، پھر عصبهٗ نسبی کی تین قسمیں ہیں: عصبهٗ نفسہ، عصبهٗ بغیرہ اور عصبهٗ مع غیرہ، تفصیل باب العصبات میں آئے گی۔

۳۔ ذوی الفروض اور عصبهٗ نسبی نہ ہوں تو ترکہ عصبهٗ سنبی کو ملے گا۔ عصبهٗ سنبی مولیٰ الحکماۃ ہے یعنی غلام کو آزاد کرنے والا۔ سب کے معنی ہیں تعلق، آزاد کرنے والے کا میت سے نسبی رشتہ نہیں ہوتا؛ مگر آزاد کرنے کا تعلق ہوتا ہے؛ اس لیے اس کو عصبهٗ سنبی کہتے ہیں۔

۴۔ اگر میت کو آزاد کرنے والا فوت ہو گیا ہو تو اس کے عصبهٗ نفسہ کو یعنی اس کے بیٹے، پوتے، باپ، بادا، بھائی، بھتیجے اور پچھا اور پچھا زادوں کو ترکہ ملے گا اگر یہ بھی نہ ہوں تو اخراجہ الدارقطنی (۹۷/۳) والبیهقی (۲۶۷/۱) والخطیب فی الموضع (۸۸/۲) بحوالہ بدائع الصنائع ط دیوبند۔^۳ بدائع الصنائع (۲/۳۳۰) ط دیوبند۔

اگر آزاد کرنے والے کا غلام تھا تو اس کے آزاد کرنے والے آقا کو ترکہ ملے گا۔

۵۔ اگر کسی طرح کے بھی عصبه نہ ہوں تو پاتی ماندہ ترکہ دوبارہ نبی ذوی الفروض کو حصہ رسد دیا جائے گا (زوجین کو نہیں دیا جائے گا؛ کیون کہ وہ نبی وارث نہیں ہیں، سنبھی یعنی رشتہ زوجیت کی وجہ سے وارث ہیں) اصطلاح میں اس کو رد کہتے ہیں۔

۶۔ اگر ذوی الفروض اور عصبات میں سے کوئی نہ ہو تو ذوی الارحام کو ترکہ ملے گا، تفصیل "ذوی الارحام" کے باب میں آئے گی۔

۷۔ "ذوی الارحام" بھی نہ ہوں تو "مولی الموالات" کو ترکہ دیا جائے گا، موالات کے معنی ہیں: دوستی کرنا اور فقد کی اصطلاح میں ایک خاص قسم کے معاملہ کو موالات کہا جاتا ہے۔ احناف کے نزدیک میراث میں یہ عقد معتبر ہے، شوافع کے نزدیک معتبر نہیں۔

۱۔ عقد موالات یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے سے کہے کہ آپ میرے مولی (کفیل) ہیں جائیں، میں آپ کو اپنا وارث بناتا ہوں، اور اگر مجھے سے کوئی مودب دیت جنایت ہو جائے تو آپ میری طرف سے دیت دیں (یا بیجانب ہے) دوسرا شخص اس کو قبول کرے تو یہ "عقد موالات" ہے اور قبول کرنے والا "مولی الموالات" ہے (یہ عقد جانینے سے بھی ہو سکتا ہے اس صورت میں دونوں ایک دوسرے کے مولی الموالات اور وارث ہوں گے)۔

عقد موالات کے لیے درج ذیل شرطیں ہیں:

(۱)۔ موالات کرنے والا یعنی مودب: آزاد، عاقل اور بالغ ہو۔

(۲)۔ عربی یا کسی عربی کا آزاد کیا ہواد ہو۔

(۳)۔ کسی دوسرے کا مولی عتاق نہ ہو۔

(۴)۔ کسی ایسے شخص سے "عقد موالات" نہ کرچکا ہو جس نے اس کا خوب بہا ادا کر دیا ہو؛ اس لیے کہتا ان ادا کرنے کے بعد معاملہ توڑنا جائز نہیں۔

(۵)۔ بیت المال نے اس کا خوب بہا ادا نہ کیا ہو۔

(۶)۔ عقد میں دیت اور وارثت کی صراحت ہو۔

یہ ساری شرطیں موالات کرنے والے (مودب) کے لیے ہیں۔ قبول کرنے والے کے لیے صرف عاقل ہونا کافی ہے حتیٰ کہ صحیح عاقل اور غلام بھی اپنے والد، وصی اور آقا کی اجازت سے عقد موالات قبول کر سکتا ہے۔ راجح تر کتاب الولاء (۸۶/۵) بدائع (۲/۲)ے) واضح رہے کہ مسلمان ہونادنوں میں کسی کے لیے شرط نہیں۔ اور علامہ شامیؒ کی تحقیق کے مطابق موالات کرنے والے (مودب) کے لیے مجہول النسب ہونا بھی شرط نہیں؛ اس لیے شرائط میں ان کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ وہی شرح المجمع: کونہ مجہول النسب لیس بشرط عند البعض وهو المختار (۵/۷۸ فصل ثالث وراء الموالات)۔

۸۔ مذکورہ بالا ورثاء میں سے کوئی نہ ہو تو وہ شخص دارث ہو گا جس کے لیے میت نے اپنے غیر سے نسب کا اقرار کیا ہے، یعنی کسی مجہول النسب کے بارے میں یہ کہا ہو کہ یہ میرا بھائی یا پچھا ہے اور اس کے اس اقرار سے اس کا نسب اس غیر سے ثابت نہ ہوا ہوا اور اقرار کرنے والے نے اپنے اقرار سے موت تک رجوع بھی نہ کیا ہو تو وہ مُقرّلہ بھائی یا پچھا ہونے کی حیثیت سے وارث ہو گا۔

۹۔ اگر مذکورہ بالا ورثاء میں سے کوئی نہ ہو اور میت نے کسی کے لیے تھائی سے زائد یا سارے تر کی وصیت کی ہو تو تھائی سے زائد یا سارے تر کے اس موصی لہ کو دیا جائے گا۔

۱۰۔ اگر مذکورہ لوگوں میں سے کوئی بھی نہ ہو تو میت کا ترکہ بیت المال یعنی

حکومتِ اسلامیہ کے خزانہ میں جمع کر دیا جائے گا۔

۱۔ اقرار و طرح کا ہوتا ہے: اپنے سے نسب کا اقرار کرنا، جیسے کسی مجہول النسب کے لیے بیٹا ہونے کا اقرار کرنا، دو م: غیر سے نسب کا اقرار کرنا، جیسے کسی مجہول النسب کے لیے بھائی ہونے کا اقرار کرنا (یعنی باپ سے نسب ثابت کرنا) پہلی صورت میں نسب ثابت ہو گا اور مقرّلہ بھی ورش کے ساتھ وارث ہو گا۔ اور دوسری صورت میں: چوں کہ دو چیزوں کا اقرار ہے: ایک غیر پر نسب کا، دوسرے وارث ہونے کا، نسب کا اقرار دعویٰ بھی غیر ہے؛ اس لیے انہوں نے اور وراثت کا اقرار خود اپنے اوپر ہے: اس لیے مقرّلہ کو آنھوں نے بھرپور وارثت ملے گی۔

۲۔ مقرّلہ کے وارث ہونے کے لیے درج ذیل شرطیں ہیں: (۱)۔ مقرّلہ مجہول النسب ہو۔ (۲)۔ اقرار کرنے والا دوسرے سے نسب کا اقرار کرے، مثلاً: بھائی یا پچھا ہونے کا اقرار کرے یعنی اپنے باپ یا دادا اور غیرہ سے نسب کا اقرار کرے۔ (۳)۔ اس غیر سے نسب ثابت نہ ہوا ہو، یعنی اس غیر نے اس کے نسب کا انداز اقرار کیا ہونا نکار۔ پس اگر وہ غیر بھی اس کے نسب کا اقرار کر لے تو مقرّلہ بھی وارث ہو گا۔ (۴)۔ اقرار کرنے والا اقرار سے رجوع نہ کرے، اقرار کی حالت میں مر گیا ہو، اگر رجوع کر لے گا تو مقرّلہ وراث نہیں ہو گا۔ الریحق المحتوم للشافعی (ص: ۱۲۷) شریفہ (ص: ۱۳) (۵)۔ اقرار شرعاً معتبر ہو، اگر کوئی شخص اپنے باپ کے ہم عمر شخص کے بھائی ہونے کا اقرار کرے تو یہ انہوں نے ہو گا۔ (درس سراجی ص: ۱۲)

نوٹ: پہلی اور پانچویں شرطیں عبارت میں ضمناً آگئی ہیں: اس لیے کتاب میں انہیں مستخلص کرنیں کیا فقط کلیدی شرطوں پر اکتفا کیا ہے۔

۳۔ اگر اٹھک سے زائد کی وصیت کی ہو، لیکن پورے ترکہ کی وصیت نہ کی ہو تو وصیت کے نفاذ کے بعد بچا ہوا ترکہ بیت المال میں رکھ دیا جائے گا۔

۴۔ اسلامی خزانہ میں بے راہ روی یا اس کی عدم موجودگی میں زوجین پر رو ہو گا؛ لیکن یاد رہے کہ ذوی الارحام کی موجودگی میں زوجین پر رو نہیں ہو گا۔ لوگوں سے اس جگہ چوک ہو جاتی ہے۔ (امداد الفتاویٰ: ۳۵۶/۳) مزید تفصیل باب الرد میں آئے گی۔

فَيُبَدِّأْ بِأَصْحَابِ الْفَرَائِضِ، وَهُمُ الَّذِينَ لَهُمْ سَهَامٌ مُقْدَرَةٌ فِي كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى، ثُمَّ بِالْعَصَبَاتِ مِنْ جِهَةِ النَّسْبِ، وَالْعَصَبَةُ كُلُّ مَنْ يَأْخُذُ مَا أَبْقَتَهُ أَصْحَابُ الْفَرَائِضِ وَعِنْدَ الْإِنْفِرَادِ يُحْرِزُ جَمِيعَ الْمَالِ، ثُمَّ بِالْعَصَبَةِ مِنْ جِهَةِ السَّبَبِ وَهُوَ مَوْلَى الْعَنَاقَةِ، ثُمَّ عَصَبَةِ عَلَى التَّرْقِيبِ، ثُمَّ الرُّدُّ عَلَى ذُوِي الْفُرُوضِ النَّسَيَّةِ بِقَدْرِ حُقُوقِهِمْ، ثُمَّ ذُوِي الْأَرْحَامِ، ثُمَّ مَوْلَى الْمُوَالَةِ، ثُمَّ الْمُقْرَلَةِ بِالنَّسْبِ عَلَى الْغَيْرِ بِحِيثُّ لَمْ يَثْبُتْ نَسْبَهُ بِإِقْرَارِهِ مِنْ ذَلِكَ الْغَيْرِ إِذَا مَاتَ الْمُقْرِرُ عَلَى إِقْرَارِهِ، ثُمَّ الْمُؤْصَى لَهُ بِجَمِيعِ الْمَالِ، ثُمَّ بَيْتُ الْمَالِ.

ترجمہ: چنان چہ اصحاب فرائض سے شروع کیا جائے گا اور یہ وہ وارثین ہیں جن کے لیے قرآن پاک (حدیث اور اجماع امت) میں حصے مقرر ہیں۔ پھر ان عصبات سے (تقسیم شروع ہوگی) جو نسب کے لحاظ سے ہوں۔ اور عصبه: ہر وہ وارث ہے جو اصحاب فرائض سے بچے ہوئے مال کو لے لے (یعنی بچے ہوئے مال کا مستحق ہو) اور تنہا ہوتے وقت پورا مال (محض عصبه ہونے کی حیثیت سے) سمیٹ لے۔ پھر ان عصبات سے (تقسیم شروع ہوگی) جو سب کے اعتبار سے ہوں اور وہ آزاد کرنے والا آقا ہے۔ پھر اس آزاد کرنے والے آقا کے عصبه سے ترتیب دار۔ پھر نبی اصحاب فرائض پر ان کے حصوں کے مطابق رد سے (تقسیم شروع ہوگی)۔ پھر ذوی الارحام سے۔ پھر عقد موالات قبول کرنے والے آقا سے۔ پھر اس شخص سے جس کے لیے غیر پرنسپ کا اقرار کیا گیا ہو، اس طرح کہ اس (مقلہ) کا نسب اس غیر سے اس (مقر) کے اقرار سے ثابت نہ ہوا ہو؛ جب کہ اقرار کرنے والا اپنے اقرار پر مر گیا ہو۔ پھر اس شخص سے جس کے لیے پورے مال کی وصیت کی گئی ہو۔ پھر اسلامی سرکاری خزانہ سے۔

فوائد: قوله: فِي كِتَابِ اللَّهِ: يَهَا اولَهُ هَلَاثَةً (قرآن، حدیث اور اجماع) مراد ہیں، مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اقویٰ پر اکتفا فرمایا ہے۔^۱

۱۔ شریفیہ، بحوالہ نسیٰ رحمۃ اللہ (ص: ۱۰)۔

قولہ: **كُلُّ مَنْ يَأْخُذُ الْخَ اس عمارت سے عصہ کا حکم بیان کیا گیا ہے۔**

اعتراض: عصہ کی تعریف حکمی میں یہ کہا گیا ہے کہ ”وہ تنہا ہوتے وقت پورا تر کے لئے“؛ حالاں کہ حقیقی اور علاقی بہن لڑکیوں اور پوتیوں کے ساتھ عصہ مع الغیر ہوتی ہیں؛ لیکن تنہا ہونے کی حالت میں مخصوص عصہ ہونے کی حیثیت سے پورا مال نہیں لیتیں۔ لہذا تعریف جامع نہیں؟

جواب: وَعِنْدَ الْأَنْفَوَادِ میں داؤاًو کے معنی ہے صرف معطوف علیہ سے عصہ مع الغیر کی تعریف ہو رہی ہے کہ وہ اصحاب فرانض سے بچا ہوا تر کے لیتے ہیں اور معطوف و معطوف علیہ دونوں سے ویگر عصبات کی۔

یہ او: مانعة الخلو کے طور پر ہے یعنی کسی ایک میں (معطوف اور معطوف علیہ) دونوں میں سے ایک پایا جاسکتا ہے اور کسی میں دونوں جمع بھی ہو سکتے ہیں؛ البتہ دونوں کا ارتقاء درست نہیں۔

قولہ: **السبب:** سبب سے مراد عق (آزاد کرنا) ہے۔

قولہ: **النسبة** یہ قید احترازی ہے، زوجین سے احتراز مقصود ہے۔

قولہ: **ذوی الأرحام:** أرحام، رَحْمٌ یا رِحْمٌ کی جمع ہے یعنی: بچہ دانی، اس کا اطلاق قرابت و رشتہ داری پر بھی ہوتا ہے، خواہ باپ کی جانب سے ہو یا ماں کی جانب سے، اصطلاح میں ذوی الارحام ہر اس رشتہ دار کو کہا جاتا ہے جو نہ تو اصحاب فرانض میں سے ہوں اور نہ ہی عصبات میں سے ”الذين لَهُمْ قرابةٌ وَلَيْسُوا بِعَصَبَةٍ وَلَا ذُوِيْ سهِمٍ“ تجھیے: بچہ پھی، ماموں، خالہ وغیرہ۔

قولہ: **المُؤَالَة:** وَالى، يُؤَالِي موالاة و ولاء: الرجل: دوستی کرنا، مدد کرنا۔

۱۔ اگرچہ تنہا ہوتے وقت ”رُد“ کے قاعدے سے ان کو سارا تر کمل جاتا ہے۔ ۲۔ حاشیہ شریفہ (ص: ۱۱)۔ ۳۔ شریفہ (ص: ۱۲)۔

فصل

موانع ارث

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وارث سبب وراثت کے پائے جانے کے باوجود اپنی ذات میں کسی وصف کے پائے جانے کی وجہ سے وراثت سے محروم ہو جاتا ہے، ان اوصاف کو ”موانع ارث“ کہتے ہیں، موانع ارث چار ہیں:

۱۔ غلامی: خواہ کسی طرح کی ہو، پس قن (عبد خالص) مکاتب، مذہب، امیر ولد اور حق عرض میں سے کسی کو وراثت نہیں ملے گی۔

۲۔ قتل: قاتل مقتول کا وارث نہیں ہوتا، قتل کی پائیج قسمیں ہیں: عمد، شبہ عمد، خطا، شبہ خطا اور قتل بالسبب۔ پہلی چاروں قسموں میں قاتل مقتول کی وراثت سے محروم ہوتا ہے؛ اس لیے کہ ان میں قصاص یا کفارہ واجب ہوتا ہے؛ البتہ پانچویں قسم (قتل بالسبب) سے قاتل وراثت سے محروم نہیں ہوتا۔

۱۔ رائج قول کے مطابق معتق ابعض غلام کے حکم میں ہے۔ الدر المختار مع رد الاعتار (۳/۱۶)۔ ۲۔ قتل کی تفصیل درج ذیل ہے: ۱۔ قتل عمد: امام ابو حنیف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جان بوجہ کر کسی تھیار سے، یا تھیار کے قائم مقام آلاتے سے قتل کرنے کو قتل عمد کہتے ہیں اور صاحبین اور ائمہ ملاش کے نزدیک، جان بوجہ کر کسی ایسی چیز سے قتل کرنے کو قتل عمد کہتے ہیں جس سے عام طور پر آدمی مر جاتا ہے۔ جیسے بھاری لکڑی وغیرہ۔ اس قسم میں مکناہ کے ساتھ قصاص واجب ہوتا ہے اور قاتل وراثت سے محروم ہوتا ہے۔ ۲۔ قتل شبہ عمد: امام ابو حنیف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جان بوجہ کر کسی ایسی چیز سے مار ڈالنا جو نہ تو تھیار ہو اور نہ ہی تھیار کے قائم مقام، مگر اس سے جان لٹکنے کا غالب گان ہو، جیسے: کوزا، بڑی لائھی وغیرہ۔ اور صاحبین اور ائمہ ملاش کے نزدیک شبہ عمد ایسی چیز سے قتل کرنے کو کہتے ہیں جس سے عام طور پر آدمی نہ مرتا ہو، جیسے چھوٹی لائھی۔ (ہدایہ ۳/۵۶۰)۔

نوت: فتویٰ امام ابو حنیف رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر ہے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ویفتنی بقولہ سے اس کی صراحت فرمائی ہے۔ (رد الاعتار ۵/۲۷۶)۔ وہ عمد کا حکم یہ ہے کہ اس میں مکناہ کے ساتھ کفارہ اور عاقله پر دہت مغلظہ واجب ہوتی ہے، نیز ایسا قاتل وراثت سے بھی محروم ہوتا ہے۔

کفارہ: ایک غلام یا باندی آزاد کرنا اور مستیاب نہ ہونے کی صورت میں لگاتار سانحہ روزے رکھنا۔

نوت: دہت مغلظہ: میں بنت مخاض، بنت لبون، حقہ اور جذہ یعنی چار طریقے کے سوانح اور دہت تخفہ میں بنت مخاض، بنت لبون، اہن مخاض، حقہ اور جذہ یعنی پائیج طرح کے سوانح واجب ہوتے ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے ہدایہ (۳/۵۶۸)۔ (باقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

۳۔ اختلاف دین: یعنی مسلمان غیر مسلم کا اور غیر مسلم مسلمان کا وراثت نہیں ہوتا۔

۴۔ اختلاف مملک: وو ملکوں کے رہنے والے کافروں کو ایک دوسرے کی وراثت نہیں ملتی۔

نوٹ: مسلمان چاہے جہاں ہوں ان کو اپنے رشتہ دار کی وراثت ملے گی۔ مسلمانوں کے درمیان ملک کے مختلف ہونے کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ بعض فقہاء نے مسلمانوں کے حق میں بھی بعض صورتوں میں اختلافِ ملک کا اعتبار کیا ہے؛ مگر وہ مرجوح اور غیر صحیح ہے۔

(باقیہ حاشیہ صفحہ گز شد) ۳۔ قتل خطا: اس کی دو صورتیں ہیں: ۱۔ خطافی القصد۔ ۲۔ خطافی العمل۔ کسی مسلمان کو شکار سمجھ کر مار دالنے کو خطافی القصد کہتے ہیں، جیسے: کوئی اپنے مورث کو شکار سمجھ کر مار دالے۔ اور شاذ چوک جانے کو خطافی العمل کہتے ہیں، جیسے: ہر کاشاد کر کے فائز کیا اپنے ملک مورث مارنے آگیا اور اسے گولی لگ گئی، یا بلا قصد و ارادہ بندوق و رست کرتے ہوئے گولی چلی جس سے مورث کی موت واقع ہو گئی۔ ۴۔ هر خطا: ان جانے قتل ہو جانا، مثلاً: (الف) نیند میں کروٹ بدلتے ہوئے پر دب کر مر جائے (ب) درخت یا چھت وغیرہ سے بے اختیار کسی پر گرے اور جس پر گرے وہ مرجائے۔

قتل خطا کی دونوں قسموں میں کفارہ اور دیت خفیہ لازم ہوتی ہے نیز ایسا قاتل وراثت سے بھی محروم ہوتا ہے۔ ۵۔ قتل با سبب: قتل کا سبب اختیار کرنا، مثلاً: کسی نے غیر کی زمین میں کنوں کھو رکھا اتفاق سے کنوں کھونے والے کا رشتہ دار (مورث) اس میں گز کر مر گیا۔ یا غیر کی ملکوں کے زمین میں پتھر رکھ دیا، اتفاق سے پتھر رکھنے والے کا رشتہ دار (مورث) اس سے گمراہ کر گرا اور جاں بحق ہو گیا۔ اس قتل میں صرف عائد پر دیت خفیہ واجب ہوتی ہے، نہ تو کفارہ واجب ہوتا ہے اور نہ ہی قاتل وراثت سے محروم ہوتا ہے۔

مسئلہ: ۱۔ اگر کوئی بچہ یا پاگل یا محتوہ (کم عقل) شخص اپنے مورث کو قتل کر دے تو یہ وراثت سے محروم نہیں ہو گا؛ اس لیے کہ یہ سب شرعاً مکلف نہیں ہیں (شریفیہ ص: ۱۶)

مسئلہ: ۲۔ قتل کی یہ چاروں صورتیں اس وقت ملکی ارث ہوتی ہیں: جب کہ قاتل نے اپنے مورث کو باوجہ شرعی قتل کیا ہو؛ لہذا اگر قتل کسی شرعی وجہ سے ہو، مثلاً: مورث کو تھاماً قتل کرے، یا حد زنا میں رجم کرے، یا اپنی جان بچانے کے لیے مجبور ہو کر قتل کرے تو ان صورتوں میں قاتل وراثت سے محروم نہیں ہو گا۔ (ایضاً)

۱۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: *هذا الحکم في حق أهل الكفر لا في حق المسلمين، حتى لو مات مسلم في دار الحرب بغير إبلة الذي في دار الإسلام.* (۳۵۲/۶) ترجمہ: یہ حکم کافروں کا ہے مسلمانوں کا نہیں بلکہ اگر کوئی مسلمان دارالحرب میں وفات پا جائے تو اس کا وہ بیٹا جو دارالاسلام میں رہتا ہے وراثت ہو گا۔

۲۔ تفصیل کے لیے دیکھیے علامہ ابن عابد بن شامیؒ کی رواحیمار (۵۲۲/۵)

فَصْلٌ فِي الْمَوَانِعِ

الْمَانِعُ مِنَ الْأَرْثِ أَرْبَعَةُ: الْرِّثْقُ وَإِفْرَاكُ كَانَ أَوْ نَاقِصًا، وَالْقَتْلُ
الَّذِي يَتَعَلَّقُ بِهِ وُجُوبُ الْقِصَاصِ أَوِ الْكُفَارَةِ^۱، وَالْخِتَافُ الدِّينِيُّ،
وَالْخِتَافُ الدَّارِيُّ إِمَّا حَقِيقَةً كَالْحَرْبِيُّ وَالْذَّمِيُّ، أَوْ حُكْمًا
كَالْمُسْتَأْمِنِ، وَالْذَّمِيُّ، أَوْ الْحَرْبِيُّ مِنْ دَارِيُّ مُخْتَلِفِينَ.
وَالدَّارُ: إِنَّمَا تَخْتَلِفُ بِإِنْجِيلِ الْمَنَعَةِ وَالْمَلِكِ لِأَنْقَطَاعِ
الْعِصْمَةِ فِيمَا بَيْنَهُمْ.

ترجمہ: (یہ) فصل (وراثت سے) روکنے والی چیزوں (کے بیان) میں ہے:
وراثت سے روکنے والی چیزیں چار ہیں: غلامی: کامل ہو یا ناقص (یعنی غلامی کی تمام
صورتیں) اور وہ قتل جس سے قصاص یا کفارے کا وجوہ متعلق ہوتا ہے۔ اور دو دینوں کا
اختلاف اور (کافروں کے درمیان) دو ملکوں کا اختلاف خواہ حقیقتاً (حثا) ہو، جیسے: حربی
اور ذمی: یا حکماً ہو، جیسے: مستامن اور ذمی یا دو مختلف دارالحرب کے رہنے والے دو کافر۔
اور ملک الگ ہوتا ہے لشکر اور بادشاہ کے الگ ہونے سے، آپس میں (جانی و مالی)
سلامتی کے ختم ہونے کی وجہ سے۔

حل لغت: المانع: روکنے والا، جمع موائع. الدار: ملک، المانعة: بروز فعلة
مانع کی جمع ہے بمعنی: لشکر؛ اس لیے کہ یہ مخالفین کو روکتا ہے۔ (حاشیہ شریفیہ ص: ۲۰)۔
العصمة: بچاؤ، سلامتی جمع عصمه، الملک: بادشاہ، جمع ملوك۔

مانع اور حاجب میں فرق: مانع اور حاجب دونوں لغوی معنی کے اعتبار سے
متراوِف ہیں؛ لیکن اصطلاح میں فرق ہے: ذات میں پائے جانے والے وصف (قتل، کفر
وغیرہ) کی وجہ سے وراثت سے محرومی "منع" اور کسی دوسرے شخص کی وجہ سے وراثت سے
محرومی "حجب" کہلاتی ہے۔

^۱ ایک نو میں "کفارۃ" ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب میں جلپ منفعت ہوتا ہے حاجب خود رک لیتا ہے؛ لیکن منع میں یہ بات نہیں ہوتی۔ (حاشیہ شریفہ ص: ۱۲)۔

یاد رکھنا چاہیے کہ موانع کی وجہ سے محروم ہونے والے وارث کو اصطلاح میں ”محروم“ اور جب سے محروم ہونے والے کو اصطلاح میں ”محوب“ کہتے ہیں (روالخوار: ۵۳۱/۵)، مزید تفصیل باب الحجب میں آئے گی۔

غلام کے محروم ہونے کی وجہ: غلام اپنے مال کا مالک نہیں ہوتا، اس کا سارا مال آقا کا ہوتا ہے؛ اس لیے اس کو وراثت دینا گویا اس کے آقا کو وراثت دینا ہے جو میرت کا رشتہ دار نہیں ہے اور غیر رشتہ دار کو بغیر کسی سبب کے وراثت دینا بالاجماع باطل ہے؛ اس لیے غلام کو وراثت نہیں ملتی۔

قاتل کیوں محروم ہوتا ہے؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: القاتلُ لا يرث^۱ يعني قاتل وارث نہیں ہوتا۔ اور فقہہ کا قاعدہ ہے: مَنِ اسْتَعْجَلَ بِالشَّيْءِ قَبْلَ أَوْ اِنْهِ عُوقَبَ بِحِرْمَانِهِ: ”جو شخص کسی چیز کو اس کے وقت سے پہلے لینا چاہے تو وہ (اطورہ ز) اس چیز سے محروم کر دیا جاتا ہے۔“ اگر قاتل کو وراثت سے محروم نہ کیا جائے گا تو لوگ میراث کی خاطر مورث کو قتل کریں گے اور نظامِ عالم تہ و بالا ہو جائے گا۔

اختلاف دین کیوں مانع ارث ہے؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”لَا يرثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرُ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمُ“^۲ یعنی نہ تو مسلمان کافر کا وارث ہوگا اور نہ کافر مسلمان کا۔

کفر سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ثبوت اور عقائد حقہ کا انکار ہے، خواہ اس کے ساتھ اللہ کی الوہیت اور وحدانیت کا بھی انکار ہو یا نہ ہو، لہذا یہودیت، نصرانیت، مجوسیت، ہندو دھرم وغیرہ سب کفر ہیں والکفر ملة واحده۔^۳

نیز قادیانی بھی مسلمان کا وارث نہیں ہوگا اور نہ مسلمان قادیانی کا وارث ہوگا؛ اس

^۱ سنن ترمذی (۲/۲۱) سنن ابن ماجہ (۲/۲۲۲) باب میراث القاتل۔ ح الموارث (ص: ۲۲) ح صحیح بخاری (۲/۱۰۰۱)۔ ح شریفہ مع حاشیہ ص: ۱۸۔

لیے کہ یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا انکار کرتے ہیں، اس طرح کہ ملعون مرزا غلام احمد قادریانی کو نبی مانتے ہیں۔

مسئلہ: جس طرح مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں اسی طرح اگر بھی آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں، اگرچہ وہ آپس میں اپنے مذہب کے اعتبار سے مختلف ہوں؛ لہذا یہودی اپنے نصرانی رشتہ دار، اور نصرانی اپنے یہودی رشتہ دار کے وارث ہوں گے۔

مسئلہ: مسلمان مرتد کا وارث ہوگا؛ لیکن مرتد مسلمان کا وارث نہیں ہوگا؛ اس لیے کہ ارتداد بمنزلہ موت ہے تو جس طرح مسلمان اپنے رشتہ دار کا اس کے مرنے کے بعد وارث ہوتا ہے وہ مرتد کے ارتداد کے بعد اس کا وارث ہوگا اور مرتد کے اموال مسلمان ورشہ میں تقسیم ہوں گے، اور جس طرح مردہ زندہ کا وارث نہیں ہوتا اسی طرح مرتد کسی مسلمان کا وارث نہیں ہوگا۔ تفصیل فصل فی المرتد میں آئے گی۔

اختلاف ملک کی چند صورتیں

کتاب کی عبارت میں اختلاف ملک کی چند صورتیں ذکر کی گئی ہیں، ان کو سمجھنے کے لیے چند اصطلاحات مذکور ہیں:

حربی: اس غیر مسلم کو کہتے ہیں جو دارالحرب کا مستقل باشندہ ہو۔

ذمی: اس غیر مسلم کو کہتے ہیں، جو جزیہ دے کر دارالاسلام میں مستقل رہتا ہو۔

متامن: اس غیر مسلم کو کہتے ہیں، جو دارالاسلام میں ویزا لے کر عارضی اقامت حاصل کیے ہوئے ہو۔

اختلاف ملک حقیقی (حَقِيقَةُ الْمَلَك): حربی اور ذمی کے درمیان حقیقتاً ملک مختلف ہوتا ہے؛ اس لیے کہ اول الذکر دارالحرب کا باشندہ ہے، اور آخر الذکر دارالاسلام کا۔ پس دونوں کو ایک دوسرے کی وراثت نہیں ملے گی۔ مثلاً: رام اور کرشن باب پ بیٹے ہیں ایک ہندوستان کا باشندہ ہے اور دوسرا افغانستان میں جزیہ دے کر رہتا ہے تو دونوں میں سے ایک کی موت کی

صورت میں دوسرے کو وراثت نہیں ملے گی۔

اختلاف ملک حکمی (شرعی): متامن اور ذمی، یہ دونوں بظاہر ایک ہی ملک (دارالاسلام) میں رہتے ہیں؛ لیکن دونوں کے رہنے کی حیثیت میں فرق ہے، ذمی کو دارالاسلام میں مستقل اشہریت حاصل ہے؛ لیکن متامن کا قیام دارالاسلام میں عارضی ہے، پس شرعاً و عرفًا دونوں کے ملک مختلف ہیں۔

سوال: متامن اور ذمی کو جب ایک دوسرے کی وراثت نہیں ملے گی تو ان کا ترکہ کیا ہوگا؟

جواب: متامن کا ترکہ دارالحرب میں رہنے والے اس کے ورثاء کو ملے گا، اور ذمی کا ترکہ دارالاسلام میں رہنے والے اس کے ورثاء کو ملے گا، اور اگر کوئی وارث دارالاسلام میں نہیں ہے تو سارا ترکہ بیت المال میں رکھ دیا جائے گا اور بیت المال کے انتظام و انصرام کے شرعی نہ ہونے کی صورت میں مصارف بیت المال یعنی فقراء اور عاجزین میں تقسیم کر دیا جائے گا۔

قولہ: **الحربیین من دارین مختلفین:** یہ بیک وقت حقیقی اور حکمی دونوں کی مثال بن سکتی ہے۔

حقیقی کی صورت: دو مختلف دارالحرب—(مثلاً: امریکہ اور روس)۔ کے درمیان ہوں تو دونوں کے درمیان حقیقتاً ملک مختلف ہوگا۔

حکمی کی صورت: دو مختلف دارالحرب—(امریکہ اور روس)۔ کے دو حربی دارالاسلام (افغانستان) میں ویزا لے کر رہتے ہوں، تو اگرچہ بظاہر یہ دونوں ایک ہی ملک میں ہیں؛ لیکن حکماً دونوں مختلف ملک امریکہ اور روس کے رہنے والے ہیں؛ اس لیے ان تمام صورتوں میں ایک کافر کو دوسرے کی وراثت نہیں ملے گی۔

نوٹ: حربی اور متامن کو ایک دوسرے کی وراثت ملے گی؛ اس لیے کہ دونوں کی شہریت دارالحرب کی ہوتی ہے اگرچہ کہ متامن دارالاسلام میں ہوتا ہے؛ لیکن اس کی

اقامت عارضی ہوتی ہے۔

اعجمہ شلاشہ کے نزدیک اختلافِ ملک: امام مالک اور احمد بن حنبل رحمہما اللہ کے نزدیک اختلافِ ملک مطلقاً مانع ارث نہیں ہے۔ اور علامہ جرجانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اختلافِ دارکوسرے سے مانع ارث نہیں مانتے ہیں۔

باب — ۱

فرض مقدارہ اور ان کے مستحقین

فرض: فرض کی جمع ہے، جس کے معنی ہیں: حصہ، قرآن پاک میں جو حصے مذکور ہیں ان کو "فرض مقدارہ" کہتے ہیں وہ یہ ہیں:

- ۱۔ نصف (آدھا) دو میں سے ایک، $\frac{1}{2}$
- ۲۔ رُبُع (چوتھائی) چار میں سے ایک، $\frac{1}{4}$
- ۳۔ ثُمن (آٹھواں) آٹھ میں سے ایک $\frac{1}{8}$
- ۴۔ ثُلُث (تہائی) تین میں سے ایک $\frac{1}{3}$
- ۵۔ ثُلُثان (دو تہائی) تین میں سے دو $\frac{2}{3}$
- ۶۔ سُدُس (چھٹا) چھٹی میں سے ایک، $\frac{1}{6}$

فرض مقدارہ کی دو قسمیں ہیں: قسم اول: نصف، رُبُع، ثُمن۔ قسم ثانی: ثُلُثان، ثُلُث، سُدُس۔

تضعیف و تصنیف: ان دونوں قسموں کی خوبی یہ ہے کہ اگر ان کو داہنی طرف سے دیکھا جائے تو ہر عدد دوسرے کے مقابلے میں دو گنا نظر آئے گا۔ مثال کے طور پر قسم اول کو داہنی طرف سے دیکھیے: نصف: رُبُع کا دو گنا ہے اور رُبُع: ثُمن کا۔ اسی طرح قسم ثانی میں بھی ثُلُثان: ثُلُث کا دو گنا ہے، اور ثُلُث: سُدُس کا۔ اس کو "تضعیف" کہتے ہیں۔ تضعیف کے معنی: دو چند کرنا، یعنی عدد کو اس طرح ذکر کرنا کہ داہنی طرف سے ہر عدد دوسرے کا دو گنا

نظر آئے۔

انھیں عددوں کو اگر باعیں طرف سے دیکھا جائے تو ہر عدد دوسرے کے مقابلے میں آدھا نظر آئے گا۔ مثال کے طور پر قسم اول کو باعیں طرف سے دیکھیے: شمن: ربع کا آدھا اور ربع: نصف کا آدھا ہے اور دوسری قسم میں سُدُس: ثلثہ کا آدھا اور ثلثہ: ثلثان کا آدھا ہے۔ اس کو ”تصیف“ کہتے ہیں، تصیف کے معنی ہیں: آدھا کرنا، یعنی عد کو اس طرح ذکر کرنا کہ باعیں طرف سے ہر عدد دوسرے کے مقابلے میں آدھا نظر آئے۔

بَابِ مَعْرِفَةِ الْفُرُوضِ وَمُسْتَحْقِيقَهَا

**الْفُرُوضُ الْمُقَدَّرَةُ فِي كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى بِسْتَهُ: النِّصْفُ، وَالرُّبُعُ،
وَالثُّمُنُ، وَالثُّلَاثَانُ، وَالثُّلْثَةُ وَالسُّدُسُ عَلَى التَّضْعِيفِ وَالتَّصْيِيفِ.**

ترجمہ: مقررہ حصول اور ان کے حصہ داروں کے جانے کا بیان: قرآن پاک میں جو حصے متعین ہیں وہ چھ ہیں: نصف (آدھا) ربع (چوتھائی) شمن (آٹھواں) ثلثان (دو تہائی) ثلثہ (تہائی) سُدُس (چھٹا) تضعیف اور تصیف کے طریقے پر۔

اصحابِ فرانض

جن کا حصہ شریعت میں متعین ہے، انھیں اصحابِ فرانض کہا جاتا ہے، یہ کل بارہ افراد ہیں: چار مرد اور آٹھ عورتیں:

۱-بَاب ۲-جَدْجَحُ (دادا) اوپر تک ۳-اخیافی (ماں شریک) بھائی ۴-شوہر ۵-بیوی ۶-بیٹی ۷-بُوپیٰ بیچے تک ۸-حقیقی بہن ۹-علاتی (بَاب شریک) بہن ۱۰-اخیافی بہن ۱۱-ماں ۱۲-جَدَّهُ صَحِيحَهُ (داوی اور تانی) اوپر تک۔

**وَأَصْحَابُ هَذِهِ السَّهَامِ إِثْنَا عَشَرَ نَفَرًا: أُرْبَعَةُ مِنَ الرِّجَالِ وَهُنْ
الْأَبُ وَالْجَدُ الصَّحِيحُ - وَهُوَ أَبُ الْأَبِ وَإِنْ عَلَا - وَالْأُخْتُ لِامُّ،
وَالزَّوْجُ، وَثَمَانُ مِنَ النِّسَاءِ وَهُنَّ: الزَّوْجَةُ، وَالْبُنْتُ، وَبِنْتُ الْأَبِ -
وَإِنْ سَفَلَتْ - وَالْأُخْتُ لِامُّ وَامُّ، وَالْأُخْتُ لِامُّ، وَالْأُخْتُ لِامُّ،**

وَالْأُمُّ، وَالْجَدَّةُ الصِّحِّحَةُ – وَهِيَ الَّتِي لَا يَدْخُلُ فِي نِسْبَتِهَا إِلَى
الْمَيْتِ جَذْ فَاسِدٌ.

ترجمہ: اور ان حصوں (کے لینے) والے بارہ افراد ہیں: چار مردوں میں سے ہیں، اور وہ باپ اور دادا۔ اور وہ باپ کا باپ ہے چاہے (رشتہ میں) اور پر ہو یعنی پر دادا، سکڑ دادا، لکڑ دادا ہو۔ اور اخیائی (ماں شریک) بھائی اور شوہر ہے۔ اور آٹھ عورتوں میں سے ہیں: اور وہ بیوی لڑکی اور پوتی چاہے (رشتہ میں) نیچے ہو یعنی پر پوتی، سکڑ پوتی، لکڑ پوتی ہو، اور حقیقی بہن اور علائی بہن اور اخیائی بہن، اور ماں اور جدہ صحیح (دادی اور نانی اور پرانک) ہے اور وہ اسکی جدہ ہے جس کی میت کی طرف نسبت کرنے میں جد فاسد و اس طہ نہ ہو۔

لغت: سَفَلَثُ: (نصر، سمع، کرم) تینوں بابوں سے آتا ہے؛ البتہ نصر سے پڑھنا زیادہ بہتر اور مشہور ہے کرم سے پڑھنے کو غلط کہا گیا ہے؛ اس لیے کہ اس کا مصدر سَفَالَّة بھی ہے، جس کے معنی دنائست و حقارت کے ہیں۔^۱

فوانید (۱) — ماں، باپ سے مراد صرف وہ لوگ ہیں جن سے میت (مورث) پیدا ہوا ہو، سو تیلا باپ اور سوتیلی ماں مراد نہیں۔

(۲) — جد صحیح: وہ مذکرا صل بعید ہے جس کا میت سے رشتہ جوڑنے میں مؤنث کا واسطہ آئے ہو الذی لَا تَدْخُلُ فِي نِسْبَتِهِ إِلَى الْمَيْتِ أُمٌّ جیسے: دادا (باپ کا باپ) پر دادا (باپ کے باپ کا باپ)

(۳) — جد فاسد: وہ مذکرا صل بعید ہے، جس کا میت سے رشتہ جوڑنے میں مؤنث کا واسطہ ہو ہو الذی تَدْخُلُ فِي نِسْبَتِهِ إِلَى الْمَيْتِ أُمٌّ جیسے: نانا (ماں کا باپ)

(۴) — جدہ صحیح: وہ مؤنث اصل بعید ہے جس کا میت سے رشتہ جوڑنے میں جد فاسد کا واسطہ آئے ہی الـتـی لـا يـدـخـلـ فـي نـسـبـتـهـ إـلـى الـمـيـتـ جـذـ فـاسـدـ

^۱ مثلث الفاء والفتح أشهر، لأنـه من السـُّفـُولـ ضدـ العـلوـ، وـقـبـيلـ: الـضـمـ خطـأـ، لأنـه من السـَّفـَالـةـ أيـ الدـنـانـةـ (الـرـحـيقـ الـمـخـتـومـ صـ: ۳۳ـ).

جیسے: دادی (باپ کی ماں)، نانی (ماں کی ماں)، پردادی (دادا کی ماں)۔

(۵) — جدہ فاسدہ: وہ مؤنث اصل بعید ہے جس کا میت سے رشتہ جوڑنے میں جد فاسد کا واسطہ ہو (هی التي يَذْخُلُ فِي نِسْبَتِهَا إِلَى الْمَيْتِ جَدٌ فَاسِدٌ) جیسے: نانا کی ماں۔

(۶) — اخیائی بھائی بہن سے وہ بھائی بہن مراد ہیں جن کی ماں ایک ہوا اور باپ الگ ہو۔

(۷) — شوہر اور بیوی کے ایک دوسرے کے وارث ہونے کی شرط یہ ہے کہ دونوں کا نکاح صحیح ہو، باطل یا فاسد نکاح کی صورتوں میں ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے، (الدر المختار مع روا الحنفی: کتاب الفرانض)

(۸) — پوتی سے مراد بیٹی کی بیٹی، پوتے کی بیٹی (سکڑ پوتی) اور پرپوتے کی بیٹی (لکڑ پوتی) نیچے تک ہے۔

باپ کے احوال

باپ کی تین حالاتیں ہیں:

۱ — اگر میت نے باپ کے ساتھ اپنی کوئی مذکراولاد (بیٹا، پوتا، پرپوتا نیچے تک) چھوڑی ہو تو باپ کو سدس (چھٹا) ملے گا، اس حالت کو "فرض مطلق" کہتے ہیں اور باپ کو اس حالت میں "ذو الفرض محض" کہا جاتا ہے۔

عبدالاول	مثال: مسئلہ ۲
ابن	اب
سدس	سدس
عصبه بفسہ	۱
۵	

۲ — اگر میت نے اپنے باپ کے ساتھ صرف مؤنث اولاد (بیٹی، پوتی، پرپوتی نیچے تک) چھوڑی ہو تو باپ سدس پانے کے ساتھ عصبه بفسہ بھی ہو گا اس حالت کو "فرض مع تعصیب" اور باپ کو اس حالت میں "ذو الفرض مع التعصیب" کہتے ہیں۔

عبداللہ

مثال: مسئلہ ۲

بنت	اب
نصف	سدس و عصبة بقية
۳	$۳ = ۲ + ۱$

۳ — اگر میت کی کوئی مذکرو منث اولاد یا مذکرا اولاد کی اولاد نیچے تک نہ ہو تو باپ تہا ہونے کی صورت میں پورا تر کہ اور دوسرے اصحاب فرائض کے ساتھ ہونے کی صورت میں ان کو دینے کے بعد بچا ہوا تر کہ پائے گا۔ اس حالت کو ”تحصیپ محن“ اور باپ کو اس حالت میں ”عصبة بمحن“ کہتے ہیں۔

عبد الرحمن

مثال: مسئلہ ۱

عصبة بمحن

۱

عبد الرحیم

مثال: مسئلہ ۳

ام	اب
ثلث	عصبة بمحن
۱	۳

نوٹ: مسئلہ بنانے کے قواعد باب مخارج الفروض میں آئیں گے!

أَمَا الْأَبُ فَلَهُ أَخْوَالٌ ثَلَاثٌ: الْفَرْضُ الْمُطْلَقُ: هُوَ السُّدُسُ وَذِلِكَ مَعَ الْإِبْنِ أَوْ إِبْنِ الْإِبْنِ وَإِنْ سَفَلَ، وَالْفَرْضُ وَالْتَّعْصِيْبُ مَعًا وَذِلِكَ مَعَ الْإِبْنَةِ وَإِبْنَةِ الْإِبْنِ وَإِنْ سَفَلَتْ، وَالْتَّعْصِيْبُ الْمَخْضُ وَذِلِكَ عِنْدَ عَدْمِ الْوَلَدِ وَوَلَدِ الْإِبْنِ وَإِنْ سَفَلَ.

ترجمہ: رہا باپ تو اس کی تین حالتیں ہیں: مطلق مقررہ حصہ — اور وہ سدس ہے — اور وہ لڑکے یا پوتے کے ساتھ ہے — چاہے (پوتارشتہ میں) نیچے ہو — اور مقررہ حصہ (سدس) اور عصبة بھی: اور وہ لڑکی یا پوتی کے ساتھ ہے — چاہے (رشتہ میں) نیچے ہو ل فقط ”ولد“ لغوی اعتبار سے عام ہے لڑکا اور لڑکی دونوں کو شامل ہے، (شریفیہ ص: ۲۲)۔

— اور عصبه محسن اور وہ لڑکے لڑکی اور پوتے پوتی — اگرچہ (رشته میں) نیچے ہوں — کے نہ ہونے کی صورت میں ہے۔

دلائل: پہلی اور دوسری دونوں حالتوں کی دلیل اللہ کا یہ ارشاد گرامی ہے:

﴿وَلَا يُبَوِّيْهِ لِكُلٍّ وَاجِدٌ فِتْنَهُمَا السُّدُسُ مِئَةٌ تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ﴾ والدین میں سے ہر ایک کے لیے ترک کا چھٹا حصہ ہے اگر میت کی کوئی اولاد ہو — اولاد اگر مذکور ہے تو وہ عصبه ہونے کی وجہ سے ذوی الفرض سے بچا ہوا ترک کے لے لے گا؛ اس لیے باپ کو صرف اس کا مقررہ حصہ یعنی سدس ملے گا۔ اور اگر اولاد موت ہے تو چوں کہ وہ عصبه نہیں ہوتی؛ اس لیے ان کا حصہ دینے کے بعد اگر مال بچے گا تو وہ بھی باپ کوں جائے گا، اس طرح باپ سدس کا مستحق ہونے کے ساتھ عصبه بھی ہوگا۔

تیری حالت کی دلیل اللہ کا یہ ارشاد ہے: ﴿فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أُبُوَاهٌ فِلَامِهِ الْثُلُثُ﴾ یعنی اگر کوئی اولاد نہ ہو اور میت کے والدین وارث ہوں تو اس کی ماں کو ایک تہائی ترک کے ملے گا۔

اس آیت میں باپ کا حصہ نہیں بیان کیا گیا۔ صرف ماں کا بیان کیا گیا ہے، اس سے سمجھا گیا کہ اولاد کی عدم موجودگی میں ماں کو ثلثہ دینے کے بعد باقی بچا ہوا ترک کے باپ کو ملے گا یعنی باپ عصبه محسن ہوگا۔

وجہ حصر: باپ کی کل تین حالتیں ہیں: میت نے اپنے باپ کے ساتھ کوئی اولاد چھوڑی ہوگی یا نہیں؟ اگر نہیں چھوڑی تو باپ ”عصبه محسن“ ہوگا۔ اور اگر کوئی اولاد چھوڑی ہے تو اولاد مذکور ہوگی یا فقط موت؟ اگر مذکور ہے تو باپ ”ذوالفرض محسن“ ہوگا یعنی سدس پائے گا۔ اور اگر اولاد فقط موت ہے تو باپ ”ذوالفرض مع التحصیب“ ہوگا، یعنی سدس پانے کے ساتھ عصبه بھی ہوگا۔

جد صحیح کے احوال

”جد صحیح“ مذکرا صل بعید کو کہتے ہیں جس کا میت سے رشتہ جوڑنے میں مؤثر کا واسطہ نہ آئے۔ پس دادا (باپ کا باپ) جد صحیح ہے اور نانا (ماں کا باپ) جد فاسد ہے۔

جد صحیح کے چار احوال ہیں:

۱۔ اگر میت کے دادا کے ساتھ اس کا باپ بھی موجود ہو تو دادا ساقط ہو گا؛ اس لیے کہ باپ کا رشتہ میت سے قریب ہے اور وراثت کا قاعدہ یہ ہے کہ اقرب (نزدیک والے) کے ہوتے ہوئے بعد (دور والا) ساقط ہوتا ہے، اسی طرح دادا کی وجہ سے پر دادا ساقط ہو گا۔

رشید	میت	مثال: مسئلہ ۱
اب الاب (دادا)		
عصبه محض	ساقط	
۱		

ارشد	میت	مثال: مسئلہ ۲
اب اب الاب (پر دادا)	اب الاب (دادا)	
عصبه محض	ساقط	
۱		

۲۔ اگر باپ نہ ہونے کی صورت میں دادا کے ساتھ میت کی مذکرا ولاد (بیٹا، بوتا، پوتا، پوتا شے تک) ہو تو دادا کو سدس (چھٹا) ملے گا۔

ارشاد	میت	مثال: مسئلہ ۳
ابن	اب الاب	
عصبه	سدس	
۵	۱	

مرشد	مثال: مسئلہ ۲
امن الامن	اُب الاب
عصبہ	سدس
۵	۱

۳۔ اگر دادا کے ساتھ باپ کے بجائے میت کی صرف موئٹ اولاد (بیٹی، پوتی، پر پوتی نیچے تک) ہو تو دادا سدس پانے کے ساتھ عصبہ بھی ہو گا۔

رشدمی	مثال: مسئلہ ۲
بنت	اُب الاب
نصف	سدس، عصبہ
۳	۳=۲+۱

۴۔ اگر دادا کے ساتھ میت کی کوئی اولاد نہ ہو تو دادا عصبہ بھض ہو گا، تنہا ہونے کی صورت میں سارا تر کہ اور دوسرے اصحاب فرائض کے ساتھ ہونے کی صورت میں ان کو دینے کے بعد بچا ہوا تر کہ پائے گا۔

رشیدہ	مثال: مسئلہ ۱
	اُب الاب
	عصبہ بھض
	۱

عبدالرحیم	مثال: مسئلہ ۳
ام	اُب الاب
ثملث	عصبہ بھض
۱	۲

غرض: جس طرح باپ کی تین حالتیں ہیں: اسی طرح باپ کی عدم موجودگی میں صحیح کی بھی تین حالتیں ہیں: یعنی تمام مسائل میں جدی صحیح باپ کی طرح ہے؛ البتہ چار مسئللوں میں دونوں کے احکام الگ ہیں، ان مسائل کو مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب میں ان کی جگہوں میں بیان کیا ہے۔ میں نے قارئین کی سہولت کے لیے یہاں ترجمہ عبارت

اور وجہ حصر بیان کرنے کے بعد سب کو سمجھا لکھ دیا ہے۔

والْجَدُ الصَّحِيحُ: كَالْأَبِ إِلَّا فِي أَرْبَعِ مَسَائِلَ — وَسَنَذْكُرُهَا فِي مَوَاضِعِهَا إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى — وَيَسْقُطُ الْجَدُ بِالْأَبِ؛ لِأَنَّ الْأَبَ أَصْلٌ فِي قَرَابَةِ الْجَدِ إِلَى الْمَيْتِ وَالْجَدُ الصَّحِيحُ: هُوَ الَّذِي لَا تَدْخُلُ فِي نِسْبَتِهِ إِلَى الْمَيْتِ أَمْ.

ترجمہ: اور دادا باپ کی طرح ہے، مگر چار مسئلے میں۔ اور آگے ہم ان مسئلے کو ان کی جگہوں پر بیان کریں گے، ان شاء اللہ۔ اور دادا باپ کی وجہ سے محروم ہو جاتا ہے؛ اس لیے کہ میت سے دادا کا رشتہ جوڑنے میں باپ اصل (واسطہ) ہے۔ اور دادا وہ (مذکرا اصل بعید) ہے جس کی میت کی طرف نسبت کرنے میں ماں داخل (واسطہ) نہ ہو۔ وجہ حصر جید صحیح کی چار حالتیں ہیں: اس طرح کہ میت نے اپنے باپ کو جھوڑا ہوگا یا نہیں؟ اگر جھوڑا ہے تو دادا ساقط ہوگا اور اگر نہیں جھوڑا ہے تو اپنی اولاد جھوڑی ہوگی یا نہیں؟ اگر نہیں جھوڑی ہے تو دادا "عصبهٗ محض" ہوگا۔ اور اگر جھوڑی ہے تو اولاد مذکر ہوگی یا فقط موئٹ؟ اگر مذکر ہے تو دادا "ذو الفرض محض" ہوگا (یعنی سدس پانے گا) اور اگر اولاد فقط موئٹ ہے تو دادا "ذو الفرض مع التعمیب" ہوگا۔ (یعنی سدس پانے کے ساتھ عصبهٗ بھی ہوگا)

چار مسائل جن میں باپ اور دادا کے درمیان فرق ہے

پہلا مسئلہ: حقیقی اور علاقی بھائی بہنو: باپ کی موجودگی میں بالاتفاق ساقط ہو جاتے ہیں؛ لیکن دادا کی موجودگی میں صاحبین کے نزدیک ساقط نہیں ہوتے، البته امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دادا کی موجودگی میں بھی ساقط ہو جاتے ہیں اور اسی پر فتویٰ ہے (الرِّحْقَ الْمُخْتَومُ ص: ۲۵) پس صاحبین کے مسلک کے اعتبار سے باپ اور دادا میں فرق ہوگا؛ البته امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کوئی فرق نہ ہوگا۔

دوسرा مسئلہ: اگر ورثاء میں میاں بیوی میں سے کوئی ایک، اور ماں کے ساتھ باپ بھی ہو تو ماں کو ثلث باتی یعنی شوہر یا بیوی کا حصہ نکالنے کے بعد جو ماں بچا ہے اس کا ثلث ل۔ تفصیل حقیقی بہنوں اور علاقی بہنوں کے احوال میں آئے گی۔

ملے گا؛ لیکن باپ کے بجائے دادا ہو تو ماں کو شلیٹ کل یعنی پورے ترکہ کی تہائی ملے گی، یہی طرفین کا مسلک ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ البتہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دادا کی موجودگی میں بھی ماں کو شلیٹ باقی ملے گا۔ پس طرفین کے مسلک کے اعتبار سے باپ اور دادا میں فرق ہو گا، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کوئی فرق نہ ہو گا۔
تیرا مسئلہ: باپ کی موجودگی میں دادی ساقط ہو جاتی ہے؛ لیکن دادا کی موجودگی میں دادی ساقط نہیں ہوتی۔

چوتھا مسئلہ: اگر میت نے ورثاء میں مولی العتاقہ (معتّق) کا باپ اور بیٹا چھوڑا ہو تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک معتّق کے باپ کو ولاء کا سدس ملے گا اور باقی معتّق کے بیٹے کو ملے گا؛ لیکن اگر ورثاء میں معتّق کا دادا اور بیٹا ہو تو پوری ولاء بیٹے کو ملے گی، اور طرفین کے نزدیک معتّق کے بیٹے کی موجودگی میں نہ معتّق کے باپ کو کچھ ولاء ملتی ہے نہ معتّق کے دادا کو اسی پر فتویٰ ہے۔ پس امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک باپ اور دادا میں فرق ہو گا؛ طرفین کے نزدیک کوئی فرق نہ ہو گا۔

اخیانی بھائی بہن کے احوال

ماں شریک بھائی بہن کو "اولادِ ام" اور اخیانی بھائی بہن کہتے ہیں، ان کی تین حالتیں ہیں:

۱۔ ایک اخیانی بھائی یا اخیانی بہن ہو تو اس کو سدس ملے گا۔

مثال: مسئلہ ۲
شاکر

عمر	ام خلام	میت
عصبہ	سدس	
۵		۱

۲۔ ایک سے زیادہ اخیانی بھائی بہن ہوں تو ان کو شلیٹ ملے گا۔ یہاں یہ بات

۱۔ تفصیل ماں کے احوال میں آئے گی۔ ۲۔ تفصیل جدہ کے احوال میں آئے گی۔ ۳۔ تفصیل باب الحصبات کے آخر میں آئے گی۔

خاص طور پر یاد رکھنی چاہیے کہ اخیانی بھائی بہنوں کو جو ترکہ ملتا ہے وہ ان کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوتا ہے یعنی جتنا ایک اخیانی بھائی کو دیا جاتا ہے، اتنا ہی ایک اخیانی بہن کو بھی دیا جائے گا، بھائی کو بہن سے دو گناہیں دیا جائے گا۔

شافع	مثال: مسئلہ ۳
عم	میتہ /۳/ اخت لام
عصبہ	ثلث
۲	۱

شاذ	مثال: مسئلہ ۳
عم	میتہ /۲/ اخت لام
عصبہ	۳ / اخت لام
۲	۱

۳۔ اگر میت کی اولاد یا مذکرو اولاد کی اولاد نیچے تک ہو، یا میت کا باپ دادا اور تک ہو تو اخیانی بھائی بہن ساقط ہو جاتے ہیں۔

شوکت	مثال: مسئلہ ۱
ابن	میتہ / اخت لام
عصبہ	ساقط
۱	

سرور	مثال: مسئلہ ۲
عم	میتہ / اخت لام
عصبہ	ساقط
۱	

رحمت	مثال: مسئلہ ۳
اب	میتہ / اخت لام
عصبہ	ساقط
۱	

وَأَمَّا لَأْوَادِ الْأُمَّ فَأَخْوَالٌ ثَلَاثٌ: الْسُّدُسُ لِلْوَاحِدِ، وَالثُّلُثُ لِلْإِلَانِينَ فَصَاعِدًا — ذُكُورُهُمْ وَإِنَاثُهُمْ فِي الْقِسْمَةِ وَالْإِسْتِحْقَاقِ سَوَاً — وَيَسْقُطُونَ بِالْوَلَدِ وَوَلَدِ الْأَبِينَ وَإِنْ سَفَلَ وَبِالْأَبِ وَالْجَدَدِ بِالْإِلْتَفَاقِ.

ترجمہ: اور ہے ماں شریک بھائی بہن تو (ان کی) تمیں حالتیں ہیں: سدس ایک کے لیے اور ثلث دیا زیادہ کے لیے۔ ان کے مذکرا اور موئٹ (یعنی ماں شریک بھائی اور ماں شریک بہن) تقسیم میں اور حصہ دار ہونے میں برابر ہیں۔ اور یہ سب ساقط ہو جاتے ہیں اولاد سے اور بیٹی کی اولاد سے چاہے وہ (رشتہ میں) نیچے ہوں اور باپ اور دادا سے بالاتفاق۔

دلائل: دلائل بیان کرنے سے پہلے "کلالہ" کی تعریف جانی ضروری ہے، کلالہ: ایسے مردیاں کی عورت کو کہتے ہیں جس کے نہ باپ، دادا، پرداوا، اور پتک ہوں اور نہ ہی کسی طرح کی کوئی اولاد (بیٹا، بیٹی) یا مذکرا اولاد کی اولاد نیچے تک ہو۔

ترک کے پہلے فروع اور اصول پر تقسیم ہوتا ہے، اصول اور فروع کی موجودگی میں دوسرے لوگ محروم رہتے ہیں؛ اس لیے اخیانی بھائی بہن: میت کے باپ دادا اور پتک اور اولاد اور مذکرا اولاد کی اولاد نیچے تک کی موجودگی میں محروم ہوتے ہیں۔

اور اگر کوئی "کلالہ" ہو یعنی نہ اس کے باپ دادا میں سے کوئی ہو اور نہ کوئی اولاد یا مذکرا اولاد کی اولاد (نیچے تک) میں سے ہو۔ اور اس کے اخیانی بھائی بہن ہوں تو ان کو ترکہ ملے گا۔ ایک ہو تو سدس ملے گا؛ قرآن پاک میں ہے: "وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُؤْرَثُ كَلَالَةً أَوْ امْرَأَةً وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلٍّ وَاحِدٌ مِنْهُمَا السُّدُسُ" اس آیت میں اخ اور اخت سے بالاجماع اخیانی بھائی بہن مراد ہیں، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ہے (وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ مِنَ الْأُمَّ) آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی مردیا لے فصاعدًا (اوپر کی طرف بڑھنے والا) یہ العدد سے حال واقع ہے، تقدیری عبارت یہ ہے: فاحفظ العدد حال کونہ فصاعدًا (شریفیہ ص: ۲۳)۔

عورت کے ورثاء میں اس کے باپ یا اولاد نہ ہو؛ بلکہ صرف ایک اخیانی بھائی یا اخیانی بہن ہوتا اس کو "سدس" ملے گا۔ (شریفیہ: ۲۲)۔

اور ایک سے زیادہ ہونے کی صورت میں "ملٹ" ملنے کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: "فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءٌ فِي الْثُلُثِ" یعنی اگر (ماں شریک بھائی بہن) ایک سے زیادہ ہوں تو یہ سب (مذکرو مونث کی تفریق کے بغیر) ترک کے تہائی حصہ میں (برا بر کے) شریک ہوں گے۔ (نساء: ۱۳)

وجہ حصر: اخیانی بھائی بہن کی تین حالاتیں ہیں: میت نے اخیانی بھائی بہنوں کے ساتھ فروع اور اصول مذکر تینیں سے کسی کو چھوڑا ہو گایا نہیں؟ اگر چھوڑا ہے تو اخیانی بھائی بہن "ساقط" ہوں گے اور اگر نہیں چھوڑا تو ایک ہونے کی صورت میں ان کو "سدس" اور ایک سے زیادہ ہونے کی صورت میں "ملٹ" ملے گا (ملٹ میں مذکرو مونث برابر کے شریک ہوں گے، ان میں ﴿لِلَّهِ كَمِثْلُ حَظِّ الْأَنْثِيَنِ﴾ کا قاعدہ چاری نہ ہو گا)۔

شوہر کے احوال

شوہر کی دو حالاتیں ہیں:

۱۔ اگر میت کی اولاد یا مذکر اولاد کی اولاد نیچے تک نہ ہو تو شوہر کو نصف ملے گا۔

مثال: مسئلہ ۲	رابعہ
زوج	اب
نصف	عصبه
۱	۱

۲۔ اگر میت کی اولاد یا مذکر اولاد کی اولاد نیچے تک (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی نیچے تک) ہو تو شوہر کو ربع ملے گا۔

نوت: اولاد عام ہے خواہ مذکر ہو یا مونث اور اسی شوہر سے ہو یا پہلے شوہر سے؛ البتہ اولاد کا میت کی وفات کے وقت زندہ ہونا ضروری ہے، جو اولاد پہلے وفات پا چکی اس لیے یعنی قریب و بعدی کی مذکرو مونث اولاد جیسے: بڑا، بڑی، پوتا، پوتی اور تک۔ جیسا کہ وادا پر تک۔

کا اعتبار نہیں۔

مثال: مسئلہ ۲	میت	نابغہ
زوج	ابن	عصبہ
رلخ	۳	۳
۱		
مثال: مسئلہ ۳	میت	زادہ
زوج	عمر	بنت
رلخ	عصبہ	نصف
۱	۱	۲
مثال: مسئلہ ۴	میت	رحمت
زوج	عم	بنت الامن
رلخ	عصبہ	نصف
۱	۱	۲

وَأَمَا لِلْمَرْوِجِ فَحَالَتَانِ: النُّصُفُ عِنْدَ عَدَمِ الْوَلَدِ وَوَلَدِ الْإِبْنِ وَإِنْ سَفَلَ، وَالرُّبُيعُ مَعَ الْوَلَدِ أَوْ وَلَدِ الْإِبْنِ وَإِنْ سَفَلَ.

ترجمہ: اور رہا شوہر، تو (اس کی) دو حالتیں ہیں: نصف ہے (میت کی) اولاد اور بیٹے کی اولاد—چاہے (رشتہ میں) نیچے تک ہو—کے نہ ہونے کی صورت میں۔ اور رلخ (چوتھائی) ہے اولاد یا بیٹے کی اولاد کے ساتھ—چاہے (رشتہ میں) نیچے ہو۔

دلیل: شوہر کو نصف و رلخ ملنے کی دلیل اللہ کا ارشاد ہے: ”وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ، فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُيعُ مِمَّا تَرَكُنَّ“ ترجمہ: اور تمہارے لیے تمہاری بیویوں کے ترکے کا آدھا ہے اگر ان کی کوئی اولاد نہ ہو، اور اگر بیویوں کی کوئی اولاد ہو تو تمہارے لیے ان کے ترکے کا چوتھائی حصہ ہے۔

بیویوں کے احوال

بیویوں کی بھی دو حالتیں ہیں:

۱۔ اگر میت کی اولاد یا مدد کر اولاد کی اولاد نیچے تک نہ ہو تو بیویوں کو رفع ملے گا۔

ظفر	مثال: مسئلہ ۲
اب	میت زوجہ
عصبہ	رفع
۳	۱

۲۔ اگر میت کی اولاد یا مدد کر اولاد کی اولاد (بینا، بیٹی، پوتا، پوتی) نیچے تک ہو تو بیویوں کو شمن ملے گا۔

نوت: بیوی ایک ہو یا ایک سے زیادہ، رفع اور شمن میں سب برابر کی شریک ہوں گی۔

ظفیر	مثال: مسئلہ ۸
ابن	میت زوجہ
عصبہ	شمن
۷	۱

منظفر	مثال: مسئلہ ۸
عم	۲ میت زوجہ
عصبہ	شمن
۳	۱

اظفر	مثال: مسئلہ ۸
بنت الابن	ابن العم
نصف	عصبہ
۲	۳

ظفر	مثال: مسئلہ ۸
ابن الابن	۲ میت زوجہ
عصبہ	شمن
۷	۱

فَضْلٌ فِي النِّسَاءِ

أَمَّا لِلرَّزُوْجَاتِ فَحَالَتَانِ: الرُّبُعُ، لِلْوَاحِدَةِ فَصَاعِدَةٌ، عِنْدَ غَدَمِ
الْوَلَدِ وَوَلَدِ الْإِبْنِ وَإِنْ سَفَلَ، وَالثُّمُنُ مَعَ الْوَلَدِ أَوْ وَلَدِ الْإِبْنِ وَإِنْ
سَفَلَ.

ترجمہ: (یہ) فضل عورتوں (کے احوال کے بیان) میں ہے: رہی یو یاں تو (ان کی) دو حالتیں ہیں: ربع ہے ایک یا زیادہ کے لیے (میت کی) اولاد اور بیٹی کی اولاد— چاہے (رشتہ میں) نیچے ہو۔ کے نہ ہونے کی صورت میں۔ اور ثمن ہے (میت کی) اولاد یا بیٹی کی اولاد کے ساتھ۔ اگرچہ (رشتہ میں) نیچے ہو۔

دلیل: یو یوں کو ربع اور ثمن ملنے کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: ﴿وَلَهُنَّ
الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا
تَرَكْتُمْ﴾ ترجمہ: اور یو یوں کے لیے ترکہ کی چوتھائی ہے اگر تمہاری اولاد نہ ہو، اور اگر
تمہاری اولاد ہو تو ان کے لیے تمہارے ترکے کا آٹھواں حصہ ہے۔

فاائدہ: اللہ تعالیٰ نے شوہر اور بیوی کی وراثت میں بھی ”ذکر کو موئیہ سے دو گنا“
دینے کا قاعدہ محفوظ رکھا ہے: چنانچہ اولاد نہ ہونے کی صورت میں شوہر کو نصف اور بیوی کو
ربع؛ اور اولاد ہونے کی صورت میں شوہر کو ربع اور بیوی کو ثمن ملتا ہے۔ (مجلسی افادات حضرت
مفتی سید احمد پالن پوری)

بیٹیوں کے احوال

بیٹیوں کی ثمن حالتیں ہیں:

— اگر بیٹی ایک ہو تو نصف (آدھا) ملے گا۔

جیل

مثال: مسلسل میت

اب

بنت

سدس و عصبه

نصف

۲۔ اگر بیٹیاں دو یا زیادہ ہوں تو ان کو شلشان (دو تہائی) ملے گا، جسے وہ آپس میں برابر برابر تقسیم کر لیں گی۔

جمال	مثال: مسئلہ ۶
جد	میت ۲ بنت
سدس و عصبه	شلشان
۳=۱+۱	۳

۳۔ اگر بیٹیوں کے ساتھ کوئی بیٹا بھی ہو تو وہ ان کو عصبه بنائے گا، اور پورا تر کہ یا ذوی الفروض کو دینے کے بعد جو مال بچا ہے وہ ان کے درمیان اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ ایک بیٹے کو دو بیٹیوں کے برابر حصے ملے۔

اجمل	مثال: مسئلہ ۸
۱۳ بن	میت ۲ بنت
عصبه بالغیر	عصبه بنفس
۶	۲

وَأَمَّا لِبَنَاتِ الْصُّلُبِ فَأَحْوَالُ ثَلَاثٍ: النُّصُفُ لِلْمُوَاحِدَةِ، وَالثُّلَاثَانِ لِلْإِثْنَتَيْنِ فَصَاعِدَةٌ، وَمَعَ الْإِبْنِ لِلَّذِكْرِ مِثْلُ حَظِّ الْأَثْنَيْنِ وَهُوَ يُعَصِّبُهُنَّ.

ترجمہ: رہی صلبی بیٹیاں تو (ان کی) تین حالتیں ہیں: نصف ایک کے لیے اور شلشان دو یا زیادہ کے لیے اور بیٹے کے ساتھ مذکور کے لیے دو موٹھ کے حصوں کے برابر ہے، اور وہ ان کو عصبه بناتا ہے۔

دلائل: پہلی حالت کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: ﴿وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النُّصُفُ﴾ یعنی اگر (بیٹی) ایک ہو تو اس کے لیے نصف ہے۔

دوسری حالت کی دلیل: اگر بیٹیاں دو سے زیادہ ہیں تو ان کے لیے دو تہائی کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: ﴿فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلَاثًا مَا تَرَكَ﴾ یعنی اگر بیٹیاں دو سے زیادہ ہوں تو ان کو وٹکش تر کے ملے گا۔ اور اگر دو بیٹیاں ہوں تو بھی

ان کو دو تہائی تر کے ملے گا۔ اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: ﴿فَإِنْ كَانَتَا اثْنَيْنِ فَلَهُمَا الشُّلَاثَانِ مِمَّا تَرَكَ﴾ یعنی اگر کالہ کی دو بہنیں ہوں تو ان کو تر کہ میں سے دو تہائی ملے گا۔ جب بیٹیوں کی عدم موجودگی میں دو بہنوں کو دو تہائی ملتا ہے تو دو بیٹیوں کو بد رجہ اولیٰ دو تہائی ملے گا؛ کیوں کہ بیٹیاں بہنوں کی نسبت میت سے اقرب ہیں (اور یہ قیاس نہیں ہے؛ بلکہ دلالۃ النص سے استدلال ہے)۔

تیسرا حالت کی دلیل: اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: ﴿يُوصِّيْكُمُ اللَّهُ فِي أُولَادِكُمْ لِلَّذِكُورِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتے ہیں تمہاری اولاد کے سلسلے میں کہ مذکور کے لیے دو مؤنث کے حصہ کے برابر ہے۔ اس آیت میں بیٹے اور بیٹی کے جمع ہونے کی صورت میں جس طرح بیٹے کا کوئی حصہ مقرر نہیں فرمایا اسی طرح بیٹی کا حصہ بھی مقرر نہیں فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیٹے کی موجودگی میں بیٹی عصہ ہو گی یعنی وہ مشترک طور پر ترک کے وارث ہوں گے۔ اور لڑکے کو لڑکی سے دوہرائے گا۔

وجہ حصر: بیٹیوں کی تین حالاتیں ہیں: میت نے بیٹیوں کے ساتھ کوئی بیٹا چھوڑا ہو گا یا نہیں؟ اگر چھوڑا ہے تو بیٹیاں ”عصہ بالغیر“ ہوں گی اور اگر نہیں چھوڑا ہے تو پھر بیٹی ایک ہو گی یا زیادہ؟ اگر ایک ہے تو اس کو ”نصف“ ملے گا اور دو یا زیادہ ہیں تو ”شلثان“ ملے گا۔

پوتیوں کے احوال

پوتیوں کی چھ حالاتیں ہیں:

۱۔ بیٹیوں کی عدم موجودگی میں پوتی اگر ایک ہے تو اس کو ”نصف“ ملے گا۔

مثال: مسئلہ ۲
میت

عمر

بنت الابن

عصہ

نصف

۱

۱

۲۔ بیٹیوں کی عدم موجودگی میں پوتیاں اگر ایک سے زیادہ ہیں تو ان کو ”شلثان“ ملے گا، اور شلثان ان کے درمیان برابر برابر تقسیم ہو گا۔

مثال: مسئلہ ۲

میت

بنت الامن

واصف

اب

سدس و عصبه

 $2=1+1$

ثلثان

۳

۳۔ اگر ایک صلبی بیٹی ہو تو پوتیوں کو ”سدس“ ملے گا؛ تاکہ دو تھائی جو لڑکیوں کا حصہ ہے وہ پورا ہو جائے۔

دو تھائی پورا کرنے کا مطلب: اس طرح مجھے کہ مثال: چھا ایک عدد ہے اس کا نصف تین، سدس ایک اور ثلثان (دو تھائی) چار ہے، نصف (تین) میں اگر سدس (ایک) ملا دیا جائے تو تین اور ایک چار ہو جائیں گے، اور چار چھکا ثلثان ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ نصف اور سدس کا مجموعہ ثلثان ہے۔

لڑکیوں اور پوتیوں کا مجموعی حصہ ”ثلثان“ ہی ہے، اس سے زیادہ نہیں مل سکتا، جب لڑکی کو ایک ہونے کی وجہ سے نصف دیا تو ثلثان میں سے سدس بجا، پس جب پوتیوں کو سدس دے دیا تو لڑکیوں اور پوتیوں کا حصہ ثلثان (دو تھائی) مکمل ہو گیا، اسی کو ”تکمیلہ للشُّلَّثِينَ“ کہا جاتا ہے۔

مثال: مسئلہ ۲

بنت

بنت الامن

سدس (تکمیلہ للشُّلَّثِينَ)

سدس و عصبه

جد

 $2=1+1$

۱

۳

۴۔ اگر دو یا زیادہ لڑکیاں ہوں تو پوتیاں ساقط ہو جائیں گی؛ کیوں کہ ثلثان لڑکیوں نے لے لیا۔ لیکن اگر پوتیوں کے ساتھ کوئی برابر کا پوتا یا میت کا پر پوتا یا سکر پوتا ہو تو ساقط ہونے والی پوتیاں ان کے ساتھ ”عصبه بالغیر“ ہو جائیں گی۔ ذوی الفروض کو دینے کے بعد باقی ماندہ تر کہ ان کو مل جائے گا، اور وہ باہم اس طرح تقسیم کریں گے کہ پوتے کو دو ہر اور پوتی کو اکھر ا حصہ ملے گا۔

مثال: مسئلہ ۳
میت

عاطف	عم	بنت الامن
	عصبه	غلشن
۱		۲

مثال: مسئلہ ۳
میت

عاقب	ابن الامن	بنت
	عصبه بالغير	غلشن
۱	عصبه بنفسه	۲

مثال: مسئلہ ۳
میت

راغب	بنت	ابن ابن الامن (پرپوتا)	بنت ابن الامن (پرپوتا)
	عصبه بنفسه	غلشن	
۱	عصبه بالغير	۲	

۶۔ اگر پوتوں کے ساتھ میت کا کوئی بیٹا ہو تو پوتیاں اور پوتے سب ساقط ہو جائیں گے؛ اس لیے کہ بیٹا میت سے زیادہ قریب ہے۔ اسی طرح پرپوتوں کے ساتھ اگر کوئی پوتا ہو تو پرپوتیاں اور پرپوتے سب ساقط ہو جائیں گے؛ اس لیے کہ پوتا زیادہ قریب ہے۔

مثال: مسئلہ ۴
میت

آصف	اب	ابن	بنت الامن
	سدس	عصبه	ساقط
۱		۵	

مثال: مسئلہ ۴
میت

عاقل	بنت ابن الامن (پرپوتا)	ابن الامن (پوتا)	اب
	ساقط	عصبه	سدس
۱	۵		

وَبَنَاثُ الْأَبْنَىٰ كَبَنَاتُ الصُّلْبِ وَلَهُنَّ أَخْوَالٌ بِسْتُ: الْنُّصْفُ

لِلْوَاحِدَةِ، وَالثُّلَاثَانِ لِلْأَنْتَيْنِ فَصَاعِدَةٌ عِنْدَ غَمْ بَنَاتِ الْصُّلُبِ، وَلَهُنَّ
السُّلَمُ مَعَ الْوَاحِدَةِ الْصُّلُبِيَّةِ - تَكْمِلَةً لِلثُّلَاثَيْنِ - وَلَا يَرُثُنَ مَعَ
الصُّلُبِيَّيْنِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ بِعِدَائِهِنَّ أَوْ أَسْفَلَ مِنْهُنَّ غَلَامٌ فَيَعْصِيَهُنَّ
— وَالْبَاقِي بَيْنَهُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأَنْتَيْنِ — وَيَسْقُطُنَ بِالْأَبْنِينَ.

ترجمہ: اور پوتیاں صلبی بیٹیوں کی طرح ہیں: اور ان کی چھ حالیں ہیں: نصف ایک
کے لیے، اور ششان دو یا زیادہ کے لیے۔ صلبی بیٹیوں کے نہ ہونے کی صورت میں اور ان
کے لیے سدس ہے ایک صلبی لڑکی کے ساتھ۔ دو تہائی پورا کرنے کے لیے۔ اور دو صلبی
بیٹیوں کے ساتھ پوتیاں دارث نہیں ہوتیں؛ مگر یہ کہ ان کے برابر یا ان کے نیچے کوئی لڑکا ہو
تو وہ لڑکا ان سب کو عصہ (بالغیر) بنائے گا۔ اور باقی (مال) ان کے درمیان للذکر
مثل حظِ الانتین (مذکر کے لیے دو مؤنث کے حصوں کے بقدر) ہوگا۔ اور پوتیاں
لڑکے کی وجہ سے ساقط ہو جاتی ہیں۔

دلائل: بیٹیوں کی عدم موجودگی میں پوتیاں ان کے قائم مقام ہوتی ہیں پس پہلی،
دوسری اور پانچویں حالت کی دلیلیں بیٹیوں کے احوال میں گزر چکیں، اور چھٹی حالت کی
دلیل ضمناً آگئی ہے۔

تیسرا اور چھٹی حالت کی دلیل: بیٹیوں اور پوتیوں کو مجموعی حدیثت سے
ششان سے زیادہ نہیں ملتا، اس کی دلیل قرآن پاک کی یہ آیت ہے: فَإِنْ كُنْ نِسَاءٌ فَوْقَ
الْأَنْتَيْنِ فَلَهُنَّ ثَلَاثًا مَا تَرَكَ: یعنی اگر لڑکیاں دو سے زیادہ ہوں تو ان کو ترکہ کا دو شش
ملے گا، اور قاعدہ ہے: "لَا يَزَادُ حَقُّ الْبَنَاتِ عَلَى الْأَنْتَيْنِ" یعنی: بیٹیوں (اور
پوتیوں^۱) کا حصہ ششان سے زیادہ نہیں ہوتا۔

یہی وجہ ہے کہ اگر متعدد بیٹیاں ہوں تو ان کو ششان ملنے کی وجہ سے پوتیاں ساقط
ہو جاتی ہیں۔

فائدہ: بیٹیوں کی طرح بہنوں کا حصہ بھی ششان ہے، خواہ بہنیں حقیقی ہوں یا علاقی;

۱۔ پوتیاں بھی بیٹیوں کے حکم میں ہیں (میں السطور شریفہ ص: ۲۸)۔

اس لیے ایک حقیقی بہن کے ساتھ علاقی بہن کو سدس ملتا ہے؛ تاکہ بہنوں کا حصہ ششان مکمل ہو جائے۔ مبتدی طلبہ کو اس جگہ بہنوں اور بیٹیوں کے احوال میں کبھی اشتباہ ہو جاتا ہے، اس لیے خوب سمجھ لیں!

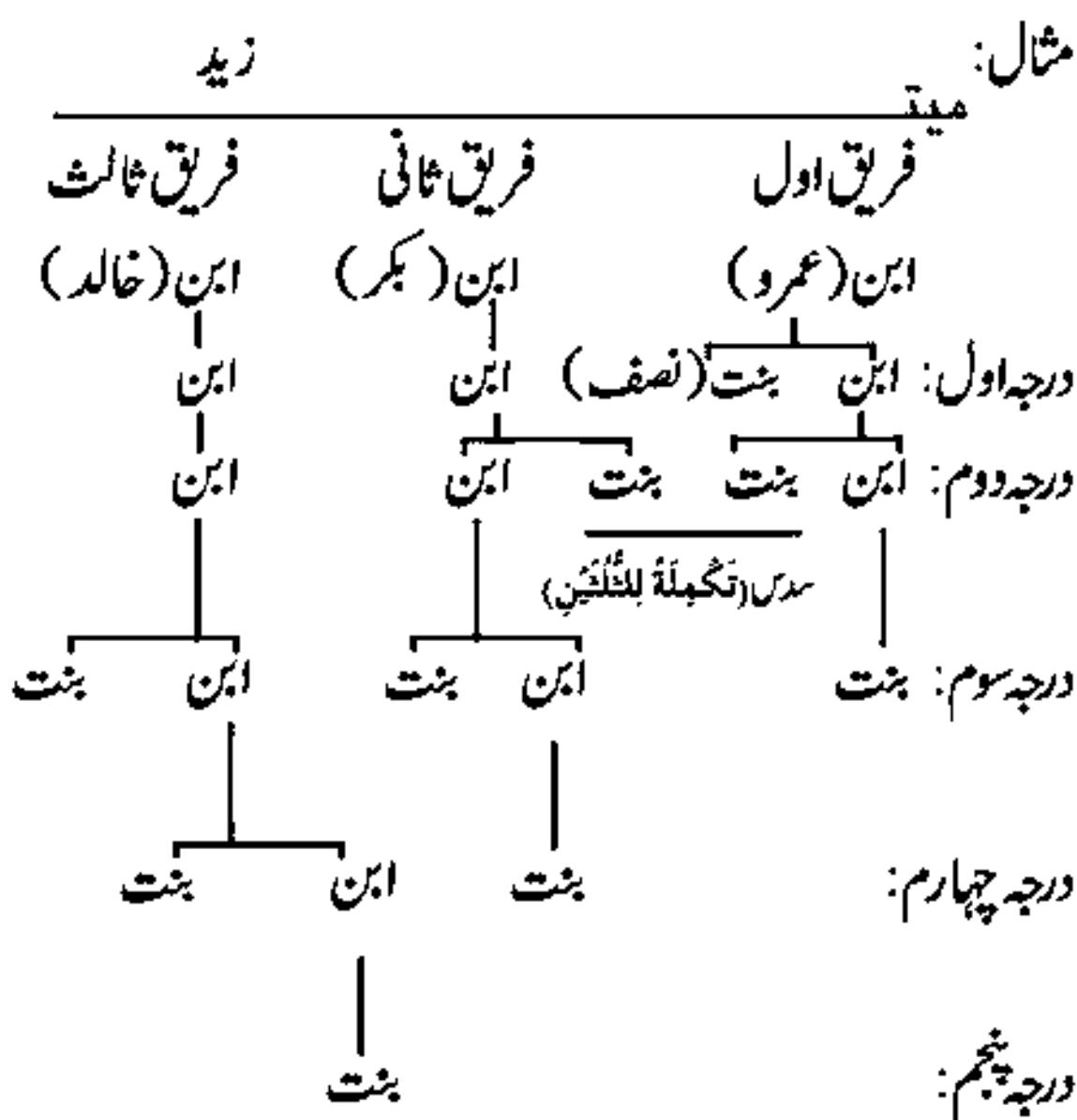
وجہ حصر: پوتیوں کی چھ حلیں ہیں: میت کا پینا ہوگا یا نہیں؟ اگر ہے تو پوتے پوتیاں "ساقط" ہوں گی۔ اور اگر بیٹا نہیں چھوڑا تو دیکھیں گے کہ بیٹی چھوڑی ہے یا نہیں؟ اگر چھوڑی ہے تو ایک ہے یا متعدد؟ اگر ایک ہے تو پوتیوں کو "سدس" ملے گا تکملاً لششین اور متعدد ہیں تو پوتیاں "ساقط" ہوں گی۔ اور اگر میت نے بیٹے بیٹیاں نہیں چھوڑی ہیں تو دیکھیں گے کہ برابر کا یا نیچے کا پوتا چھوڑا ہے یا نہیں؟ اگر چھوڑا ہے تو پوتیاں عصہ باغیر ہوں گی۔ اور پوتا نہیں ہے تو دیکھیں گے کہ پوتی ایک ہے یا متعدد؟ اگر ایک ہے تو اس کو "نصف" ملے گا۔ اور متعدد ہیں تو ان کو "ششان" ملے گا۔

مختلف واسطوں والی پوتیاں

اگر پوتیاں مختلف واسطوں کی ہیں یعنی ایک پوتی ہے۔ دوسری پر پوتی اور تیسرا اس سے بھی نیچے کی سکڑ پوتی، یا لکڑ پوتی۔ تو ان کو وہ پوتا ساقط کر دے گا جو میت سے اقرب ہے۔ اور اگر پوتیاں: ششان مکمل ہو جانے کی وجہ سے ساقط ہوئی ہیں اور ان پوتیوں کے مقابلے میں پوتا موجود ہے تو وہ ان پوتیوں کو عصہ باغیر بنالے گا، اس سلسلہ کی تفصیل یہ ہے:

قواعدہ: (۱) اگر میت نے مختلف درجات کی چند پوتیاں چھوڑی ہیں: تو دیکھیں گے کہ پہلے درجہ میں کتنی پوتیاں ہیں؟ اگر ایک ہے تو اس کو "نصف" ملے گا اور دوسرا درجہ میں جتنی بھی پوتیاں ہیں ان کو "سدس" ملے گا تاکہ "ششان" مکمل ہو جائے اور نیچے کے درجوں کی پوتیاں "ساقط" ہوں گی؛ البتہ اگر کوئی پوتا ہو تو وہ اپنے درجہ کی اور اپنے سے اوپر والے درجوں کی ان پوتیوں کو عصہ بنائے گا جن کو حصہ نہیں ملا۔ اور جو پوتیاں: اس پوتے سے نیچے کے درجوں میں ہیں وہ ساقط ہو جائیں گی۔

قواعدہ: (۲) اور اگر پہلے درجہ میں دو یا زیادہ پوتیاں ہیں تو ان کو ”دو تہائی“ ملے گا۔ اور نیچے کے تمام درجات کی پوتیاں ”ساقط ہو جائیں گی؛ البتہ اگر (براہ ریاضی نیچے) کسی درجہ میں کوئی پوتا ہے تو وہ اپنے برابر درجہ والی پوتیوں کو اور اپروا لے درجوں کی ان پوتیوں کو عصبہ بنائے گا جن کو حصہ نہیں ملا ہے۔ اور جو پوتیاں: اس پوتے سے نیچے کے درجوں میں ہیں وہ ”ساقط“ ہو جائیں گی۔ مثلاً:



اس مثال میں پانچ درجوں کی پوتیاں ہیں پہلے درجہ کی پوتی کے مقابلے میں کوئی پوتی نہیں ہے اور دوسرے درجہ میں دو ہیں: پہلے فریق کی دوسری اور دوسرے فریق کی پہلی — تیرے درجہ میں تین ہیں: پہلے فریق کی نیچے والی، دوسرے فریق کی نیچے والی اور تیرے فریق کی پہلی والی — چوتھے درجہ میں دو ہیں: دوسرے فریق کی نیچے والی، اور تیرے فریق کی نیچے والی — اور پانچویں درجے میں صرف تیرے فریق کی نیچے والی پوتی ہے۔

اب فرض کیجیے کہ میت کی صرف پوتیاں زندہ ہیں، سارے جیٹے پوتے زیدے

پہلے وفات پاچکے ہیں تو پہلے فریق کی اوپر والی پوتی سب سے قریب ہے؛ اس لیے اس کو ”نصف“ دے دیا گیا، اور دوسرے درجے میں دو پوتیاں ہیں، ان دونوں کو مشترکہ طور پر ”سدس“ دیا گیا؛ تاکہ لڑکیوں اور پوتیوں کا حصہ ٹھیکان مکمل ہو جائے۔ اس کے بعد والی ساری پوتیاں (یعنی تیرے، چوتھے اور پانچویں درجے کی) ساقط ہو جائیں گی؛ اس لیے کہ ٹھیکان سے زیادہ پوتیوں کو نہیں مل سکتا؛ البتہ اگر نیچے کے پوتوں کو زندہ مان لیا جائے تو ان ساقط ہونے والیوں کو بھی ترکہ مل سکتا ہے، اس طرح زندہ پوتا ان کو ”عصبہ بالغیر“ بنالے گا، اس مثال میں عصبہ بنانے کی تفصیل یہ ہوگی:

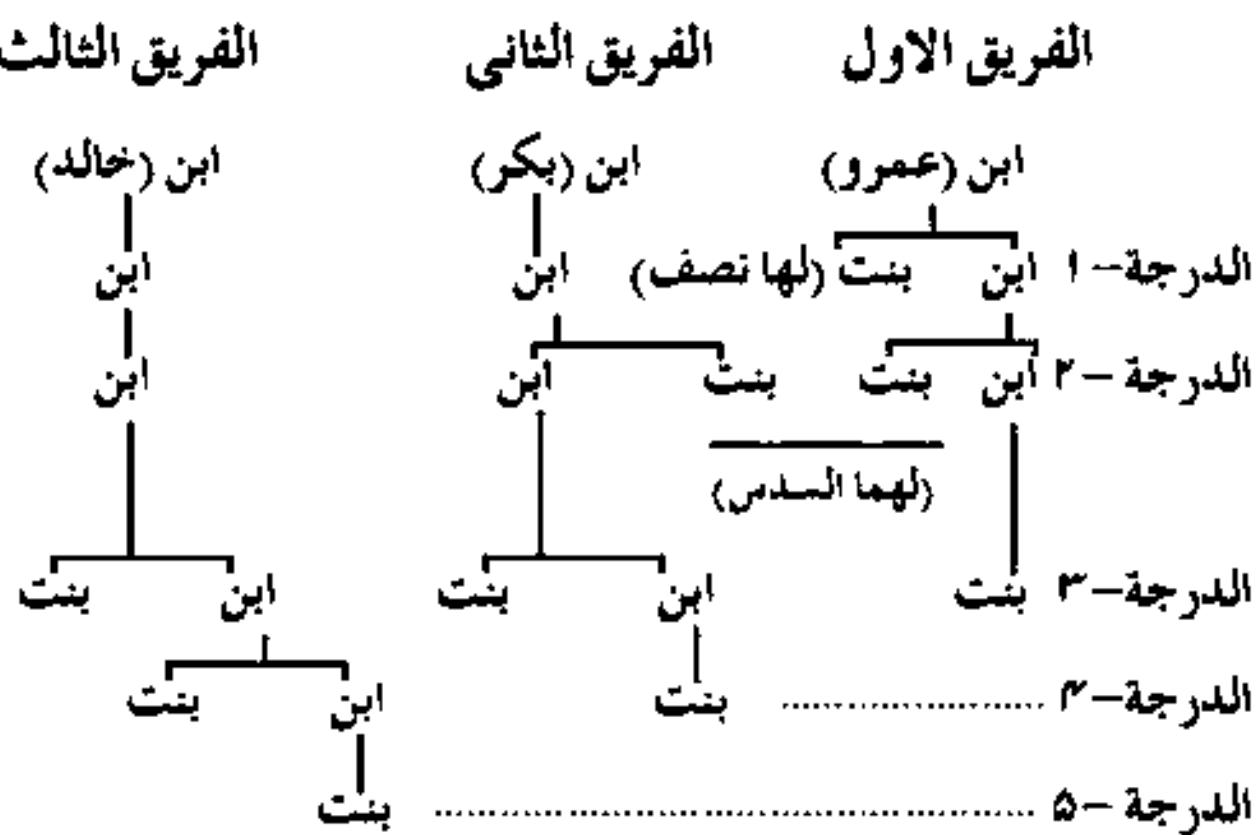
اگر تیرے درجے کی پوتیوں کے برابر کا کوئی پوتا زندہ ہو گا تو اپنے برابر والی تینوں پوتیوں کو عصبہ بالغیر بنائے گا؛ لیکن چوتھے، پانچویں درجے والی پوتیاں ساقط ہی رہیں گی۔ اور اگر چوتھے درجے کا کوئی پوتا زندہ ہو گا تو تیرے درجے کی تینوں اور چوتھے درجے کی دونوں پوتیوں کو اپنے ساتھ ”عصبہ بالغیر“ بنائے گا۔ اور اگر پانچویں درجے کا کوئی پوتا ہو گا تو سب کو (یعنی تیرے درجے کی تینوں، چوتھے درجے کی دونوں اور پانچویں درجے والی کو) ”عصبہ بالغیر“ بنائے گا، اور ذوی الفرض سے بچا ہوا ترکہ ان کے درمیان اس طرح تقسیم ہو گا کہ مذکورہ دو ہر ا حصہ اور موئٹ کو اکھر ا حصہ دیا جائے گا۔

یاد رکھیے اگر پہلے درجہ میں ایک سے زیادہ پوتیاں ہوں تو ان کو ”ٹھیکان“ مل جائے گا اور دوسرے، تیرے چوتھے اور پانچویں درجہ والی سب پوتیاں ساقط ہو جائیں گی؛ البتہ اگر دوسرے درجہ میں کوئی پوتا ہو گا تو دوسرے درجہ والی پوتیوں کو ”عصبہ“ بنائے گا، اور اگر تیرے درجہ میں کوئی پوتا ہو گا تو تیرے اور دوسرے درجہ والی سب کو ”عصبہ“ بنالے گا؛ البتہ اس پوتے سے نیچے والی پوتیاں ”ساقط“ ہوں گی۔

ولُوْتَرَكَ ثَلَاثَ بَنَاتِ إِبْنِ، بَعْضُهُنَّ أَسْفَلُ مِنْ بَعْضٍ، وَثَلَاثَ

بَنَاتِ إِبْنِ إِبْنِ أَخَرَ: بَعْضُهُنَّ أَسْفَلُ مِنْ بَعْضٍ وَثَلَاثَ بَنَاتِ إِبْنِ إِبْنِ

إِبْنِ أَخَرَ: بَعْضُهُنَّ أَسْفَلُ مِنْ بَعْضٍ، بِهَذِهِ الصُّورَةِ.



العلیا من الفریق الأول لا يوازیها أحد، والوسطی من الفریق
الأول توازیها العلیا من الفریق الثاني والسفلی من الفریق الأول
توازیها الوسطی من الفریق الثاني والعلیا من الفریق الثالث -
والسفلی من الفریق الثاني توازیها الوسطی من الفریق الثالث -
والسفلی من الفریق الثالث لا يوازیها أحد.

إِذَا عَرَفْتَ هَذَا فَنَقُولُ: لِلْعُلَيَا مِنَ الْفَرِيقِ الْأَوَّلِ النَّصْفُ،
وَلِلْمُوْسَطِيِّ مِنَ الْفَرِيقِ الْأَوَّلِ مَعَ مَنْ يُوازِيْهَا السُّدُسُ — تَكْمِيلَة
لِلثُّلَثَيْنِ — وَلَا شَيْءَ لِلسُّفْلَيَاتِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَعَهُنَّ غَلامٌ
فَيَعْصِبُهُنَّ مَنْ كَانَتْ بِحَدَائِهِ، وَمَنْ كَانَتْ فَوْقَهُ مِمْنُ لَمْ تَكُنْ ذَاتُ
سَهْمٍ، وَيُسَقِّطُ مَنْ دُوْلَهُ.

ترجمہ: اور اگر (میت) تمیں پوتیوں کو چھوڑے (اس طور پر کہ) ان کی بعض بعض سے نیچے ہوں، اور تمیں پر پوتیوں کو (دوسرے لڑکے سے، اس طور پر کہ) ان کی بعض بعض سے نیچے ہوں، اور تمیں سکنر پوتیوں کو (تیسرا لڑکے سے، اس طور پر کہ) ان کی بعض بعض سے نیچے ہوں، اس نقش کے مطابق — کہ: پہلے فریق کی اوپر والی (پوتی) کے مقابل کوئی

جب آپ نے یہ جان لیا تو ہم کہتے ہیں کہ پہلے فریق کی اوپر والی کے لیے ”نصف“ ہے اور پہلے فریق کی بیچ والی کے لیے ان کے بالمقابل (دوسرا فریق کی اوپر والی) کے ساتھ ”سدس“ ہے۔ مثلاً ان کو پورا کرنے کے لیے — اور بیچ والیوں کے لیے کچھ نہیں ہے؛ مگر یہ کہ ان کے ساتھ کوئی لڑکا ہو تو وہ عصہ بنائے گا اپنے برابر والیوں کو اور اپنے سے اوپر والی ان (پوتیوں) کو جو حصہ والی نہ ہوں، اور وہ (لڑکا) اپنے سے بیچ والیوں کو ساقط کر دے گا۔

مسنونہ تشریف

متن میں ذکر کیے گئے مسئلہ کو ”مسئلہ تشبیب“ کہتے ہیں، تشبیب (تفعیل) کے معنی ہیں: اشعار میں عورتوں اور ان کے حسن و خوبی کو بیان کرنا، شعراء کی یہ عادت ہے کہ مدحیہ قصیدے کے شروع میں ”تشبیب“ کرتے ہیں، پھر ہر چیز کی ابتداء کو ”تشبیب“ کہا جانے لگا، اگرچہ ان میں ایام شباب اور عورتوں کا ذکر نہ ہو۔

اصطلاحی تعریف: فرانچ کی اصطلاح میں لڑکیوں، پوتیوں کے درجہ وار ذکر کرنے کو تشبیب کہتے ہیں۔ ذکر البنات علی اختلاف الدرجات۔

وجہ تسمیہ: شعراء کی تشیب کی وجہ سے جس طرح سامعین کا ذہن اشعار کی طرف مائل ہوتا ہے، اسی طرح ذکر کیے گئے مسئلہ کی باریکی اور اس کی خوبی کو دیکھ کر طالب علم کا ذہن اس کے سمجھنے کے لیے آمادہ ہو جاتا ہے۔ یا محض عورتوں کے ذکر کی بنیاد پر اس مسئلہ کو ”تشیب“ کہا جاتا ہے۔

١) حضرت الاستاذ مفتى سعيد احمد پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ، حاشیۃ الغوز الکبیر (ص: ۸۹)۔ ۲) حاشیۃ شریفیہ (ص: ۳۲)۔
س) الریحیں المختوم (ص: ۲۸)۔

حقیقی بہنوں کے احوال

حقیقی بہنوں کی پانچ حالتیں ہیں:

— اگر حقیقی بہن ایک ہے تو اس کو نصف ملے گا۔

فرخ	مشال: مسئلہ ۱
ام	اخت لاب وام
شلث	نصف
۱	۳

— اگر حقیقی بہن دو یا زیادہ ہیں تو ان کو شلثان ملے گا۔

افروز	مشال: مسئلہ ۲
عم	۵/۵ اخت لاب وام
عصبہ بنفسہ	شلثان
۱	۲

— اگر حقیقی بہنوں کے ساتھ حقیقی بھائی ہو تو حقیقی بہنیں عصبہ ہوں گی؛ اس لیے کہ رشتہ میں دونوں برابر ہیں، اور ایک بھائی کو دو بہن کے برابر حصہ ملے گا۔

عظامی	مشال: مسئلہ ۳
اخت لاب وام	۱۲
عصبہ بالغیر	۳
۲	

— اگر حقیقی بہنوں کے ساتھ لڑکی پوتی (نیچے تک) میں سے کوئی ہو تو حقیقی بہنوں کو (لڑکی اور پوتی دیگر کا حصہ دینے کے بعد) باقی ماندہ ترکہ ملے گا، اس حالت کو ”عصبہ مع الغیر“ کہتے ہیں۔

معظمه

مثال: مسئلہ ۲

بنت	اخت لاب وام
نصف	عصبة مع الغیر
۱	۱

عظیمہ

مثال: مسئلہ ۳

۳ بنت الابن	اخت لاب وام
ثلثان	عصبة مع الغیر
۲	۱

۵۔ حقیقی بہن اور حقیقی بھائی؛ لڑکے پوتے (یچے تک) اور باپ دادا (اوپر تک) کی موجودگی میں ساقط ہو جاتے ہیں۔
 نوٹ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے حقیقی بہن کی پانچویں حالت کو علاقی بہن کی ساتویں حالت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

اعظم

مثال: مسئلہ ۴

ابن	اخت لاب وام
عصبة نفسہ	ساقط
۱	

اکرم

مثال: مسئلہ ۵

اب	اخت لاب وام
عصبة	ساقط
۱	

وَأَمَا لِلأَخْوَاتِ لَابْ وَأَمْ: فَأَخْرَالْ خَمْسٌ: النُّصْفُ لِلْوَاحِدَةِ،
 وَالثُّلَاثَانِ لِلْأَثْنَيْنِ فَصَاعِدَةٌ، وَمَعَ الْأَخِ لَابْ وَأَمْ لِلَّذِكَرِ مِثْلُ حَظِّ
 الْأَنْثَيْنِ يَصْرُنَ بِهِ عَصَبَةً، لَا سِتَّوَالِهِمْ فِي الْقَرَابَةِ إِلَى الْمَيْتِ، وَلَهُنَّ
 الْبَاقِي مَعَ الْبَنَاتِ، أَوْ بَنَاتِ الِابْنِ، لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ:
 إِجْعَلُوا الْأَخْوَاتِ مَعَ الْبَنَاتِ عَصَبَةً.

ترجمہ: اور رہی حقیقی بہنیں تو (ان کی) پانچ حالتیں ہیں: نصف ایک کے لیے ہے، اور ملٹھاں دو اور زیادہ کے لیے، اور حقیقی بھائی کے ساتھ: مذکر کے لیے دو موئٹ کے حصے کے بقدر ہے (اس صورت میں) حقیقی بہنیں اس (حقیقی بھائی) کے ساتھ عصبہ ہوں گی میت سے رشتہ میں برابر ہونے کی وجہ سے، اور ان کے لیے بچا ہوا مال ہے لڑکیوں یا پوتیوں کے ساتھ؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی وجہ سے کہ بہنوں کو لڑکیوں کے ساتھ عصبہ بناؤ!

دلائل: پہلی حالت کی دلیل یہ ہے: ﴿وَلَهُ أَخْثُرُ فِلَهَا نِصْفٌ مَا تَرَكَ﴾

ترجمہ: اور اگر "کلالہ" کی ایک بہن ہو تو اس کو ترک کے کا آدھا ملے گا۔

دوسری حالت کی دلیل یہ ہے "فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الْثُلَاثَانِ" ترجمہ: اور اگر دو ہوں تو ان دونوں کے لیے دو تہائی ہے۔

فائدہ: حقیقی بہنوں کی عدم موجودگی میں انھیں دونوں آجیوں کی وجہ سے علاقی بہنوں کو نصف یا ملٹھاں ملتا ہے، ان آجیوں میں بہن مطلق ہے، حقیقی اور علاقی دونوں کو شامل ہیں۔

تیسرا حالت کی دلیل یہ ہے "وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رُجَالًا وَنِسَاءً فَلِلَّهِ كُوْمُثُلُ حَظُّ الْأَنْثَيْنِ" یعنی اگر کوئی بھائی بہن ہوں تو مذکر کو دو موئٹ کے حصے کے برابر ملے گا۔

چوتھی حالت میں حقیقی بہن "عصبہ مع الغیر" ہوتی ہے، اس کی دلیل صحیح بخاری کی حدیث ہے: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے لڑکی، پوتی، اور بہن کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فیصلہ نبوی کے مطابق لڑکی کو نصف، پوتی کو سدس (تکلمۃ للشیئین) دیا، اور باقی ماندہ حقیقی بہن کو دیا یعنی بہن کو عصبہ مع الغیر بنایا اقضی فیها بما قضی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لِلأُنْثَيْنِ النِّصْفُ وَلِابْنَةِ الابْنِ السَّدِسُ تکملة للشیئین وما بقی فِلَالْأَخْثَرِ۔

حدیث کی تحقیق: اجعلُوا الْأَخْوَاتِ مَعَ الْبَنَاتِ عَصَبَةً صاحِبٍ کتاب نے

۱۔ حاشیہ شریفیہ (ص: ۳۳)۔ ۲۔ صحیح بخاری (۲/۹۹۷) رقم الحدیث (۲۲۲۹) کتاب الف رائض۔

اس کو فرمان نبوی کہا ہے؛ لیکن ان الفاظ سے کوئی حدیث مروی نہیں ہے؛ بلکہ یہ صحیح بخاری کی حدیث کا مفہوم ہے جو اور پر بیان ہوا۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: جَعَلَهُ فِي السَّرَاجِيَةِ وَغَيْرَهَا حَدِيثًا، قَالَ فِي سَكْبِ الْأَنْهَرِ: وَلَمْ أَقْفُ عَلَىٰ مِنْ خَرْجَةٍ لَكُنْ أَصْلُهُ ثَابِثٌ بِخَبْرِ أَبْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَهُوَ مَا رَوَاهُ الْبَخَارِيُّ وَغَيْرُهُ۔ (رد المحتار: ۵۲۸/۵)

علامہ باجوری لکھتے ہیں کہ یہ الفاظ علمائے فرانس کے ہیں، حدیث کے نہیں: لیس لَهُ أَصْلٌ يُعْرَفُ فَلَيْسَ مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّمَا هُوَ مِنْ كَلَامِ الْفَرُصِيْنَ۔ (حاشیۃ العلامۃ الباجوری علی القوائد الششوریۃ ص: ۱۱۳، الموارث ص: ۷۴)۔

پانچویں حالت کی دلیل: بہن کے وارث ہونے کے لیے میت کے لڑ کے کانہ ہونا ضروری ہے، ارشاد باری ہے: ﴿لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفٌ مَا تَرَكَ﴾ یعنی اگر میت کا لڑ کانہ ہوا اور بہن ہو تو اس کو ترک کے کا آدھا ملے گا۔

فاکدہ: لفظ "ولد" سے یہاں صرف لڑ کا مراد ہے، اگرچہ ولد، لغوی اعتبار سے مذکروموئٹ دونوں کے لیے بولا جاتا ہے، اور لڑ کے کی عدم موجودگی میں پوتا اس کے قائم مقام ہوتا ہے؛ لہذا پوتے کی موجودگی میں بھی بہنیں ساقط ہوں گی۔

اور باپ کی وجہ سے بھی حقیقی بہنیں ساقط ہوتی ہیں؛ اس لیے کہ بہن کے وارث ہونے کے لیے میت کا "کالہ" ہونا ضروری ہے اور کالہ اس کو کہتے ہیں جس کے نہ باپ دادا ہوا اور نہ کوئی اولاد؛ لہذا باپ کی موجودگی میں بہنیں ساقط ہوں گی، اور دادا بھی باپ کے قائم مقام ہوتا ہے؛ اس لیے دادا کی وجہ سے بھی ساقط ہوں گی، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مسلک ہے، اور اسی پر فتویٰ بھی ہے۔

وجہ حصر: حقیقی بہنوں کی پانچ حالتیں ہیں: میت نے اپنے اصولی مذکر (باپ دادا اور پرستک) اور فروع مذکر (بیٹا، پوتا بیٹچے تک) میں سے کسی چھوڑا ہو گا یا نہیں؟ اگر چھوڑا ہے

تو حقیقی بہنیں "ساقط" ہوں گی۔ اور نہیں چھوڑا ہے تو پھر دو حال سے خالی نہیں۔ حقیقی بھائی ہو گا یا نہیں؟ اگر ہے تو حقیقی بہنیں "عصبہ بالغیر" ہوں گی۔ اور اگر نہیں ہے تو پھر دو حال سے خالی نہیں۔ اولاد مونٹ (بیٹی، پوتی نیچے تک) میں سے کوئی ہو گی یا نہیں؟ اگر ہے تو حقیقی بہنیں "عصبہ مع الغیر" ہوں گی۔ اگر مذکورہ ورثاء میں سے کوئی نہیں ہے تو حقیقی بہنوں کو ایک ہونے کی صورت میں "نصف" اور ایک سے زیادہ ہونے کی صورت میں "مغلثان" ملے گا۔

نوت: عصبہ بالغیر اور عصبہ مع الغیر کے درمیان فرق باب العصبات میں آئے گا۔

علاتی بہنوں کے احوال

علاتی بہنوں کی سات حالتیں ہیں، جن میں سے پانچ حالتیں بالکل حقیقی بہنوں کی طرح ہیں:

۱۔ اگر حقیقی بہن نہ ہو اور علاتی بہن صرف ایک ہو تو اسے "نصف" ملے گا۔

رقبہ	مثال: مسئلہ ۲
عمر	اخت لاب
عصبہ	نصف
۱	۱

۲۔ اگر حقیقی بہن نہ ہو اور علاتی بہن دو یا زیادہ ہوں تو انہیں "مغلثان" ملے گا۔

رقبہ	مثال: مسئلہ ۳
عمر	۳/اخت لاب
عصبہ	مغلثان
۱	۲

۳۔ اگر حقیقی بہن ایک ہو تو علاتی بہن کو "سدس" ملے گا۔ تکلمہ للثثنین یعنی لڑکیوں اور پوتوں کی طرح بہنوں کو بھی مغلثان سے زیادہ نہیں ملتا ہے، تو جب ایک حقیقی بہن نے "نصف" لے لیا تو "مغلثان"، مکمل ہونے کے لیے "سدس" بچا۔ یہ علاتی بہن کو مل جائے گا؛ تاکہ "مغلثان"، مکمل ہو جائے۔

مثال: مسئلہ ۲	
کریمہ	عجم
اخت لاب	اخت لاب وام
سدس	سدس عصبه
۱	۳

۳۔ اگر علاقی بہن کے ساتھ دیا زیادہ حقیقی بہنیں ہوں تو علاقی بہن ساقط ہو جائے گی؛ اس لیے کہ بہنوں کا کل حصہ "ملٹان" ہے جس کو حقیقی بہنوں نے لے لیا ہے۔

مثال: مسئلہ ۳	
رجیمہ	عجم
اخت لاب	۳/ اخت لاب وام
ساقط	ملٹان
عصبه	
۱	۲

۵۔ علاقی بہنوں کے ساتھ اگر علاقی بھائی بھی ہو تو علاقی بہنیں بھائیوں کے ساتھ "عصبه بالغیر" ہوں گی۔ اور ذمی الفرض کی موجودگی میں ماقیہ تر کہ اور عدم موجودگی میں سارا تر کہ ان کو ملے گا، اور وہ آپس میں اس طرح تقسیم کریں گے کہ مذکور کو دو ہر ا حصہ اور موئث کو اکھر ا حصہ ملے گا۔

مثال: مسئلہ ۴	
صیحہ	ام
اخت لاب	۲/ اخت لاب
عصبه	بالغیر
سدس	
۱	۳

۶۔ اگر علاقی بہنوں کے ساتھ موئث اولاد (لڑکی، پوتے نیچے تک) میں سے کوئی ہو تو علاقی بہنیں "عصبه مع الغیر" ہوں گی۔

مثال: مسئلہ ۵	
فرخ	ام
اخت لاب	بنت الامن
عصبه مع الغیر	نصف
سدس	
۱	۳

۷۔ علاقی بھائی بہن، لڑکے پوتے (نیچے تک) اور باپ کی وجہ سے بالاتفاق

”ساقط“ ہو جاتے ہیں، اور دادا (اوپر تک) کی وجہ سے بھی ”ساقط“ ہوتے ہیں، یہ امام عظیم رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ہے، اسی پر فتویٰ ہے۔

نیز علائی بھائی بہن حقیقی بھائی کی وجہ سے ساقط ہو جاتے ہیں اور حقیقی بہن کی وجہ سے بھی ساقط ہو جاتے ہیں؛ جب کہ حقیقی بہن عصبهٗ مع الغیر ہو جائے۔

فرحت

مثال: مسئلہ ۱

ابن

اخت لاب

عصبهٗ

ساقط

।

عشرت

مثال: مسئلہ ۲

ابن الابن

اخت لاب

عصبهٗ

ساقط

।

نژہت

مثال: مسئلہ ۳

اب

اخت لاب

عصبهٗ

ساقط

।

نضرت

مثال: مسئلہ ۴

اب الاب

اخت لاب

عصبهٗ

ساقط

।

عشرت

مثال: مسئلہ ۵

اخت لاب و ام

بنت

اخت لاب

عصبهٗ مع الغیر

نصف

ساقط

।

وَالأخواتِ لابٌ: كالأخواتِ لابٌ وَام، ولهم أحوالٌ سبعٌ:
النصف لـ الواحدة، والثنان لـ الاثنين فـصـاعـدـةـ عـنـدـ عـذـمـ الـأـخـواتـ

لَأَبْ وَأُمْ، وَلَهُنَّ الْمُدْسُ مَعَ الْأُخْتِ لَأَبْ وَأُمْ — تَكْمِلَةً لِلثُلَاثَيْنِ
— وَلَا يَرِثُنَّ مَعَ الْأُخْتَيْنِ لَأَبْ وَأُمْ؛ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَعْهُنَّ أَخٌ لَأَبْ
فِي عَصْبَهُنَّ، وَالْبَاقِي بَيْنَهُمْ لِذَكْرٍ مِثْلُ حَظِّ الْأُخْتَيْنِ، وَالسَّادِسَةُ: أَنْ
يَصْرُونَ عَصَبَةً مَعَ الْبَنَاتِ أَوْ بَنَاتِ الْإِبْنِ — لِمَا ذَكَرْنَا — وَبَنُو
الْأَغْيَانِ وَالْعَلَاتِ كُلُّهُمْ يَسْقُطُونَ بِالْإِبْنِ وَإِبْنِ الْإِبْنِ وَإِنْ سَفَلَ،
وَبِالْأَبِ بِالْإِتْفَاقِ، وَبِالْجَدْ عِنْدَ أُبُو حَيْفَةَ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى
وَيَسْقُطُ بَنُوا الْعَلَاتِ أَيْضًا بِالْأَخِ لَأَبْ وَأُمْ وَبِالْأُخْتِ لَأَبْ وَأُمْ، إِذَا
صَارَتْ عَصَبَةً.

ترجمہ: اور علاقی بہنیں حقیقی بہنوں کی طرح ہیں، اور ان کی ساتھاتیں ہیں:
نصف ایک کے لیے، اور علیاں دو اور (دو سے) زیادہ کے لیے۔ حقیقی بہنوں کی عدم
موجودگی میں، اور ان کے لیے سدس ہے (ایک) حقیقی بہن کے ساتھ۔ علیاں کو پورا
کرنے کے لیے۔ اور علاقی بہنیں وارث نہیں ہوتی ہیں دو حقیقی بہنوں کے ساتھ، مگر یہ
کہ ان کے ساتھ علاقی بھائی ہوتا وہ ان کو عصبه بنالے گا اور (دیگر ورش سے) بچا ہو اماں ان
کے درمیان ”ذکر“ کے لیے دو مؤنث کے حصے کے بقدر“ ہے۔ اور چھٹی حالت یہ ہے کہ وہ
عصبه (مع الغیر) ہوں گی لا کیوں یا پوتیوں کے ساتھ۔ اس (دلیل کی) وجہ سے جو ہم
نے (حقیقی بہنوں کے احوال میں) ذکر کی ہے۔

اور حقیقی بھائی بہن اور علاقی بھائی بہن سب کے سب ساقط ہو جاتے ہیں لڑکے اور
پوتے کی وجہ سے اگر چہ (رشتے میں) نیچے (کا) ہو، اور باپ کی وجہ سے بالاتفاق اور دادا
کی وجہ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اور نیز علاقی بھائی بہن ساقط ہو جاتے ہیں
حقیقی بھائی سے، اور حقیقی بہن سے (بھی ساقط ہوتے ہیں)؛ جب کہ حقیقی بہن عصبه (مع
الغیر) ہو۔

نوٹ: ساتویں حالت میں صاحبین کے نزدیک باپ کا اور دادا کا حکم الگ الگ
ہے، یہاں چار جگہوں میں سے ایک جگہ ہے جن کو بیان کرنے کا مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے

دادا کے احوال میں وعده کیا ہے۔

علاتی کے حقیقی سے ساقط ہونے کی وجہ: علاتی بہن اور حقیقی بہن کے احوال ملتے جلتے ہیں، اور دلائل بھی دونوں کے مشترک ہیں؛ البتہ علاتی بہن حقیقی بھائی اور حقیقی بہن سے بھی ایک صورت میں ساقط ہوتی ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ میراث کے باب میں حقیقی بھائی بہن صلبی اولاد کی طرح ہوتے ہیں اور علاتی بھائی بہن پوتے پوتی کی طرح؛ تو جس طرح لڑکے کی وجہ سے پوتا ساقط ہو جاتا ہے، اسی طرح حقیقی کی وجہ سے علاتی بھائی بہن ساقط ہو جاتے ہیں۔

اور حقیقی بہن جب اولادِ مؤٹ (لڑکی، پوتی) کے ساتھ "عصبه مع الغیر" ہوتی ہیں تو چوں کہ وہ قوت میں حقیقی بھائی کے ہو جاتی ہے؛ اس لیے اس صورت میں حقیقی بہن کی وجہ سے علاتی بہن ساقط ہو جاتی ہے۔

قوله: السادسة مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے چوٹھی اور پانچویں حالت کو بطور استثناء بیان کیا ہے اور مستثنی منه میں چوٹھی اور مستثنی میں پانچویں حالت بیان کی ہے، مستثنی، مستثنی مثیل کا تصریح ہوتا ہے؛ اس لیے پڑھنے والے کو یہ وہم ہو سکتا تھا کہ وہ ایک ہی حالت ہے، اس وہم کو دور کرنے کے لیے مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے السادسة بڑھایا؛ تاکہ پڑھنے والا اس سے پہلے پانچ حالات تلاش کرے۔ (شریفیہ ص: ۳۲) واللہ اعلم۔

قولہ: لَمَا ذُكْرَنَا: اس سے مراد مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت لقولہ علیہ السلام اجعلوا الأخوات مع البنات غصبة ہے، جو حقیقی بہنوں کے احوال میں گزر چکی ہے۔

قولہ: بُنُو الْأَعْيَانِ وَالْعَلَاتِ: یہاں سے علاتی بہنوں کی ساتویں اور حقیقی بہنوں کی پانچویں حالت کا بیان ہے، آعیناً، عین کی جمع ہے، جس کے معنی ہیں: عمدہ اور خالص، حقیقی بھائی بہن کو بنو الاعیان؛ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ والدین کے ایک ہونے کی وجہ سے رشتہ کی قوت اور قرابت میں دوسرے بھائی بہنوں کے مقابلے میں خالص ہوتے ہیں۔ علاتی میں صرف باپ ایک ہوتا ہے، اخیانی میں ماں ایک ہوتی ہے؛ اس لیے دونوں

اعیان میں شمارہیں کیے جاتے ہیں۔

”بنو الأعیان: الأعیان جمع العین، وعین الشیء خیارہ و خلاصۃ والاخوۃ والأخوات لأب وأم لقوۃ قرابتهم وزیادۃ قربهم خیاز و خلاصۃ من بنی العلات والأخیاف“ (حاشیہ شریفیہ ص: ۳۲)

علات، علۃ کی جمع ہے جس کا اردو ترجمہ ہے ”سوگن“۔ ایک شوہر کی چند بیویاں آپس میں سوگن کہلاتی ہیں۔ بنو العلات کا ترجمہ ہوگا: چند سوکنوں کے لڑکے، ایک شخص کی چند بیویوں کے بچوں کے آپسی رشتے کو ”علاتی رشتہ“ کہا جاتا ہے۔ اس کے برعکس اگر ایک عورت کی دو شادیاں ہوں اور دونوں شوہروں سے بچے ہوں تو ان بچوں کو ”اولاد اخیاف“ کہا جاتا ہے، اور بچے آپس میں اختیانی بھائی بہن کہلاتے ہیں۔ (حاشیہ شریفیہ ص: ۳۲)۔

وجہ حصر: علاتی بہنوں کی سات حالتیں ہیں: میت نے اپنے اصولی مذکر (باپ، دادا اور پرستک) اور فروع مذکر (بیٹا، پوتا نیچے تک) اور حقیقی بھائی اور عصبه مع الغیر ہونے والی حقیقی بہنوں میں سے کسی کو چھوڑا ہے یا نہیں؟ — اگر چھوڑا ہے تو علاتی بہنیں ”ساقط“ ہوں گی۔ اگر ان میں سے کوئی نہیں ہے تو دیکھا جائے گا کہ علاتی بھائی ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو علاتی بہنیں ”عصبه بالغیر“ ہوں گی۔ اور اگر علاتی بھائی بھی نہیں ہے تو دیکھا جائے گا کہ عصبه مع الغیر نہ ہونے والی حقیقی بہن ہے یا نہیں؟ — اگر ہے تو پھر دو حال سے خال نہیں۔ حقیقی بہن ایک ہے یا ایک سے زیادہ۔ اگر ایک ہے تو علاتی بہنیں ”سدس“ پائیں گی تکملہ للثثنین۔ اور ایک سے زیادہ ہیں تو علاتی بہنیں ”ساقط“ ہوں گی۔ اور اگر حقیقی بہن نہیں ہے تو دیکھا جائے گا کہ میت نے اپنی فروع مؤنث (بیٹی، پوتی نیچے تک) میں سے کسی کو چھوڑا ہے یا نہیں؟ — اگر چھوڑا ہے تو علاتی بہنیں ”عصبه مع الغیر“ ہوں گی۔ اور اگر مذکورہ بالا اور ثاء میں سے کوئی نہیں تو علاتی بہن ایک ہونے کی صورت میں ”نصف“ اور ایک سے زیادہ ہونے کی صورت میں ”مثلثان“ پائیں گی۔

ماں کے احوال

ماں کی تین حالتیں ہیں:

۱۔ اگر ماں کے ساتھ میرت کا لڑکا، لڑکی، پوتا، پوتی (نیچے تک) میں سے کوئی ہو، یا میرت کے تینوں قسموں (حقیقی، علاقی، اخیانی) کے بھائی بہنوں میں سے دو یا زیادہ ہوں تو ماں کو "سدس" ملے گا۔

اکرم	میلہ ۶
ابن	ام
عصبہ بنفسہ	سدس
۵	۱

اکرام	میلہ ۶
عم	ام
عصبہ بنفسہ	نصف
۲	۳

کریم	میلہ ۶
عم	ام
عصبہ بنفسہ	شلشان
۱	۳

حکرم	میلہ ۶
۵/اخ لاب وام	ام
عصبہ بنفسہ	سدس
۵	۱

حکرمه	میلہ ۶
۱۳/اخ لام	ام
عصبہ بنفسہ	شلث
۳	۲

۲۔ اگر میت کی کوئی اولاد یا بھائی بہنوں میں سے دو یا زیادہ نہ ہوں تو ماں کو ”ٹلٹ کل“ (پورے ترکہ کا تھائی) ملے گا۔

کامران	مثال: میکلہ ۳
اب	ام
عصبہ بفسہ	ٹلٹ کل
۲	۱

۳۔ اگر میت نے اپنی ماں کے ساتھ اپنے باپ اور میاں بیوی میں سے کسی ایک کو چھوڑا ہے تو ماں کو شوہر یا بیوی کا حصہ دینے کے بعد ”بچے ہوئے ترکہ کی تھائی“ ملے گی۔ اسی کو ”ٹلٹ باقی، یا ٹلٹ باقی“ کہا جاتا ہے۔ کتاب میں اسی کو ”ٹلٹ ما بقی“ بعد فرض أحد الزوجین“ کہا گیا ہے۔ یہ صرف دو مسئللوں میں ہوگا۔

طلعت	مثال: میکلہ ۴
اب	ام
ٹلٹ باقی	زوج
عصبہ بفسہ	نصف
۲	۱

اس مثال میں مسئلہ چھ سے بنا، شوہر کو تین دیا، بچا تین، اس کی تھائی ایک ماں کو دیا اور باقی ماندہ دو باپ کو عصبہ ہونے کی وجہ سے دیا گیا۔

ظاہر	مثال: میکلہ ۱۲
اب	زوجہ
ٹلٹ باقی	ام
عصبہ بفسہ	ربع
۶	۳

بارہ سے مسئلہ بنا کر بارہ کی چوتھائی تین بیوی کو دیا، اور باقی ماندہ نو کی ایک تھائی (تین) ماں کو دیا، پھر بقیہ چھ باپ کو عصبہ بفسہ ہونے کی وجہ سے دیا گیا، اس مسئلے کو چار سے بھی بناسکتے ہیں؛ اس لیے کہ ٹلٹ باقی ربع کے قائم مقام ہے، اس صورت میں ایک بیوی کو، ایک ماں کو اور دو باپ کو ملے گا؛ دونوں صورتوں میں حصوں کا تناسب برابر ہے گا۔

سوال: اگر مذکورہ بالادنوں مسئلہوں میں باپ کی جگہ دادا ہوتا ماں کو کیا ملے گا؟

جواب: اس صورت میں اختلاف ہے؛ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک باپ کی جگہ اگر دادا ہو تو بھی ماں کو تلثیث باقی ہی ملے گا۔^۱

البته امام اعظم اور محمد رحمہما اللہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر باپ کی جگہ دادا ہوتا ماں کو تلثیث کل ملے گا۔ اور اسی پر فتویٰ ہے۔

نوث: طرفین کے مسلک کے مطابق باپ اور دادا کے احکام الگ ہیں، یہ ان چار مسئلہوں میں سے ایک ہے جن کے بیان کرنے کا مصنف رحمۃ علیہ نے وعدہ کیا تھا۔

وَأَمَّا لِلْأُمُّ فَأَخْوَالُ ثَلَاثٌ: الْسُّدُسُ مَعَ الْوَلَدِ أُوْ وَلَدُ الْإِثْنَيْنِ وَإِنْ سَفَلَ أُوْ مَعَ الْإِثْنَيْنِ مِنَ الْإِخْرَوَةِ وَالْأَخْرَوَاتِ فَصَاعِدًا مِنْ أَيِّ جِهَةٍ كَانَ، وَثُلُثُ الْكُلِّ عِنْدَ عَدْمِ هُوَلَاءِ الْمَذْكُورِيْنَ وَثُلُثُ مَا يَقِيْ بَعْدَ فَرْضِ أَحَدٍ الرَّزُوْجَيْنِ؛ وَذَلِكَ فِي مَسَالَتَيْنِ: زَوْجٍ، وَأَبْوَيْنِ؛ وَزَوْجَةٍ وَأَبْوَيْنِ؛ وَلَوْ كَانَ مَكَانُ الْأَبِ جَدًّا فَلِلْأُمُّ ثُلُثُ جَمِيعِ الْمَالِ إِلَّا عِنْدَ أَبْنَى يُوْسَفَ - رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى - فَإِنَّ لَهَا ثُلُثَ الْبَاقِيِّ.

ترجمہ: اور رہی ماں تو اس کی تین حالتیں ہیں: ”سدس“ ہے اولاد کے ساتھ یا بیٹی کی اولاد (کے ساتھ)۔ چاہے (رشتہ میں) شیخ ہو جائے۔ یادو یا زیادہ بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ خواہ دہ دونوں کی جہت (رشتہ) کے ہوں۔ اور ”پورے مال کی تھائی“ ہے ان مذکورہ ورثاء کے نہ ہونے کی صورت میں۔ اور میاں بیوی میں سے ایک کا حصہ دینے کے بعد بچے ہوئے مال کی تھائی ہے؛ اور یہ دو مسئلہوں میں ہے: شوہر اور ماں باپ؛ بیوی اور ماں باپ۔ اور اگر باپ کی جگہ (ان دونوں مسئلہوں میں) دادا ہوتا ماں کے لیے ”پورے مال کا تلثیث“ ہے؛ مگر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک؛ اس لیے کہ جیشک ماں کے لیے (امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک) ”تلثیث باقی“ ہے۔

۱۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح کی ایک روایت مردی ہے۔ ۲۔ یہی مذهب ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے، اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی ایک ایک روایت ایسی ہے۔ نیز اہل کوفہ کی ایک روایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے زوج کی صورت میں اسی طرح منقول ہے۔ (شریفیہ ص: ۳۹) زوج والی صورت کو بھی اسی پر قیاس کیا جائے گا۔

دلائل: پہلی حالت میں ماں کو "سدس" ملتا ہے اس کی دلیل، اللہ تعالیٰ کے یہ ارشاد ہیں: اے ﴿وَلَا يُبُوئِهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ فِنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ﴾ والدین میں سے ہر ایک کے لیے ترکے کا چھٹا حصہ ہے اگر میت کی کوئی اولاد موجود ہو۔

فائدہ: اس آیت میں لفظ ولد عام ہے، لڑکا، لڑکی، پوتا، پوتی، پرپوتا، پرپوتی (نیچے تک) سب کو شامل ہے۔

۲—**﴿فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ﴾** ترجمہ: پھر اگر میت کے کئی بھائی بہن ہوں تو ماں کے لیے چھٹا حصہ ہے۔

فائدہ: اس آیت میں بھی لفظ "إخوة" عام ہے، حقیقی، علاقی، اختیافی ہر طرح کے بھائی بہنوں کو شامل ہے، خواہ وہ وارث ہو رہے ہوں یا ساقط، اکثر صحبۃ کرام رضی اللہ عنہم اور جمہور فقہاء کا یہی مسلک ہے (شریفیہ ص: ۳۵) إخوة جمع کا صیغہ ہے جو اقل جمع دو اور دو سے زیادہ سب کو شامل ہے، میراث کے باب میں دو اور دو سے زیادہ کا ایک ہی حکم ہے۔ مثلاً: دو لڑکیاں ہوں تو بھی ان کو ششان ملتا ہے اور دو سے زیادہ ہوں تو بھی۔ خلاصہ یہ کہ اگر بھائی بہن دو یا زیادہ ہوں تو ماں کو سدس ملے گا۔ (شریفیہ ص: ۳۶)۔

دوسری حالت میں ماں کو "ثلث الکل" ملتا ہے، اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: "فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَرِثَةٌ أُبُوَاةٌ فِلِأُمِّهِ الثُلُثُ، فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فِلِأُمِّهِ السُّدُسُ" ترجمہ: اگر میت کی اولاد نہ ہو اور اس کے والدین اس کے وارث ہوں تو اس کی ماں کو تھالی ترکے ملے گا، پھر اگر میت کے کئی بھائی بہن ہوں تو ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔

اس آیت میں متعدد بھائی بہنوں کی موجودگی میں ماں کے لیے سدس تعین کیا گیا ہے، پس اگر وہ نہ ہوں تو ماں جس طرح لڑکے لڑکیوں کی عدم موجودگی میں "ثلث" پاتی ہے، بھائی بہنوں کی عدم موجودگی میں بھی "ثلث" پائے گی۔

نوت: ماں کو "ثلث الکل" اس وقت ملتا ہے: جب کہ والدین کے ساتھ میاں بیوی میں سے کوئی نہ ہو۔ (شریفیہ ص: ۳۷)۔

تیری حالت کی دلیل بھی مذکورہ بالا آیت ہے؛ کیوں کہ اس آیت کا مفاد یہ ہے کہ والدین جس مال کے وارث ہوں گے اس کی تھائی ماں کو ملے گی، اگر والدین پورے ترک کے وارث ہوں گے تو پورے ترک کی تھائی ماں کو ملے گی، اور اگر والدین بعض ترک کے وارث ہوں گے تو ماں کو بعض ترک کی تھائی ملے گی؛ چنان چہ اولاد اور میاں بیوی کی عدم موجودگی میں والدین پورے ترک کے وارث ہوتے ہیں؛ اس لیے ماں کو پورے ترک کی تھائی ملتی ہے؛ مگر میاں بیوی میں سے ایک موجود ہو تو والدین پورے ترک کے وارث نہیں ہوتے؛ بلکہ بیوی یا شوہر کے حصہ نکالنے کے بعد جو مال بچا ہے اس کے وارث ہوتے ہیں؛ اس لیے والدین کے ساتھ میاں بیوی میں سے کوئی ایک ہو گا تو ماں کو شوہر یا بیوی کا حصہ نکالنے کے بعد جو مال بچا ہے اس کی تھائی ملے گی۔

وجہ حصر: ماں کی تین حالاتیں ہیں: میت نے اپنی ماں کے ساتھ فروع (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی نیچے تک) میں سے کسی کو یا تینوں قسموں کے بھائی، بہنوں میں سے دو یا زیادہ کو چھوڑا ہے یا نہیں؟ — اگر چھوڑا ہے تو ماں کو "سدس" ملے گا — اور اگر نہیں چھوڑا ہے تو زوجین میں سے کوئی میت کے ماں باپ کے ساتھ ہو گا یا نہیں؟ — اگر ہے تو ماں کو "مکمل باقی" ملے گا — اور اگر مذکورہ بالا اور ثناء میں سے کوئی نہیں ہے تو ماں کو "مکمل کل" ملے گا۔

جدة صحیحہ کے احوال

جدة صحیحہ: اس مؤثر اصل بعید کو کہتے ہیں جس کا میت سے رشتہ جوڑنے میں جدہ فاسد کا واسطہ نہ آئے، جیسے: باپ کی ماں، دادا کی ماں، ماں کی ماں وغیرہ۔

جدة صحیحہ کی دو حالتیں ہیں:

— اگر کوئی حاجب نہ ہو تو جدة صحیحہ کو "سدس" ملے گا؛ خواہ وہ پدری (دادی) ہو یا مادری (نالی) اور خواہ وہ ایک سے زیادہ؛ البتہ یہ ضروری ہے کہ وہ فاسدہ نہ ہوں؛ بلکہ صحیحہ ہوں اور مرتبہ میں برابر ہوں — یعنی اگر ایک جدہ ایک واسطہ سے نالی ہو تو یعنی اولاد اور مادری اولاد کی (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، پرپوتا، پرپوتی، سکرپوتا، سکرپوتی، لکڑپوتا، لکڑپوتی، نیچے تک) ہے حقیقی، علائقی، اختیاری۔ یعنی شوہر یا بیوی کا حصہ دینے کے بعد نیچے ہونے کی تھائی۔ یعنی پورے ترک کی تھائی۔

دوسری بھی ایک ہی واسطہ سے دادی ہو۔ اگر ایک قریب کی ہو اور دوسری دور کی، تو قریب والی وارث ہوگی اور دور والی ساقط ہو جائے گی۔

عرفیف

مثال: میکلہ ۲

عمر	ام الاب	اخت
عصبہ بنفسہ	نصف	سدس
۲	۳	۱

شریف

مثال: میکلہ ۲

اب الاب	بنت	ام الام
عصبہ بنفسہ	نصف	سدس
۲	۳	۱

نعم

مثال: میکلہ ۲

امن	ام الاب	ام الام
عصبہ بنفسہ	سدس	
۵		۱

ٹکلیل

مثال: میکلہ ۲

ابن	ام الام	ام ام الام
عصبہ بنفسہ	سدس	ساقط
۵		۱

۲۔ جدہ، درج ذیل چار صورتوں میں ”ساقط“ ہو جاتی ہے:

(الف) ماں کی وجہ سے تمام جدات ساقط ہو جاتی ہیں؛ خواہ پدری (دادی) ہوں یا مادری (نانی)۔

(ب) باپ کی وجہ سے صرف پدری جدات (داویاں) ساقط ہوتی ہیں؛ مادری جدات (نانیاں) ساقط نہیں ہوتیں۔

۱۔ عربی زبان میں نانی اور دادی دونوں کو جدہ کہتے ہیں، اردو میں جدہ کا کوئی جامع تبادل لفظ نہیں ہے، اس لیے لفظ جدہ ہی استعمال کیا گیا ہے، اور متعدد مقامات پر ”ماں کے واسطے“ اور ”باپ کے واسطے“ نیز ”مادری اور پدری“ سے وضاحت کر دی گئی ہے۔

(ج) دادا کی وجہ سے وہ دادیاں ساقط ہو جاتی ہیں جو دادا کے واسطہ سے ہیں، مثلاً: دادا کی ماں، دادا کی وجہ سے ساقط ہو جائے گی؛ مگر دادی یعنی دادا کی بیوی دادا کی وجہ سے ساقط نہیں ہوگی؛ کیونکہ دادی کا میت سے رشتہ جوڑنے میں دادا کا واسطہ نہیں آتا۔ اسی طرح پر دادا کی وجہ سے پر دادا کی بیوی (دادا کی ماں) ساقط نہیں ہوگی۔ اسی طرح اوپر کی دادیوں کا حال سمجھ لینا چاہیے۔

نوت: دادی باپ کی وجہ سے ساقط ہو جاتی ہے؛ لیکن دادا کی وجہ سے ساقط نہیں ہوتی، یہ مسئلہ ان چار مسئللوں میں سے ہے، جن کو بیان کرنے کا مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے دادا کے احوال میں وعده کیا تھا۔

(د) قریب والی جدہ خواہ کسی رشتہ کی ہو، دور والی کو ساقط کر دیتی ہے؛ خواہ باپ کی جانب کی ہو یا ماں کی اور قریب والی دارت ہو رہی ہو یا ساقط۔

نیم

مثال: مسئلہ ۶

ام الام	ام الاب	ام	بنت	عم
ساقط	ساقط	سدس	ثلاث	عصبة بنفسہ
۱	۲	۳	۴	۵
ویکم				

مثال: مسئلہ ۶

ام الام	ام الاب
ساقط	
۵	۱
عصبة بنفسہ	

مثال: مسئلہ ۶

ام الام	ام الاب
ساقط	
۵	۱
عصبة بنفسہ	

مثال: مسئلہ ۶

ام الاب	ام الاب
ساقط	
۳	۱
عصبة بنفسہ	

سلیم		مثال: میکلا ۶	
امن	ام ام الام	ام ام الام	ساقط
عصبه غفرہ	سدس	ام الاب	
۵	۱		
شیم		مثال: میکلا ۷	
اب	ام ام الام	ام الاب	ساقط
عصبه غفرہ	۱	ام ام الام	

وَلِلْجَدَّةِ السُّدُسُ لَامْ كَانَتْ أُولَاءِ، وَاحِدَةٌ كَانَتْ أُوْ أَكْثَرُ إِذَا
كُنَّ ثَابِتَاتٍ مُتَحَادِيَاتٍ فِي الْدَرَجَةِ. وَيَسْقُطُنَ كُلُّهُنَ بِاللَّامِ،
وَالْأَبْوَيَاتِ أَيْضًا بِاللَّامِ أَيْضًا، وَكَذَلِكَ بِالْجَدَّةِ، إِلَّا لَامُ الْأَبِ وَإِنْ
عَلِمَ فَإِنَّهَا تَرِثُ مَعَ الْجَدَّةِ، لَا نَهَا لَيْسَتْ مِنْ قَبْلِهِ، وَالْفُرْبَى مِنْ أَيِّ
جِهَةٍ كَانَتْ تَخْجُبُ الْبَعْدَى مِنْ أَيِّ جِهَةٍ كَانَتْ وَارِثَةً كَانَتْ
الْفُرْبَى أَوْ مَحْجُوبَةً.

ترجمہ: اور جدہ (صحیح) کے لیے سدس ہے، ماں کی طرف سے (نانی) ہو، یا
باپ کی طرف سے (دادی) ایک ہو یا زیادہ؛ جب کہ وہ صحیح ہوں (اور) مرتبے میں برابر
ہوں۔ اور ماں سے سب دادیاں اور نانیاں ساقط ہو جاتی ہیں، اور پدری (جدات) باپ
سے بھی (ساقط ہو جاتی ہیں) اور ایسے ہی دادا سے بھی؛ مگر باپ کی ماں (دادا کی بیوی)۔
اگر چہ اوپر کی ہو؛ لہذا وہ دادا کے ساتھ وارث ہوگی؛ اس لیے کہ وہ دادا کے رشتہ سے نہیں
ہے۔ اور قریب والی جدہ خواہ کسی بھی جہت کی ہو ساقط کر دیتی ہے، دور والی جدہ کو خواہ وہ کسی
جهت کی ہو، قریب والی جدہ وارث ہو رہی ہو یا ساقط۔

دلائل: جدات کو سدس ملنے کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ عمل ہے، جو
حضرت عبد اللہ بن عباس، ابو سعید خدری، مغیرہ بن شعبہ، قبیصہ بن ذویب رضوان اللہ علیہم
اجمعین سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جدہ کو سدس دیا ہے اور صحابہ کرامؐ کا اس
لئے یعنی میت اور اس دادی کے درمیان دادا و سلطنتیں بن رہا ہے۔ یعنی سنن ابن ماجہ (۲۸۵۶) (۲/۱۴۰) ایواب
الفراکن، اخرجہ الحاکم وغیرہ شریفیہ (ص: ۳۰)۔

پر اجماع ہے۔

اور سدس میں تمام جدات کے شریک ہونے کی دلیل وہ روایت ہے، جسے سنن ابو داؤد، دارمی اور ابن ماجہ (۷۵۷/۲۰۲۰) نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس نانی اپنے نواسے کی میراث مانگنے آئی تو آپ نے صحابہ کرام سے مشورہ کرنے تک انتظار کا حکم دیا، پھر جب حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بالا حدیث بیان کی اور اس کی توثیق حضرت محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ نے کی تو آپ نے نانی کو ”سدس“ دینے کا حکم دیا پھر کچھ دنوں بعد اسی میت کی دادی آئی اور پوتے کی میراث کا مطالبہ کیا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس ”سدس“ میں نانی کے ساتھ دادی کو بھی شریک کیا۔ اور بعض روایتوں میں ہے کہ اس میت کی دادی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں پوتے کی میراث کا مطالبہ کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی ”سدس“ میں نانی کے ساتھ دادی کو بھی شریک کیا، اس روایت کی وجہ سے برابر رشتہ والی جدات سدس میں شریک ہوتی ہیں۔

ماں کی وجہ سے تمام جدات ساقط ہوتی ہیں: نانی تو اس وجہ سے کہ ماں اس کے درمیان میں واسطہ ہے اور قاعدہ ہے کہ واسطہ کی موجودگی میں واسطہ والا ساقط ہوتا ہے، نیز یہ کہ دونوں کا سبب ارث ایک ہے یعنی امومت (رشتہ مادری) اور دادی صرف سبب ارث کے متحد ہونے کی وجہ سے ماں کی موجودگی میں ساقط ہوتی ہے۔

اور باپ کی وجہ سے پدری جدات، اس کے واسطہ ہونے کی وجہ ساقط ہوتی ہیں اگرچہ دونوں کا سبب ارث متحد نہیں ہے۔ مادری جدات باپ کی وجہ سے: اس لیے ساقط نہیں ہوتی ہیں کہ نہ تو دونوں کا سبب ارث ایک ہے اور نہ ہی باپ ان کے درمیان واسطہ ہے۔

اور قریب والی جدہ دور والی کو سبب ارث میں متحد ہونے کی وجہ سے ساقط کر دیتی ہے: اس لیے کہ رشتہ مادری قریب والی میں زیادہ مضبوط ہے۔ خواہ کسی بھی جہت کی ہوں۔

قولہ: وَإِنْ عَلِمْتَ: کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح دادا کی وجہ سے باپ کی ماں

(دادا کی بیوی) ساقط نہیں ہوتی، اسی طرح دادا کی وجہ سے دادی کی ماں (ام ام الاب) اور دادا کی نانی (ام ام ام الاب) اور پر تک بھی ساقط نہیں ہوں گی۔

اور اگر ورثاء میں پر دادا (اب اب الاب) ہو تو اس کے ساتھ دو دادیاں وارث ہو سکتی ہیں:

۱۔ دادا کی ماں (ام اب الاب) خواہ اور پر تک ہو۔

۲۔ دادی کی ماں (ام ام الاب) خواہ اور پر تک ہو۔

اور سکڑ دادا (اب اب اب الاب) ہو تو تمین دادیاں وارث ہو سکتی ہیں:

۱۔ پر دادا کی ماں (ام اب اب الاب) خواہ اور پر تک ہو۔

۲۔ دادا کی نانی (ام ام اب الاب) خواہ اور پر تک ہو۔

۳۔ دادی کی نانی (ام ام ام الاب) خواہ اور پر تک ہو۔

حاصل یہ کہ جتنے واسطے بڑھیں گے اسی اعتبار سے دادیوں کی تعداد بھی بڑھتی جائے گی۔

(۱)۔ پر دادا کے ساتھ دو دادیوں کے وارث ہونے کی مثال:

مثال: میکلہ ۶ راغب

اب اب الاب	ام اب الاب	ام ام الاب
(پر دادا)	(دادا کی ماں)	(دادی کی ماں)

سدس عصبه

۱ ۵

(۲)۔ پر دادا کے باپ کے ساتھ تمین دادیوں کے وارث ہونے کی مثال:

مثال: میکلہ ۷ شیشم

اب آب اب الاب	ام اب اب الاب	ام ام اب الاب	ام ام ام الاب
(پر دادا کا باپ)	(پر دادا کی ماں)	(دادا کی نانی)	(دادی کی نانی)

سدس عصبه پنجم

۱ ۵

۱۔ تفصیل کے لیے دیکھیے شریفیہ (ص: ۲۲) اور علامہ شاہی کی درحق المخوم (ص: ۵۱)۔

(۳)۔۔ قریب والی جدہ دور والی کو ساقط کر دیتی ہے، خواہ مادری ہو یا پدری یعنی اگر قریب والی مادری ہے تو دور والی مادری اور پدری دونوں کو ساقط کر دے گی، جیسے:

میلہ ۶	مثال:
امم الام	امم الام
سدس	ساقط
۵	عصبہ بنفسہ

(۴)۔۔ اسی طرح اگر قریب والی پدری ہو تو دور والی مادری پدری دونوں کو ساقط کر دے گی، جیسے:

میلہ ۶	مثال:
امم الاب	امم الام
سدس	ساقط
۵	عصبہ بنفسہ

(۵)۔۔ قریب والی دور والی جدہ کو وارث ہونے کی حالت میں بھی ساقط کرتی ہے جیسے:

میلہ ۶	مثال:
امم الاب	امم الام
(دادی کی ماں)	امن
ساقط	عصبہ بنفسہ

میلہ ۶	مثال:
امم الام	امم الاب
(نانی کی ماں)	امن
ساقط	عصبہ بنفسہ

(۶)۔۔ اور قریب والی دور والی جدہ کو خود ساقط ہونے کی حالت میں بھی ساقط کرتی ہے، جیسے:

واہق	مثال: میکلہ
ام ام الام	اب
ساقط	عصرہ شفہ ساقط

۱

وجہ حصر: جدہ صحیح کی دو حالتیں ہیں: اگر کوئی حاجب نہیں ہے تو سدس پائے گی (خواہ ایک طرف کی ہو یا دونوں طرف کی بشرطے کہ رشتے میں برابر ہوں) اور اگر کوئی حاجب ہے تو ساقط ہوگی۔

حاجب کی تفصیل یہ ہے کہ— ماں تمام چدات کے لیے حاجب ہے خواہ چدات پدری ہوں یا مادری— اور باپ فقط پدری چدات کے لیے حاجب ہے— اور جد صحیح صرف ان چدات کے لیے حاجب ہے جن کے درمیان وہ واسطہ بن رہا ہو، یعنی جو دادیاں جد صحیح کے واسطے سے دادی ہیں وہ جد صحیح کی وجہ سے ساقط ہو جاتی ہیں۔ قریب والی جدہ، دور والی جدہ کے لیے حاجب ہوتی ہے۔ قریب والی اور دور والی ہونا عام ہے: خواہ وہ کسی بھی رشتے کی ہو، ماں کے واسطے سے ہو یا باپ کے واسطے سے، قریب والی دادی بالفرض اگر وارث نہ ہو، ہی ہوتی بھی دور والی کو ساقط کر دے گی۔

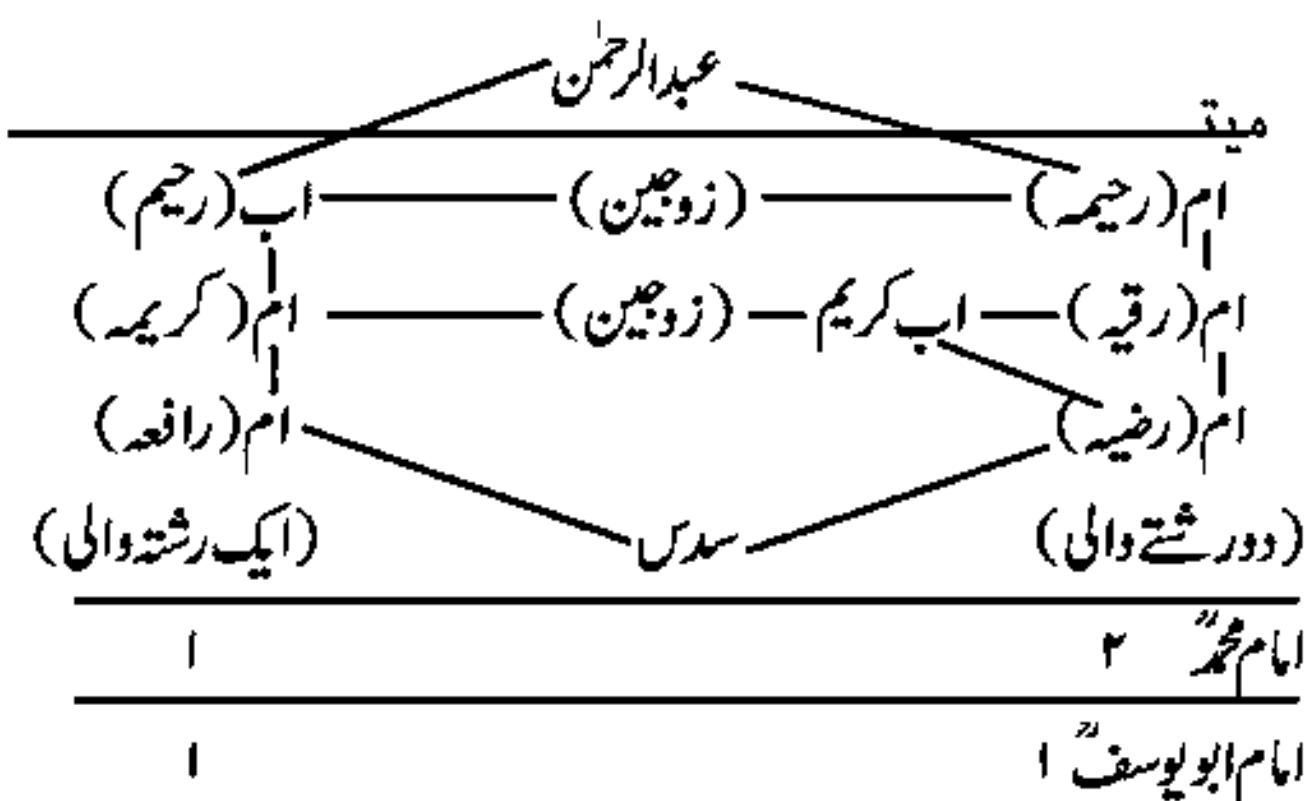
کئی رشتوں والی چدات

اگر کسی میت کی متعدد چدات وارث ہو، ہی ہوں، جن میں بعض سے میت کا صرف ایک رشتہ ہو، یعنی وہ صرف ایک رشتہ سے جدہ ہو، اور دوسری کئی رشتوں سے جدہ ہو تو ایسی صورت میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ افراد کا اعتبار کر کے سدس کو دونوں چدات کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کرتے ہیں، اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ رشتوں کے اعتبار سے سدس کو چدات کے درمیان تقسیم کرتے ہیں، مثلاً اگر کسی ایک جدہ سے میت کے دور شتے ہوں اور دوسری سے ایک رشتہ، تو دور شتے والی کو سدس میں سے دو حصے اور ایک رشتہ والی کو سدس میں سے ایک حصہ دیتے ہیں، اسی طرح اگر ایک جدہ تین رشتے والی ہو اور دوسری ایک رشتہ والی، تو تین رشتے والی کو سدس میں سے تین حصے اور ایک رشتہ والی کو صرف ایک حصہ

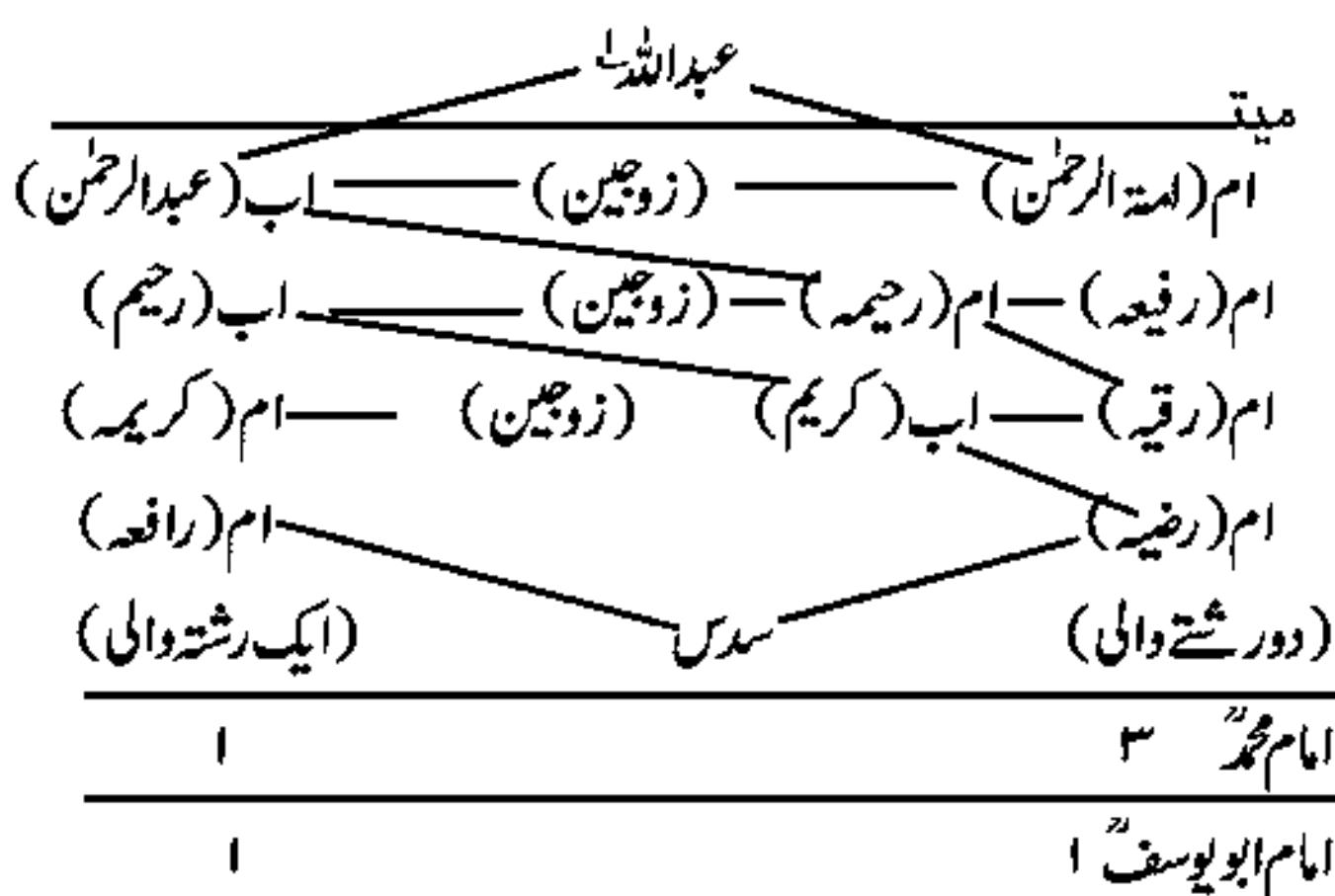
دیتے ہیں۔

قاعدہ: جدات کو ترکہ دینے میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ افراد کا اعتبار کرتے ہیں، اور امام محمد رحمہ اللہ رشتہوں کا درج ذیل نقشوں سے یہ بات بخوبی واضح ہوگی۔

نقشہ نمبر ۱



نقشہ نمبر ۲



۱۔ نقشوں کی وضاحت: پہلے نقشہ میں ایک جدہ ایک رشتہ والی اور دوسری دور شتے والی ہے، اس میں رافعہ نے اپنی لڑکی کریمہ کی شادی رضیہ کے لڑکے کریم سے کر دی، ان دونوں زوجین سے رجیم پیدا ہوا، پھر رضیہ نے اپنے پوتے رجیم =

پہلے نقشہ میں رضیہ، عبد الرحمن کی دو شتوں سے جدہ ہے، اور رافعہ ایک رشتہ سے، لہذا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کے مطابق دونوں کے درمیان سدس برابر برابر تقسیم ہو گا۔ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کے مطابق سدس تین میں تقسیم ہو کر دونوں حصے رضیہ کو اور ایک حصہ رافعہ کو ملے گا۔

دوسرے نقشہ میں رضیہ عبد اللہ کی تین رشتہوں سے جدہ ہے اور رافعہ صرف ایک رشتہ سے، لہذا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حب سابق سدس دونوں کے درمیان برابر برابر تقسیم ہو گا، اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سدس چار حصوں میں تقسیم ہو کر، تین حصے رضیہ کو اور ایک حصہ رافعہ کو ملے گا۔

نوت: وراثت تقسیم کرنے کے لیے یہ فرض کرنا ضروری ہے کہ دونوں نقشوں میں رضیہ اور رافعہ کے علاوہ سارے اجداد و جدات کی وفات ہو چکی ہے۔

**وَإِذَا كَانَتِ الْجَدَّةُ ذَاتَ قَرَابَةٍ وَاحِدَةٍ كَامِ أُمُّ الْأَبِ وَالْأُخْرَى
ذَاتَ قَرَابَتَيْنِ أَوْ أَكْثَرَ كَامِ أُمُّ الْأَمِ وَهِيَ أَيْضًا أُمُّ أَبِ الْأَبِ بِهِلْدِهِ**

الصُّورَةُ:

= کی شادی، اپنی نواسی رحیمه سے کردی، ان دونوں سے عبد الرحمن پیدا ہوا؛ لہذا رضیہ دو شتوں سے جدہ ہوتی۔ (۱) رضیہ عبد الرحمن کی نانی رقیہ کی ماں ہے (۲) عبد الرحمن کے دادا کریم کی بھی ماں ہے۔ اور صرف عبد الرحمن کی دادی کریم کی ماں ہے۔

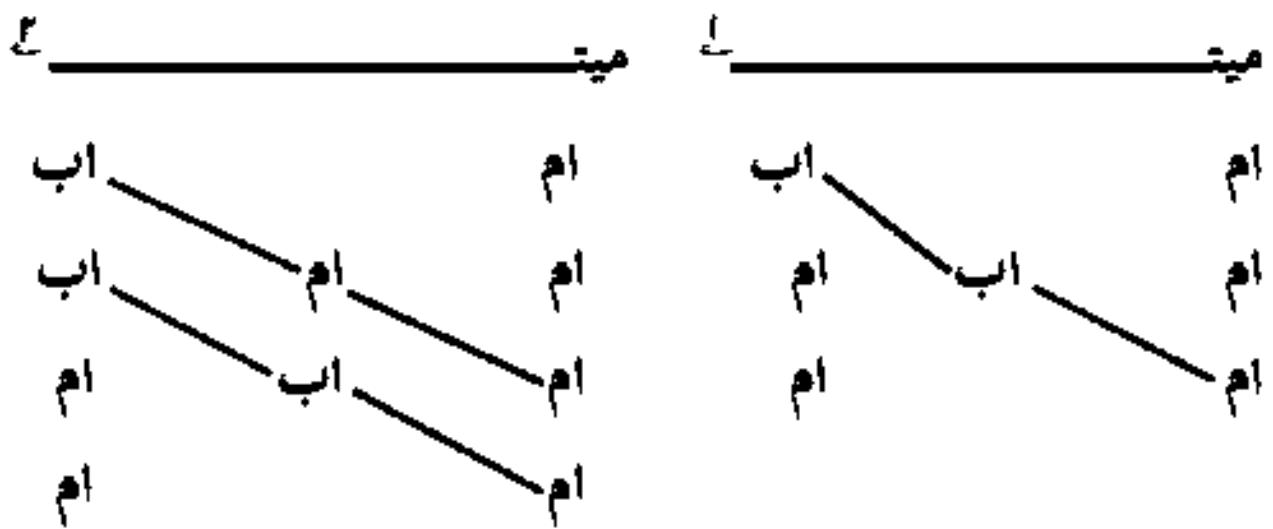
دوسرے نقشہ میں اتنا اضافہ ہے کہ رضیہ کی پروانی (امۃ الرحمن) کی شادی عبد الرحمن سے ہوتی جو رضیہ کا پروانہ ہے ان دونوں سے عبد اللہ پیدا ہوا، اس نقشہ میں عبد اللہ کی وفات ہوتی ہے؛ اس لیے رضیہ کا رشتہ عبد الرحمن کے ساتھ عبد اللہ سے بھی جوڑا جائے گا، اور رضیہ تین رشتہوں سے عبد اللہ کی جدہ ہو گی:

(۱) ام ام ام الام، یعنی: رضیہ عبد اللہ کی نانی (رفیعہ) کی نانی ہے۔

(۲) ام ام ام الاب، یعنی: رضیہ عبد اللہ کی دادی (رحیمہ) کی نانی ہے۔

(۳) ام اب اب الاب، یعنی: رضیہ عبد اللہ کے دادا (رحیم) کی دادی ہے۔

اور صرف ایک رشتہ سے عبد اللہ کی جدہ ہے یعنی وہ (ام ام اب الاب ہے) عبد اللہ کے دادا رحیم کی نانی ہے۔



يُقْسِمُ السُّدُسُ بَيْنَهُمَا عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ — رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى —
أَنْصَافًا بِاعْتِبَارِ الْأَبْدَانِ ۚ وَعِنْدَ مُحَمَّدٍ — رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى — أَثْلَاثًا
بِاعْتِبَارِ الْجَهَاتِ.

ترجمہ: اور جب جدہ (صحیح) ایک رشتے والی ہو۔ جیسے: دادی کی ماں۔ اور
دوسری دویا (دو سے) زیادہ رشتے والی ہو۔ جیسے: نانی کی ماں اور یہی دادا کی ماں بھی ہو
۔ اس نقشہ کے مطابق ۷ تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک افراد کے اعتبار سے
سدس آدھا آدھا تقسیم ہوگا اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک رشتوں کے اعتبار سے
(سدس) تھائی تھائی (تقسیم ہوگا)۔

مفہتی بہ قول: فتوی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر ہے، علامہ سرخسی رحمۃ
اللہ علیہ کے بقول، اس سلسلے میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی تصریح مروی نہیں ہے؛
البستہ شوافع کی کتابوں میں ہے کہ امام ابو حنیفہ، امام مالک، اور امام شافعی رحمہم اللہ کے اقوال
امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کے مطابق ہیں۔ ۵

.....

۱۔ اس نقشہ میں ایک جدہ دو رشتے والی اور ایک صرف ایک رشتہ والی ہے۔ ۲۔ اس نقشہ میں ایک جدہ تین رشتے والی اور
ایک صرف ایک رشتہ والی ہے۔ ۳۔ فی المضمرات: وَعَلَيْهِ الْفَعُولُ (بین السطور شریفہ) (ص: ۲۲)۔ ۴۔ متن
میں صرف ایک نقشہ کا حکم بیان کیا گیا ہے جس میں ایک جدہ دو رشتے والی ہے اور ایک صرف ایک رشتہ والی ہے؛ لیکن
سراجی کے رانچی شخصوں میں ایک اور نقشہ کا اضافہ ہے جس میں ایک جدہ تین رشتے والی اور دوسری ایک رشتہ والی ہے، ممکن
ہے کہ یہ نقشہ ناتحیین کا اضافہ کر دہ ہو، افادہ کے پیش نظر دونوں نقشے احتراز نے نقل کر دیے ہیں۔ ۵۔ شریفہ (ص: ۲۵)۔

باب — ۲

عصبات کا بیان

غضبہ: عاصبہ کی جمع ہے، مذکر، مؤنث، واحد اور جمع سب کے لیے اسم جنس کی طرح مستعمل ہے، اس کی جمع الجمیع عصبات ہے، عصبه مرد کے پدری رشتہ کو کہتے ہیں، اس کا مصدر عضوبہ ہے، بمعنی: گھیرنا، احاطہ کرنا، یہ معنی عَصْبَ الْقَوْمُ بالمرجل سے مأخوذه ہے، یہ جملہ اس وقت بولا جاتا ہے جب چند آدمی کسی کو اپنی حمایت میں لے لیں اور اس کے گرد جمع ہو جائیں۔

وجہ تسمیہ: عصبه بھی میت کو چاروں طرف سے اپنے گھیرے میں لیے رہتے ہیں، اس طرح کہ اوپر (ابوت) باپ کا رشتہ ہوتا ہے، نیچے لڑکے (بنوت) کا، ایک طرف بھائی (اخوت) اور دوسری طرف پیچا (عمومت) کا؛ اس لیے ان کو عصبه کہتے ہیں۔

اصطلاحی تعریف: عصبه میت کے وہ رشتہ دار ہیں، جن کا حصہ قرآن و حدیث میں متعین نہیں ہے؛ بلکہ وہ تنہا ہونے کی صورت میں تمام تر کے اور ذوی الفروض کے ساتھ باقی ماندہ ترک کے مشتق ہوتے ہیں۔

عصبه کی دو قسمیں ہیں: نسبی اور سبی، سبی: عصبه وہ ہیں جن کا میت سے ولادت کا تعلق ہوتا ہے۔ اور سبی: عصبه وہ ہیں جن کا میت سے عجاق کا تعلق ہوتا ہے۔

عصبه نسبی کی تین قسمیں ہیں: (۱) عصبه بنفسہ (۲) عصبه بغیرہ (۳) عصبه مع غیرہ۔

عصبه بنفسہ: ہر اس مذکور رشتہ دار کو کہتے ہیں جس کا میت سے رشتہ جوڑنے میں مؤنث کا واسطہ نہ آئے۔

۱۔ شریفیہ (ص: ۲۵)۔ ۲۔ المواریث للصالوی (ص: ۲۵)، سراجی (ص: ۵)۔ ۳۔ اس تعریف کے رو سے وہ تمام رشتہ دار نکل گئے جو مؤنث کے واسطے سے میت کی طرف منسوب ہوتے ہیں، مثلاً: نواس (ابن الہبت) کے واسطے سے ہوتا ہے، نانا (اب الام) کے ماں کے واسطے سے ہوتا ہے۔ اور جو رشتہ دار مذکور مؤنث دونوں کے واسطے ہوتے ہیں، ان میں مذکور ہی کا اعتبار ہوتا ہے مؤنث کا نہیں، جیسے: حقیقی بھائی (اخ لاب و ام)؛ البتہ مؤنث کا واسطہ ترجیح کا سبب ضرور بتتا ہے، مثلاً: اگر حقیقی بھائی اور علاقی بھائی ایک جگہ جمع ہو جائیں تو صرف حقیقی بھائی کو وراثت ملے گی، وجہ ترجیح ماں کا رشتہ ہے: اس لیے کہ باپ کے رشتے میں دونوں برابر ہیں؛ لیکن حقیقی بھائی کو ماں کے رشتے کی زیادتی کی وجہ سے علاقی بھائی پر ایک گونا فوقيت حاصل ہے۔ (شریفیہ ص: ۳۶)۔

عصبہ بفسہ کی چار قسمیں ہیں:

۱۔ جزء میت: یعنی میت کی نسل مذکر یا فروع مذکر چاہے نیچے کی ہوں، جیسے: لڑکے، پھر پوتے (نیچے تک) اس کو ”رشتہ بنت“ کہا جاتا ہے۔

۲۔ اصل میت یعنی میت کے اصول مذکر چاہے اوپر کے ہوں، جیسے: باپ، پھر دادا (اوپر تک) اس کو ”رشتہ ابوت“ کہا جاتا ہے۔

۳۔ جزء عاب میت: میت کے باپ کی نسل یعنی مذکر اولاد، جیسے: حقیقی بھائی، پھر علائقی بھائی کے لڑکے، پھر علائقی بھائی کے لڑکے (اسی طرح نیچے تک) حقیقی علائقی پرمقدم رہیں گے، اس کو ”رشتہ اخوت“ کہتے ہیں۔^۱

۴۔ جزء عجد میت یعنی میت کے دادا کی مذکر نسل یعنی اولاد مذکر، جیسے: حقیقی بچا پھر علائقی بچا کے لڑکے پھر علائقی بچا کے لڑکے (اسی طرح نیچے تک) حقیقی ہمیشہ علائقی پرمقدم رہیں گے، اس کو ”رشتہ عمومت“ کہتے ہیں۔

باب العصبات

العصبات النسبيّة ثلاثة: عصبة بنفسه، وعصبة بغيره، وعصبة مع غيره، أمّا العصبة بنفسه فكُل ذكر لا تدخل في نسبته إلى الميت أنسى. وهم أربعة أصناف: جزء الميت، وأصله، وجزء أبيه، وجزء جدّه.

ترجمہ: سبی عصبات تین ہیں: عصبہ بفسہ، عصبہ بغیرہ اور عصبہ مع غیرہ۔ رہا عصبہ بفسہ: تو وہ ہر وہ مذکر ہے جس کا میت سے رشتہ جوڑنے میں کوئی موئٹ واسطہ نہ بنے، اور وہ (عصبہ بفسہ) چار قسم (کے ہوتے) ہیں: میت کی فرع (جیسے: لڑکا) میت کی اصل (جیسے: باپ، دادا) اور میت کے باپ کی فرع (جیسے: بھائی) اور میت کے دادا کی فرع (جیسے: بچا)

۱۔ حقیقی اور علائقی بھائی اور ان کے لڑکے ہی عصب ہوتے ہیں، اخیائی بھائی عصب نہیں ہوتا، وہ ذوی الفروض میں سے ہے، عصبہ نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ صرف ماں کے واسطے سے بھائی ہیں۔ جو ایک نسخہ میں خلاصہ ہے۔ (سراجی صح شریفہ ص: ۳۵)۔

فائدہ: ترتیب وار عصبه نفسہ کی چار قسمیں بیان کی گئی ہیں، وراثت میں یہی ترتیب ملاحظہ رہتی ہے۔ جزع میت، اصل میت پر مقدم ہوتا ہے۔ اور اصل میت جزع اب میت پر اور جزا اب میت، جزع جد میت پر مقدم ہوتا ہے۔ (المواریث ص: ۶۸)

عصبه نفسہ کے درمیان ترجیح: عصبه نفسہ کی چار قسموں میں سے اگر ایک ہی قسم اور ایک ہی درجہ کے عصبه نفسہ ہوں تو ترکہ کے مستحق وہی ہوں گے، اس صورت میں ترجیح کی ضرورت نہ ہوگی؛ لیکن اگر چاروں قسموں کے عصبات میں سے متعدد جمع ہو جائیں تو ان میں ترجیح تین طریقے سے دی جاتی ہے۔

پہلا طریقہ: پہلی قسم والے عصبه کو دوسری قسم والے عصبه پر اور دوسری قسم والے کو تیسرا قسم والے پر اور تیسرا قسم والے کو چھٹی قسم والے عصبه پر ترجیح دی جاتی ہے، یعنی: لڑکے اور پوتے کی موجودگی میں باپ، دادا عصبه نہیں ہو سکتے، اور باپ دادا کی موجودگی میں بھائی عصبه نہیں ہو سکتے، اور بھائی اور اس کے لڑکے کی موجودگی میں بچا اور اس کے لڑکے عصبه نہیں ہو سکتے، یعنی بُوت کو ابوت پر، ابوت کو اخوت پر اور اخوت کو عمومت پر ترجیح ہوتی ہے۔

دوسرा طریقہ: ”الاقرب فالاقرب“ کا ہے، یعنی اگر عصبه نفسہ کی ایک ہی قسم کے متعدد افراد جمع ہو جائیں تو ان میں جو میت سے زیادہ قریب ہوگا وہ عصبه ہوگا، اور دور والے ساقط ہو جائیں گے۔ مثلاً:

۱۔ میت کا بیٹا اور پوتا دونوں ہوں تو بیٹا عصبه ہوگا اور پوتا ساقط۔
۲۔ باپ اور دادا میں، باپ عصبه ہوگا اور دادا ساقط اور دادا کی موجودگی میں پر دادا ساقط ہوگا۔

۳۔ بھائی اور بھتیجے میں بھائی عصبه ہوگا اور بھتیجہ ساقط۔

۴۔ بچا اور بچپا کے لڑکوں میں بچپا عصبه ہوگا، اور بچپا کے لڑکے ساقط۔

الْأَقْرَبُ فَالْأَقْرَبُ، يُرْجِحُونَ بِقُرْبِ الدَّرَجَةِ: أَغْنِيُ أُولَيْهِمْ

بِالْمِيرَاثِ جُزُءُ الْمَيْتِ — أَيُّ الْبَنُونَ، ثُمَّ بَنُو هُمْ وَإِنْ سَفَلُوا — ثُمَّ

أَصْلُهُ — أَيْ: الْأَبُ، ثُمَّ الْجَدُّ أَيْ: أَبُ الْأَبِ وَإِنْ عَلَا — ثُمَّ جُزُءُ أَبِيهِ — أَيْ: الْإِخْرَوَةُ، ثُمَّ بُنُوْهُمْ وَإِنْ سَفَلُوا — ثُمَّ جُزُءُ جَدِّهِ: أَيْ الْأَعْمَامُ، ثُمَّ بُنُوْهُمْ وَإِنْ سَفَلُوا.

ترجمہ: قریب تر رشتہ دار پھر (اس سے) قریب تر: (یعنی) عصہ قرب درجہ سے ترجیح دیے جاتے ہیں یعنی ان میں میراث کی سب سے زیادہ حقدار میت کی فرع ہے۔ یعنی لڑکے پھران کے لڑکے اگرچہ (رشتے میں) نیچے ہوں۔ پھر میت کی اصل۔ یعنی باپ، پھر دادا: یعنی: باپ کا باپ اگرچہ (رشتے میں) اوپر ہوں۔ پھر میت کے باپ کی فرع۔ یعنی بھائی، پھران کے لڑکے اگرچہ (رشتے میں) نیچے ہوں۔ پھر میت کے دادا کی فرع، یعنی: پچھا پھران کے لڑکے اگرچہ (رشتے میں) نیچے ہوں۔ فوائد: اقرب کی دو قسمیں ہیں: اقرب حقیقی اور اقرب حکمی "الاقرب فالاقرب" کی تعبیر دونوں کو شامل ہے۔

اقرب حقیقی: لڑکا اور پوتا میں لڑکا اقرب حقیقی ہے، اور باپ، دادا میں باپ اقرب حقیقی ہے۔

اقرب حکمی: جیسے لڑکا اور باپ، دونوں کا رشتہ میت سے بلا واسطہ ہے؛ لیکن لڑکا حکما اقرب ہے۔

سوال: جب لڑکا اور باپ دونوں میت سے صرف ایک رشتہ رکھتے ہیں تو باپ کے ہوتے ہوئے صرف لڑکے کو عصہ کیوں بنایا جاتا ہے؟ مزید یہ کہ پوتے کو بھی باپ پر ترجیح ہوتی ہے؛ حالانکہ پوتا میت سے ایک (یا زیادہ) واسطوں سے جوتا ہے۔

جواب: رشتہ بنت چوں کہ رشتہ أبوت پر مقدم ہے؛ اس لیے باپ پر بیٹے اور پوتے کو ترجیح دی جاتی ہے، علامہ زیلیعی رحمۃ اللہ علیہ نے رشتہ بنت کی ترجیح کے نقلی اور عقلی دلائل تحریر فرمائے ہیں۔

نقلی دلیل: قرآن پاک میں اللہ کا ارشاد ہے: "وَلَا يَوْيِه لِكُلٌّ وَاجِدٌ مِنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ" ترجمہ: اور میت کے ماں باپ میں سے ہر

ایک کے لیے چھٹا حصہ ہے، اس مال میں سے جو وہ چھوڑ کر مر گیا، اگر میت کی اولاد ہے۔ اس آیت میں باپ کو اڑ کے کی موجودگی میں ذوالفرض بنایا گیا ہے، اور اڑ کے کا کچھ حصہ مقرر نہیں کیا گیا، معلوم ہوا کہ باپ سے بچا ہوا اڑ کے کو ملے گا، گویا عصہ ہونے میں اڑ کا مقدم ہے؛ اسی لیے باپ کی موجودگی میں بیٹا عصہ ہوتا ہے اور پوتا؛ چوں کہ بیٹے کے قائم مقام ہے؛ اس لیے پوتے کا حکم بھی وہی ہے جو بیٹے کا ہے۔

عقلی ولیل: انسان اپنی فطرت و طبیعت کے اعتبار سے والد کے مقابلے میں اڑ کے سے زیادہ قریب ہوتا ہے، اس کے دل میں اولاد کی محبت زیادہ ہوتی ہے، عموماً آدمی مال و منال اولاد کے لیے جمع کرتا ہے، اس کی تائید ایک حدیث سے ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "الْوَلَدُ مَبْخَلٌ مَجْبَنَةٌ" ^۱ یعنی اولاد کنجوی اور بزولی کا سبب ہوتی ہے، اولاد کی وجہ سے آدمی مال میں بخل کرتا ہے اسے باقی رکھنے کی کوششیں کرتا ہے، اور اولاد کی وجہ سے دشمنوں کے مقابلے میں بزولی دکھاتا ہے، دل میں یہ ہوتا ہے کہ اگر مر گیا تو اولاد کا کیا ہوگا؟ — خلاصہ یہ کہ انسان کے دل سے والد کے مقابلے میں اولاد زیادہ قریب ہوتی ہے؛ اس لیے عصہ ہونے میں اڑ کا باپ سے مقدم ہے۔

تیرا طریقہ: عصہ بنفسہ کے درمیان ترجیح کا تیرا طریقہ قوت قرابت ہے، یعنی اگر برابر درجہ کے کئی عصہ بنفسہ جمع ہو جائیں، ان میں سے کوئی میت سے زیادہ قریب نہ ہو تو رشتہ کی قوت کو دیکھا جائے گا، جس کا رشتہ زیادہ قوی ہوگا اس کو ترجیح ہوگی۔

میت کے حقیقی بھائی کو علاقی بھائی پر، حقیقی بہن کو جب بیٹی یا پوتی کی وجہ سے عصہ مع الغیر ہو تو علاقی بھائی پر، حقیقی بچا کو علاقی بچا پر، حقیقی بنتجہ کو علاقی بنتجہ پر ترجیح اسی لیے ہے کہ علاقی کا رشتہ صرف باپ سے ہوتا ہے اور حقیقی کا باپ اور ماں دونوں سے یعنی حقیقی کے مال کا رشتہ وجہ ترجیح بنتا ہے۔

عصہ کے درمیان ترجیح کے مذکورہ سارے طریقے میت کے پچا؛ اس کے باپ

۱. کشف الخفاء (۲/۷۵۳)، وہندیب تاریخ دمشق لابن عساکر، بیروت (۲۰/۲) والذ در المختصرۃ للسیوطی (ص: ۱۸۳)۔ ۲. المواریث للصالوی (ص: ۱۷)

کے چچا اور دادا کے چچا میں جاری ہوتے ہیں۔

”الاقرب فالاقرب“ کے قاعدے سے میت کے چچا کو، اس کے باپ کے چچا پر اور باپ کے چچا کو دادا کے چچا پر ترجیح ہوتی ہے۔

اور قوتِ قرابت والے قاعدہ سے حقیقی چچا کو علاتی چچا پر ترجیح ہوتی ہے، نیز چچا کے لڑکوں میں بھی حقیقی کو علاتی پر ترجیح اسی قاعدہ سے دی جاتی ہے۔

ثُمَّ يُؤْجَحُونَ بِقُوَّةِ الْقَرَابَةِ: أَغْنَىٰ بِهِ أَنَّ ذَا الْقَرَابَةِ أُولَئِي مِنْ ذِي
قَرَابَةٍ وَاحِدَةٍ، ذَكَرًا كَانَ أَوْ اُنْثِي؛ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَهُ "إِنَّ بَنِي
الْأَعْيَانَ يَتَوَارَثُونَ دُونَ بَنِي الْعَلَالَاتِ"، كَالْأَخْ لَأْبٍ وَأَمٍّ، أَوْ الْأُخْتٍ
لَأْبٍ وَأَمٍّ — إِذَا صَارَتْ عَصَبَةً مِنَ الْبَنْتِ — أُولَئِي مِنَ الْأَخْ لَأْبٍ
وَالْأُخْتٍ لَأْبٍ؛ وَإِنَّ الْأَخَ لَأْبٍ وَأَمٍّ أُولَئِي مِنَ ابْنِ الْأَخِ لَأْبٍ.
وَكَذَلِكَ الْحُكْمُ فِي أَعْمَامِ الْمَقِيمَتِ؛ ثُمَّ فِي أَعْمَامِ أَبِيهِ ثُمَّ فِي أَعْمَامِ
جَدَّهِ.

ترجمہ: پھر رشتہ کی قوت سے ترجیح دیے جائیں گے، میں اس سے یہ مراد لیتا ہوں کہ دو رشتہ والے (عصبہ) ایک رشتہ والے (عصبہ) سے زیادہ حق دار ہیں، خواہ مذکور ہوں یا موئٹ؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے پیش نظر کہ ”حقیقی بھائی بہن وارث ہوتے ہیں نہ کہ علاتی بھائی بہن“ جیسے حقیقی بھائی یا حقیقی بہن جب کہ لڑکی کے ساتھ عصبہ (مع الغیر) ہو، زیادہ حق دار ہے علاتی بھائی اور علاتی بہن سے اور (اسی طرح) حقیقی بھیجا زیادہ حق دار ہے علاتی بھیجے سے؛ اور یہی حکم میت کے چچا، پھر اس کے باپ کے چچا پھر اس کے دادا کے چچا کا ہے۔

قولہ: أعيان بنى الأُمِّ الْأَخْ: أعيان کی اضافت بنی الأُمِّ کی طرف اضافت بیانیہ ہے، اس کا لفظی ترجمہ ہے: ماں کے بیٹیوں کے خالص، یعنی حقیقی بھائی۔ یہاں حقیقی بھائی اور حقیقی بہن دونوں مراد ہیں، ”ابن“ کو تعلیماً ذکر کیا ہے، جس طرح شش و قمر میں قمر (مذکور) کو

غلبہ دے کر قرین۔ اور اب وام میں اب (ذکر) کو غلبہ دے کر ابو این کہا جاتا ہے۔

اسی طرح علات سے علاتی بھائی اور علاتی بہن دونوں مراد ہیں، اہن کو یہاں تعلیماً ذکر کیا ہے،^۱ حقیقی اور علاتی میں وجہ ترجیح چوں کہ ماں کا رشتہ ہے؛ اس لیے حدیث میں اعیان کے ساتھ بني الام (ماں کے لڑکے) کا اضافہ فرمایا ہے۔^۲

سوال: جب تیرا قاعدہ عصہ بنسپے سے متعلق ہے تو اس میں حقیقی بہن اور علاتی بہن کا تذکرہ کیوں کیا گیا؟ جب کہ یہ عصہ بنسپے نہیں ہیں!

جواب: حقیقی اور علاتی بہنوں کا ذکر تبعاً ہے؛ اس لیے کہ جو حکم عصہ بنسپے کا ہے وہی حکم عصہ مع غیرہ کا بھی ہے کہ حقیقی بہن اگر فروع موئٹ کے ساتھ عصہ ہوتی ہے تو علاتی بہن کو ساقط کر دیتی ہے۔^۳

فائدہ: میت کے چچا کی عدم موجودگی میں فوراً باپ کے چچا اور پھر دادا کے چچا کو ترکہ نہیں ملے گا؛ بلکہ اولاد میت کے حقیقی چچا کو وراثت ملے گی، اور حقیقی چچا کی عدم موجودگی میں میت کے علاتی چچا کو، اور اگر یہ بھی نہ ہو تو میت کے حقیقی چچا کے لڑکے کو پھر علاتی چچا کے لڑکے کو وراثت ملے گی اور اگر یہ بھی نہ ہو تو میت کے حقیقی چچا کے پوتے پھر علاتی چچا کے پوتے (یچے تک) کو وراثت ملے گی۔

اگر یہ سب نہ ہوں تو میت کے باپ کے حقیقی چچا، پھر علاتی چچا کو وراثت ملے گی، اگر یہ بھی نہ ہوں تو میت کے باپ کے حقیقی چچا کے لڑکے کو پھر میت کے باپ کے علاتی چچا کے لڑکے کو پھر حقیقی چچا کے پوتے کو پھر علاتی چچا کو پھر حقیقی چچا کے

اگر یہ سب نہ ہوں تو میت کے دادا کے حقیقی چچا کو پھر علاتی چچا کو پھر حقیقی چچا کے لڑکے کو پھر علاتی چچا کے لڑکے کو پھر حقیقی چچا کے پوتے کو پھر علاتی چچا کے پوتے (یچے تک) کو وراثت ملے گی۔^۴

۱۔ فلان بني العلات يشمل البنات والبنين، وإن سُميَت بهذه الاسم تعليلًا. (ینکن السطور شریفہ ص: ۹۸)۔
والمقصود بذكر الأم ه هنا إظهار ما يتَرجح به بنو الأعيان على بني العلات. (شریفہ ص: ۷۳)، ۳۔
حاشیة شریفہ (ص: ۲۷۲)۔ ۴۔ شریفہ ص: ۲۸، الدر المختار مع روايَه مار: ۵/۵۲۷۔

عصبہ بغیرہ کا بیان

عصبہ بغیرہ: وہ عورتیں ہیں جو اپنے بھائیوں کی وجہ سے عصبہ ہوتی ہیں۔ یہ کل چار عورتیں ہیں جن کا حصہ ایک ہونے کی صورت میں نصف اور ایک سے زیادہ ہونے کی صورت میں تلشان ہے۔

وہ چار عورتیں یہ ہیں: بُنیٰ پُوتی حقیقی بہن اور علاقی بہن
 یعنی: بُنیٰ اگر بیٹے کے ساتھ ہو؛ پُوتی اگر پوتے کے ساتھ ہو؛ حقیقی بہن اگر حقیقی بھائی
 کے ساتھ ہو؛ اور علاقی بہن اگر علاقی بھائی کے ساتھ ہو تو یہ ”عصبہ بالغیر“ ہوں گی اور دیگر
 ذمی الفرض کی موجودگی میں ان سے بچا ہوا اور عدم موجودگی میں سارا تر کہ ان کو مل جائے
 گا، اور وہ آپس میں اس طرح تقسیم کریں گے کہ ہر مذکورہ دو مؤنث کے حصہ کے برابر ملے گا۔
 یہاں یہ بات خاص طور پر یاد رکھنی چاہیے کہ جو عورتیں اصحاب فرانض میں سے
 نہیں ہیں اور ان کے بھائی عصبہ ہیں، وہ اپنے بھائیوں کی وجہ سے ”عصبہ بالغیر“ نہیں بنتیں
 جیسے: بچا اور پھوپی: بھائی بہن ہیں؛ مگر پھوپی چوں کہ اصحاب فرانض میں سے نہیں ہے؛
 اس لیے پورا مال بچا کو ملے گا، پھوپی کو کچھ نہیں ملے گا، اسی طرح بچا کی لڑکی بچا کے لڑکے
 ساتھ یعنی تیجی بنتیجے کے ساتھ ”عصبہ بالغیر“ نہیں ہوگی؛ اس لیے کہ یہ سب عورتیں اصحاب
 فرانض میں سے نہیں ہیں۔

نوت: عصبہ بغیرہ اور عصبہ بالغیر کا ایک ہی مفہوم ہے، تعبیر کا فرق ہے۔

وَأَمَا الْعَصَبَةُ بِغَيْرِهِ: فَأَرْبَعٌ مِنَ النُّسُوَةِ، وَهُنَّ الْأُلَاهِيَّ فَرْضُهُنَّ
 النُّصُفُ وَالثُّلَاثَانِ، يَصِرُّنَ عَصَبَةً، بِأَخْوَتِهِنَّ، كَمَا ذَكَرْنَا فِي حَالَاتِهِنَّ
 وَمَنْ لَا فَرْضَ لَهَا مِنَ الْإِنَاثِ وَأَخْوَهَا عَصَبَةٌ لَا تَصِيرُ عَصَبَةً بِأَخِيهَا،
 كَالْعَمَّ وَالْعَمَّةِ، كَانَ الْمَالَ كُلُّهُ لِلْعَمِ ذُوَنَ الْعَمَّةِ.

ترجمہ: اور رہی عصبہ بغیرہ: تو وہ چار عورتیں ہیں، اور وہ ایسی عورتیں ہیں جن کا حصہ
 (ایک ہونے کی صورت میں) آدھا اور (ایک سے زیادہ ہونے کی صورت میں) دو تھائی
 ہے۔ وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ ہوتی ہیں، جیسا کہ ان کے حالات میں ہم نے بیان

کر دیا ہے۔

اور وہ عورتیں جن کا کوئی حصہ مقرر نہیں ہے اور ان کا بھائی عصہہ ہو رہا ہو تو وہ (عورت) اپنے بھائی کے ساتھ عصہہ نہیں ہوگی، جیسے: چچا اور پھوپی، پورا مال چچا کا ہو گا، نہ کہ پھوپی کا۔

عصہہ مع غیرہ کا بیان

عصہہ مع غیرہ: وہ عورتیں ہیں جو فروعِ مؤنث (بیٹی، پوتی، پرپوتی، سکڑپوتی، لکڑپوتی نیچے تک) کی موجودگی میں عصہہ ہوتی ہیں۔
یہ صرف دو عورتیں ہیں: حقیقی بہن اور علائی بہن۔

جب ان کے ساتھ لڑکی، پوتی (نیچے تک) میں سے کوئی ہو تو یہ عصہہ مع الغیر ہو جاتی ہے، اور لڑکی وغیرہ کو دینے کے بعد بچا ہوا ترکہ ان کو ملتا ہے۔ عصہہ مع غیرہ کو عصہہ مع الغیر بھی کہا جاتا ہے۔

اطہر	مثال: مسئلہ ۲
بنت	اخت لاب وام
نصف	عصہہ مع الغیر
۱	۱
اطہر	مثال: مسئلہ ۳
۲ بنت لابن	اخت لاب
غلشان	عصہہ مع الغیر
۲	۱

وَأَمَّا الْعَصَبَةُ مَعَ غَيْرِهِ: فَكُلُّ أُنْثَى تَحْيِي عَصَبَةً مَعَ أُنْثَى أُخْرَى
كَالْأُخْتُ مَعَ الْبَنْتِ لِمَا ذَكَرْنَا.

ترجمہ: زہی عصہہ مع غیرہ: تو وہ ایسی مؤنث ہے جو دوسری مؤنث کے ساتھ (یعنی دوسری مؤنث کی موجودگی میں) عصہہ ہوتی ہے، جیسے: بہن لڑکی کے ساتھ اس (حدیث کے مفہوم کی) وجہ سے جس کوہم نے بیان کر دیا ہے۔

قولہ: الأخت مع البنت: ”اخت“ سے مراد حقیقی اور علائی بہنیں ہیں اور ”بنت“ سے مراد صلبی اڑکی، پوتی، پرپوتی (نیچے تک) ہے۔

قولہ: لما ذُكِرَنَا: سے مراد مصنف علیہ الرحمہ کی سابقہ عبارت: قولہ علیہ السلام: ”اجْعَلُوا الْأَخْوَاتِ مَعَ الْبَنَاتِ عَصْبَةً“ ہے، جس کی تحقیق و توضیح حقیقی بہنوں کے احوال میں گزر چکی ہے۔

عصبہ بالغیر اور عصبہ مع الغیر کے درمیان فرق

پہلا فرق: عصبہ بالغیر میں مؤنث، مذکر کے ساتھ عصبہ ہوتی ہے، حقیقتاً عصبہ مذکر ہی ہوتا ہے، لیکن وہ مؤنث کو بھی اپنے ساتھ شریک کر لیتا ہے اس مؤنث کی ”ذوالفرض“ ہونے والی حالت بدل کر ”عصوبت“ کی طرف منتقل ہو جاتی ہے؛ تاکہ مؤنث کا حصہ اپنے برابر والے مذکر وارث (بھائی) سے نہ بڑھے؛ بلکہ اس کے برابر بھی نہ ہونے پائے اور مذکر کو مؤنث کا دو گناہ جائے۔

اور ”عصبہ مع الغیر“ میں مؤنث عصبہ ترکہ لینے میں کسی کے ساتھ شریک نہیں ہوتی؛ بلکہ دوسری مؤنث (بیٹی، پوتی) کی موجودگی میں عصبہ ہوتی ہے، اور بیٹی پوتی اور ویگر اصحاب فرانش سے بچا ہواتر کہ پاتی ہے۔ مثالیں گزر چکیں۔

دوسرافرق: سکب الانہر میں ہے کہ عصبہ بالغیر میں ”با“ الصاق کے لیے ہے، اور ملکش اور ملخص پر کی شرکت حکم میں ضروری ہے؛ لہذا عصبہ بالغیر میں غیر (یعنی دوسرے مذکر) کا عصوبت میں ساتھ ہونا ضروری ہے۔

اور عصبہ مع الغیر میں ”مع“ قرآن کے لیے ہے اور قرآن دو شخصوں کے درمیان حکم میں شرکت کے بغیر بھی پایا جاتا ہے، مثلاً:

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَجَعَلْنَا مَعَهُ أَخَاهَ هَارُونَ وَزَيْرَانَ﴾ (فرقان: ۳۵) یعنی حضرت ہارون علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ وزیر (مدگار) بنایا، وزیر ہونے میں حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ حضرت موسیٰ ل شریفہ (ص: ۲۸)، رد المحتار (۵/ ۵۳۸)، الموارث (ص: ۷۷)۔

علیہ السلام شریک نہیں ہیں، یہاں پر ”مع“ قرآن کے لیے ہے؛ لیکن حکم میں دونوں شریک نہیں ہیں، اگرچہ نبی ہونے میں دونوں شریک ہیں۔ اسی طرح عصہ مع الغیر میں غیر (دوسری مؤنث) عصہ ہونے میں شریک نہیں ہوتی۔

ایک ضروری وضاحت: جب حقیقی بہن ”عصبہ مع الغیر“ ہوتی ہے تو وہ حقیقی بھائی کے حکم میں ہو جاتی ہے؛ لہذا یہ علاقی بھائی اور علاقی بہن کو ساقط کر دیتی ہے، نیز حقیقی بہن کی وجہ سے اس سے دور کے عصبات بھی ساقط ہو جاتے ہیں، جیسے: بستچے اور پچا وغیرہ۔

اسی طرح علاقی بہن جب عصہ مع الغیر ہوتی ہے تو علاقی بھائی کے حکم میں ہو جاتی ہے یعنی اپنے سے دور والے عصبات کو ساقط کر دیتی ہے، مثلًا: بھتیجے، پچیا وغیرہ۔

اعظم	ميشال: ميشل
اخ لاب	اخت لام وام
ساقط	عصبة مع الغير
	ا
عظيم	ميشال: ميشل
ابن الاخ لاب وام	بنت الابن
ساقط	اخت لاب
	عصبة مع الغير
	ا
عظيمى	ميشال: ميشل
عم	بنت الابن
ساقط	اخت لاب
	عصبة مع الغير
	ا

پہلی مثال میں حقیقی بہن نے علاقی بھائی کو، اور دوسری میں علاقی بہن نے حقیقی بھائی کے لڑکے کو، اور تیسرا میں علاقی بہن نے پیچا کو ”عصبہ مع الغیر“ ہونے کی وجہ سے ساقط کر دیا ہے۔^۲

عصباتِ سپیہ کا بیان

عصبہ کی دو قسموں (نسبی اور سبی) میں سے نسبی کا بیان ختم ہوا، اب دوسری قسم ”سبی“ کا بیان شروع ہو رہا ہے۔

عصبہ سبی کو ”مولیٰ الخناقة“ بھی کہا جاتا ہے، مولیٰ کے معنی ہیں: مالک، آقا۔ اور عناقہ کے معنی ہیں: آزاد ہونا، ”مولیٰ العناقة“ کے معنی ہیں: آزادی کا آقا۔

غلام آزاد کرنے والے کو آزاد کرنے کے بد لے نعمت کے طور پر آزاد شدہ غلام کی دراثت ملتی ہے؛ جب کہ غلام کے شرعی ورثاء موجود نہ ہوں۔ اسے ”ولاء عتق“ یا ”ولاء نعمت“ کہتے ہیں۔ ولاء کے لغوی معنی قربت اور مدد کے ہیں۔

اصطلاحی تعریف: فرانچ کی اصطلاح میں ولاء اس میراث کو کہتے ہیں جو غلام کی مدد (یعنی اسے آزاد) کرنے کی وجہ سے ملتی ہے۔

ولاء عتق ملنے کی عقلی وجہ: غلام کو زمانہ غلامی میں بہت سے اختیارات حاصل نہیں ہوتے، مثلاً: آقا کی اجازت کے بغیر وہ نہ تو نکاح کر سکتا ہے اور نہ ہی خرید و فروخت؛ نیز وہ کسی چیز کا مالک بھی نہیں ہوتا، اس کی ساری چیزیں آقا کی ملک ہوتی ہے۔ وغیرہ۔

غلام کے آزادی، بیع و شراء اور نکاح و طلاق میں خود مختاری، ایک نئی زندگی کی طرح ہوتی ہے، آزاد کرنے والا اس کا بہت بڑا محسن ہوتا ہے جو اسے نئی زندگی سے ہمکنار کرتا ہے؛ اس لیے جس طرح لڑکا باپ سے پیدا ہونے کی وجہ سے باپ اور اس کے دوسرے رشتہ داروں کی طرف مخصوص ہوتا ہے، اور جس طرح فہمی رشتہ کی وجہ سے دراثت ملتی ہے، اسی طرح غلام آزاد کرنے کی وجہ سے آزاد کرنے والے کو اور آزاد کرنے والے کی عدم موجودگی میں اس کے عصبات کو دراثت ملتی ہے، جسے ”ولاء“ کہتے ہیں۔

عصباتِ سپیہ کی ترتیب: اگر میت کے ورثاء میں نہ تو اصحاب فرانچ کے اسی نسبی عصبات — جن کی تفصیل گذشتہ صفحات میں گذر چکی ہے — تو میت کا ترکہ اس کے سبی عصبات کو ملے گا۔

عصبہ سبی (مولی العتاقہ) میں بھی عصبات کی ترتیب وہی ہے جو عصبہ بنفسہ کی ہے، یعنی اگر معتق موجود نہ ہو تو میراث معتق کی فرع کو ملے گی، پھر معتق کی اصل کو، پھر معتق کی اصل قریب (باپ) کی فرع کو اور آخر میں معتق کی اصل بعید (دادا پر دادا) کی فروع کو۔

تفصیل درج ذیل ہے:

معتق کی فرع: اگر معتق موجود نہیں ہوگا تو اس کے لڑکے، پوتے (نیچے تک) کو آزاد شدہ غلام کا ترکہ ملے گا۔

معتق کی اصل: اگر معتق کی فرع موجود نہ ہوگی تو اس کے باپ، دادا (اوپر تک) کو آزاد شدہ غلام کا ترکہ ملے گا۔

معتق کے باپ کی فرع: اگر معتق کی اصل موجود نہیں ہے تو معتق کے بھائی کو آزاد شدہ غلام کی وراثت ملے گی۔

معتق کے دادا کی فرع: اگر معتق کے بھائی بھی موجود نہ ہوں تو آزاد شدہ غلام کی ولاء اس کے چچا کو ملے گی۔

حاصل یہ کہ معتق کے مذکور عصبات میں غلام کی ولاء دائر ہے گی اور اس۔

اگر ان سب میں سے کوئی نہ ہو تو دیکھا جائے گا کہ معتق بھی کسی کا غلام تھا یا نہیں، اگر تھا تو اس کے آقا کو ولاء ملے گی اور وہ زندہ نہ ہو تو پھر اس کے مذکور عصبات میں مذکورہ بالا ترتیب کے ساتھ ولاء تقسیم ہوگی۔

یہ ترتیب اس فرمانِ نبوی سے مستبطن ہے کہ: "الولاء لخدمة كل خمسة النسب" (ترجمہ) ولاء نسب کے رشتہ کی طرح ایک رشتہ ہے، پس جو ترتیب نسبی عصبات میں محفوظ رہتی ہے، وہی ترتیب ولاء کے مستحق سبی عصبات میں بھی محفوظ رہے گی۔

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ معلوم ہو گیا کہ آزاد شدہ غلام کے شرعی ورثاء کی عدم موجودگی میں غلام کی "ولاء" معتق، اور اس کے لڑکے، پوتے، باپ دادا، بھائی اور چچاؤں میں دائر رہتی ہے، معتق کے موئی عصبات کو ولاء نہیں ملتی، ایسا اس لیے ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے حق میں ولاء کی نفی فرمائی ہے؛ البتہ آنحضرت صورتوں میں عورتوں کو ولاء ملتی ہے، یہ آنحضرت صورتیں استثنائی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لَيْسَ لِلنِّسَاءِ مِنَ الْوَلَاءِ إِلَّا مَا أَعْتَقْنَ أَوْ أَعْتَقَنَ مَنْ أَعْتَقْنَ" (الحدیث)

عورتوں کو حق ولاء حاصل ہونے کی صورتیں

پہلی صورت: آزاد کردہ غلام کی ولاء: ایک خاتون نے غلام آزاد کیا، اس غلام کا کوئی وارث نہیں ہے تو اس غلام کا ترکہ (ولاء) مذکورہ خاتون کو ملے گا۔

دوسری صورت: معتق کے متعلق کی ولاء: ایک خاتون نے غلام آزاد کیا، پھر اس آزاد شدہ غلام نے ایک غلام آزاد کیا، اب دوسرے آزاد شدہ غلام کی وفات ہوئی؛ تو اس کی ولاء مذکورہ خاتون کو ملے گی، بشرطے کہ پہلا آزاد شدہ وفات پا گیا ہوا اور اس کا کوئی عصبه نسبی نہ ہو۔

تیسرا صورت: مکاتب کی ولاء: کسی عورت نے اپنے غلام سے مکاتبت یعنی اس طرح لکھت میں معاملہ کیا کہ اگر تم مثال کے طور پر ایک ہزار روپے دے دو تو تم آزاد ہو، غلام نے معین رقم دے کر آزادی حاصل کر لی اور وفات پا گیا، اس کا کوئی وارث نہیں ہے تو اس غلام کی ولاء (میراث) مذکورہ خاتون کو ملے گی بشرطے کہ اس غلام کا کوئی عصبه نسبی نہ ہو۔

چوتھی صورت: مکاتب کے مکاتب کی ولاء: اوپر ذکر کردہ مکاتب نے بھی آزادی کے بعد ایک غلام کو مکاتب بنایا، وہ بھی بدالی کتابت ادا کر کے آزاد ہو گیا، پھر اس کی وفات ہو گئی تو اس کی ولاء مذکورہ بالا خاتون کو ملے گی۔ بشرطے کہ ان دونوں مکاتب غلاموں کا کوئی عصبه نسبی نہ ہو۔ اور عورت نے جس غلام کو مکاتب بنایا تھا اس کا پہلے انتقال ہوا ہو۔

پانچویں صورت: مدبر کی ولاء: اس صورت کو سمجھنے کے لیے یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ اگر کوئی مسلمان مرتد ہو کر دارالحرب چلا جائے تو وہ حکماً مردہ ہو جاتا ہے پس مدبر کی ولاء کی شکل یہ ہے کہ ایک خاتون نے اپنے غلام کو اپنے مرنے کے بعد آزاد ہونے کا پروانہ

دیا، اتفاق سے وہ خاتون (نعوذ باللہ) مرتد ہو کر دارالحرب چلی گئی، قاضی نے دارالحرب جانے کی وجہ سے (اس پروفات کا حکم لگا کر) مدبر غلام کو آزاد کر دیا پھر وہ خاتون مسلمان ہو کر دارالاسلام چلی آئی، اس کے بعد اس کے مدبر غلام کی وفات ہوئی اور اس کا کوئی عصبه نسبی نہیں ہے تو مذکورہ خاتون کو اس غلام کی ولاء (میراث) ملے گی۔

چھٹی صورت: یہ بھی تقریباً مذکورہ بالا صورت ہے۔ البتہ اس میں اتنی تفصیل ہے کہ عورت نے جس غلام کو مدبر بنایا تھا، اس نے آزاد ہونے کے بعد کوئی غلام خریدا پھر اس کو مدبر بنایا، اس کے بعد عورت نے جس کو مدبر بنایا تھا اس کا انتقال ہو گیا، اس کے بعد مدبر کے مدبر کا انتقال ہوا تو اس کی ولاء اس خاتون کو ملے گی جس نے اس کے آقا کو مدبر بنایا تھا؛ بشرطے کہ ان دونوں مدبروں کا کوئی عصبه نسبی نہ ہو۔

ساتویں صورت: بُرَّ وَلَاءٌ مُعْتَقٌ۔ یہاں بھی پہلے ایک بات جان لینی ضروری ہے کہ بچہ آزادی اور غلامی میں ماں کے تابع ہوتا ہے، یعنی اگر ماں آزاد ہے تو بچہ بھی آزاد ہو گا اور ماں اگر غلام ہے تو بچہ بھی ماں کے آقا کا غلام ہو گا۔

جِزْ وَلَاءٌ مُعْتَقٌ کی صورت: یہ ہے کہ ایک خاتون کے غلام نے اس کی اجازت سے ایک آزاد شدہ باندی سے نکاح کیا، پھر ان سے ایک بچہ پیدا ہوا، تو بچہ ماں کے آزاد ہونے کی وجہ سے آزاد ہو گا، اور اس کی ولاء اس کی ماں کے آقا کو ملے گی۔

پھر جب مذکورہ بالا خاتون شادی شدہ غلام کو آزاد کر دے گی، تو یہ آزاد شدہ غلام اپنے بچے کی ولاء کا مالک ہو گا۔ پھر یہی ولاء اس کے واسطے سے مذکورہ خاتون کو ملے گی۔

اب اگر اس خاتون کے آزاد کردہ غلام کی وفات ہو جائے پھر اس کے بچے کی بھی وفات ہو جائے تو اس کی ”ولاء“ مذکورہ خاتون کو ملے گی؛ بشرطے کہ ان کا کوئی عصبه نسبی نہ ہو۔

آٹھویں صورت: بُرَّ وَلَاءٌ مُعْتَقٌ مُعْتَقٌ: یہ بھی مذکورہ بالا صورت کی طرح ہے کہ ایک عورت نے ایک غلام آزاد کیا، پھر اس آزاد شدہ غلام نے ایک غلام خریدا، اور کسی دوسرے شخص کی آزاد شدہ باندی سے اس کی شادی کر دی، پھر ان سے بچہ پیدا ہوا، یہ بچہ اپنی ماں کے تابع ہو کر آزاد ہو گا، اور اس کی ولاء اس کی ماں کے آزاد کرنے والے آقا کو ملے گی۔

اور جب آزاد شدہ غلام اپنے شادی شدہ غلام کو آزاد کر دے گا، تو اس کی ولاء پہلے تو اسی کو ملے گی، پھر اس کے واسطے سے (اس کو آزاد کرنے والی) مذکورہ خاتون کو ملے گی۔

وَآخِرُ الْعَصَبَاتِ مَوْلَى الْعَتَاقَةِ، ثُمَّ عَصَبَتُهُ عَلَى التَّرْتِيبِ الَّذِي
ذَكَرَنَا، لِقَوْلِهِ -عَلَيْهِ السَّلَامُ- : "الْوَلَاءُ لِحَمَّةِ كُلُّ حَمَّةٍ النَّسَبِ بِـ
وَلَا شَيْءَ لِلِّيَانَاتِ مِنْ وَرَثَةِ الْمُعْتَقِ: لِقَوْلِهِ -عَلَيْهِ السَّلَامُ- :
لَيْسَ لِلنِّسَاءِ مِنَ الْوَلَاءِ إِلَّا مَا أَعْتَقْنَـ، أَوْ أَعْتَقَ مَنْ أَعْتَقْنَـ؛
أَوْ كَاتَبَ مَنْ كَاتَبَـ؛ أَوْ دَبَرَ مَنْ دَبَرَـ؛ أَوْ جَزَ
وَلَا مُعْتَقُهُنَـ؛ أَوْ مُعْتَقُ مُعْتَقَهُنَـ" .

ترجمہ: اور آخری عصبه مولی العتاقہ ہے، پھر مولی العتاقہ کے عصبات ترتیب کے مطابق جو ہم نے بیان کی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی بنابر کہ ”ولاء ایک رشتہ ہے نسب کے رشتہ کی طرح“۔

اور آزاد کرنے والے (آقا) کے ورثاء میں سے موئٹ کے لیے کوئی حصہ نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی وجہ سے کہ: عورتوں کے لیے ”ولاء“ (کا کوئی حصہ) نہیں ہے، مگر (اس غلام کی ولاء) جس کو ان عورتوں نے آزاد کیا ہو؛ یا ان عورتوں کے آزاد کردہ غلام نے آزاد کیا ہو؛ یا ان عورتوں نے مکاتب بنایا ہو؛ یا ان عورتوں کے مکاتب نے مکاتب بنایا ہو؛ یا جس کو ان عورتوں نے مدبر بنایا ہو؛ یا ان کے مدبر نے مدبر بنایا ہو؛ یا ان کے آزاد کردہ غلام نے ولاء کھنچی ہو (حاصل کی ہو)؛ یا ان کے آزاد کردہ غلام کے آزاد کردہ غلام نے ولاء کھنچی ہو (یعنی ولاء حاصل کی ہو)۔

مسئلہ: اگر معتق کے متعدد عصبات ہوں، مثلًا معتق کا باپ اور اس کا بیٹا ہوتا

لِ السِّنَنِ الْكَبِيرِ لِلْبَيْهْقِيِّ، بَيْرُوت (۲۹۰/۶) (۲۹۲/۱۰) وَ (۲۹۳/۲۹) وَ مُسْنَد الشَّافِعِيِّ بَيْرُوت (۳۳۸) مصنف عبد الرزاق (۲۱۳۹). عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ وَإِنْ كَانَ فِيهِ شَذِوذٌ لِكَذِيفَةٍ قَدْ تَأَكَّدَ بِمَا رَوَى
مِنْ كَبَارِ الصَّحَابَةِ (شَرِيفِهِ ص: ۵۱) فَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَزَيْدِ بْنِ ثَابَتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ: أَنَّهُمْ
كَانُوا لَا يُؤْرِثُونَ النِّسَاءَ مِنَ الْوَلَاءِ إِلَّا مَا أَعْتَقْنَـ، أَوْ أَعْتَقَ مَنْ أَعْتَقْنَـ، أَوْ كَاتَبَ
الرَّزَاقُ وَالْدَّارِمِيُّ وَالْبَيْهِقِيُّ (رَدُّ الْمُحتَارِ: ۵۵۰/۵).

طرفین رحمہما اللہ کے نزدیک ولاء صرف لڑکے کو ملے گی؛ لیکن امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ولاء کا چھٹا حصہ باپ کو ملے گا اور باقی مانندہ لڑکے کو ملے گا۔

اور اگر معتقد کا لڑکا اور دادا ہو تو اس میں کسی کا اختلاف نہیں تمام ائمہ کے نزدیک ولاء صرف معتقد کے لڑکے کو ملے گی، معتقد کے دادا کو کچھ نہیں ملے گا۔

خلاصہ یہ کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک معتقد کے لڑکے ساتھ معتقد کے باپ کے ہونے اور دادا کے ہونے میں فرق ہے۔ وہ پاپ کو تو ولاء کا سدس دیتے ہیں؛ لیکن دادا کو ولاء سے محروم رکھتے ہیں۔

نوٹ: یہ ان چار مسئللوں میں سے ایک ہے جن میں باپ اور دادا کا حکم الگ ہے، دادا کے احوال میں جن کو بیان کرنے کا مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے وعدہ فرمایا تھا۔

وَلَوْ تَرَكَ أَبَا الْمُعْتَقِ وَابْنَهُ، لِعِنْدَ أَبِي يُوسُفَ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى
سُدْسُ الْوَلَاءِ لِلَّابِ وَالْبَاقِي لِلَّابِنِ؛ وَعِنْدَ أَبِي حَيْفَةَ وَمُحَمَّدِ
رَحْمَهُمَا اللَّهُ تَعَالَى الْوَلَاءُ كُلُّهُ لِلَّابِنِ، وَلَا شَيْءٌ لِلَّابِ. وَلَوْ تَرَكَ
إِبْنَ الْمُعْتَقِ وَجَدَهُ، فَالْوَلَاءُ كُلُّهُ لِلَّابِنِ بِالْإِتْفَاقِ.

ترجمہ: اور اگر (آزاد شدہ غلام نے) آزاد کرنے والے کے باپ اور اس کے بیٹے کو چھوڑا تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ولاء کا "سدس" باپ کو اور بیٹے بیٹے کو ملے گا۔ اور امام ابو حیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک پوری ولاء بیٹے کو ملے گی اور باپ کو کچھ نہیں ملے گا۔ اور اگر (آزاد شدہ غلام نے) آزاد کرنے والے کے بیٹے اور اس کے دادا کو چھوڑا تو بالاتفاق پوری ولاء لڑکے کو ملے گی۔

ذی رحم محرم کے مالک ہونے کا حکم

ذی رحم محرم: وہ نسبی رشتہ دار ہے جس سے نکاح ہمیشہ کے لیے حرام ہے۔ جیسے ماں، باپ، دادا، نانا (اوپر تک) بیٹا پوتا، بیٹی پوتی (نیچے تک) بھائی بھن اور ان کی اولاد، پچاپھوپی اور ماموں خالہ۔

لے سراجی کے بعض شخصوں میں "عند" سے پہلے "کان" کا اضافہ ہے (سراجی مع شریفہ)۔

پس اگر کوئی شخص اپنے کسی ذی رحم محروم کو خریدے یا ہبہ وغیرہ کے ذریعہ مالک ہو، تو مالک ہوتے ہی وہ رشتہ دار خود بخود آزاد ہو جائے گا؛ تاہم سب سب حق اختیار کرنے کی وجہ سے بقدرِ ملک ولاء ملے گی۔

مثال: کوئی آدمی غلام تھا، اس کی تین آزادی کیاں تھیں؟ کبریٰ، صغیری اور وسطیٰ۔ اول الذکر دونوں نے اپنے غلام باپ کو پچاس دینار میں خریدا، کبریٰ نے تیس دینار اور صغیری نے بیس دینار دیے، تو باپ خریدتے ہی آزاد ہو جائے گا۔

اور باپ کی وفات کے بعد تینوں لڑکیوں کو اس کے ترکہ میں سے عثمان ملے گا اور باقی ایک شلث باپ کو خریدنے والی دونوں لڑکیوں (کبریٰ اور صغیری) کے درمیان بطور ولاء تقسیم ہو گا۔ شلث کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا، ان میں سے تین حصے کبریٰ کو اور دو حصے صغیری کو ملیں گے۔ وسطیٰ نے چوں کہ باپ کو خریدا نہیں ہے؛ اس لیے اس کو بطور ولاء شلث میں سے کچھ نہیں ملے گا؛ البتہ لڑکی ہونے کی حیثیت سے عثمان میں دونوں کے ساتھ برادر کی شریک ہو گی، اور مسئلہ کی صحیح پیشتاںیس سے ہو گی، عبارت و ترجمہ کے بعد مسئلہ کی تخریج آئے گی۔

نوٹ: اگر کوئی رشتہ دار ذی رحم ہو؛ لیکن محروم نہ ہو تو وہ ملک میں آنے کے بعد خود بخود آزاد نہ ہو گا، جیسے: چچا کی، ماموں کی، اور خالہ کی اولاد۔ نیز کوئی مرد یا عورت محروم ہو؛ لیکن ذی رحم نہ ہو تو وہ بھی آزاد نہ ہو گا، جیسے رضائی بھائی یا بہن محروم ہے؛ لیکن ذی رحم نہیں ہے؛ اس لیے کوئی شخص اپنی رضائی بھائی کا مالک ہو گا تو وہ آزاد نہیں ہوں گے۔

وَمَنْ مَلِكَ ذَا رَحْمَمَ مَخْرُمَ عَتَقَ عَلَيْهِ، وَيَكُونُ وَلَاؤَهُ لَهُ بِقَدْرٍ
الْمَلِكُ؛ كَلَاثِ بَنَاتٍ؛ لِلْكُبْرَىٰ ثَلَاثُونَ دِينَارًا، وَلِلصُّغْرَىٰ
عِشْرُونَ دِينَارًا فَأَشْتَرَتَا أَبَاهُمَا بِالْخَمْسِينَ، ثُمَّ مَاتَ الْأَبُ، وَتَرَكَ
شَيْئًا فَالثُّلُثَانَ بَيْنَهُمَا أَثْلَاثًا بِالْفَرْضِ، وَالْبَاقِي بَيْنَ مُشْتَرِيَّتِي الْأَبِ
أَخْمَاسًا بِالْوَلَاءِ؛ ثَلَاثَةُ أَخْمَاسِهِ لِلْكُبْرَىٰ، وَخَمْسَاهُ لِلصُّغْرَىٰ،
وَتَصْحُّ مِنْ خَمْسَةٍ وَأَرْبَعِينَ.

ترجمہ: جو شخص اپنے ذی رحم محروم کا مالک ہو تو وہ (محروم) اس پر آزاد ہو جائے گا، اور آزاد شدہ کی ولاء اسے ملک کے مطابق حاصل ہوگی۔

جیسے (کسی کی) تین لڑکیاں ہیں؛ کبریٰ کے تیس دینار اور صغیری کے بیس دینار ہیں، پس ان دونوں نے اپنے والد کو پچاس دینار میں خریدا، پھر باپ کچھ مال چھوڑ کر مر گیا، تو ٹلشان ان تینوں کے درمیان بطور ترکہ تین حصوں میں تقسیم ہو گا، اور باقی ماندہ باپ کو خریدنے والی دونوں لڑکیوں کے درمیان بطور ولاء پانچ حصوں میں (تقسیم) ہو کر؛ اس کا تین حصہ کبریٰ کو اور دو حصہ صغیری کو ملے گا، اور (مسئلے کی) صحیح پیشتا لیس سے ہوگی۔

تخریج مسئلہ:

مثال: مسئلہ $3 \times 15 = 45$ تھے

بنت (ک)	بنت (م)	بنت (و)	کبریٰ (۳۰ دینار)	صغریٰ (۲۰ دینار)	(باپ کی خریدار)
1				2	
					ٹلشان
			عصبہ سببی	10	10
			$19 = 10 + 9$	$16 = 10 + 6$	۱۰

محفوظ کردہ اعداد: ۳، ۵

تخریج: ٹلشان میں تینوں لڑکیاں شریک ہیں، باقی ماندہ ملک باپ کو خریدنے والی (کبریٰ اور صغیری) کو ملے گا، پہلے تینوں لڑکیوں کو ٹلشان دیا، مسئلہ تین سے بنائی ہو، تینوں لڑکیوں کو مشترک طور پر مل گیا، اور بقیہ ایک باپ کو خریدنے والی کبریٰ اور صغیری کو مشترک طور پر دے دیا گیا۔ کبریٰ کے تیس دینار ہیں اور صغیری کے بیس اور ۳۰ اور ۲۰ کے درمیان توافق بالغتر ہے۔ ۳ کا وفق ۲۰ اور ۲۰ کا ۲ ہے۔ دونوں کا مجموعہ ۵ ہے۔ جس کو فائم مقام روؤس بنایا گیا۔

صحیح کے لیے روؤس اور سہام میں نسبت دیکھی گئی، تینوں لڑکیوں کو دو ملے ہیں، دو اور تین میں تباہی کی نسبت ہے؛ اس لیے عدد روؤس تین ایک طرف محفوظ کر لیا، اس طرح کبریٰ اور صغیری کی رقم کے مجموعہ وفق پانچ اور سہام ایک میں بھی تباہی کی نسبت ہے؛ اس لیے پانچ کو بھی محفوظ کر لیا۔

۱۔ مسئلہ بنانے کے قواعد "باب مخارج الفروض" میں آئیں گے۔

اس کے بعد محفوظ کردہ اعداد یعنی تین اور پانچ میں نسبت دیکھی گئی؛ چوں کہ تباہی کی نسبت ہے؛ اس لیے ایک کو دوسرے میں ضرب دے کر حاصل ضرب پندرہ کو اصل مسئلہ تین میں ضرب دیا گیا، حاصل ضرب پینتالیس سے تصحیح ہوئی، لڑکیوں کو ملے ہوئے حصے دو کو پندرہ میں ضرب دے دیا، حاصل ضرب تیس میں سے تینوں بہنوں کو دس دس مل گئے، اور دونوں لڑکیوں (کبریٰ اور صغیری) کو بطور وراء ملے ہوئے ایک کو بھی پندرہ میں ضرب دیا، اور حاصل ضرب پندرہ کو (دیناروں کے وفت) پانچ کی وجہ سے پانچ جگہ تقسیم کر کے تین خمس (یعنی نو) کبریٰ کو دیا جس کے تین دینار تھے اور دو خمس (یعنی چھ) صغیری کو دیا جس کے بیس دینار تھے۔

خلاصہ: کبریٰ کو وارث ہونے کی حیثیت سے "دس" اور حق وراء کی وجہ سے "نو" حصے ملے، کل انہیں حصے ہو گئے اور صغیری کو حق وراشت "دس" اور حق وراء چھ ملا، کل سولہ ہو گئے اور وسطیٰ کو صرف حق وراشت دس ملا اور بس۔

باب — ۳

ایک وارث کا دوسرے وارث کی وجہ سے محروم ہونا
حجب کے لغوی معنی ہیں: روکنا، اسی سے ہے حاجب: دربار، حجاج:

پرداہ۔

اصطلاحی تعریف: کسی وارث کا دوسرے وارث کی وجہ سے کل یا بعض سہام سے محروم ہونا۔

حجب کی دو قسمیں ہیں: (۱) حجب نقصان (۲) حجب حرمان۔

حجب نقصان: کسی دارث کا دوسرے وارث کی وجہ سے زیادہ حصے کے بجائے کم حصہ پانا۔

حجب نقصان پانچ افراد پر طاری ہوتا ہے: شوہر، بیوی، ماں، پوتی اور علاتی بہن، تفصیل ہر ایک کے احوال میں گزر چکی ہے۔

جب حرام: کسی وارث کا دوسرے وارث کی موجودگی میں وراثت سے بالکل محروم ہو جانا۔

اس جب کے تعلق سے ورش کی دو جماعتیں ہیں: ایک وہ جو کبھی محروم نہیں ہوتی، یہ چھا فراد ہیں: زوجین، والدین، لڑکے اور لڑکیاں۔

دوسری جماعت ان ورثت کی ہے جو کبھی محروم ہوتے ہیں اور کبھی نہیں ہوتے، یہ درج ذیل افراد ہیں:

دادا، دادی، حقیقی بھائی، حقیقی بہن، علاقی بھائی، علاقی بہن، اخیانی بھائی، اخیانی بہن، پوتا، پوتی، حقیقی پچھا اور علاقی پچھا اور حقیقی اور علاقی بھائیوں اور پچھاؤں کے لڑکوں کو بھی اسی میں شمار کیا جاتا ہے۔ (المواریث ص: ۸۳)۔

دوسری جماعت کے محروم ہونے نہ ہونے کے لیے دو قاعدے ہیں:

قاعدہ: (۱) — ذوالواسط واسطہ کے ہوتے ہوئے محروم ہوتا ہے۔

یعنی جو وارث کسی واسطے سے میت کی طرف منسوب ہوتا ہو وہ اس واسطہ کی موجودگی میں وارث نہیں ہو گا۔ جیسے: باپ کی موجودگی میں میت کا وادا محروم ہوتا ہے؛ البتہ اخیانی بھائی بہن مال کی وجہ سے محروم نہیں ہوتے؛ اس لیے کہ مال نہ تو پورے تر کے کی مستحق ہوتی ہے اور نہ ہی دونوں کا سبب ارث ایک ہے، مال کا سبب ارث اموات (رثۃ مادری) ہے اور اخیانی بھائی بہن کا آخرت (رثۃ برادری)۔

قاعدہ: (۲) — دور والا وارث قریب والے وارث کی موجودگی میں محروم ہوتا ہے، یعنی ”الاقرب فالاقرب“ والے قاعدے سے جب حرام ہوتا ہے جو عصبات کے بیان میں گزر چکا ہے۔

بَابُ الْحَجْبِ

الْحَجْبُ عَلَى نَوْعَيْنِ: حَجْبُ نُفْصَانِ: وَهُوَ حَجْبٌ عَنْ سَهْمٍ
إِلَى سَهْمٍ، وَذِلِكَ لِخَمْسَةِ نَفَرٍ: لِلَّذِي وُجِئَ، وَالْأُمُّ، وَبُنْتُ الْأَبْنِينَ،
وَالْأَخْتُ لِأَبِ، وَقَدْ مَرَ بِيَانَهُ.

وَحَجْبٌ حِرْمَانٌ: وَالْوَرَثَةُ فِيهِ فَرِيقٌ لَا يُحَجِّبُونَ بِحَالٍ
الْبَعْثَةُ وَهُمْ سِتَّةٌ: الْأَبُنُ، وَالْأَبُ، وَالزَّوْجُ، وَالْبُنْتُ، وَالْأُمُّ، وَالزَّوْجَةُ،
وَفَرِيقٌ يَرِثُونَ بِحَالٍ وَيُحَجِّبُونَ بِحَالٍ— وَهَذَا مَبْنَىٰ عَلَى أَصْلَيْنِ:
أَحَدُهُمَا هُوَ أَنَّ كُلَّ مَنْ يُذْلَى إِلَى الْفَقِيرَةِ بِشَخْصٍ، لَا يَرُثُ مَعَ
وُجُودِ ذَلِكَ الشَّخْصِ، إِسْوَى أَوْلَادِ الْأُمَّ، فَإِنَّهُمْ يَرِثُونَ مَعَهَا،
لَا نِعْدَامٌ إِسْتِحْقَاقِهَا جَمِيعَ التَّرِكَةِ. وَالثَّانِي الْأَقْرَبُ فَالْأَقْرَبُ. كَمَا
ذَكَرْنَا فِي الْعَصَبَاتِ.

ترجمہ: جحب کی دو قسمیں ہیں: جب نقصان: اور وہ زیادہ حصے سے روک کر کم حصے
تک پہنچانا ہے۔ اور وہ پانچ افراد کے لیے ہے: میاں بیوی، ماں، پوتی اور علاتی بہن کے
لیے، اور اس کا بیان گزر چکا۔

اور جحب حرمان، اس میں وارثوں کی دو جماعتیں ہیں، ایک جماعت کسی حال میں
قطعاً محروم نہیں ہوتی اور وہ چھا افراد ہیں: بڑا کا، باپ، شوہر، بڑی، ماں اور بیوی۔
اور (دوسری) جماعت بعض حالتوں میں وارث ہوتی ہے اور بعض حالتوں میں
محروم اور یہ دو قاعدوں پر مبنی ہے، ان دونوں میں سے ایک یہ ہے کہ ہر وہ (وارث) جو
میت سے کسی شخص کے واسطے سے منسوب ہو وہ اس شخص کی موجودگی میں وارث نہیں ہوگا؛
مگر ماں کی اولاد (اخیانی بھائی بہن) مستثنی ہے؛ اس لیے کہ وہ ماں کے ساتھ وارث ہوتی
ہے، ماں کے پورے ترکہ کی مستحق نہ ہونے کی وجہ سے۔

اور دوسرا (قاعدہ) الاقرب فالاقرب ہے، جیسا کہ عصبات میں ہم نے بیان کر دیا ہے۔

تشريح: جب نقصان پانچ افراد پر کس طرح طاری ہوتا ہے؟

(۱) شوہر کو بیوی کی اولاد کی موجودگی میں نصف کے بجائے ربع ملتا ہے۔

(۲) بیوی کو شوہر کی اولاد کی موجودگی میں ربع کے بجائے شمن ملتا ہے۔

(۳) ماں کو میت کی اولاد یا متعدد بھائی بہنوں کی موجودگی میں ثلث کے بجائے

لے یہ بٹ کا مؤثر ہے، بمعنی: یقیناً، قطعاً، عربی محاورہ ہے: لَا أَفْعَلُهُ الْبَعْثَةُ: میں اسے قطعاً نہیں کروں گا۔

سدس ملتا ہے۔

(۴) پوتی کو میت کی ایک صلبی بڑی کی موجودگی میں نصف کے بجائے سدس ملتا ہے۔

(۵) علائی بہن کو ایک حقیقی بہن کی موجودگی میں نصف کے بجائے سدس ملتا ہے۔

اعتراض: جب حمان کے معنی ہیں: ”بالکل محروم ہونا“ تو جو ورشہ قطعاً کبھی محروم نہیں ہوتے، انھیں جب حمان کی قسم کہنا یا جب حمان کے تحت لانا کس طرح صحیح ہوگا؟ بالفاظِ دیگر، ساقط نہ ہونے والے ورشہ کو جب حمان کے تحت کیوں ذکر کیا گیا؟

جواب: — حکم دو طرح کا ہوتا ہے: ایجادی اور سلبی۔

یہاں (جب حمان میں) جب ایک حکم ہے، اس کا تعلق بعض ورشہ سے ”ایجادی“ ہے، یعنی وہ محظوظ ہوتے ہیں اور بعض ورشہ سے ”سلبی“ ہے، یعنی وہ محظوظ نہیں ہوتے۔ انھیں دونوں پہلوؤں کو مد نظر رکھ کر، محظوظ ہونے والے ورشہ کو بھی جب حمان کے تحت ذکر کر دیا گیا ہے۔ (حاشیہ شریفیہ ص: ۵۷)

فائدہ: غیر محظوظ بوجب حمان کی تعداد کم ہے، وہ کل چھ ہیں اور محظوظ ہونے والے ورشہ کی تعداد زیادہ ہے: اس لیے اختصار اول کو ذکر کیا اور کہہ دیا کہ باقی ورشاء محظوظ بوجب حمان ہیں، جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا تھا کہ: محروم کیا کیا کپڑے پہن سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ان کپڑوں کا تذکرہ فرمایا جن کو محروم نہیں پہن سکتا؛ کیوں کہ ان کی تعداد محدود ہے اور جائز کپڑے غیر محدود ہیں۔

سوال: یہ کیا اختصار ہوا، چند ناموں ہی کا تو فرق چاہیے؟

جواب: اصحاب متون ایسے معمولی اختصار کا بھی لحاظ کرتے ہیں؛ بلکہ بعض مرتبہ ایک کلمہ کی وجہ سے بھی ایسا کرتے ہیں۔

فائدہ: ذوالواسطہ کے ہوتے ہوئے محروم ہوتا ہے اس کی چند صورتیں ہیں جو بطریقِ حصر اس طرح ہیں: واسطہ پورے مال کا مستحق ہو گایا نہیں؟ اگر پورے مال کا مستحق

زدی الفرض میں سے سات ہیں: دادا، دادی، اخیانی بھائی بہن، پوتی، حقیقی بہن، علائی بہن اور بغیر عصبات میں سے ہیں، جیسا کہ جب حمان کے تحت ذکر کیا جا چکا ہے۔ یہ جواب حضرت مفتی سعید احمد پالن پوری نے الملا کرایا تھا۔

ہے تو ذوالواسطہ ہر حال میں محروم ہوگا، خواہ دونوں کا سبب ارث ایک ہو یا مختلف۔ جیسے: باپ اور وادا باپ اور بھائی ۔۔ اور اگر واسطہ پورے مال کا مستحق نہ ہو تو دو حال سے خالی نہیں۔ دونوں کا سبب ارث ایک ہوگا یا مختلف، اگر ایک ہے تو بھی ذوالواسطہ محروم ہوگا۔ جیسے: مال اور نانی ۔۔ اور اگر دونوں کا سبب ارث مختلف ہے تو ہر ایک کو اپنے اپنے سبب ارث کی وجہ سے دراثت ملے گی۔ جیسے: مال اور اخیانی بھائی بہن۔۔

محروم اور محبوب میں اصطلاحی فرق

محروم وہ ہے جس میں دراثت سے رد کرنے والی چیز وارث کی ذات میں موجود ہو جو استحقاق ارث کی الہیت کو ختم کر دے، جیسے: کفر اور قتل۔ اور محبوب کی ذات میں استحقاق ارث کی الہیت موجود ہوتی ہے؛ مگر دوسرے وارث کی وجہ سے حجب طاری ہوتا ہے، جیسے: باپ کی موجودگی میں دادا وغیرہ۔

فائدہ: محبوب دوسرے کے لیے بالاتفاق حاجب ہوتا ہے؛ مثلاً دو بھائی بہن باپ کی وجہ سے خود محبوب ہو جاتے ہیں؛ لیکن مال کے لیے حاجب ہوتے ہیں، ان کی وجہ سے مال کو ثلث کے بجائے سدس ملتا ہے۔

اور احتجاف کے نزدیک محروم کسی کے لیے حاجب نہیں ہوتا؛ البته عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک حاجب بہ جب نقصان بنتا ہے، حاجب حرمان نہیں بنتا۔ مثلاً: کسی میت کے ورثاء میں بیوی اخیانی بہن اور کافر لڑکا ہوتو کافر لڑکا خود محروم ہے، وہ کا عدم سمجھا جائے گا، اس کی وجہ سے نہ تواخیانی بہن محبوب ہوگی اور نہ بیوی کو زرع کے بجائے شمن ملے گا؛ البته حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک کافر لڑکے کی وجہ سے اخیانی بہن محبوب تو نہ ہوگی؛ البته بیوی کو زرع کے بجائے شمن ملے گا۔ تفصیل باب العول میں آئے گی۔

۱۔ باپ پورے مال کا مستحق ہے، نیز دونوں کا سبب ارث بھی ایک ہے یعنی ابتوت (روشتہ پوری)۔ ۲۔ باپ پورے مال کا مستحق ہے؛ البته دونوں کا سبب ارث مختلف ہے، باپ کا ابتوت اور بھائی کا انحوت (روشتہ برادری) ہے۔ ۳۔ مال اور نانی دونوں کا سبب ارث ایک ہے یعنی امومت (روشتہ مادری) مال اگرچہ پورے ترک کی مستحق نہیں ہے؛ لیکن وہ نانی کو محروم کر دے گی۔ ۴۔ مال نہ تو پورے ترک کی مستحق ہے اور نہ ہی دونوں کا سبب ارث ایک ہے، مال کا سبب ارث امومت اور اخیانی بھائی بہن کا انحوت ہے۔

وَالْمَحْرُومُ لَا يَحْجُبُ عِنْدَنَا؛ وَعِنْدَ أَبْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
يَحْجُبُ حَجْبَ النَّفَّاصَانِ كَالْكَافِرِ، وَالْقَاتِلِ، وَالرَّقِيقِ.
وَالْمَحْجُوبُ يَحْجُبُ بِالْاِتْفَاقِ كَالاِثْنَيْنِ مِنَ الْاِخْوَةِ وَالْاِخْوَاتِ
فَصَاعِدًا مِنْ أَيِّ جِهَةٍ كَانَ، فَإِنَّهُمَا لَا يَرْثَانُ مَعَ الْأَبِ، وَلِكُنْ
يَحْجُبَانِ الْأَمْ مِنَ الْثُلُثِ إِلَى السُّدُسِ.

ترجمہ: اور ہمارے (احناف کے) نزدیک محروم حاجب نہیں ہوتا، اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک حجب نقصان کے طور پر حاجب ہوتا ہے، جیسے: کافر، قاتل اور غلام۔

اور محبوب بالاتفاق (دوسرے کے لیے) حاجب ہوتا ہے، جیسے: دو اور زیادہ بھائی بہن؛ خواہ کسی بھی رشتہ کے ہوں، وہ باپ کی موجودگی میں دارث نہیں ہوتے؛ لیکن ماں کو شمش سے سدس کی طرف حجب (نقصان) کرتے ہیں۔

فاائدہ: محروم اور محبوب کے درمیان مذکورہ بالاتفاق اصطلاحی ہے؛ تاہم حجب حرام سے محبوب ہونے والے درثاء کو محروم بھی لکھا جاتا ہے (معین الفرائض ص: ۳۰)، استاذ محترم حضرت مفتی حبیب الرحمن خیر آبادی مدظلہ العالی مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند صرف "م" لکھتے اور لکھاتے ہیں؛ کیوں کہ "م" سے محبوب اور محروم دونوں مراد لے سکتے ہیں، یہی طرز حضرت الاستاذ مفتی نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند کا بھی تھا۔

احقر نے اس شرح میں محبوب کی جگہ "ساقط" کا لفظ استعمال کیا ہے؛ اس لیے کہ فرائض کی کتابوں میں فقہاء نے "سقوط" کا مادہ زیادہ استعمال کیا ہے۔

باب — ۳

مسئلہ بنانے کے قواعد

خارج، مخرج کی جمع ہے، بمعنی: نکلنے کی جگہ۔ فروض فرض کی جمع ہے، بمعنی: حصہ، مخارج الفرض کے معنی ہیں: حصے نکلنے کی جگہیں۔

اصطلاحی تعریف: فرانچ کی اصطلاح میں مخارج آن اعداد کو کہتے ہیں جن سے تمام ورثاء کے متعدد حصے نکلتے ہیں۔ مخرج کو "مسئلہ" بھی کہا جاتا ہے۔

مخارج سات اعداد ہیں: دو، تین، چار، پھر، آٹھ، بارہ، اور چونیس۔

قرآن پاک میں بیان کردہ حصے: کل چھہ ہیں، ان کو دو قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

پہلی قسم: نصف ربع شمن

دوسری قسم: ٹلشان ٹلٹ سدس

ان کی ترتیب تضعیف و تنصیف کے طریقے پر ہے، جس کی وضاحت "باب معرفة الفروض" میں گزر چکی ہے۔

باب مخارج الفروض

إعْلَمُ أَنَّ الْفُرُوضَ الْمَذَكُورَةَ فِي كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى نَوْعَانِ الْأَوَّلِ: النِّصْفُ، وَالرُّبُعُ، وَالثُّمُنُ؛ وَالثَّانِي: الْتِلْشَانُ، وَالثُّلُثُ، وَالسُّدُسُ، عَلَى التَّضْعِيفِ وَالتَّنْصِيفِ.

ترجمہ: جائیے کہ قرآن پاک میں بیان کیے گئے حصوں کی دو قسمیں ہیں: پہلی قسم: نصف، ربع اور شمن ہے؛ اور دوسری قسم: ٹلشان، ٹلٹ اور سدس ہے۔ تضعیف و تنصیف (کے طریقے) پر۔

قاعدہ نمبر (۱): اگر مسائل میں قرآن پاک میں ذکر کردہ حصوں میں سے کوئی ایک حصہ آئے تو مسئلہ اسی حصے کے ہمنام عدد سے بنے گا؛ مگر جب نصف آئے تو مسئلہ دو سے ہوگا۔

ہمنام عدد: ربع، اربعة سے لکلا ہے؛ اس لیے ربع کا ہمنام عدد چار ہے، اسی طرح شمن کا آٹھ، ٹلٹ کا تین اور سدس کا چھہ ہے اور ٹلشان چوں کے ٹلٹ کا تینیہ ہے؛ اس لیے اس کا ہمنام عدد تین ہی ہوگا۔ ہمنام عدد کو "ہم مادہ عدد" بھی کہتے ہیں۔

نصف چوں کے کسی عدد سے نہیں لکلا؛ اس لیے نصف کے لیے دو کا عدد فرض کر لیا گیا۔

خالد	مثال: مسئلہ ۲ میت
عُمَّ	زوج
عصبہ بنفسہ	نصف
۱	۱
خویلد	مثال: مسئلہ ۲ میت
عُمَّ	زوجه
عصبہ بنفسہ	رلخ
۳	۱
زادہ	مثال: مسئلہ ۸ میت
امن	زوجه
عصبہ بنفسہ	شمن
۷	۱
شادہ	مثال: مسئلہ ۳ میت
عُمَّ	۴/ اخت لام
عصبہ بنفسہ	ملکث
۲	۱

فِإِذَا جَاءَ فِي الْمَسَائِلِ مِنْ هَذِهِ الْفُرُوضِ أَحَادُ أَحَادٍ، فَمَخْرَجُ كُلِّ فُرْضٍ سَمِيَّةٌ إِلَّا النُّصْفُ وَهُوَ مِنْ اثْنَيْنِ، كَالرُّبْعِ مِنْ أَرْبَعَةِ، وَالثُّمُنُ مِنْ ثَمَانِيَّةِ، وَالثُّلُثُ مِنْ ثَلَاثَةِ.

ترجمہ: جب مسائل میں ان حصول میں سے ایک ایک آئے تو ہر حصے کا مخرج اس کا ہنام (عدد) ہوگا، مگر نصف کہ (اس کا مخرج) دو سے ہوگا۔ جیسے: رلخ (کا مخرج) چار سے، شمن (کا مخرج) آٹھ سے، اور ملکث (کا مخرج) تین سے ہوگا۔ فائدہ: احاد، ثلث کی طرح واحده واحده سے معدول ہے، اس کے معنی ہیں: ایک ایک۔

سوال: جب احاد کے معنی (ایک ایک) مکر ہیں تو ایک ہی مرتبہ لانا کافی تھا،

جیسا کہ صاحب درستار^۱ نے ایک ہی مرتبہ احادیث فرمایا ہے، مصنف^۲ نے دو مرتبہ احادیث، احادیث کیوں فرمایا؟

جواب: ہنسی بھی مدعول ہے، اس کا ترجمہ ہے: دو دو؛ پھر بھی حدیث میں مکر آیا ہے: صلوٰۃ اللیل ہنسی مٹی اسی طرح ایک بار سے مفہوم کامل ہو جاتا ہے؛ لیکن مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث شریف کے اسلوب کی رعایت میں احادیث احادیث دوبار فرمایا ہے۔
قولہ: سُمِّیٌّ: اس کے معنی ہیں: ہم نام، نظیر۔

قاعدہ نمبر (۲)۔ جب کسی مسئلے میں دو حصے یا تین حصے آئیں اور وہ ایک ہی قسم کے ہوں تو سب سے چھوٹے حصے کے ہنام عدد سے مسئلہ بنے گا اور اسی عدد سے تمام ورش کے حصے دیے جائیں گے۔ مثلاً: اگر کسی مسئلہ میں ثلثان، ٹلٹ اور سدس آئیں تو سدس کے ہنام عدد چھ سے مسئلہ بنے گا، ہر ایک کا حصہ اسی سے نکلے گا، سدس والے کو ایک، اس سے دو گناہ تلٹ والے کو دو، اور اس سے دو گناہ ثلثان والے کو چار دیا جائے گا۔

وَإِذَا جَاءَ مَهْنَىٰ أَوْ ثَلَاثٍ وَهُمَا مِنْ نَوْعٍ وَاجِدٌ فَكُلُّ عَدَدٍ يَكُونُ
مَخْرَجًا لِجُزْءٍ، فَذَلِكَ الْعَدْدُ أَيْضًا يَكُونُ مَخْرَجًا لِصِعْفٍ ذَلِكَ
الْجُزْءُ وَلِصِعْفٍ ضِعْفٍ، كَالسَّتَّةُ هِيَ مَخْرَجٌ لِلشَّدْسِ، وَلِصِعْفٍ
وَلِصِعْفٍ ضِعْفٍ.

ترجمہ: اور جب (مسئلے) میں دو دو، یا تین تین حصے آئیں اور وہ دونوں ایک ہی قسم کے ہوں تو ہر ایسا عدد (جو) مخرج ہوگا (اپنے) جزء کے لیے، پس وہی عدد اس جزء کے دو گئے، اور اس دو گئے کے دو گئے کے لیے مخرج ہوگا۔ جیسے: چھ، یہ سدس کا مخرج ہے اور سدس کے دو گئے (یعنی ٹلٹ) اور دو گئے کے دو گئے (یعنی ثلثان) کا (بھی مخرج ہے)۔

نصف اور ربع کی مثال

مثال: میلے ۲	زائدہ
زوج	بنت
ربع	نصف

نصف اور شمن کی مثال

مثال: مسئلہ ۸	زائد
زوجہ	عم
شمن	نصف
ا	عصبہ
۱	۳

فائدہ: ایک ہی مسئلہ میں نصف، ربع اور شمن ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے۔

ٹکٹ اور ٹلٹان کی مثال

مثال: مسئلہ ۹	جابر
اخت لام	اخت لاب وام
ٹکٹ	ٹلٹان
ا	۲

ٹکٹ اور سدس کی مثال

مثال: مسئلہ ۱۰	ظاہر
ام	اعم
اخت لام	اخت لام
ٹکٹ	سدس
۲	۳

ٹلٹان، ٹکٹ اور سدس کی مثال

مثال: مسئلہ ۱۱	ظاہر
اخت لام	اخت لاب وام
ٹکٹ	ٹلٹان
ا	۳

نوت: مسئلہ چھ سے بننا اور سات سے عول ہوا، عول کا بیان اگلے باب میں آئے گا۔

قاعدہ نمبر (۳) — اگر پہلی قسم کا ”نصف“ دوسری قسم کے کل یا بعض حصوں کے ساتھ جمع ہو تو مسئلہ چھ سے بنے گا۔

قاعدہ نمبر (۴) — اگر پہلی قسم کا ”ربع“ دوسری قسم کے کل یا بعض حصوں کے ساتھ جمع ہو تو مسئلہ پارہ سے بنے گا۔

قاعدہ نمبر (۵):— اگر پہلی قسم کا ”ثمن“ دوسری قسم کے کل یا بعض حصوں کے ساتھ جمع ہو تو مسئلہ چوبیس سے بنے گا۔

وَإِذَا اخْتَلَطَ النُّصْفُ مِنَ الْأَوَّلِ بِكُلِّ الثَّانِيِّ، أَوْ بِبَعْضِهِ فَهُوَ مِنْ مِثْلِهِ۔ وَإِذَا اخْتَلَطَ الرُّبُعُ بِكُلِّ الثَّانِيِّ أَوْ بِبَعْضِهِ فَهُوَ مِنْ إِثْنَيْ عَشْرَ، وَإِذَا اخْتَلَطَ الْثُمُنُ بِكُلِّ الثَّانِيِّ أَوْ بِبَعْضِهِ فَهُوَ مِنْ أَرْبَعَةٍ وَعِشْرِينَ۔

ترجمہ: اور جب پہلی قسم میں سے نصف، دوسری قسم کے کل (حصوں) یا بعض (حصوں) سے ملے تو (مسئلہ) چھے سے بنے گا۔ اور جب (پہلی قسم میں سے) ربع، دوسری قسم کے کل (حصوں) یا بعض (حصوں) سے ملے تو مسئلہ بارہ سے بنے گا۔ اور جب (پہلی قسم میں سے) ثمن دوسری قسم کے کل (حصوں) یا بعض (حصوں) سے ملے تو مسئلہ چوبیس سے بنے گا۔

فائدہ: اگر پہلی قسم کے متعدد حصوں کا دوسری قسم کے کل یا بعض حصوں سے اختلاط ہو تو پہلی قسم کے چھوٹے حصے کا اعتبار کیا جائے گا، مثلاً: نصف اور ربع دونوں کا قسم ثانی سے اختلاط ہو تو ربع کا اعتبار ہو گا اور قاعدہ نمبر چار چار جاری ہو گا۔

فائدہ: اگر مسئلے میں صرف عصہ ہوں تو ان کے عدد روؤس سے مسئلہ بنے گا، اور اگر مذکروموئیت دونوں ہوں تو مذکروموئیت فرض کر کے مجموعہ عدد روؤس سے مسئلہ بنے گا۔

نصف، سدس، ہلثان اور ٹیکٹ کی مثال

مثال: مسئلہ ۶ عن ۲	راغبہ
زوج	ام
۱۲	اخت لاب دام
نصف	سدس
۲	ہلثان
	۳
	۱

نوٹ: مسئلہ چھے سے بنا اور دس سے عول ہوا۔ اس مثال میں پہلی قسم میں سے نصف دوسری قسم کے کل حصوں کے ساتھ جمع ہوا ہے۔

نصف اور ثلث کی مثال

مثال: مسئلہ ۶	عائشہ
زوج	ام / اخت لام
نصف	ثلث
۳	۲

نصف اور ثلثان کی مثال

مثال: مسئلہ ۷	عاصمہ
زوج	ام / اخت لاب و ام
نصف	ثلثان
۳	۲

نوت: چھ سے مسئلہ بننا اور سات سے عول ہوا۔

نصف اور سدس کی مثال:

مثال: مسئلہ ۸	کامل
ام	عم
سدس	نصف
۱	۲

نصف، ثلثان اور ثلث کی مثال

مثال: مسئلہ ۹	راحل
زوج	ام / اخت لام / اخت لام
نصف	ثلثان
۳	۲

نوت: مسئلہ چھ سے بننا اور نو سے عول ہوا۔

نصف، ثلثان اور سدس کی مثال

مثال: مسئلہ ۱۰	ساحر
زوج	ام / اخت لام / ام
نصف	ثلثان
۳	۲

نوٹ: مسئلہ چھ سے بنا اور آٹھ سے عول ہوا۔
نصف، ٹیکٹ اور سدس کی مثال

ناصرہ	مثال: مسئلہ ۶
ام	زوج
سدس	نصف
۱	۳

رلیع، سدس، ٹیکٹ ان اور ٹیکٹ کی مثال

عامل	مثال: مسئلہ ۱۲ عکے
ام	زوج
سدس	رلیع
۲	۳

نوٹ: مسئلہ بارہ سے بنا، پھر سترہ سے عاملہ ہو گیا۔

رلیع اور ٹیکٹ ان کی مثال

راشدہ	مثال: مسئلہ ۱۲
عم	زوج
ٹیکٹ	رلیع
۱	۳

رلیع اور ٹیکٹ کی مثال

ذاکر	مثال: مسئلہ ۱۲
عم	زوج
ٹیکٹ	رلیع
۵	۳

رلیع اور سدس کی مثال

ساجد	مثال: مسئلہ ۱۲
عم	زوج
اخت لام	رلیع
سدس	۳

ریح، سدس اور ششان کی مثال

مثال: میکد ۱۲ ع ۱۳

شاکر

۱۲ اخت لاب وام

ام

زوجہ

ششان

سدس

ریح

۸

۲

۳

نوت: مسلسلہ بارہ سے بناتیرہ سے عوں ہو گیا۔

ریح، ششان اور شکٹ کی مثال

مثال: میکد ۱۲ ع ۱۵

صابر

۱۲ اخت لام

ام

زوجہ

شکٹ

ششان

ریح

۲

۸

۳

نوت: بارہ سے مسلسلہ بنا اور پندرہ سے عوں ہو گیا۔

ریح، سدس اور شکٹ کی مثال

عاقب

مثال: میکد ۱۲

ابن اعمم

ام

زوجہ

عصبہ بفسہ

۱۲ اخت لام

ریح

۳

۲

۲

شمن، ششان اور سدس کی مثال

مثال: میکد ۲۳

حارث

زوج

عم

ام

شمن

ششان

سدس

عصبہ بفسہ

۱

۱۶

۳

شمن اور ششان کی مثال

مثال: میکد ۲۳

حارس

زوجہ

عم

بنت

شمن

عصبہ بفسہ

ششان

شمن

۵

۱۶

۳

شمن اور سدس کی مثال

حاجب	مشال: مسئلہ ۲۲
ابن	ام
عصبه غسلہ	سدس
کے	۳

نوٹ: شمن کا دوسری قسم کے کل سہام سے اختلاط صرف حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مسلک کے مطابق ممکن ہے۔ جس میں ۲۲ کا عول ۳۱ آتا ہے۔ تفصیل باب العول میں آئے گی۔ یہاں صرف تجزیہ دی جاتی ہے۔

راقب

زوجہ ابن (کافر یا قاتل)	ام	۲/اخت لاب وام	۲/اخت لام	مشال: مسئلہ ۲۲
شمن	محروم	سدس	عشان	ثکث
۸	۱۶	۳		۳

باب — ۵

عول یعنی مخرج میں اضافہ کرنے کا بیان

عول کے لغوی معنی زیادتی اور غلبہ کے ہیں، عربی محاورہ ہے: "عالَ المیزانُ" یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب ترازو کا ایک پڑا دوسرے پڑے میں زیادتی کی وجہ سے اٹھ جاتا ہے۔

اصطلاحی تعریف: مخرج سے حصوں کے بڑھ جانے کی صورت میں مخرج کے اجزاء میں اضافہ کرنا۔ جیسے ایک خربوزہ چار میں تقسیم کرنا ہو تو اس کے چار حصے کریں گے؛ لیکن اگر لینے والے پانچ ہو جائیں تو اس کے چار کے بجائے پانچ حصے کریں گے یہی مطلب مخرج کے اجزاء میں اضافہ فرمائے اور اسی کا نام عول ہے۔

باب العول

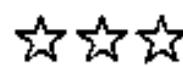
الْعُولُ أَنْ يُؤَدَّ عَلَى الْمَخْرَجِ شَيْءٌ مِّنْ أَجْزَائِهِ إِذَا ضَاقَ عَنْ فَرْضٍ.

ترجمہ: عول یہ ہے کہ مخرج پر اسی کے اجزاء میں سے کچھ بڑھا دیا جائے، جب

مخرج حصہ سے ننگ ہو جائے۔

مریم	مثال: مسئلہ ۶۴ کے
۱۲ اخت لاب لام	زوج
ثلاثان	نصف
۳	۳

توضیح: اس مسئلے میں نصف اور ثلاثان جمع ہیں؛ اس لیے مسئلہ چھ سے بنا، حقیقی بہنوں کو چار اور شوہر کو تین ملے، دونوں کا مجموعہ سات ہوا، پس حصے بڑھ گئے اور مخرج ننگ پڑ گیا؛ اس لیے مسئلہ میں ایک کا اضافہ کر دیا، اب مسئلہ چھ کے بجائے سات سے بن گیا، اسی اضافے کا نام عول ہے۔



خارج کل سات ہیں: دو، تین، چار، چھ، آٹھ، بارہ اور چوبیس۔ ان میں سے چار
خارج کا عول نہیں آتا اور وہ چار یہ ہیں: دو، تین، چار اور آٹھ۔
اور تین مخرجوں کا عول آتا ہے؛ چھ کا عول، سات، آٹھ، نو اور دس آتا ہے، یعنی
طاق اور جفت دونوں طرح عول آتا ہے۔

بارہ کا عول، تیرہ، پندرہ اور سترہ آتا ہے یعنی طاق عدد میں عول آتا ہے۔
اور چوبیس کا عول، صرف ستائیں آتا ہے، جیسے کہ مسئلہ میں زوج، دو بنت اور
والدین ہوں، اس کو "مسئله منبریہ" کہتے ہیں۔ اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مسلک
میں چوبیس کا عول اکتیس بھی آتا ہے۔

*إِغْلَمْ أَنْ مَجْمُوعَ الْمَخَارِجِ سَبْعَةٌ، أَرْبَعَةٌ مِنْهَا لَا تَعُولُ وَهِيَ
الْإِثْنَانِ، وَالثَّلَاثَةِ، وَالْأَرْبَعَةِ، وَالشَّمَائِيَّةُ.*

*وَثَلَاثَةٌ مِنْهَا قَدْ تَعُولُ: أَمَّا السِّتَّةُ: فَإِنَّهَا تَعُولُ إِلَى عَشَرَةِ وِتْرًا
وَشَفْعًا؛ وَأَمَّا إِثْنَا عَشَرَ: فَهِيَ تَعُولُ إِلَى سَبْعَةِ عَشَرَ وِتْرًا لَا شَفْعًا.
وَأَمَّا أَرْبَعَةُ وَعِشْرُونَ: فَإِنَّهَا تَعُولُ إِلَى سَبْعَةِ وَعِشْرِينَ عَوْلًا وَاحِدًا،
كَمَا فِي الْمَسْأَلَةِ الْمِنْبَرِيَّةِ وَهِيَ: إِمْرَأَةٌ وَبَنْتَانِ، وَأَبْوَانِ، وَلَا يَزَادُ*

عَلَى هَذَا إِلَّا عِنْدَ أَبْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَإِنْ عِنْدَهُ تَعَوُّلٌ إِلَى
أَحَدٍ وَثَلَاثَيْنَ.

ترجمہ: جائیے کہ کل مخارج سات ہیں، جن میں سے چار (عددوں) کا عول نہیں آتا، اور وہ دو، تین، چار اور آٹھ ہیں۔

اور ان (سات مخارج) میں سے تین کا عول آتا ہے، رہا ”چھ“ تو اس کا عول دس تک آتا ہے: طاق اور جفت۔ اور رہا ”پارہ“ تو اس کا عول سترہ تک صرف طاق عدد آتا ہے نہ کہ جفت۔ اور رہا ”چوپیس“ تو اس کا صرف ایک عول، ستائیں آتا ہے، جیسا کہ ”مسئله منبریہ“ میں، اور وہ بیوی، دوڑ کیاں اور والدین ہیں۔ اس (ستائیں) پر اضافہ نہیں ہوتا؛ مگر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک؛ اس لیے کہ ان کے نزدیک اکتیس تک عول آتا ہے۔

چھ سے دس تک عول کی مثالیں

مثال: مسئلہ ۶۴ کے

زوج	اخت لاب لام	اخت لام
نصف	نصف	نصف
۳	۳	۳

مثال: مسئلہ ۶۴ کے

زوج	ام	اخت لاب لام
نصف	نصف	ثلثان
۳	۳	۲

مثال: مسئلہ ۶۴ کے

زوج	۲/اخت لاب لام	۲/اخت لام
نصف	نصف	ثلثان
۳	۳	۲

مثال: مسئلہ ۶۴ کے

زوج	۲/اخت لاب لام	۲/اخت لام	ام
نصف	نصف	ثلثان	سدس
۳	۳	۲	۱

بارة سے سترہ تک عوول کی مثالیں

مثال: مسئلہ ۱۲ ع ۱۳		میت
زوجہ	اخت لام	اخت لام
ربيع	ثلثان	سدس
۳	۸	۲

مثال: مسئلہ ۱۲ ع ۱۵		میت
زوجہ	اخت لام	اخت لام
ربيع	ثلثان	ثلث
۳	۸	۲

مثال: مسئلہ ۱۲ ع ۱۶		میت	
زوجہ	اخت لام	اخت لام	ام
ربيع	ثلثان	ثلث	سدس
۳	۸	۲	۲

چوبیں کا عوول ستائیں

جمہور کے نزدیک ۲۳ کا عوول صرف ۲۷ آتا ہے، جیسے:

مثال: مسئلہ ۲۲ ع ۲۷		میت
زوجہ	اب	ام
شمن	اب	اب
سدس	ثلثان	ثلث
۳	۲	۱۶

فائدہ: مذکورہ مسئلہ: "مسئلہ منبریہ" کہلاتا ہے۔ یہ مسئلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس وقت دریافت کیا گیا جب آپ گوفہ کے منبر پر خطبہ دے رہے تھے۔ آپ نے خطبہ ہی کے قافیہ میں جواب دیا تھا۔ سائل نے دریافت کیا تھا کہ مذکورہ بالا صورت میں جب بیوی کو ۲۷ میں سے تین ملے تو اس کو شمن کہاں ملا؟ ۲۳ میں سے ۳ تو آٹھواں حصہ ہیں؛ مگر ۲۷ میں سے ۳ آٹھویں سے کم ہے یعنی نواں ہے؟ آپ نے فرمایا: صار ثُمَنْهَا تُسْعَا: یعنی اس مسئلہ میں بیوی کا آٹھواں حصہ نواں حصہ ہو گیا ہے، یہی مسئلہ کے اجزاء بڑھانے کا

مطلوب ہے اور اسی کا نام عوول ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک ۲۲ کا عوول اکتسیس بھی آتا ہے؛ جیسے
کریم

مثال: مسئلہ ۲۲ علیٰ

زوجہ	ام	۲/اخت لاب لام
شمن	محروم	سدس
۸	۲	۱۶

نوٹ: قاتل، کافر اور غلام وغیرہ محروم ہوتے ہیں؛ لیکن حضرت ابن مسعود رضی
اللہ عنہ کے نزدیک یہ خود محروم ہونے کے باوجود دوسروں کے لیے حاجپ نقصان ہوتے
ہیں، مذکورہ بالامثال میں کافر یا قاتل لڑکا خود محروم ہے؛ لیکن حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ
کے نزدیک اس کی وجہ سے بیوی کو ربع کے بجائے شمن ملے گا اور ماں کو شمش کے بجائے
سدس ملے گا (اگرچہ ماں متعدد اخوات کی وجہ سے بھی سدس پائے گی)۔ اور مسئلہ چوبیس
سے بن کر اکتسیس سے عائلہ ہو جائے گا۔

لیکن جمہور فقہاء اور احتجاف کے نزدیک بارہ سے مسئلہ بننے گا اور سترہ سے عائلہ
ہو جائے گا، جیسے:

افروز

مثال: مسئلہ ۱۲ علیٰ

زوجہ	ام	۲/اخت لاب لام	ام	ابن (کافر)
ربيع	سدس	شمن	شمش	محروم
۳	۲	۸	۲	

فصل: اعداد کے درمیان نسبتوں کا بیان

عدد کی تعریف: عدد اسے کہتے ہیں جس میں تعدد ہو، جیسے: دو، تین، چار وغیرہ پس
ایک میں چوں کہ تعدد نہیں؛ اس لیے اس کو عدد نہیں کہا جاتا۔

عدد ہمیشہ طرفین کے مجموعے کا آدھا ہوتا ہے مثلاً: چار، اس کے اوپر پانچ اور نیچے تین ہے، تین اور پانچ کے مجموعے آٹھ کا آدھا چار ہے۔ اسی طرح یہ چار اور پر کے چھ اور نیچے کے دو کے مجموعے آٹھ کا آدھا ہے۔ نیز یہی چار اور پر کے سات اور نیچے کے ایک کے مجموعے آٹھ کا بھی آدھا ہے۔ کسی بھی عدد کو اس طریقے پر آزمایا جا سکتا ہے؛ اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ ایک عدد نہیں؛ اس لیے کہ اس کے نیچے کچھ نہیں ہے۔

مسائل کی تصحیح کے لیے اعداد کے درمیان نسبتوں کا جانتا بہت ضروری ہے گویا یہ باب التصحیح کا مقدمہ ہے۔

دو عددوں کے درمیان چار نسبتوں میں سے کوئی ایک نسبت ضرور ہوتی ہے، چار نسبتوں یہ ہیں: تماثل، تداخل، توافق اور تباہی؛ یہ سب باب تفاصیل کے مصادر ہیں۔

تماثل: باہم مشابہ ہونا۔

تداخل: ایک چیز کا دوسری چیز میں گھستا۔

توافق: باہم قریب ہونا۔

تباین: باہم متفاوت و متضاد ہونا۔

تماثل: دو برابر عددوں کی آپسی نسبت کو تماثل کہتے ہی، جیسے: (پانچ اور پانچ)

فضلٌ فِي مَعْرِفَةِ التَّمَاثُلِ، وَالتَّدَافُلِ، وَالتَّوَافُقِ، وَالتَّبَايْنِ بَيْنَ الْعَدَدَيْنِ؛ تَمَاثُلُ الْعَدَدَيْنِ: كُوْنُ أَحَدِهِمَا مُسَاوِيًا لِلْآخَرِ.

ترجمہ: (یہ) فضل دو عددوں کے درمیان تماثل، تداخل، توافق اور تباہی کے جانے کے لیے ہے۔ دو عددوں کا تماثل (ان) دونوں میں سے ایک کا دوسرے کے برابر ہونا ہے۔

تداخل کی تعریفات

تداخل کی پہلی تعریف: دو عددوں میں سے چھوٹا عدد اگر بڑے عدد کو کاٹ دے تو دونوں کے درمیان تداخل کی نسبت ہوگی، مثلاً: تین اور نو، ان میں تین، نو کو تین بار میں اوبد علم أن الواحد لا يسمى عددا عند الحساب. رد المحتار (۵۲۱/۵).

کاٹ دیتا ہے (تمن تیانو)؛ اس لیے ان دونوں کے درمیان مداخل کی نسبت ہے۔
مداخل کی دوسری تعریف: یہ بھی کی جاتی ہے کہ بڑا عدد چھوٹے عدد پر برابر تقسیم ہو جائے؛ مذکورہ مثال میں تو، تمن پر برابر تقسیم ہو جاتا ہے۔

مداخل کی تیسری تعریف: یہ کی جاتی ہے کہ چھوٹے عدد پر اسی کے مثل ایک بار یا کئی بار زیادہ کیا جائے تو وہ بڑے عدد کے برابر ہو جائے۔ مذکورہ مثال میں تمن پر اگر دوبار تمن، تمن کا اضافہ کیا جائے تو تو ہو جائے گا۔

مداخل کی چوتھی تعریف: یہ کی جاتی ہے کہ چھوٹا عدد بڑے عدد کا جز ہو، یہ بھی مذکورہ مثال میں ظاہر ہے کہ تمن، نو کا جزء ہے۔

غرض تعبیرات مختلف ہیں؛ لیکن سب کا حاصل ایک ہے۔

وَتَدَاخُلُ الْعَدَدَيْنِ الْمُخْتَلِفَيْنِ: أَنْ يَعْدَ أَقْلُهُمَا الْأَكْثَرُ أَيْ: يُفْنِيهُ،
أَوْ نَقُولُ: هُوَ أَنْ يَكُونَ أَكْثَرُ الْعَدَدَيْنِ مُنْقَسِمًا عَلَى الْأَقْلَ قِسْمَةً
صَحِيحَةً، أَوْ نَقُولُ: هُوَ أَنْ يَزِيدَ عَلَى الْأَقْلَ مِثْلًا أَوْ أَمْثَالَهُ،
فَيُسَاوِي الْأَكْثَرَ، أَوْ نَقُولُ: هُوَ أَنْ يَكُونَ الْأَقْلُ جُزْءًا الْأَكْثَرِ مِثْلًا
ثَلَاثَةً وَتِسْعَةً.

ترجمہ: اور دو عددوں کا مداخل یہ ہے کہ دونوں میں سے چھوٹا عدد بڑے عدد کو فنا کر دے یعنی: کاٹ دے۔ یا ہم کہیں کہ: مداخل یہ ہے کہ دو عددوں (میں) کا بڑا عدد، چھوٹے عدد پر برابر تقسیم ہو جائے۔ یا ہم کہیں کہ چھوٹے عدد پر اس کا ایک گناہ یا کئی گناہ زیادہ ہو جائے تو بڑے عدد کے برابر ہو جائے، یا ہم کہیں کہ مداخل یہ ہے کہ چھوٹا عدد بڑے کا جزء ہو، جیسے: تمن اور نو۔

نوٹ: عَدَ (ن) کے لغوی معنی ہیں شمار کرنا؛ مگر یہاں فنا کرنے کے معنی ہیں؛ اس لیے مصنف نے یُفْنِيهُ سے تشریح کی ہے آگے بھی بھی معنی کیے جائیں گے۔

توافق کا بیان

توافق: دو عددوں میں سے چھوٹا عدد تو بڑے کونہ کا ہے؛ البتہ کوئی تیرا عدد دایسا ہو جو دونوں کو کاٹ دے، تو ان دونوں عددوں کی آپسی نسبت کو ”توافق“ کہیں گے۔

وفق: تیرا عدد دونوں کو ”جتنی مرتبہ“ میں کاٹتا ہے، اس کو اس عدد کا ”وفق“ کہتے ہیں۔ جیسے: آٹھ اور بیس: ان میں سے ایک دوسرے کو نہیں کاٹتا؛ البتہ چار، ان دونوں کو کاٹتا ہے، آٹھ کو دوبار میں اور بیس کو پانچ بار میں۔ تو ان دونوں عددوں میں ”توافق بالربيع“ کی نسبت ہو گی، آٹھ کا وفق دو ہو گا اور بیس کا پانچ۔

وَتَوَافِقُ الْعَدَدَيْنِ أَنْ لَا يَعْدَ أَقْلُهُمَا الْأَكْثَرُ وَلِكُنْ يَعْدُهُمَا عَدْدٌ ثَالِثٌ، كَالشَّمَائِيَّةِ مَعَ الْعِشْرِينَ تَعْدُهُمَا أَرْبَعَةٌ فَهُمَا مُتَوَافِقَانِ بِالرُّبْعِ؛ لِأَنَّ الْعَدَدَ الْعَادَ لَهُمَا مَخْرَجٌ لِجُزْءِ الْوَفْقِ۔

ترجمہ: اور دو عددوں کا توافق یہ ہے کہ ان دونوں میں سے چھوٹا عدد بڑے عدد کو نہ کاٹے؛ لیکن ان دونوں کو کوئی تیرا عدد کاٹ دے، جیسے: آٹھ بیس کے ساتھ، ان دونوں کو چار کا (عدر) کاٹ دیتا ہے، پس ان دونوں عددوں میں ”توافق بالربيع“ ہے؛ اس لیے کہ دونوں کو کاٹنے والا عدد (یعنی چار) وفق کے جز (یعنی ربع) کا مخرج ہے۔

تشریح: جُزْء کے معنی ہیں: حصہ یعنی ایک سے کم جیسے آدھا، چوتھائی وغیرہ۔ جزء کو گنر بھی کہتے ہیں۔ اور ہر جزء کا مخرج وہ عدد ہے جس کی طرف وہ کسر منسوب ہوتی ہے۔ جیسے رُبع (چوتھائی) اربعة (چار) کی طرف منسوب ہے۔ اور ”واں“ لاحقہ ہے جو عدد کے بعد نسبت کو ظاہر کرنے کے لیے لایا جاتا ہے؛ اس لیے ربع کا مخرج اربعة ہے یعنی چوتھائی نکالنا ہو تو ایک چیز کے چار حصے کریں گے۔ اور ان میں سے ایک حصہ لیں گے تو وہ چوتھائی ہو گا۔ پس آخری عبارت کا مطلب یہ ہے کہ آٹھ اور بیس میں توافق بالربيع اس لیے ہے کہ چار سے — جو دونوں عددوں کو کاٹنے والا ہے — دونوں عددوں کی چوتھائی نکل سکتی ہے۔ آٹھ کی چوتھائی دو ہے اور بیس کی پانچ؛ اسی طرح اگر دو عددوں میں توافق بالربيع ہو یعنی پانچ دونوں عددوں کو کاٹتا ہو تو پانچ سے دونوں عددوں کا پانچواں نکل سکے گا۔

تباین کا بیان

تباین: ایسے دو عددوں کی نسبت کو کہتے ہیں، جونہ تو برابر ہوں؛ نہ چھوٹا عدد بڑے عدد کو کاٹے اور نہ ہی کوئی تیسرا عدد دونوں کو کاٹے۔ جیسے: چار اور پانچ یہ نہ برابر ہیں، نہ چھوٹا بڑے کو کاٹتا ہے اور نہ ہی کوئی تیسرا عدد دونوں کو کاٹتا ہے۔

وَتَبَيَّنُ الْعَدْدَيْنِ أَنْ لَا يَعْدَدُ الْعَدْدَيْنِ مَعًا عَدْدٌ ثَالِثٌ كَالْتِسْعَةِ مَعَ
الْعُشْرَةِ.

ترجمہ: اور دو عددوں کا تباين یہ ہے کہ دونوں عددوں کو ایک ساتھ کوئی تیسرا عدد فا نہ کرے۔ جیسے: نو، دس کے ساتھ۔

وجہہ حصر: اعداد و حال سے خالی نہیں: یا تو برابر ہوں گے یا نہیں؟ اگر برابر ہیں تو ”تماثل“ کی نسبت ہے (جیسے: ۳ اور ۳) اور اگر برابر نہیں ہیں تو اگر ان کا چھوٹا عدد بڑے کو کاٹ رہا ہے تو ان میں ”مداخل“ کی نسبت ہے (جیسے: ۶ اور ۱۲) اور اگر چھوٹا عدد بڑے عدد کو نہ کاٹے تو کوئی تیسرا عدد دونوں کو کاٹے گا یا نہیں؟ اگر کاٹ رہا ہے تو ”توافق“ ہے (جیسے: ۳ اور ۶) اگر کوئی تیسرا عدد بھی دونوں کو نہ کاٹ سکے تو ان میں ”تباین“ کی نسبت ہوگی۔ (جیسے: ۳ اور ۵)

توافق و تباين جاننے کا طریقہ

دو مختلف عددوں میں توافق و تباين کی نسبت معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بڑے عدد میں سے چھوٹے عدد کو دونوں جانب سے ایک بار یا چند بار گھٹایا جائے۔ اگر آخر میں کوئی عدد پچھے تو دونوں میں توافق کی نسبت ہوگی۔ اور اگر ایک پچھے تو تباين کی نسبت ہوگی۔

توافق کی مثال: آٹھ اور اٹھارہ ہیں: ۱۸ میں سے ۸ گئے تو ۱۰ پچھے، پھر ۸ گئے تو ۲ پچھے، اب دو چھوٹا عدد ہو گیا، اس کو آٹھ میں سے گھٹایا جائے گا تو ۶ بچیں گے، پھر ۶ میں سے ۲ گھٹائیں گے تو ۴ بچیں گے، پھر گھٹائیں گے تو آخر میں ۲ بچیں گے، پس آٹھ اور اٹھارہ میں توافق بالصف ہے۔

تباین کی مثال: سات اور دس ہیں۔ دس میں سے سات گھٹائے تو ۳ پچ، پھر ۳ کو ۷ میں سے گھٹایا تو ۳ پچ، دو بارہ گھٹایا تو ایک، چاپس سات اور دس میں تباين کی نسبت ہے۔

طَرِيقٌ مَعْرُوفٌ الْمُوَافَقَةُ وَالْمُبَايَنَةُ بَيْنَ الْعَدَدَيْنِ لِلْمُخْتَلِفَيْنِ أَنْ يُنْقَصَ مِنَ الْأَكْثَرِ بِمِقْدَارِ الْأَقْلَلِ مِنَ الْجَانِبَيْنِ مَرَّةً، أَوْ مَرَّارًا؛ حَتَّى اتَّفَقَا فِي دَرَجَةٍ وَاحِدَةٍ، فَإِنْ اتَّفَقَا فِيْ وَاجِدٍ فَلَا وُفُقَ بَيْنَهُمَا، وَإِنْ اتَّفَقَا فِي عَدَدٍ فَهُمَا مُتَوَافِقَانِ بِذَلِكَ الْعَدَدِ.

ترجمہ: دو مختلف عددوں کے درمیان توافق اور تباين کی نسبت جاننے کا طریقہ یہ ہے کہ بڑے عدد میں سے چھوٹے عدد کی مقدار دونوں جانب سے ایک بار یا کئی بار گھٹائی جائے؛ یہاں تک کہ دونوں ایک درجے میں متفق ہو جائیں؛ لہذا اگر ایک پر متفق ہوں تو ان دونوں کے درمیان توافق کی نسبت نہیں ہوگی، اور اگر کسی عدد پر متفق ہوں تو دونوں اسی عدد سے توافق والے ہوں گے۔

فائدہ: (۱) گھٹا کر تداخل کی نسبت بھی معلوم کی جاسکتی ہے: اگر مفروضہ دو عددوں میں دونوں طرف سے گھٹانے کی نوبت نہ آئے؛ بلکہ ایک ہی طرف سے ایک بار یا چند بار گھٹایا جائے تو دونوں عددوں میں تداخل کی نسبت ہوگی، مثلاً: پانچ اور پندرہ: ۱۵ میں سے تین بارہ کو گھٹایا جائے گا تو ۱۵ اتنا ہو جائے گا۔ پس دونوں میں تداخل ہے۔

فائدہ: (۲) لفظ توافق تداخل کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں کئی جگہ ایسا کیا ہے۔

فائدہ: (۳) اگر دو عددوں میں متعدد عددوں سے توافق ہو تو بڑے عدد کا اعتبار ہوگا، بڑے عدد سے حساب میں سہولت ہوتی ہے۔ مثلاً: آٹھ اور بارہ میں چار سے توافق ہے اور دو سے بھی ہے؛ تو چار کا اعتبار ہوگا (شریفیہ ص: ۷۰)۔

۱۔ ایک نسخے میں "العددين" کے بجائے "المقدارين" ہے (سراجی مع شریفیہ)۔

توافق کی تعبیرات

اگر دو عددوں میں دو سے توافق ہوتا "توافق بالنصف" اور تین سے ہوتا "توافق بالثلث" اور چار سے ہوتا "توافق بالریبع" اور پانچ سے ہوتا "توافق بالخمسم" اور چھ سے ہوتا "توافق بالسادس" اور سات سے ہوتا "توافق بالسبع" اور آٹھ سے ہوتا "توافق بالشمن" اور نو سے ہوتا "توافق بالشمع" اور دس سے ہوتا توافق بالعشر کہیں گے۔

اور دس کے بعد کے اعداد میں "بِعُزْرٍ مِنْ" کے اضافے کے ساتھ توافق کی تعبیر ہوگی، مثلاً: گیارہ سے توافق ہوتا "توافق بجزء من أحد عشر" اور پندرہ سے ہوتا "توافق بجزء من خمسة عشر" کہیں گے؛ اسی طرح دیگر اعداد کے توافق کو تعبیر کریں گے۔

فِي الْاثْنَيْنِ بِالنُّصُفِ وَفِي الْثَلَاثَةِ بِالثُّلُثِ وَفِي الْأَرْبَعَةِ بِالرُّبْعِ،
هَكَذَا إِلَى الْعَشَرَةِ، وَفِي مَا وَرَاءِ الْعَشَرَةِ يَتَوَافَقُونَ بِعُزْرٍ مِنْهُ، أَعْنَى:
فِي أَحَدِ عَشَرَ "بِعُزْرٍ مِنْ أَحَدِ عَشَرَ" وَفِي خَمْسَةِ عَشَرَ "بِعُزْرٍ مِنْ
خَمْسَةِ عَشَرَ" فَاعْتَبِرْ هَذَا.

ترجمہ: چنان چہ دو میں (توافق) بالنصف ہوگا، اور تین میں (توافق) بالثلث اور چار میں (توافق) بالریبع ہوگا، ایسے ہی دس تک اور دس سے آگے "بجزء من" (کے اضافے) کے ساتھ توافق ہوگا، یعنی: گیارہ میں "بجزء من أحد عشر" (گیارہواں) اور پندرہ میں "بجزء من خمسة عشر" (پندرہواں) توافق ہوگا۔ پس (آگے) اسی کا اعتبار کیجیے یعنی آگے اسی طرح تعبیر کیجیے!

فائدہ: دو سے دس تک توافق کی تعبیر کو سُکُنْ مُنْطَقِی (اسم فاعل یا اسم مفعول از باب افعال) کہتے ہیں، اور گیارہ اور اس کے بعد والے عددوں میں توافق کی تعبیر کو سُکُنْ اَضْمُ کہتے ہیں۔

فائدہ: دو سے دس تک کے توافق کو دونوں طرح تعبیر کر سکتے ہیں یعنی "توافق بالنصف" کے بجائے "توافق بجزء من اثنین" اور "توافق بالثلث" کے بجائے

”توافق بجزء من ثلاثة“ الخ بھی کہہ سکتے ہیں؛ لیکن گیارہ اور اس کے بعد والے عدد کے توافق کو صرف ”بجزء من“ کے اضافے کے ساتھ ہی تعبیر کرنا ممکن ہے۔^۱

باب — ۶

الصحيح کا بیان

چند اصطلاحات: (۱) تصحیح: (تفعیل) کے لغوی معنی ہیں: درست کرنا اور اصطلاحی معنی ہیں: کسر دور کرنا یعنی ایسا عدد تلاش کرنا جس سے ہر وارث کے سهام بغیر کسر کے نکل آئیں۔

(۲) سہام: سہم کی جمع ہے، بمعنی: حصہ۔ اصطلاح فرائض میں سہام اس حصہ کو کہتے ہیں جو ہر وارث کو اصل مسئلہ یا صحیح مسئلہ سے ملتا ہے۔

(۳) رؤوس: رأس کی جمع ہے، بمعنی: سر اور اصطلاح فرائض میں ورثاء کی تعداد کو رؤوس کہتے ہیں۔

(۴) طائفہ: (فریق) بمعنی جماعت۔ ایک قسم کے ورثاء کی جماعت کو ”طائفہ“ یا ”فریق“ کہتے ہیں، مثلاً: کسی نے اپنے ورثاء میں آٹھ لاکھ کیا، تین بیویاں اور پانچ بھائی چھوڑے تو یہ وارثوں کے تین طائفے یعنی تین جماعتیں ہیں۔ اور ہر طائفہ میں رؤوس کی تعداد مختلف ہے۔ لذکیوں کے رؤوس آٹھ، بیویوں کے تین اور بھائیوں کے پانچ ہیں۔ اور ہر طائفہ کو جو حصے ملتے ہیں؛ ان کو ”سہام“ کہتے ہیں۔

(۵) مضرُوب: (ضرب دیا ہوا) وہ عدد جس کو اصل مسئلہ (خرج) میں ضرب دیا جاتا ہے۔

(۶) مبلغ حاصل ضرب کو مبلغ کہتے ہیں۔

(۷) کسر کے معنی ہیں: ٹوٹنا، عدد کے ٹوٹنے کو کسر کہتے ہیں: مثلاً آدھا، پونا دغیرہ اور ہر وارث کو بلا کسر حصہ دینے کا مطلب ہے: ہر ایک کے حصہ میں کامل عدد آئے آدھا، پونا اور ڈیوٹھا دغیرہ نہ آئے۔

^۱ تفعیل کے لیے دیکھیے: شریفہ مع حاشیہ (ص: ۱۷) اور رد المحتار (۵۷۲/۵)۔

(۸) مسئلہ عائلہ: جس مسئلہ میں عوں واقع ہواں کو مسئلہ عائلہ کہتے ہیں، تفصیل "باب العوں" میں گزر چکی ہے۔

التحجج کے باب کی اہمیت

علم فرائض میں تصحیح کا باب بڑی اہمیت کا حامل ہے، تقسیم ترکہ میں بسا اوقات کی قسم کے درباء جمع ہو جاتے ہیں، اور کبھی ایک ہی فریق کے کئی افراد ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے اصل مسئلہ (مخرج) سے ملے ہوئے سہام ان افراد پر بلا کسر تقسیم نہیں ہوتے؛ اس لیے ایسے عدد سے مسئلہ بنانا پڑتا ہے جس سے ہردارث کا حصہ بلا کسر نکل آئے۔

مسائل کی تصحیح کے سات تو اعد مقرر ہیں: ان میں سے تین قاعدے سہام اور روؤس (درباء کی تعداد) کے درمیان جاری ہوتے ہیں، اور چار قاعدے روؤس اور روؤس کے درمیان جاری ہوتے ہیں۔

باب التَّصْحِيحِ

يُخْتَاجُ فِي تَصْحِيحِ الْمَسَائِلِ إِلَى سَبْعَةِ أُصُولٍ: ثَلَاثَةُ بَيْنَ السَّهَامِ وَالرَّوُؤُسِ، وَأَرْبَعَةٌ بَيْنَ الرَّوُؤُسِ وَالرُّوؤُسِ.

ترجمہ: مسائل کی تصحیح میں سات قواعد کی ضرورت پڑتی ہے: ان میں سے تین (قادے) سہام اور روؤس کے درمیان (جاری ہوتے ہیں اور چار (قادے) روؤس اور روؤس کے درمیان (جاری ہوتے ہیں) ہیں۔

وہ قواعد جو سہام اور روؤس کے درمیان جاری ہوتے ہیں پہلا قاعدہ: اگر ہر فریق کے سہام ان کے روؤس پر بلا کسر تقسیم ہو جائیں تو ضرب کی کوئی ضرورت نہیں۔

عبدالاول

مثال: مسئلہ ۶

بنت	ام	ام
سوس و عصبه	سوس	ثلاث
ان	۲	۱

اس مثال میں چھ سے مسئلہ بنا، باپ اور ماں کو ایک ایک ملا، اور دو توں لڑکیوں کو دو دو ملے، ہر وارث پر شہام بلا کسر تقسیم ہو گئے؛ اس لیے ضرب کی ضرورت نہیں پڑی۔

**أَمَّا الْثَّالِثُهُ: فَاحْدُهَا إِنْ كَانَتْ سِهَامٌ كُلُّ فَرِيقٍ مُنْقَسِمٌ عَلَيْهِمْ
بِلَا كَسْرٍ فَلَا حَاجَةٌ إِلَى الضُّرُبِ، كَابُوينَ وَبَتَّينَ.**

ترجمہ: رہے تین (قادعے) تو ان میں سے ایک یہ ہے کہ ہر فریق کے حصے ان پر بلا کسر تقسیم ہو جائیں، تو ضرب دینے کی کوئی ضرورت نہیں، جیسے والدین اور دو لڑکیاں۔

دوسری قاعدہ: اگر ایک فریق پر کسر واقع ہوا اور ان کے شہام و روؤس کے درمیان توافق کی نسبت ہو تو عدد روؤس کے "وقت" کو اصل مسئلہ میں ضرب دینے سے اور اگر مسئلہ عاملہ ہو تو عوول میں ضرب دینے سے مسئلہ کی صحیح ہوگی۔ صحیح سے ہر فریق کے شہام نکالنے کے لیے اصل مسئلہ سے ملے ہوئے شہام کو مضروب میں ضرب دیا جائے گا۔

اصل مسئلہ میں ضرب دینے کی مثال

مثال: مسئلہ ۵×۶ تصدیق	ذکر یا میتلت
۱۰ اپنات	۱۰
سدس و عصبه	سدس
ثلثان	$\frac{۳}{۲۰}$
	$\frac{۱}{۵}$
	$\frac{۱}{۵}$

وضاحت: اس مثال میں باپ کو اصل مسئلہ سے ایک اور ماں کو بھی ایک ملا ہے، اور دس لڑکیوں کو اس مسئلہ سے چار شہام ملے ہیں جو ان میں برابر تقسیم نہیں ہوتے۔ اور شہام (چار) اور عدد روؤس (دس) میں "توافق بالصف" ہے؛ اس لیے دس کے وقت (پانچ) کو اصل مسئلہ (چھ) میں ضرب دیا، تو حاصل ضرب تیس سے مسئلہ کی صحیح ہوئی۔

پھر صحیح سے ہر فریق کے شہام نکالنے کے لیے ان کے اصل مسئلہ سے ملے ہوئے شہام کو مضروب (پانچ) میں ضرب دیا یعنی: باپ کو اصل مسئلہ سے ایک ملا تھا، اس کو پانچ میں ضرب دیا تو حاصل ضرب (پانچ) ہوا، یہی باپ کا صحیح سے ملا ہوا حصہ ہے۔ اسی یعنی ایک تیرا عدد (دو) چار کو دو بار میں اور دس کو پانچ بار میں کا تھا ہے۔

طرح ماں کو بھی پانچ ملے۔ اور وس لڑکیوں کو اصل مسئلہ سے چار سہام ملے تھے، ان کو ضرب (پانچ) میں ضرب دیا، تو حاصل ضرب میں ہوا جو تمام لڑکیوں کا تصحیح سے ملا ہوا حصہ ہے، پس ہر لڑکی کو دو، دو سہام ملیں گے۔

عول میں ضرب دینے کی مثال

مثال: مسئلہ $\frac{۱}{۳} \times \frac{۳}{۵}$ تھے		ذکری
زوج	اب	ام
ربع	سدس و عصہ	سدس
$\frac{۸}{۲۳}$	$\frac{۲}{۶}$	$\frac{۳}{۹}$

وضاحت: یہ مسئلہ عاملہ ہے شوہر کو تین سہام، باپ کو دو سہام اور ماں کو دو سہام ملے ہیں، ان میں سے کسی پر کسر واقع نہیں ہوئی؛ مگر چھ لڑکیوں کو آٹھ سہام ملے ہیں جو ان پر برابر تقسیم نہیں ہو رہا ہے۔ اور عدد روؤس (چھ) اور سہام (آٹھ) میں توازن بالصف ہے، چھ کا فتح تین اور آٹھ کا فتح چار ہے۔ پس چھ کے وفق (تین) کو عول (پندرہ) میں ضرب دیا، تو حاصل ضرب (پینتالیس) سے مسئلہ کی تصحیح ہوئی۔ پھر تصحیح سے مذکورہ بالا طریقہ پر ہر فریق کے سہام نکالے گئے۔

والثانی: إِنْ انْكَسَرَ عَلَى طَائِفَةٍ وَاحِدَةٍ، وَلِكُنْ بَيْنَ سَهَامِهِمْ وَرُؤُسِهِمْ مُوَافَقَةٌ فَيُضَرَّبُ وَفَقْ عَدْدُ رُؤُسٍ مِنْ انْكَسَرَتْ عَلَيْهِمُ السَّهَامُ فِي أَصْلِ الْمَسْأَلَةِ وَعَوْلَهَا وَإِنْ كَانَتْ عَائِلَةً كَأَبَوَيْنِ، وَعَشْرَ بَنَاتٍ، أَوْ زَوْجٍ، وَأَبْوَيْنِ، وَسِتَّ بَنَاتٍ.

ترجمہ: اور دوسرا (قاعدہ یہ ہے کہ) اگر (ورثاء کی) ایک جماعت پر کسر واقع ہو، لیکن ان کے سہام اور روؤس کے درمیان توازن کی نسبت ہو تو جن لوگوں پر حصے ٹوٹے ہیں، ان کے عدد روؤس کے وفق کو اصل مسئلہ میں ضرب دیا جائے گا۔ اور اگر (مسئلہ) عاملہ ہو تو اس کے عول میں (ضرب دیا جائے گا)، جیسے: والدین اور روؤس لڑکیاں، یا (مسئلہ عاملہ کی مثال): شوہر، والدین اور چھ لڑکیاں۔

تیرا قاعدہ: اگر ایک فریق پر کسر واقع ہوا اور ان کے سہام اور روؤس کے درمیان تباہ کی نسبت ہو تو پرے عدد روؤس کو اصل مسئلہ میں ضرب دینے سے، اور اگر مسئلہ عاملہ ہو تو عوول میں ضرب دینے سے مسئلہ کی صحیح ہوگی۔ اصل مسئلہ میں ضرب دینے کی مثال:

مثال: مسئلہ 6×5 تصدیق	
۵ بناں	ام اب
ٹلثاں	سدس و عصہ
$\frac{۳}{۲۰}$	$\frac{۱}{۵}$

وضاحت: اس مثال میں اصل مسئلہ (چھ) سے بنائے، باپ اور ماں دونوں کو ایک ایک سہام ملے ہیں اور پانچ لڑکیوں کو اصل مسئلہ (چھ) سے چار سہام ملے ہیں جو پانچ پر برابر تقسیم نہیں ہو رہے ہیں اور عدد روؤس پانچ اور سہام چار میں تباہ کی نسبت ہے؛ اس لیے عدد روؤس (پانچ) کو اصل مسئلہ چھ میں ضرب دیا، تو حاصل ضرب تمیں سے مسئلہ کی صحیح ہوئی۔ پھر صحیح سے ہر فریق کے سہام مذکورہ بالا قاعدے سے نکالے گئے تو ماں باپ کو پانچ پانچ اور بیٹیوں کو بیس ملے جن کو پانچ پر تقسیم کیا تو ہر لڑکی کو چار سہام ملے۔

علو میں ضرب دینے کی مثال

مثال: مسئلہ ۶×۵ تصدیق	
۵/اخت لاب و ام	زوج
ٹلثاں	نصف
$\frac{۳}{۲۰}$	$\frac{۳}{۱۵}$

وضاحت: مسئلہ عاملہ (سات) سے شوہر کو تین سہام ملے، ان پر کسر واقع نہیں ہوئی، اور پانچ بہنوں کو چار سہام ملے جو برابر تقسیم نہیں ہو رہے ہیں، اور ان کے عدد روؤس (پانچ) اور سہام (چار) میں ”تباین“ کی نسبت ہے۔ پس عدد روؤس (پانچ) کو مسئلہ عاملہ (سات) میں ضرب دیا تو حاصل ضرب (پینتیس) سے مسئلہ کی صحیح ہوئی۔ پھر شوہر کے

سہام (تین) کو م ضرب (پانچ) میں ضرب دیا تو حاصل ضرب (پندرہ) شوہر کا تصحیح سے حصہ نکلا اور پانچ بہنوں کو مسئلہ عاملہ سے چار سہام ملے ہیں، ان کو م ضرب (پانچ) میں ضرب دیا تو حاصل ضرب بیس ان کے مجموعی سہام ہوئے۔ پھر بیس کو پانچ پر تقسیم کیا تو خارج قسمت چار نکلا۔ پس چار چار سہام ہر بہن کو ملیں گے۔

وَالثَّالِثُ: أَنْ لَا تَكُونَ بَيْنَ سَهَامِهِمْ وَرُؤُسِهِمْ مُوَافَقَةً فِي ضَرَبٍ
كُلُّ عَدَدٍ رُؤُسٍ مَنْ انْكَسَرَ عَلَيْهِمُ السَّهَامُ فِي أَصْلِ الْمَسْأَلَةِ،
وَعَوْلَاهَا إِنْ كَانَتْ غَائِلَةً كَأَبٍ، وَأُمٍّ وَخَمْسٍ بَنَاتٍ، أَوْ زَوْجٍ وَخَمْسٍ
أَخْوَاتٍ لَأَبٍ وَأُمٍّ.

ترجمہ: اور تیسرا (قاعدہ) یہ ہے کہ: ان ورثاء کے سہام اور روؤس کے درمیان توافق کی نسبت نہ ہو (بلکہ تباين کی نسبت ہو) تو جن لوگوں پر حصے ٹوٹے ہیں (یعنی جن پر کسر واقع ہوئی ہے) ان کے کل عدد روؤس کو اصل مسئلہ میں ضرب دیا جائے گا، اور اگر مسئلہ عاملہ ہو تو اس کے عوول میں (ضرب دیا جائے گا) جیسے: باپ، ماں اور پانچ لڑکیاں، یا شوہر اور پانچ حقیقی بہنوں۔

سوال: سہام اور روؤس کے درمیان ”مداخل“ کی نسبت بھی تو ہوتی ہے پھر مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے مداخل کا قاعدہ کیوں نہیں بیان فرمایا؟

جواب: عدد روؤس اور سہام میں اگر مداخل کی نسبت ہوگی تو دو حال سے خالی نہیں؟ یا تو عدد روؤس سہام سے چھوٹا ہوگا، یا بڑا ہوگا؟ — پہلی صورت میں ضرب کی ضرورت نہیں، سہام، روؤس پر بلا کسر تقسیم ہو جائیں گے — اس کو ”مداخل بحکم تماثل“ کہتے ہیں۔ اور دوسری صورت میں یعنی جب عدد روؤس سہام سے بڑا ہو تو توافق والا قاعدہ چاری ہوگا، یعنی عدد روؤس کے ”دخل“^۱ کو اصل مسئلہ یا عوول میں ضرب دیا جائے گا۔ اس کو ”مداخل بحکم توافق“ کہتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ مداخل کی ایک صورت تماثل کی طرح ہے اور دوسری توافق کی طرح؛ اس لیے الگ سے مداخل کا قاعدہ بیان نہیں کیا۔

^۱ مداخل کی نسبت میں چھوٹا عدد بڑے عدد کو جتنی بار میں کاٹتا ہے اس کو بڑے عدد کا ”دخل“ کہتے ہیں۔

مداخل بحکم تماثل کی مثال:

مثال: مسئلہ ۶
ذاکر

۲ بنت	ام	اب
سدس و عصبه	سدس	
۳	۱	

وضاحت: دو لڑکیوں کو چار سہام ملے، چار کو دو پر تقسیم کیا تو دو، دو سہام دونوں لڑکیوں کو ملے۔ کسر واقع نہیں ہوئی؛ اس لیے ضرب کی ضرورت نہیں۔

مثال: مسئلہ ۲۴۲ تصدیق

۶ / اعماں	زوجہ
عصبه	ربع
۳	
۶	۱

وضاحت: پچاکے عدد رؤوس (چھ) اور سہام (تین) میں مداخل کی نسبت ہے، عدد رؤوس کے "دخل" (دو) کو اصل مسئلہ (چار) میں ضرب دیا تو حاصل ضرب آٹھ سے مسئلہ کی صحیح ہوئی۔ پھر یوی کو اصل مسئلہ (چار) سے ملے ہوئے سہام (ایک) کو مضروب (دو) میں ضرب دیا تو حاصل ضرب (دو) یوی کا حصہ نکلا، اور پچاکو اصل مسئلہ (چار) سے ملے ہوئے سہام (تین) کو مضروب (دو) میں ضرب دیا، تو حاصل ضرب (چھ) پچاکوں کا صحیح سے حصہ نکلا۔

وہ قواعد جو رؤوس اور رؤوس کے درمیان جاری ہوتے ہیں

آن قواعد کا بیان پورا ہوا، جو سہام اور رؤوس کے درمیان جاری ہوتے ہیں۔ اب مصنف رحمۃ اللہ علیہ ان قواعد کو بیان فرمائے ہیں جو رؤوس اور رؤوس کے درمیان جاری ہوتے ہیں۔

ان قواعد کے اجراء سے پہلے جن طائفوں پر کسر واقع ہو رہی ہے، ان کے عدد رؤوس اور سہام کے درمیان نسبت دیکھیں گے۔ اور مداخل کی صورت میں "دخل رؤوس" تفاق کی

صورت میں ”فقی روؤس“ اور تباہی کی صورت میں ”کل رؤوس“ کو ایک طرف محفوظ کر لیں گے۔ پھر ان محفوظ کردہ اعداد میں نسبت دیکھ کر آنے والے چار قواعد جاری کریں گے۔
پہلا قاعدہ: اگر ورثاء کی کئی جماعتوں پر کسر واقع ہو، اور ہر جماعت کے محفوظ کردہ اعداد کے درمیان تماشی نسبت ہو، تو ان میں سے کسی بھی جماعت کے عدد روؤس کو اصل مسئلہ میں ضرب دینے سے مسئلہ کی صحیح ہو گی اور حاصل ضرب سے تمام ورثاء کے سهام بلا کسر نکلیں گے۔

مثال: مسئلہ ۳×۲ تصدیق		
مبتدا/ بنات	۳/ جدات	۲/ اعام
عصبہ	سدس	ٹھیٹھان
$\frac{1}{3}$	$\frac{1}{3}$	$\frac{2}{12}$

(محفوظ کردہ اعداد: ۳ ۲)

وضاحت: اس مسئلہ میں ہر جماعت پر کسر واقع ہو رہی ہے؛ اصل مسئلہ (چھ) سے چھ لاکھیوں کو چار سہام ملے ہیں اور عدد روؤس (چھ) اور سہام (چار) میں توافق بالصف کی نسبت ہے؛ اس لیے عدد روؤس (چھ) کا فقی (تمن) ایک طرف محفوظ کر لیا۔ تینوں دادیوں کو اصل مسئلہ (چھ) سے ایک سہام ملا ہے، ان کے عدد روؤس (تمن) اور سہام (ایک) میں تباہی کی نسبت ہے؛ اس لیے کل عدد روؤس (تمن) کو ایک طرف محفوظ کر لیا، اسی طرح پچھا کے روؤس و سہام میں بھی تباہی کی نسبت ہے؛ اس لیے کل عدد روؤس (تمن) کو ایک طرف محفوظ کر لیا۔

پھر محفوظ کردہ اعداد میں باہم چوں کہ تماشی کی نسبت ہے؛ اس لیے کسی بھی ایک طائفہ کے محفوظ کردہ عدد روؤس (تمن) کو اصل مسئلہ میں ضرب دینے سے حاصل ضرب اٹھارہ سے مسئلہ کی صحیح ہوئی۔

پھر ہر فریق کے سہام کو مضروب (تمن) میں ضرب دیا تو ہر طائفہ کا حصہ صحیح سے نکل آیا۔

وَأَمَّا الْأُرْبَعَةُ: فَاحْدُهَا أَنْ يَكُونَ الْكَسْرُ عَلَى طَائِفَتَيْنِ أَوْ أَكْثَرَ
وَلِكُنْ بَيْنَ أَعْدَادِ رُؤُسِهِمْ مُمَاثِلٌ، فَالْحُكْمُ فِيهَا أَنْ يُضْرَبَ أَحَدُ
الْأَعْدَادِ فِي أَصْلِ الْمَسْنَلَةِ مِثْلًا: سِتُّ بَنَاتٍ ثَلَاثٌ جَدَاتٌ وَثَلَاثَةٌ
أَعْمَامٌ.

ترجمہ: اور رہے چار (قاعدے) تو ان میں سے ایک یہ ہے کہ کسر دو یا زیادہ
جماعتوں پر ہو؛ لیکن ان کے روؤس کے عددوں کے درمیان تماثل کی نسبت ہو، تو اس میں
حکم یہ ہے کہ کسی ایک عدد کو اصل مسئلہ میں ضرب دیا جائے گا، جیسے: چھ لاکیاں، تین دادیاں
اور تین بچپا۔

دوسری قاعدہ: اگر کوئی جماعتوں پر کسر واقع ہو، اور ان کے عد دروؤس کے درمیان
”مداخل“ کی نسبت ہو تو ان میں سے بڑے عدد کو اصل مسئلہ میں ضرب دینے سے مسئلہ کی
نقیح ہو گی اور حاصل ضرب سے ہر وارث کے سهام بلا کسر نکل آئیں گے۔

مثال: مسئلہ ۱۲ × ۱۲ تھا	میتہ
حمدان	۳ زوجہ
۱۲ / ۱۲	۳ جدات
عصرہ	سدس
۷	ربع
۸۳	۲
	۳۶

محفوظ کردہ اعداد: ۳ ۱۲

وضاحت: اس مثال میں اصل مسئلہ (بارہ) سے چار بیویوں کو تین سهام ملے اور
عد دروؤس (چار) اور سهام (تین) میں تباہی کی نسبت ہے؛ اس لیے عد دروؤس (چار) کو
محفوظ کر لیا۔ تین داویوں کو دو سهام ملے۔ ان کے عد دروؤس (تین) اور سهام (دو) میں
بھی تباہی کی نسبت ہے؛ اس لیے عد دروؤس (تین) کو ایک طرف محفوظ کر لیا، بارہ پچاؤں
کو سات سهام ملے، ان کے عد دروؤس (بارہ) اور سهام (سات) میں بھی تباہی کی نسبت
ہے؛ اس لیے عد دروؤس (بارہ) کو ایک طرف محفوظ کر لیا۔

پھر محفوظ کردہ اعداد میں نسبت دیکھی تو تین اور بارہ میں مداخل کی نسبت ہے؛ اس

لیے بڑے عدد (پارہ) اور اگلے عدد (چار) میں نسبت دیکھی گئی؛ ان دونوں میں بھی تداخل کی نسبت ہے؛ اس لیے بڑے عدد (پارہ) کو اصل مسئلہ (پارہ) میں ضرب دیا، تو حاصل ضرب ایک سو چوالیس سے مسئلہ کی صحیح ہوئی۔

پھر ہر طائفہ کے حصے نکالنے کے لیے بیویوں کو اصل مسئلہ (پارہ) سے ملنے ہوئے سہام (تین) کو مضروب (پارہ) میں ضرب دیا، تو حاصل ضرب (چھتیس) ان کو ملا، تینوں دادیوں کو اصل مسئلہ (پارہ) سے ملنے ہوئے سہام (دو) کو بھی مضروب (پارہ) میں ضرب دیا تو، حاصل ضرب (چوبیس) دونوں دادیوں کو ملا۔ اسی طرح چھاؤں کو اصل مسئلہ (پارہ) سے ملنے ہوئے سہام (سات) کو مضروب (پارہ) میں ضرب دیا تو حاصل ضرب (چوراہی) صحیح سے ملنے ہوئے چھاؤں کے حصے ہوئے۔

وَالثَّانِيُّ: أَنْ يَكُونَ بَعْضُ الْأَعْدَادِ مُتَدَاخِلًا فِي الْبَعْضِ فَالْحُكْمُ فِيهَا أَنْ يُضْرَبَ أَكْثَرُ الْأَعْدَادِ فِي أَصْلِ الْمَسُّلَةِ. مِثْلٌ: أَرْبَعٌ زَوْجَاتٍ وَثَلَاثٍ جَدَاتٍ وَاثْنَا عَشَرَ عَمًا.

ترجمہ: اور دوسرا (قاعدہ) یہ ہے کہ بعض عددوں کو بعض سے تداخل کی نسبت ہو، تو اس میں حکم یہ ہے کہ سب سے بڑے عدد کو اصل مسئلہ میں ضرب دیا جائے۔ جیسے: چار بیویاں، تین دادیاں اور پارہ چھا۔

تیسرا قاعدہ: اگر وارثوں کی کئی جماعتوں پر کسر واقع ہو، اور ان کے عدد دروؤں کے درمیان "توافق" کی نسبت ہو تو کسی بھی ایک جماعت کے عدد دروؤں کے وفق کو دوسری جماعت کے پورے عدد دروؤں میں ضرب دیں گے، پھر حاصل ضرب اور تیسرا جماعت کے عدد دروؤں کے درمیان نسبت دیکھیں گے، اگر توافق کی نسبت ہو تو حاصل ضرب کو تیسرا جماعت کے عدد دروؤں کے وفق میں ¹ ضرب دیں گے، اور تباہ ہو تو حاصل ضرب کو تیسرا جماعت کے پورے عدد دروؤں میں ضرب دیں گے کہ پھر آخری حاصل ضرب کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے تو مسئلہ کی صحیح ہو جائے گی۔

۱۔ یا حاصل ضرب کے وفق کو تیسرا جماعت کے پورے عدد دروؤں میں ضرب دیں گے۔

مثال: مسئلہ $23 \times 180 = 3320$ تھا

حمدان	مبتداً / زوجہ	۱۸ / بنات	۱۵ / جدات	۶ / اعماں
عصبہ	شمن	شدش	شلشان	سدس
$\frac{1}{180}$	$\frac{3}{2880}$	$\frac{16}{2880}$	$\frac{2}{2880}$	$\frac{1}{2880}$

وضاحت: چاروں بیویوں کو اصل مسئلہ (چوبیں) سے تین سہام ملے، ان کے عدد روؤس (چار) اور سہام (تین) میں تباہی کی نسبت ہے؛ اس لیے عدد روؤس (چار) کو ایک طرف محفوظ کر لیا۔ اٹھارہ لاڑکیوں کو اصل مسئلہ (چوبیں) سے سولہ سہام ملے، ان کے عدد روؤس (اٹھارہ) اور سہام (سولہ) کے درمیان توافق بالعصف کی نسبت ہے؛ اس لیے عدد روؤس (اٹھارہ) کے وفق (نو) کو ایک طرف محفوظ کر لیا۔ پندرہ داویوں کو اصل مسئلہ (چوبیں) سے چار سہام ملے، ان کے عدد روؤس (پندرہ) اور سہام (چار) میں تباہی کی نسبت ہے؛ اس لیے پندرہ کو ایک طرف محفوظ کر لیا، چھ چھاؤں کو اصل مسئلہ (چوبیں) سے ایک ملا۔ ان کے عدد روؤس (چھ) اور سہام (ایک) میں تباہی کی نسبت ہے؛ اس لیے عدد روؤس (چھ) کو ایک طرف محفوظ کر لیا۔ محفوظ کردہ اعداد یہ ہیں: (۲، ۱۵، ۹، ۳)، ان کو بڑے چھوٹے عددوں کی ترتیب کے لحاظ سے اس طرح لکھا: (۱۵، ۹، ۶، ۳)۔

پھر محفوظ کردہ اعداد کے درمیان نسبت دیکھی؛ چار اور چھ میں توافق بالعصف کی نسبت ہے، لہذا چار کے وفق (دو) کو چھ میں (یا چھ کے وفق تین کو چار میں) ضرب دیا تو حاصل ضرب (بارہ) آیا، پھر حاصل ضرب (بارہ) اور تیسرا عدد (نو) میں نسبت دیکھی، ان دونوں میں ”توافق بالثلث“ کی نسبت ہے، لہذا نو کے وفق تین کو بارہ میں (یا بارہ کے وفق چار کو نو میں) ضرب دیا تو حاصل ضرب چھتیس ہوئے۔

پھر چھتیس اور چوتھے عدد (پندرہ) میں نسبت دیکھی، ان دونوں میں بھی ”توافق بالثلث“ کی نسبت ہے، پس چھتیس کے وفق بارہ کو پندرہ میں (یا پندرہ کے وفق پانچ کو چھتیس میں) ضرب دیا تو حاصل ضرب (ایک سو اسٹی) آیا۔ اس کو اصل مسئلہ (چوبیں) میں ضرب دیا، تو حاصل ضرب (چار ہزار تین سو بیس) آیا۔ اس سے مسئلہ کی تصحیح ہوئی۔

پھر ہر طائفہ کے سہام کی تجزیہ کے لیے ہر فریق کو اصل مسئلہ (چوپس) سے ملے ہوئے سہام کو مصروف (ایک سو اسی) میں ضرب دیا تو ہر طائفہ کا صحیح سے حصہ نکل آیا۔ پھر اس کو ہر طائفہ کے روؤں پر تقسیم کیا جائے تو ہر فر کا حصہ نکل آئے گا۔

والثالث: أَنْ يُوَافِقَ بَعْضُ الْأَعْدَادِ بَعْضًا، فَالْحُكْمُ فِيهَا أَنْ يُضَرَّبَ وَفُقُّ أَحَدِ الْأَعْدَادِ فِي جَمِيعِ الثَّانِيِّ، ثُمَّ مَا بَلَغَ فِي وَفْقِ الثَّالِثِ إِنْ وَفَقَ الْمَبْلَغُ الثَّالِثُ، وَإِلَّا فَالْمَبْلَغُ فِي جَمِيعِ الثَّالِثِ، ثُمَّ الْمَبْلَغُ فِي الرَّابِعِ كَذَلِكَ، ثُمَّ الْمَبْلَغُ فِي أَصْلِ الْمَسْأَلَةِ كَأَرْبَعِ زُوْجَاتِ وَثَمَانِي عَشَرَةِ بَنْتًا وَخَمْسَ عَشَرَةَ جَدَّةً وَسِتَّةَ أَعْمَامٍ.

ترجمہ: اور تیرا (قاعدہ) یہ ہے کہ بعض عددوں کی بعض سے توافق کی نسبت ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ ایک عدد کے وفق کو دوسرے کے کل میں ضرب دیا جائے، پھر مبلغ (حاصل ضرب) کو تیرے (عدد) کے وفق میں (ضرب دیا جائے گا) اگر مبلغ اور تیرے عدد میں توافق کی نسبت ہو؛ درجہ مبلغ کو تیرے (عدد) کے کل میں (ضرب دیا جائے) پھر حاصل ضرب کو چوتھے عدد (کے وفق یا کل) میں اسی طرح ضرب دیا جائے، پھر حاصل ضرب کو اصل مسئلہ میں (ضرب دیا جائے)، جیسے: چار بیویاں، انہارہ لڑکیاں، پندرہ را دیاں اور چھپچا۔

چوتھا قاعدہ: اگر کئی جماعتوں پر کرواقع ہو اور ہر ایک کے عدد روؤں میں "تبائیں" کی نسبت ہو تو ایک عدد کو دوسرے میں ضرب دیا جائے، پھر حاصل ضرب کو تیرے عدد میں ضرب دیا جائے، پھر حاصل ضرب کو چوتھے عدد میں ضرب دیا جائے؛ پھر جو حاصل ضرب ہواں کو اصل مسئلہ میں ضرب دیا جائے؛ اسی سے مسئلہ کی صحیح ہوگی۔

احمر	مینٹ	۵۰۲۰ × ۲۲۰ تھوڑے	۲۱۰
۳ نوجہ	۲/جدات	۱۰/بنات	۷/اعمام
من	سدس	ثلاث	عصرہ
۳	۳	۱۶	۱
۶۲۰	۸۲۰	۳۳۶۰	۲۱۰

وضاحت: دونوں بیویوں کو اصل مسئلہ (چوبیس) سے تین سہام ملے، ان کے عدد روؤس (دو) اور سہام (تین) میں تباین کی نسبت ہے؛ اس لیے عدد روؤس (دو) کو ایک طرف محفوظ کر لیا، چھ دادیوں کو اصل مسئلہ (چوبیس) سے چار سہام ملے، ان کے عدد روؤس (چھ) اور سہام (چار) میں توافق بالعصف کی نسبت ہے؛ اس لیے عدد روؤس (چھ) کے وفق (تین) کو ایک طرف محفوظ کر لیا۔ دس لڑکیوں کو اصل مسئلہ (چوبیس) سے سولہ سہام ملے ہیں، ان کے عدد روؤس (س) اور سہام (سولہ) میں توافق بالعصف کی نسبت ہے؛ اس لیے عدد روؤس (س) کے وفق (پانچ) کو ایک طرف محفوظ کر لیا، سات پچاؤں کو اصل مسئلہ (چوبیس) سے ایک حصہ ملا، ان کے عدد روؤس (سات) اور سہام (ایک) میں تباين کی نسبت ہے، اس لیے عدد روؤس (سات) کو ایک طرف محفوظ کر لیا۔

پھر محفوظ کردہ اعداد میں مذکورہ بالاقاعدہ کے مطابق نسبت دیکھی گئی، پانچ اور سات میں تباين کی نسبت ہے؛ اس لیے پانچ کو سات میں ضرب دیا، حاصل ضرب ($5 \times 7 = 35$) ہوا، پھر حاصل ضرب اور اگلے عدد (تین) میں نسبت دیکھی گئی، ان دونوں میں بھی تباين کی نسبت ہے؛ اس لیے پنیتیس کو تین میں ضرب دیا تو ایک سو پانچ حاصل ضرب آیا ($35 \times 3 = 105$) پھر حاصل ضرب (ایک سو پانچ) اور اگلے عدد (دو) میں نسبت دیکھی تو ان میں بھی تباين کی نسبت ہے؛ اس لیے ایک سو پانچ کو دو میں ضرب دیا، حاصل ضرب دو سو دو آیا ($105 \times 2 = 210$) پھر حاصل ضرب (دو سو دو) کو اصل مسئلہ (چوبیس) میں ضرب دیا تو حاصل ضرب (پانچ ہزار چالیس) آیا، اسی سے مسئلہ کی صحیح ہوئی۔

پھر رثاء کے سہام کی تجزیع کے لیے اصل مسئلہ (چوبیس) سے ملے ہوئے سہام کو مضروب (دو سو دو) میں ضرب دیا تو ہر فریق کا حصہ نکل آیا۔ پھر حاصل ضرب کو عدد روؤس پر تقسیم کیا تو ہر فرد کا حصہ نکل آیا۔

وَالرَّابِعُ: أَنْ تَكُونَ الْأَعْدَادُ مُتَبَايِنَةً — لَا يُوَافِقُ بَعْضُهَا بَعْضًا — فَالْحُكْمُ لِيَهَا أَنْ يُضْرَبَ أَحَدُ الْأَعْدَادِ فِي جَمِيعِ الثَّالِثِ ثُمَّ مَا بَلَغَ فِي جَمِيعِ الثَّالِثِ ثُمَّ مَا بَلَغَ فِي جَمِيعِ الرَّابِعِ، ثُمَّ مَا اجْتَمَعَ فِي أَصْلِ الْمَسْأَلَةِ، كَاهْرَاتِينَ، وَسِتَّ جَدَادِ، وَعَشْرَ بَنَاتِ، وَسَبْعَةَ أَعْمَامٍ.

ترجمہ: اور چوٹھا (قاعدہ) یہ ہے کہ اعداد (آپس میں) تباین ہوں — ان (عددوں) کے بعض میں بعض سے توازن کی نسبت نہ ہو — تو اس میں حکم یہ ہے کہ ایک عدد کو دوسرے کے کل میں ضرب دیا جائے، پھر مبلغ (حاصل ضرب) کو تیسرا (عدد) کے کل میں، پھر حاصل ضرب کو چوتھے کے کل میں (ضرب دیا جائے) پھر جو حاصل ضرب ہو اس کو اصل مسئلہ میں (ضرب دیا جائے) جیسے: دو بیویاں، چھ دادیاں، دس لڑکیاں اور سات چچا۔

فائدہ: (۱) جن جماعتوں پر کسر واقع ہو رہی ہے، ان کے عدد و دوسرے کے درمیان کہیں تماثل، کہیں تداخل، کہیں توازن اور کہیں تباین ہوتا ہے؛ اس لیے جن دو عددوں کے درمیان تماثل ہے وہاں تماثل کا قاعدہ، جہاں تداخل ہے وہاں تداخل کا قاعدہ، جہاں توازن ہے وہاں توازن کا قاعدہ اور جہاں تباین ہے وہاں تباین کا قاعدہ جاری ہوگا۔ ایک ساتھ تماثل، تداخل اور توازن کی مثال:

رضوان	مثال: میلے ۲۳ × ۲۳ تھے ۵۷۶		
	زوجہ	جذات	بنات
عصبہ	شمن	سدس	ملثان
۱	۳	۲	۱۶
—	—	—	—
۲۳	۳۸۳	۹۶	۲۳

(محفوظ کردہ اعداد: ۳ ۲ ۱۶ ۳۸۳)

وضاحت: اس مثال میں یہ کہ وقت تماثل، تداخل اور توازن تینوں نسبتیں جمع ہیں؛ چار بیویوں کو اصل مسئلہ (چوبیس) سے تین سہماں ملے ہیں، ان کے عدد و دوسرے اور سہماں میں تباین کی نسبت ہے؛ اس لیے عدد و دوسرے (چار) کو ایک طرف محفوظ کر لیا۔

سولہ دادیوں کو اصل مسئلہ (چوبیس) سے چار سہماں ملے ہیں، ان کے عدد و دوسرے (سولہ) اور سہماں (چار) میں تداخل کی نسبت ہے، عدد و دوسرے کا ”دخل“، چار ایک طرف محفوظ کر لیا۔

ایک سواٹھائیں لڑکیوں کو اصل مسئلہ (چوبیں) سے سولہ سہام ملے ہیں، ان کے عدد روؤس (ایک سواٹھائیں) اور سہام (سولہ) میں تداخل کی نسبت ہے: اس لیے عدد روؤس کے داخل (آٹھ) کو ایک طرف محفوظ کر لیا۔ چھاؤں کے عدد روؤس (پارہ) اور سہام (ایک) میں تباین کی نسبت ہے: اس لیے عدد روؤس (پارہ) کو ایک طرف محفوظ کر لیا۔

پھر محفوظ کردہ اعداد میں نسبتیں دیکھی گئیں، چار اور چار میں تماش کی نسبت ہے: اس لیے ایک چار کو لے کر اگلے عدد آٹھ میں نسبت دیکھی گئی، ان میں تداخل کی نسبت ہے: اس لیے بڑے عدد آٹھ میں اور اگلے عدد پارہ میں نسبت دیکھی گئی، دونوں میں ”توافق بالربع“ کی نسبت ہے: اس لیے کسی ایک کے وفق کو دوسرے کے کل میں ضرب دیا؛ حاصل ضرب (چوبیں) آیا۔ اس کو اصل مسئلہ (چوبیں) میں ضرب دیا تو حاصل ضرب پانچ سو چھتر آیا، اسی سے مسئلہ کی صحیح ہوئی۔

ایک ساتھ تداخل اور تباين کی مثال:

مثال: مسئلہ $12 \times 22 \times 3$ تصدیق	
حمدان	میت
۳/۱/اعمام	۱۲/جذبات
عصبہ	ربع
۷	سدس
۱۲۸	$\frac{۲}{۳۸} = \frac{۳}{۷۲}$

محفوظ کردہ اعداد: ۳ ۸ ۲

وضاحت: اس مثال میں محفوظ کردہ اعداد میں سے چار اور آٹھ میں تداخل کی نسبت ہے: اس لیے آٹھ اور اگلے عدد (تین) میں نسبت دیکھی تو دونوں میں تباين کی نسبت ہے: اس لیے آٹھ کو تین میں ضرب دیا تو حاصل ضرب (چوبیں) ہوا، پھر چوبیں کو اصل مسئلہ (پارہ) میں ضرب دیا تو حاصل ضرب دو سواٹھائی ہوا، اسی سے مسئلہ کی صحیح ہوئی۔

فصل

تصحیح سے ہر فریق کا حصہ معلوم کرنے کا طریقہ

تصحیح سے ہر فریق کا حصہ معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر فریق کو اصل مسئلہ سے جو شہام ملے ہیں ان کو ضرب میں (یعنی اس عدد میں جس کو اصل مسئلہ میں ضرب دیا گیا ہے) ضرب دیں گے تو حاصل ضرب اس فریق کا تصحیح سے ملا ہوا حصہ ہو گا۔

فصل

**وَإِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَعْرِفَ نَصِيبَ كُلِّ فَرِيقٍ مِنَ التَّصْحِيحِ، فَاضْرِبْ
مَا كَانَ لِكُلِّ فَرِيقٍ مِنْ أَصْلِ الْمَسْأَلَةِ فِيمَا ضَرَبْتَهُ فِي أَصْلِ الْمَسْأَلَةِ
فَمَا حَصَلَ كَانَ نَصِيبُ ذَلِكَ الْفَرِيقِ.**

ترجمہ: فصل: اور جب آپ تصحیح سے ہر فریق کا حصہ جانتا چاہیں، تو اس (عدد) کو ضرب دیجیے جو ہر فریق کو اصل مسئلہ سے (حاصل ہوا) ہے اس (عدد) میں جس کو آپ نے اصل مسئلہ میں ضرب دیا ہے تو جو عدد حاصل ہو گا وہ اس فریق کا حصہ ہو گا، جیسے:

زیر	مثال: مسئلہ $2 \times 30 = 60$ تصدیق		
میتہ	۵/بنت	۳/جدات	۲/اعام
عصبه	سدس	ثلثان	بیت
$\frac{1}{30}$	$\frac{1}{3}$	$\frac{2}{60}$	

(محفوظ کردہ اعداد: ۵ ۳ ۲)

وضاحت: پانچ لاٹکیوں کو اصل مسئلہ سے ملے ہوئے شہام (چار) کو ضرب (تمیں) میں ضرب دیا تو حاصل ضرب (ایک سو تیس) پانچوں لاٹکیوں کا حصہ تصحیح سے نکل آیا، تین دادیوں کو اصل مسئلہ سے ملے ہوئے شہام (ایک) کو ضرب (تمیں) میں ضرب دیا تو حاصل ضرب (تمیں) دادیوں کا حصہ تصحیح سے نکل آیا۔ اسی طرح دونوں پچھاؤں کو بھی تمیں شہام ملے۔

لتحجج سے ہر فرد کا حصہ معلوم کرنے کا طریقہ

لتحجج سے ہر فرد کا حصہ معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر فریق کو لتحجج سے جو شہام ملے ہیں، ان کو اس فریق کے عدد روؤوس پر تقسیم کیجیے تو خارج قسم اس فریق کے ہر فرد کا لتحجج سے ملا ہوا حصہ ہوگا، جیسے گذشتہ مثال میں پانچ لاکوں کو لتحجج سے ایک سو بیس شہام ملے ہیں، ایک سو بیس کو پانچ پر تقسیم کیا تو خارج قسم چوبیس بھی ہر لڑکی کا لتحجج سے ملا ہوا حصہ ہے ($120 \div 5 = 24$)، اسی طرح تین دادیوں کو لتحجج سے تیس شہام ملے ہیں، ان کو تین پر تقسیم کیا تو خارج قسم دس نکلا، بھی ہر دادی کا لتحجج سے ملا ہوا حصہ ہے ($30 \div 3 = 10$) اسی طرح دو پچھاؤں کو لتحجج سے تیس شہام ملے ہیں۔ ان کو دو پر تقسیم کیا تو خارج قسم پندرہ نکلا، بھی ہر پچھا کا لتحجج سے ملا ہوا حصہ ہے۔ ($2 \div 2 = 1$)۔

نوٹ: مذکورہ بالاطریقہ آسان ہے، اس کو اچھی طرح ذہن نہیں کر لینا چاہیے! مصنف علیہ الرحمہ نے اس قاعدہ کو بیان نہیں کیا، اس کے علاوہ تین قاعدے بیان کیے ہیں جو قدرے مشکل ہیں۔

پہلا قاعدہ: لتحجج سے ہر فرد کا حصہ معلوم کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ ہر فریق کو اصل مسئلہ سے جو شہام ملے ہیں ان کو اس فریق کے عدد روؤوس پر تقسیم کیجیے، پھر خارج قسم کو مضروب میں ضرب دیجیے تو حاصل ضرب اس فریق کے ہر فرد کا لتحجج سے ملا ہوا حصہ ہوگا۔

وَإِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَعْرِفَ نَصِيبَ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ أَحَادِ ذِلِّكَ الْفَرِيقِ
فَاقْسِمْ مَا كَانَ لِكُلِّ فَرِيقٍ مِّنْ أَصْلِ الْمَسْأَلَةِ عَلَى عَدَدِ رُؤُوسِهِمْ، ثُمَّ
اضْرِبِ الْخَارِجَ فِي الْمَضْرُوبِ، فَالْحَاصِلُ نَصِيبُ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ
أَحَادِ ذِلِّكَ الْفَرِيقِ.

ترجمہ: اور جب آپ اس فریق کے ہر فرد کا حصہ معلوم کرنا چاہیں تو ہر فریق کے اس حصہ کو حاصل مسئلہ سے (ملا) ہے، ان کے عدد روؤوس پر تقسیم کر دیجیے! پھر خارج قسم کو مضروب میں ضرب دیجیے! تو حاصل ضرب اس فریق کے افراد میں سے ہر فرد کا حصہ

ہوگا۔ جیسے:

آخر	مثال: مسئلہ 22×22 کے تصویر
میتھی / زوجات	۲ / جدات
۳ / بنت	۳ / اعمام
عصر	شمن
سدس	شدشان
$\frac{1}{7}$	$\frac{3}{21}$
$\frac{112}{28}$	$\frac{28}{28}$
$\frac{1}{28}$	$\frac{13}{13}$
نفر	نفر

وضاحت: شمن بیویوں کو اصل مسئلہ سے ملے ہوئے سہام (شمن) کو ان کے عدد روؤس (شمن) پر تقسیم کیا تو خارج قسمت ایک آیا، پھر ایک کو مضروب (سات) میں ضرب دیا تو حاصل ضرب سات آیا، یہ ایک بیوی کا تصحیح سے ملا ہوا حصہ ہے۔

دو دادیوں کو اصل مسئلہ سے ملے ہوئے سہام (چار) کو ان کے عدد روؤس (دو) پر تقسیم کیا۔ پھر خارج قسمت دو کو مضروب (سات) میں ضرب دیا، تو حاصل ضرب چودہ ہوا یہ ایک دادی کا تصحیح سے ملا ہوا حصہ ہے۔

چار لڑکیوں کو اصل مسئلہ سے ملے ہوئے سہام (سولہ) کو ان کے عدد روؤس چار پر تقسیم کیا، پھر خارج قسمت چار کو مضروب (سات) میں ضرب دیا، تو حاصل ضرب اٹھائیس ہوا، یہ ایک لڑکی کا تصحیح سے ملا ہوا حصہ ہے۔

سات پچاؤں کو اصل مسئلہ سے ایک ملا تھا، اس کو ان کے عدد روؤس (سات) پر تقسیم کیا تو خارج قسمت $\frac{1}{7}$ آیا پھر $\frac{1}{7}$ کو مضروب (سات) میں ضرب دیا تو حاصل ضرب ایک آیا، یہ ایک پچا کا تصحیح سے ملا ہوا حصہ ہے۔

دوسری قاعدہ: تصحیح سے ہر فرد کا حصہ معلوم کرنے کا دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ مضروب کو کسی فریق کے عدد روؤس پر تقسیم کیجیے پھر خارج قسمت کو اسی فریق کے اصل مسئلہ سے ملے ہوئے سہام میں ضرب دیجیے، تو حاصل ضرب اس فریق کے ہر فرد کا تصحیح سے ملا ہوا حصہ ہوگا۔

وَوَجْهُ آخِرٍ: وَهُوَ أَنْ تَقْسِيمَ الْمَضْرُوبَ عَلَى أَيْ فِرِيقٍ شِئْتُ، ثُمَّ

**ا ضربُ الْخَارِجَ فِي نَصِيبِ الْفَرِيقِ الَّذِي قَسَمَ عَلَيْهِمْ
الْمَضْرُوبَ، فَالْحَالِصُ بِنَصِيبٍ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْ آخَادِ ذَلِكَ الْفَرِيقِ.**

ترجمہ: اور دوسرا طریقہ: اور وہ یہ ہے کہ آپ ضروب کو جس فریق پر چاہیں تقسیم کر دیجیے پھر خارج قسمت کو اس فریق کے حصے میں ضرب دیجیے جس پر آپ نے ضروب کو تقسیم کیا ہے؛ اس طرح حاصل ضرب اس فریق کے افراد میں سے ہر فرد کا حصہ ہوگا۔ جیسے:

مثال: مسئلہ $22 \times 210 \times 50 = 210 \times 22 \times 50$ تھے

عصبہ	سنس	ثلاثان	۱۰/بنا	۶/اجداد	۲/زوجات	میتھی
$\frac{1}{210}$	$\frac{12}{3360}$	$\frac{3}{840}$	$\frac{3}{210}$			
۳۰	۳۳۶	۱۲۰	۳۱۵			فی نفر

(اعداد محفوظ: $2 \times 5 = 10$ ضرب $10 \times 3 = 30$ ضرب $30 \times 7 = 210$)

وضاحت: ضروب دو سو دس کو بیویوں کے عدد دروؤس (دو) پر تقسیم کیا، تو خارج قسمت ایک سو پانچ نکلا پھر ایک سو پانچ کو بیویوں کو اصل مسئلہ سے ملا ہوئے سہام (تین) سے ضرب دیا تو حاصل ضرب تین سو پندرہ ہوا۔ یہ ایک بیوی کا صحیح سے ملا ہوا حصہ ہے۔ داویوں کے عدد دروؤس (چھ) پر ضروب (دو سو دس) کو تقسیم کیا، اور خارج قسمت (چھتیس) میں اصل مسئلہ سے ملے ہوئے سہام (چار) کو ضرب دیا تو حاصل ضرب ایک سو چالیس ہوا، یہ ہر دادی کا صحیح سے ملا ہوا حصہ ہے۔

لڑکیوں کے عدد دروؤس (ویس) پر ضروب (دو سو دس) کو تقسیم کیا، اور خارج قسمت (ایک) کو سہام (سولہ) میں ضرب دیا، تو حاصل ضرب تین سو چھتیس ہوا، یہ ہر لڑکی کا صحیح سے ملا ہوا حصہ ہے۔

پچھا کے عدد دروؤس (سات) پر ضروب (دو سو دس) کو تقسیم کیا، اور خارج قسمت تیس کو سہام (ایک) میں ضرب دیا تو حاصل ضرب تیس ہوا، یہ ہر پچھا کا صحیح سے ملا ہوا حصہ ہے۔

تیراقاعدہ: صحیح سے ہر فرد کا حصہ معلوم کرنے کا تیراقاعدہ یہ ہے کہ جس فریق

کے ہر فرد کا حصہ معلوم کرنا چاہیں اس کو اصل مسئلہ سے جو شہام ملے ہیں ان کی ان کے عدد روؤں سے نسبت دیکھیں پھر اسی نسبت سے مضروب میں سے ہر فرد کو دیں۔

وَوَجْهُ آخَرُ: وَهُوَ طَرِيقُ النِّسْبَةِ، وَهُوَ الْأَوْضَحُ، وَهُوَ أَنَّ نِسْبَتَ
سِهَامٍ كُلَّ فُرِيقٍ مِنْ أَصْلِ الْمَسْئَلَةِ إِلَى عَدَدِ رُوؤُسِهِمْ مُفْرَداً، ثُمَّ
تُعْطَى بِمِثْلِ ذَلِكَ النِّسْبَةِ مِنَ الْمَضْرُوبِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْ آحَادِ
ذَلِكَ الْفَرِيقِ.

ترجمہ: اور ایک دوسرا طریقہ (یہ بھی) ہے: اور وہ نسبت کا طریقہ ہے اور یہ زیادہ واضح ہے، اور وہ یہ ہے کہ آپ اصل مسئلہ سے (ملے ہوئے) ہر فریق کے شہام کی ان کے عدد روؤں سے نسبت دیکھیں! پھر اسی نسبت کے بعد مضروب سے اس فریق کے افراد میں سے ہر فرد کو دیں۔ جیسے:

آخر

مثال: مسئلہ ۲۳ × ۷ تصدیق

۱/۴	۱/۲	۱/۲	۱/۲	۱/۲
عصبہ	بنت	جده	زوجہ	نمیت
۱	۱۶	۳	۳	۲۱
۷	۱۱۲	۲۸	۲۸	۱۴۷
۱	۲۸	۱۲	۷	۷

وضاحت: بیویوں کے عدد روؤں (تین) اور اصل مسئلہ سے ملے ہوئے شہام (تین) میں کاملیت (براہمی) کی نسبت ہے؛ اس لیے مکمل مضروب (سات) ایک بیوی کا حصہ سے ملا ہوا حصہ ہے۔

دادیوں کے عدد روؤں (دو) اور شہام (چار) میں دو گنے کی نسبت ہے؛ اس لیے مضروب (سات) کا دو گنا (چودہ) ایک دادی کا حصہ سے ملا ہوا حصہ ہے۔

لڑکیوں کے عدد روؤں چار اور اصل مسئلہ سے ملے ہوئے شہام (سولہ) میں چار گنے کی نسبت ہے؛ اس لیے مضروب (سات) کا چار گنا (اثناً سیمیں) ایک لڑکی کا حصہ ہوگا۔ پچاؤں کے عدد روؤں (سات) اور اصل مسئلہ سے ملے ہوئے شہام (ایک) میں

ساتوں کی نسبت ہے؛ اس لیے مضروب (سات) کا ساتواں (یعنی ایک) ایک چھپا کا صحیح سے ملا ہوا حصہ ہوگا۔

سوال: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس قاعدہ کو زیادہ واضح فرمایا ہے؛ حالانکہ یہ قاعدہ دوسرے قاعدوں کی نسبت غیر واضح ہے۔

جواب: یہ سوال علم حساب میں عدم مہارت کی وجہ سے پیدا ہوا ہے، جب حساب میں مہارت حاصل ہو جاتی ہے تو بلا ضرب و تقسیم نسبت دیکھنا بالکل آسان ہو جاتا ہے نسبت پر قابو یافتہ ہونا ماہر حساب داں ہونے کی دلیل ہے، عرب کہتے ہیں: مَنْ مَلِكَ النِّسْبَةَ مَلِكَ الْحِسَابَ (جس نے نسبت پر قابو پالیا اس نے حساب پر قابو پالیا) ایسے ہی لوگوں کے لیے یہ قاعدہ واضح اور زیادہ آسان ہے۔ (ردا الحکمار: ۵۷۲/۵)۔

فصل: ورثاء اور قرض خواہوں کے درمیان تقسیم ترکہ

ترکہ میں سے ہر وارث کا حصہ معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ صحیح اور ترکہ کے درمیان نسبت دیکھی جائے؛ اگر ”تباین“ کی نسبت ہو تو ہر وارث کو صحیح سے جو سهام ملے ہیں، ان کو پورے ترکہ میں ضرب دیا جائے، پھر حاصل ضرب کو صحیح پر تقسیم کیا جائے تو ”خارج قسمت“ ترکہ میں سے اس وارث کا حصہ ہوگا۔

اور اگر صحیح اور ترکہ کے درمیان ”توافق“ کی نسبت ہو تو ہر وارث کو صحیح سے جو سهام ملے ہیں ان کو ترکہ کے وفق میں ضرب دیا جائے؛ پھر حاصل ضرب کو صحیح کے وفق پر تقسیم کیا جائے تو ”خارج قسمت“ اس وارث کا ترکہ میں سے حصہ ہوگا۔

فَصْلٌ فِي قِسْمَةِ التِّرِكَاتِ بَيْنَ الْوَرَثَةِ وَالْغُرَماءِ

إِذَا كَانَ بَيْنَ التَّضْرِيجِ وَالْتِرِكَةِ مُبَايَنَةٌ فَاضْرِبْ سِهَامَ كُلِّ

ل ورثاء اور قرض خواہوں کے درمیان بیک وقت ترکہ کی تقسیم کی کوئی صورت نہیں؛ اس لیے سراجی کے جن شخوں میں بین الوراثة والغرماء۔ ہے، یعنی حرف عطف ”او“ ہے وہ نہ صحیح نہیں ہے، جن شخوں میں حرف عطف ”او“ ہے وہی صحیح نہیں ہے، البتہ اگر ”او“ کو ”او“ کے معنی میں لیا جائے تو بات بن سکتی ہے۔ (ردا الحکمار: ۵۷۳/۵) حاشیہ شریفہ (ص: ۸۱)

وَادِبٌ مِنَ التَّصْحِيحِ فِي جَمِيعِ التَّرِكَةِ، ثُمَّ أُقْسِمُ الْمَبْلَغُ عَلَى التَّصْحِيحِ؛ مِثَالُهُ بَنَانٌ وَأَبْوَانٌ؛ وَالتَّرِكَةُ سَبْعَةُ دَنَارٍ.

وَإِذَا كَانَ بَيْنَ التَّصْحِيحِ وَالْتَّرِكَةِ مُوَافِقةً فَاضْرِبْ سِهَامَ كُلِّ وَادِبٍ مِنَ التَّصْحِيحِ فِي وَفْقِ التَّرِكَةِ؛ ثُمَّ أُقْسِمُ الْمَبْلَغُ عَلَى وَفْقِ التَّصْحِيحِ، فَالْخَارِجُ نَصِيبُ ذَلِكَ الْوَارِثِ فِي الْوَجْهَيْنِ -هَذَا لِمَعْرِفَةِ نَصِيبِ كُلِّ فَرْدٍ.

ترجمہ: (یہ) فصل ورثاء اور قرض خواہوں کے درمیان ترکہ کی تقسیم (کے بیان)

میں ہے:

جب تصحیح اور ترکہ کے درمیان تباہی کی نسبت ہو تو ہر وارث کے تصحیح سے ملے ہوئے سہام کو پورے ترکہ میں ضرب دیجیے؛ پھر حاصل ضرب کو تصحیح پر تقسیم کر جیے! اس کی مثال: دو لڑکیاں اور والدین، اور ترکہ سات دینار ہے۔

اور جب تصحیح اور ترکہ کے درمیان توافق کی نسبت ہو تو ہر وارث کو تصحیح سے ملے ہوئے سہام کو ترکہ کے وفق میں ضرب دیجیے! پھر حاصل ضرب کو تصحیح کے وفق پر تقسیم کر دیجیے! تو ”خارج قسم“ دونوں صورتوں (تبایں اور توافق) میں اس وارث کا حصہ ہو گا یہ طریقہ (ترکہ میں سے) ہر فرد کا حصہ جاننے کے لیے ہے۔

ترکہ اور تصحیح کے درمیان تباہی کی مثال:

مثال: مسئلہ ۲	متین	ترکہ دینار	آخر
بنت	بنت	۱م	اب
سدس	ان	سدس	ثلاث
۱	۱	۱	۲
$\frac{۱}{۶}$	$\frac{۱}{۶}$	$\frac{۱}{۶}$	$\frac{۲}{۳}$

وضاحت: ترکہ میں سے لڑکی کا حصہ معلوم کرنے کے لیے تصحیح سے ملے ہوئے اس کے سہام (دو) کو ترکہ (سات) میں ضرب دیا، پھر حاصل ضرب (چودہ) کو تصحیح (چھ) پر

تفصیل کیا، تو خارج قسمت $\frac{2}{3}$ (دو صحیح دو بنا چھ) ایک اڑکی کا ترکہ میں سے حصہ ہوا۔ دوسری اڑکی کو بھی اتنا ہی ملے گا۔

ماں کو صحیح سے ملے ہوئے سہام (ایک) کو کل ترکہ سات میں ضرب دیا، پھر حاصل ضرب (سات) کو صحیح (چھ) پر تقسیم کیا تو خارج قسمت $\frac{1}{6}$ (ایک صحیح ایک بنا چھ) ماں کا ترکہ میں سے حصہ ہوا۔ باپ کا حصہ بھی اسی طرح نکلے گا۔

اب تمام اعداد جوڑ کر دیکھ لیں کہ ترکہ (ے دینار) پورا تقسیم ہوا یا نہیں؟ سالم عددوں کو جوڑنے کا طریقہ تو واضح ہے اور کسور کو جوڑنے کا طریقہ یہ ہے کہ لکیر کے اوپر اور پر کے اعداد کو جمع کریں اگر ان کا مجموعہ چھ ہو جائے تو وہ ایک کامل ہو گیا، اس کو سالم اعداد میں جمع کروں۔

ترکہ اور صحیح کے درمیان توافق کی مثال:

مثال: میلہ ۶ عد ۸ توافق بالربع ترکہ $\frac{1}{12}$ /دینار (خالدہ)

زوج	جده	اخت	اخت
-----	-----	-----	-----

نصف	سدس	ثالتان	
-----	-----	--------	--

۲	۲	۱	۳
---	---	---	---

ترکہ:	$\frac{1}{3}$	$\frac{1}{3}$	$\frac{1}{3}$
-------	---------------	---------------	---------------

۳	۳	۳	۳
---	---	---	---

وضاحت: اس مثال میں صحیح اور ترکہ کے درمیان توافق بالربع کی نسبت ہے؛ اس لیے ترکہ کا وقت تین اور صحیح کا وقت دو ہو گا اپنے:

شوہر کے سہام (تین) کو ترکہ کے وقت (تین) میں ضرب دیا، پھر حاصل ضرب (نو) کو صحیح کے وقت (دو) پر تقسیم کیا گیا، تو خارج قسمت $\frac{2}{3}$ (چار صحیح ایک بنا دو) نکلا، یہی سائز ہے چار شوہر کا ترکہ میں سے حصہ ہے۔

اور دادی کے سہام (ایک) کو ترکہ کے وقت (تین) میں ضرب دیا، پھر حاصل ضرب (تین) کو صحیح کے وقت (دو) پر تقسیم کیا، تو خارج قسمت $\frac{1}{3}$ (ایک صحیح ایک بنا دو) نکلا۔ یہی دیڑھ دادی کا ترکہ میں سے حصہ ہے۔

بہن کے سہام (دو) کو ترکہ کے وقت (تین) میں ضرب دیا، پھر حاصل ضرب (چھ) کو صحیح کے وقت (دو) پر تقسیم کیا تو خارج قسمت (تین) نکلا۔ یہی ایک بہن کا ترکہ میں سے

حصہ ہے۔ دوسری بہن کو بھی اتنا ہی ملا۔ اخیر میں تمام حصوں کو جوڑ لیا، تو مجموعہ پارہ ہوا۔
سوال: ترکہ اور تصحیح کے درمیان تماثل اور تداخل کی نسبتوں کو مصنف رحمۃ اللہ علیہ
نے کیوں نہیں بیان کیا؟

جواب: اگر ترکہ اور صحیح کے درمیان تماثل کی نسبت ہوگی تو ضرب و تقسیم کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ اور تداخل، توافق کے حکم میں ہے؛ اس لیے ان دونوں نسبتوں کا ذکر نہیں کیا۔ تداخل دو حال سے خالی نہیں: یا تو صحیح کا عدد زیادہ اور ترکہ کا عدد کم ہوگا، یا اس کے عکس ہوگا۔ پہلی صورت میں صحیح سے ملے ہوئے شہام کو صحیح کے ”دخل“ پر تقسیم کیا جائے گا— اور دوسری صورت میں صحیح سے ملے ہوئے حصوں کو ترکہ کے ”دخل“ میں ضرب دیا جائے گا۔

تداخل میں صحیح کے عدود کے زیادہ ہونے کی مثال:

مثال: مسئلہ ۶ ع	ترکیہ/ دینار	راغبہ
زوج	اخت	اخت
نصف	سدس	ثلاثان
۳	۱	۲
۱۲	۱	۲

وضاحت: اس مثال میں تصحیح آٹھ اور تر کہ چار میں تداخل ہے۔ اور تصحیح کا عدد تر کہ کے عدد سے زیادہ ہے۔ اور چار دو مرتبہ میں آٹھ کو کاٹتا ہے؛ اس لیے آٹھ کا داخل دو ہے۔ پس شوہر کو تصحیح سے ملے ہوئے تین کو اس کے داخل دو پر تقسیم کیا جائے گا۔ حاصل قسم (ڈیڑھ) آئے گا۔ اور دادی کو ملا ہوا ایک داخل پر تقسیم کیا جائے گا تو حاصل (آدھا) آئے گا۔ اور بہنوں کو ملے ہوئے دو، دو کو دو پر تقسیم کیا جائے گا تو حاصل ایک ایک آئے گا۔ یہی تر کہ سے ان کا حصہ ہے۔

لے چھوٹا عدد پڑے عدد کو جتنی بار میں کاٹتا ہے، اس کو پڑے عدد کا ”دخل“ کہتے ہیں۔

مداخل میں ترکہ کے عدد کے زیادہ ہونے کی مثال:

مثال: مسئلہ ۶ ع	ترکہ ۱۶/دینار	راغبہ
میت	زوج	اخت
ثان	سدس	جده
۲	۳	۱
ترکہ: ۶	۳	۲

وضاحت: اس مثال میں صحیح (آٹھ) اور ترکہ (سولہ) میں مداخل کی نسبت ہے اور ترکہ کا عدد زیادہ ہے اور آٹھ دو مرتبہ میں سولہ کو کاتتا ہے؛ اس لیے ترکہ کا داخل دو ہے۔ پس ہر وارث کو صحیح سے ملے ہوئے سہام کو ترکہ کے دخل (دو) میں ضرب دیا تو سارے درثاء کے سہام دو گئے ہو گئے، شوہر کو تین کے بجائے چھو، دادی کو ایک کے بجائے دو، اور بہنوں کو چار چار ترکہ میں سے ملا۔

بغیر نسبت دیکھئے ترکہ کی تقسیم

اگر صحیح اور ترکہ کے درمیان نسبتیں نہ دیکھی جائیں، اور صحیح سے ملے ہوئے سہام کو کل ترکہ میں ضرب دے کر کل عدد صحیح سے تقسیم کر دیا جائے تو بھی ترکہ ٹھیک ٹھیک تقسیم ہو جائے گا؛ البتہ اعداد زیادہ ہوں گے، اور حساب لمبا ہوگا (شامی: ۵۷۳/۵) کلکو یونر (Calculator) اور موبائل سے تقسیم ترکہ میں ایسا ہی کیا جاتا ہے، جیسے مذکورہ بالامثال میں شوہر کے تین سہام کو ترکہ کے سولہ میں ضرب دیا جائے۔ حاصل ضرب ۴۸ آئے گا، پھر اس کو مسئلہ عامل کے آٹھ سے تقسیم کیا جائے تو خارج قسمت چھاؤ آئے گا۔ وہی شوہر کا ترکہ میں سے حصہ ہے، اسے اچھی طرح سمجھ لیں، بہت آسانی سے موبائل سے تقسیم ہو جاتی ہے۔

ہر فریق کا ترکہ معلوم کرنے کا طریقہ

اب تک ہر وارث کا ترکہ میں سے حصہ معلوم کرنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ اب ہر فریق کا ترکہ میں سے حصہ معلوم کرنے کا طریقہ بیان کرتے ہیں کہ ترکہ اور مسئلہ کے درمیان نسبت دیکھیں؛ اگر ترکہ اور مسئلہ کے درمیان ”توافق“ کی نسبت ہو تو ہر فریق کو

مسئلہ سے جو شہام ملے ہیں، ان کو ترکہ کے وفق میں ضرب دیں، پھر حاصل ضرب کو مسئلہ کے وفق پر تقسیم کریں، تو ”خارج قسمت“ ہر فریق کا ترکہ میں سے حصہ ہوگا۔ اور اگر ترکہ اور مسئلہ کے درمیان ”تباین“ کی نسبت ہو تو ہر فریق کو مسئلہ سے جو شہام ملے ہیں ان کو پورے ترکہ میں ضرب دیں، پھر ”حاصل ضرب“ کو پورے مسئلہ پر تقسیم کریں تو ”خارج قسمت“ ہر فریق کا ترکہ میں سے حصہ ہوگا۔

وَإِمَّا لِمَعْرِفَةِ نَصِيبٍ كُلُّ فَرِيقٍ مِنْهُمْ، فَاضْرِبْ مَا كَانَ لِكُلِّ فَرِيقٍ
مِنْ أَصْلِ الْمُسْتَلَةِ فِي وَفْقِ التَّرِكَةِ ثُمَّ اقْسِمِ الْمُبْلَغَ عَلَى وَفْقِ
الْمُسْتَلَةِ إِنْ كَانَ بَيْنَ التَّرِكَةِ وَالْمُسْتَلَةِ مُوَافَقَةً؛ وَإِنْ كَانَ لَبَيْنَهُمَا
مُبَايِنَةً، فَاضْرِبْ فِي كُلِّ التَّرِكَةِ، ثُمَّ اقْسِمِ الْحَاصِلَ عَلَى جَمِيعِ
الْمُسْتَلَةِ، فَالْخَارِجُ نَصِيبُ ذَلِكَ الْفَرِيقِ فِي الْوَجْهَيْنِ.

ترجمہ: رہا ان ورثاء میں سے ہر فریق کا حصہ جانے کے لیے: تو ہر فریق کے ان شہام کو جو حاصل مسئلہ سے ملے ہیں ترکہ کے وفق میں ضرب دیجیے؛ پھر حاصل ضرب کو مسئلہ کے وفق پر تقسیم کیجیے اگر ترکہ اور مسئلہ میں ”توافق“ کی نسبت ہو؛ — اور اگر ان دونوں (یعنی ترکہ اور مسئلہ) کے درمیان ”تباین“ کی نسبت ہو تو (ہر فریق کے شہام کو) پورے ترکہ میں ضرب دیجیے؛ پھر حاصل ضرب کو پورے مسئلہ پر تقسیم کیجیے! تو جو خارج قسمت ہوگا وہ ان دونوں صورتوں (توافق اور تباہ) میں اس فریق کا (ترکہ میں سے) حصہ ہوگا۔

مسئلہ اور ترکہ کے درمیان توافق کی مثال

مثال: مسئلہ ۶ ع ۸ توافق بالرابع راغبہ: ترکہ ۱۲/ دینار

زوج جدہ ۳/۲ اخت

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت
شہزاد	نصف	سدس	

مسئلہ	زوج	جدہ	اخت</
-------	-----	-----	-------

وضاحت: اس مثال میں ترکہ اور مسئلہ کے درمیان "توافق بالرابع" ہے، یہاں ایک فریق یعنی دونوں لڑکیوں کے سہام چار کو ترکہ کے وفق (تمن) میں ضرب دے کر حاصل ضرب (پارہ) کو صحیح کے وفق (دو) سے تقسیم کیا گیا ہے، اس طرح دونوں لڑکیوں کا مجموعہ ترکہ (چھ دینار) نکل آیا۔ بقیہ تشرع گذر چکی ہے۔

$$\text{اجرائے قاعدہ: دو ہمیں: } 3 \times 2 = 2 \div 12 = 6$$

مسئلہ اور ترکہ میں تباہی کی مثال

اگر نذکورہ بالامسئلہ میں ترکہ ۹ دینار ہو تو وہی: مسئلہ اور ترکہ کے درمیان تباہی کی مثال ہو جائے گی۔ اس صورت میں ہر فریق کو مسئلہ عاملہ (آٹھ) سے جو سہام ملے ہیں، ان کو کل ترکہ (نو) میں ضرب دیں گے، پھر حاصل ضرب کو مسئلہ عاملہ (آٹھ) پر تقسیم کر دیں گے تو ترکہ سے اس فریق کا حصہ نکل آئے گا، جیسے: $3 = 8 \div 24 = 9 \times 3 = 8$ یعنی زوج کو تین دینار اور ایک دینار کا تمیں آٹھواں حصہ ملے گا۔ باقی درثاء کا ترکہ بھی اسی طرح نکال لیں۔

فائدہ: اگر مسئلہ اور ترکہ کے درمیان "مداخل" کی نسبت ہو تو ہر فریق کو مسئلہ سے ملے ہوئے سہام کو عدد مسئلہ کے زیادہ اور ترکہ کے کم ہونے کی صورت میں عدد مسئلہ کے داخل پر تقسیم کیا جائے گا۔ اور ترکہ کے زیادہ اور مسئلہ کے کم ہونے کی صورت میں ترکہ کے "دخل" میں ضرب دیا جائے گا حاصل ضرب ہر فریق کا ترکہ سے ملا ہوا حصہ ہو گا۔

قرض خواہوں کے درمیان تقسیم ترکہ کا طریقہ

اگر قرضہ ترکہ سے زیادہ ہو تو قرض خواہوں کے درمیان قرضوں کے تابع سے ترکہ تقسیم ہوگا؛ اس کے لیے ہر قرض خواہ کو دارث اور ان کے قرضوں کو سہام کی جگہ لکھا جائے گا، اور سارے قرضوں کو جوڑ کر "مجموع الدیون" کو صحیح کی جگہ میں لکھا جائے گا، پھر ترکہ اور "مجموع الدیون" میں نسبت دیکھیں گے۔

اگر ترکہ اور مجموع الدیون کے درمیان "تباین" کی نسبت ہے تو ہر قرض خواہ کے قرضہ کو پورے ترکہ میں ضرب دیں گے پھر حاصل ضرب کو پورے "مجموع الدیون" پر

تقسیم کریں گے۔ ”خارج قسمت“ ہر قرض خواہ کا ترکہ میں سے حصہ ہوگا۔ اور اگر ترکہ اور مجموع الديون کے درمیان ”توافق“ کی نسبت ہو تو ہر قرض خواہ کے قرضہ کو ترکہ کے وفق میں ضرب دیں گے، پھر حاصل ضرب کو مجموع الديون کے وفق پر تقسیم کریں گے۔ ”خارج قسمت“ ہر قرض خواہ کا ترکہ میں سے حصہ ہوگا۔

اور اگر ترکہ اور مجموع الديون میں مداخل کی نسبت ہو تو ہر قرض خواہ کے قرضوں کو مجموع الديون کے ”دخل“ پر تقسیم کریں گے۔ خارج قسمت ہر قرض خواہ کا ترکہ میں سے حصہ ہوگا۔

أَمَّا فِي قَضَاءِ الدُّيُونِ فَذَبْنُ شُكْلٍ غَرِيمٍ بِمَنْزِلَةِ سَهَامٍ شُكْلٍ وَارِثٍ
فِي الْعَمَلِ، وَمَجْمُوعُ الدُّيُونِ بِمَنْزِلَةِ التَّضْسِيقِ.

ترجمہ: رہا قرضوں کی ادائیگی میں: تو ہر قرض خواہ کا قرضہ عمل میں ہر وارث کے سهام کی جگہ میں ہوتا ہے، اور سارے قرضے بمنزلہ تصحیح ہوتے ہیں۔

ترکہ اور مجموع الديون کے درمیان تباہیں کی مثال

مثال: مسئلہ ۱۵ تباہیں ترکہ ۱۲ روپے اجميل

قرض خواہ: جمیل (۰ اردوپے)	جمال (۵ اردوپے)	۱۰۸
۱۵	۳	۱۵

وضاحت: ہر قرض خواہ کے قرضہ کو ترکہ (تیرہ) سے ضرب دے کر مجموع الديون (پندرہ) پر تقسیم کر دیا گیا۔ تو ترکہ سے ہر قرض خواہ کا حصہ نکل آیا۔

ترکہ اور مجموع الديون کے درمیان توافق کی مثال

مثال: مسئلہ ۱۵ (توافق بالثلث) ترکہ ۹ روپے جمال

قرض خواہ: خالد (۰ اردوپے)	خوبیل (۵ اردوپے)	۶
۳	۳	۳

وضاحت: خالد کے قرضے (وس روپے) کو ترکہ کے وفق (تین) میں ضرب دیا، پھر حاصل ضرب (تمیں) کو مجموع الدین کے وفق (پانچ) پر تقسیم کیا تو خارج قسمت

(چھ) خالد کو ترکہ میں سے ملا۔ اور خویلڈ کے قرضے (پانچ) کو ترکہ کے وفق (تین) میں ضرب دیا، پھر حاصل ضرب (پندرہ) کو مجموع الدین کے وفق (پانچ) پر تقسیم کیا تو خارج قسمت (تین) خویلڈ کو ملے۔

ترکہ اور مجموع الدیون کے درمیان مداخل کی مثال

مثال: مسئلہ ۱۵	ترکہ ۵ روپے	عکرم
قرض خواہ: کریم (۰۰ روپے)	اکرم (۵ روپے)	
۳	۱	۳

وضاحت: پندرہ اور پانچ میں مداخل ہے۔ پانچ تین مرتبہ میں پندرہ کو کاٹ دیتا ہے۔ پس ۱۵ کا داخل ۳ ہے۔ اب کریم کے قرضے دس کو کل قرضہ کے داخل ۳ پر تقسیم کیا تو تین صحیح ایک بیٹا تین ۳ یعنی تہائی حاصل ہوا یہ ترکہ میں سے کریم کا حصہ ہے اور اکرم کے ۵ کو ۳ سے تقسیم کیا تو ایک صحیح دو بیٹا تین ۱ یعنی دو تہائی حاصل ہوا۔ یہ اکرم کا ترکہ سے حصہ ہے۔

نوٹ: مداخل کی ایک ہی مثال (مجموع الدیون کے زیادہ ہونے کی) اس لیے دی گئی ہے کہ مداخل میں مجموع الدیون کے زیادہ ہونے کی صورت میں ہی قرض خواہوں کو ان کے قرضوں کے نسبت سے قرضوں سے کم ملیں گے۔ اگر مداخل کی صورت میں ترکہ زیادہ ہو اور قرض خواہوں کے قرضے کم ہوں تو ان کو پورے قرضے ترکہ سے مل جائیں گے، اور باقی ماندہ ترکہ درمیان تقسیم ہو گا، قرض خواہوں کے درمیان تقسیم کی نوبت ہی نہ آئے گی۔

اگر ترکہ میں کسر ہو؟

اگر ترکہ میں کسر ہو یعنی نصف ($\frac{1}{2}$) یا چوتھائی ($\frac{1}{4}$) یا تہائی ($\frac{1}{3}$) وغیرہ ہو تو ترکہ اور صحیح دونوں کو پھیلا دیں گے۔ اور پھیلانے کا طریقہ یہ ہے کہ سالم ترکہ کو کسر کے مخرج میں ضرب دیں گے کہ پھر حاصل ضرب میں مقدار کسر کا اضافہ کر دیں گے تو سارا ترکہ پھیل جائے گا۔ اسی طرح صحیح کو کسر کے مخرج میں ضرب دیں گے تو صحیح پھیل جائے گی۔ پھر دونوں مبلغوں میں نسبت دیکھ کر گذشتہ قاعدے جاری کر دیں گے یعنی توافق کی صورت میں ۱۔ کسر کی صورت میں لکیر (-) کے اوپر مقدار کسر، پیچے مخرج کسر اور برابر میں داشتی طرف سالم عدد لکھا جاتا ہے۔

ہر وارث کے سہام کو ترکہ کے وفق میں ضرب دیں گے، پھر حاصل ضرب کو صحیح کے وفق پر تقسیم کر دیں گے! اور تباین کی صورت میں ہر وارث کے سہام کو کل ترکہ میں ضرب دیں گے! پھر حاصل ضرب کو کل صحیح پر تقسیم کر دیں گے، تو ”خارج قسمت“ دونوں صورتوں میں ہر وارث کا ترکہ میں سے حصہ ہو گا۔

نوت: یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ کسر کو جب بٹوں میں لکھا جاتا ہے، تو اور پر کسر کی مقدار ہوتی ہے اور نیچے مخرج ہوتا ہے، مثلاً: نصف کو $\frac{1}{2}$ (ایک بٹا دو) لکھتے ہیں تو اس میں ایک کسر یا مقدار کسر ہے، اور دونصاف کا مخرج ہے۔ اسی طرح چوتھائی کو $\frac{1}{4}$ (ایک بٹا چار) لکھتے ہیں، اس میں ایک کسر ہے اور چار ربع کا مخرج ہے، اسی طرح پون کو $\frac{3}{4}$ (تین بٹا چار) لکھتے ہیں تو اس میں کسر یا مقدار کسر ہے اور چار مخرج ہے۔

وَإِنْ كَانَ فِي التُّرِكَةِ كُسُورٌ فَابْسُطِ التُّرِكَةَ وَالْمَسْلَةَ كَلْتَهُمَا: أَيْ اجْعَلْهُمَا مِنْ جِنْسِ الْكَسْرِ، ثُمَّ قَدْمُ فِيهِ هَا وَسَمْنَاهَا.

ترجمہ: اگر ترکہ میں کسر ہو تو ترکہ اور مسلکہ (صحیح) دونوں کو پھیلا لیجیے! یعنی دونوں کو کسر کی جنس سے بنایجیے، پھر اس میں وہ (قواعد) جاری کیجیے جو ہم نے لکھے ہیں۔

توافق کی مثال

میتا مسلکہ مبسوطہ ۱۲ ترکہ: ساڑھے سات ($\frac{7}{4}$) ترکہ مبسوطہ: ۱۵ اعاقفہ

زوج	ام	اب
نصف	ثلث الباقی	عصبه
۲	۱	۳

ترکہ سے ہے $\frac{3}{2} + \frac{1}{3} = \frac{11}{6}$ مجموعے $\frac{1}{4}$

وضاحت: ترکہ ساڑھے سات ($\frac{7}{4}$) ہے، نصف کا کسر ختم کرنے کے لیے سات کو دو (کسر کے مخرج) میں ضرب دیا، اور حاصل ضرب (چودہ) میں مقدار کسر (ایک) کو جوڑ دیا تو کل ترکہ پھیل کر پندرہ ہو گیا۔

لی یہ پوری عبارت سراجی کے بعض شخوں میں نہیں ہے؛ اس لیے شریفیہ وغیرہ میں شارحین نے اسے ذکر نہیں کیا ہے۔

پھر تصحیح (چھ) کو کسر کے مخرج (دو) میں ضرب دیا تو حاصل ضرب (بارہ) ہوا یعنی تصحیح (چھ) پھیل کر بارہ ہو گئی۔

پھر بارہ اور پندرہ میں چوں کہ ”توافق بالشیع“ کی نسبت ہے؛ اس لیے پندرہ کا وفق (پانچ) اور بارہ کا وفق (چار) نکلا۔

پھر ہر دارث کو تصحیح (چھ) سے ملنے ہوئے شہام کو پندرہ کے وفق (پانچ) میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو بارہ کے وفق (چار) سے تقسیم کیا تو خارج قسمت ہر دارث کو ترکہ (سائز ہی سات) سے ملا ہوا حصہ نکل آیا۔

پھر سارے حصوں کو جوڑ کر تقسیم کی صحت جانچ لی۔ میزان سکھ ہوئی۔

تباین کی مثال: مذکورہ بالامثال میں اگر ترکہ سوا چھ ($\frac{1}{3}$) ہو تو یہ تباہن کی مثال ہو گی۔ اس صورت میں چوتھائی کی کسر کو دور کرنے کے لیے چھ کو چار میں ضرب دیں گے۔ پھر حاصل ضرب ۲۳ میں مقدار کسر ایک کو جوڑ دیں گے تو ۲۵ ہو گا۔ یہ ترکہ ببسی طے ہے۔ پھر مسئلہ چھ کو بھی چار میں ضرب دیں گے تو ۲۴ حاصل ہو گا۔ یہ مسئلہ ببسی طے ہے۔ اور پھیس اور چوبیس میں تباہن کی نسبت ہے؛ اس لیے ہر دارث کے شہام کو ۲۵ میں ضرب دے کر ۲۴ پر تقسیم کر دیں گے تو خارج قسمت ہر دارث کا ترکہ سے ملا ہوا حصہ ہو گا۔ پھر صحت کو جانچنے کے لیے سارے حصوں کو جوڑ لیں گے۔ تجزیہ یہ ہے:

اصل مسئلہ اصل مسئلہ ببسی طے ۲۴ ترکہ: سوا چھ ($\frac{1}{3}$) ترکہ ببسی طے: ۲۵ عاتقہ میتھ

زوج	ام	اب	
نصف	ثلث الباقی	عصبه	
۲	۱	۳	
ترکہ سے ۶	۳	۳	ترکہ سے ۶ یعنی سوا چھ
مجموع ۶	$\frac{۱}{۲۴}$	$\frac{۱}{۲۴}$	

فصل

تخارج کا بیان

تخارج کے کہتے ہیں؟ ترکہ میں کبھی کوئی چیز کسی وارث کے لیے زیادہ مناسب اور مرغوب ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں اگر کوئی وارث ترکہ میں سے کوئی مناسب متعین چیز لے کر اپنے حصہ وراثت سے دست بردار ہونا چاہیے اور دوسرے ورثے بھی بطیب خاطرا یہا کرنے پر راضی ہوں تو ایسا کرنا جائز ہے، خواہ وہ کوئی بھی چیز لے: دوکان، مکان، باغ اور اراضی کے قبیل سے لے یا نقد روپے پہنچے لے۔ کسی چیز کی تخصیص نہیں۔ ایسا کرنے کو اصطلاح فرانش میں ”تخارج یا مصالحت“ کہا جاتا ہے۔

تخارج: خروج (نکنا) سے باب تفاصیل ہے: **تخارج الشُّرَكَاء:** آپس میں تقسیم کرنا۔

اصطلاحی تعریف: ایک یا چند وارثوں کا ترکہ میں سے باہمی رضامندی سے کوئی متعین چیز لے کر باقی ترکہ سے دست بردار ہو جانا۔

تصالح الوراثة على إخراج بعضهم عن الميراث بشيء معلوم من التركة۔^۱
تخارج کے لیے شرط: صلح کے لیے وارث کا ”عاقل“ ہونا شرط ہے، بالغ اور آزاد وغیرہ ہونا شرط نہیں۔^۲

قاعدہ: اگر کوئی وارث مصالحت کر لے تو پہلے تمام ورثہ کو لکھ کر مسئلہ کی صحیح کی جائے گی پھر صلح کرنے والے کا حصہ صحیح سے گھنادیا جائے گا، گھٹانے کے بعد باقی ماندہ سہام پر ترکہ تقسیم کیا جائے گا۔ پہلی مثال:

ذکی	مسئلہ ۲-۳ = ۳		
میتوں			زوج (مصالح)
عم	ام	مشت	نصف
۱	۲	۳	

۱۔ شریفہ (ص ۵۸) علامہ شاہی رحمۃ اللہ علیہ نے ”عین او دین“ کا اضافہ فرمایا ہے۔ (رواہ تاریخ: ۵۲۶/۵)۔
۲۔ الدر المختار مع رواہ تاریخ: (۵۲۶/۳) کتاب الصلح۔

وضاحت: اس مثال میں شوہر مصالح ہے وہ تمام ورش کی رضامندی سے اپنے ذمہ (مثلا) مہر کے باقی رہنے کی وجہ سے بیوی کے حصے سے دست بردار ہو گیا ہے، لہذا شوہر سمیت تمام ورش کو لکھ کر تصحیح کی گئی، پھر تصحیح چھ سے، شوہر کے حصے تین کو گھٹا دیا، اس کے بعد باقی ماندہ تین میں سے دو ماں کو اور ایک پیچا کو ملا۔

نوبت: شوہر کے بجائے اگر ماں صلح کر لیتی تو اس کا حصہ دو، تصحیح چھ سے گھٹا دیا جاتا، اور پیچا کے صلح کرنے کی صورت میں تصحیح چھ سے اس کا حصہ ایک گھٹایا جاتا۔ پہلی صورت میں تصحیح چھ کے بجائے چار سے اور دوسری صورت میں چھ کے بجائے پانچ سے ہوتی۔

دوسری مثال: مسئلہ ۳۲x۸ تصلی ۲۵ = ۷ - ذکر

زوجہ	ابن (مصالح)	ابن $\frac{1}{2}$	ابن	ابن
شمن	عصب			
۷	۷	۷	۷	۷
		۱		

وضاحت: اس مثال میں مسئلہ کی تصحیح ۳۲ سے ہوئی ہے۔ پھر جس لڑکے نے مصالحت کر لی ہے اس کا حصہ تصحیح سے گھٹا دیا تو باقی ماندہ ۲۵ سے مسئلہ کی تصحیح ہو گی۔

فضلٌ فِي التَّخَارُجِ

مَنْ صَالَحَ عَلَى شَيْءٍ مِنَ التِّرِكَةِ فَاطْرَأْخُ سِهَامَةُ مِنَ التَّضْرِيجِ،
ثُمَّ أَقْسِمُ مَا بَقِيَ مِنَ التِّرِكَةِ عَلَى سِهَامِ الْبَاقِينَ، كَزَوْجٌ وَأَمٌّ وَعَمٌ؛
فَصَالَحَ الرَّزْوَجُ عَلَى مَا فِي ذِمَّتِهِ مِنَ الْمَهْرِ، وَخَرَجَ مِنَ الْبَيْنِ،
فَيُقْسِمُ بَاقِي التِّرِكَةِ بَيْنَ الْأُمْ وَالْعَمِ أَثْلَاثًا بِقَدْرِ سِهَامِهِمَا: سَهْمًا
لِلْأُمِّ، وَسَهْمًا لِلْعَمِ.

أَوْ زَوْجَةٍ وَأَرْبَعَةِ بَنِينَ فَصَالَحَ أَحَدُ الْبَنِينَ عَلَى شَيْءٍ، وَخَرَجَ مِنَ
الْبَيْنِ، فَيُقْسِمُ بَاقِي التِّرِكَةِ عَلَى خَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ سَهْمًا: لِلْمَرْأَةِ
أَرْبَعَةُ سَهْمٍ، وَلِكُلِّ ابْنٍ سَبْعَةً.

ترجمہ: (یہ) فضل مصالحت (کے بیان) میں ہے: جو وارث ترکہ میں سے کسی

(معین) چیز پر (تمام درشد سے) صلح کر لے، تو اس کے حصے کو صحیح سے گھٹا دیں پھر جو (مصالححت کرنے والے کے لینے کے بعد) فتح جائے، اُسے بقیہ (درشد پران) کے حصوں کے مطابق تقسیم کر دیں، جیسے: شوہر، ماں اور پچھا؛ تو شوہرنے جو کچھ اس کے ذمہ ہے یعنی مہر پر صلح کر لی، اور درمیان سے نکل گیا؛ تو باقی تر کہ ماں اور پچھا کے درمیان ان دونوں کے حصوں کے مطابق تھائیوں کے لحاظ سے تقسیم ہو گا؛ دو حصے ماں کو اور ایک حصہ پچھا کو ملے گا۔ یا ایک بیوی اور چار لڑکے؛ پس ایک لڑکے نے (تمام درشد سے) کسی چیز پر صلح کر لی، اور درمیان سے نکل گیا تو (اس چیز کے علاوہ) باقی تر کہ پچھیں حصوں پر تقسیم ہو گا؛ بیوی کو چار حصے اور (تینوں لڑکوں میں سے) ہر لڑکے کو سات (سات) حصے ملیں گے۔ اشکال: اگر مصالح کو کا العدم مان کر مسئلہ کی صحیح میں شامل ہی نہ کیا جائے تو کیا حرج ہے؟ تاکہ اس کا حصہ گھٹانے کی نوبت نہ آئے۔

جواب: ایسا کیا جائے گا تو تقسیم ترکہ میں بڑی خرابی لازم آئے گی۔ مثلاً: پہلی مثال میں زوج (مصالح) کو شامل کرنے کی صورت میں ماں کو دو مل رہے ہیں؛ لیکن اگر زوج کو کا العدم مان کر ترکہ تقسیم کیا جائے گا تو ماں کو ایک ملے گا، اور ایسا کرنا درست نہیں، اجماع کے خلاف ہے۔

زوج مصالح کو کا العدم ماننے کی صورت میں مسئلہ کی صحیح اس طرح ہوگی:

مسئلہ ۳	میت	ذکیہ
ام	ام	عم
ملکہ		عصبہ
۱		۲

فائدہ: اگر بعض وارث بعض سے کوئی چیز لے کر ترکہ نہ لینے پر مصالحت کر لے تو اس کا قاعدہ یہ ہے کہ مصالحت کرنے والے کا ترکہ جس سے مصالحت ہوئی ہے اس کو دیا جائے گا، مثلاً: اگر شوہر، ماں اور پچھا کسی کے وارث ہوں، اور پچھا، شوہر سے کوئی چیز لے کر اپنا حصہ اُسے دینے پر راضی ہو جائے، تو تقسیم ترکہ کے بعد پچھا کا حصہ شوہر کو دیا جائے گا

جیسے:

ذکریہ	مسئلہ ۶
عمر	زوج
ام	نصف
ملث	چچا کا حصہ
(مصالح از شوہر)	$2 = 1 + 3$
عصبہ	
۱	

باب —

رد کا بیان

رد، یورد، ردः کے لغوی معنی ہیں: لوٹانا، واپس کرنا۔

اصطلاحی تعریف: ذوی الفرض کو حصہ دینے کے بعد اگر کچھ فیج جائے اور کوئی عصبہ نہ ہو تو دوبارہ نسبی اصحاب فرائض کو ان کے حصوں کے مطابق دینا۔

رو: صرف نسبی اصحاب فرائض پر ہوتا ہے، ان کو "من یُرْدُ علیه" کہتے ہیں، اور زوجین: چوں کہ نسبی رشتہ دار نہیں ہیں؛ اس لیے ان پر رو نہیں ہوتا، ان کو "من لا یُرْدُ علیه" کہتے ہیں۔

رو: عوں کی ضد ہے، عوں میں اصل مسئلہ سے حصے بڑھ جاتے ہیں اور رو میں اصل مسئلہ سے حصے کم رہ جاتے ہیں، یعنی ذوی الفرض کو دینے کے بعد کچھ فیج جاتا ہے۔

مالک: جمہور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ائمۃ احناف کا مسلک یہ ہے کہ زوجین کے علاوہ تمام اصحاب فرائض پر رو ہوگا؛ لیکن صحابی رسول حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ رو کے قائل نہیں ہیں، ان کے نزدیک ذوی الفرض کو دینے کے بعد باقی مانده مال، "بیت المال" میں رکھ دیا جائے گا، حضرت امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کا یہی مسلک ہے۔

لیکن متاخرین شوافع نے بیت المال کے غیر منظم ہونے کی صورت میں خنیہ کے قول کے مطابق فتوی دیا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ایک روایت احناف کے مسلک کے مطابق ہے۔ المشهور من مذهب مالک: اللہ لبیت المال و ان لم یکن منتظماً، وهو ملحد الشافعی وروی عن مالک كقولنا، وبه الفتی متأخر و الشافعیة إذا لم ینظم أمر بیت المال، أفاده فی غدر الأفکار۔ (رد المحتار: ۵/۵۵۶) کتبہ دشیدیہ پاکستان)

بَابُ الرَّدُّ

الرَّدُّ: ضِدُّ الْعَوْلِ، مَا فَضَلَ عَنْ فَرْضٍ ذُو الْفُرُوضِ، وَلَا
مُسْتَحْقَقٌ لَهُ يُرَدُّ عَلَى ذُو الْفُرُوضِ بِقَدْرِ حُقُوقِهِمْ إِلَّا عَلَى
الزَّوْجِينَ؛ وَهُوَ قَوْلُ عَامَةِ الصَّحَابَةِ — رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ — وَبِهِ
أَخَذَ أَصْحَابُنَا — رَحْمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى — وَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابَةَ —
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ — الْفَاضِلُ لِبَيْتِ الْمَالِ وَبِهِ أَخَذَ مَالِكَ وَالشَّافِعِيَّ
رَحْمَهُمَا اللَّهُ تَعَالَى.

ترجمہ: رد: عوں کی ضد ہے۔ اصحاب فرانفس کے مقررہ حصے سے جو کچھ فتح جائے،
اور اس کا کوئی مستحق نہ ہو تو زوجین کے علاوہ تمام اصحاب فرانفس پر ان کے حصوں کے بقدر
لوٹایا جائے گا اور یہا کثر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا قول ہے۔ اور اسی کو ہمارے اصحاب
(احناف) رحمہم اللہ تعالیٰ نے اختیار فرمایا ہے۔ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ
فرماتے ہیں: (اصحاب فرانفس سے) بچا ہوا مال بیت المال کے لیے ہے؛ اور اسی کو امام
مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ نے اختیار فرمایا ہے۔

فائدہ: اگر میاں بیوی کے علاوہ میت کا کوئی دوسرا اوراثہ نہ ہو، مثلاً: ذوی الارحام،
مولی الموالات، مقرولاً بالنسب علی الغیر، اور موصی لہ بجمعیع المال نہ ہوں، نیز بیت
المال بھی نہ ہو؛ یا بیت المال ہو تو؛ لیکن شرعی نقطہ نظر سے غیر منظم ہو، یعنی اس میں جمع کیا
ہوا مال صحیح مصرف میں خرچ نہ کیا جاتا ہو، تو ان صورتوں میں متاخریں احناف نے زوجین
پر ”رد“ کرنے کا فتویٰ دیا ہے۔

رد کے مسائل کی چار قسمیں ہیں:

۱۔ ”من يُرَدُّ عَلَيْهِ“ کی صرف ایک جنس ہو۔

۲۔ ”من يُرَدُّ عَلَيْهِ“ کی متعدد اجناس ہوں۔

۱۔ قال في القنية: ويُفتَنُ بالزَّدِ عَلَى الزَّوْجِينَ فِي زَمَانِنَا لِفَسَادِ بَيْتِ الْمَالِ وَفِي الْمُسْتَصْفَى:
الفَتْوَى الْيَوْمَ عَلَى الرَّدِّ عَلَى الزَّوْجِينَ عِنْدِهِمْ عَدَمُ الْمُسْتَحْقَقِ لِعَدَمِ بَيْتِ الْمَالِ، إِذَا الظَّلْمَةُ لَا يَصْرُفُونَهُ
إِلَى مَصْرَفِهِ. (رد المحتار: ۵/۵۵۶) (۵/۵۳۹) کتاب الفرانفس (۵/۸۸) کتاب الولاء۔

۳—"من يُرَدُّ عَلَيْهِ" کی ایک جنس کے ساتھ "من لا يُرَدُّ عَلَيْهِ" بھی ہو۔
 ۴—"من يَرَدُ عَلَيْهِ" کی متعدد اجناس کے ساتھ "من لا يُرَدُّ عَلَيْهِ" بھی ہو۔
 پہلا قاعدہ: اگر مسئلہ میں "من يَرَدُ عَلَيْهِ" کی صرف ایک جنس ہو تو مسئلہ ان کی تعداد سے بنایا جائے گا۔ مثلاً: مسئلہ دو سے بننے کا اگر صرف دو لڑکیاں ہوں، یا صرف دو بہنیں یا صرف دو دادیاں ہوں۔

ثُمَّ مَسَائِلُ الْبَابِ عَلَى أَقْسَامِ أَرْبَعَةٍ، أَحَدُهَا: أَنْ يَكُونَ فِي الْمَسْأَلَةِ جِنْسٌ وَاحِدٌ مِمَّنْ يُرَدُّ عَلَيْهِ، عِنْدَ عَدْمِ مَنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْهِ، فَاجْعَلِ الْمَسْأَلَةَ مِنْ رُؤُوسِهِمْ. كَمَا لَوْ تَرَكَ بِتُّينَ، أَوْ أَخْتَيْنَ، أَوْ جَدَّيْنَ فَاجْعَلِ الْمَسْأَلَةَ مِنْ اثْنَيْنَ.

ترجمہ: پھر "باب الرد" کے مسائل چار قسموں پر ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ مسئلے میں "من يُرَدُّ عَلَيْهِ" کی ایک جنس ہو "من لا يُرَدُّ عَلَيْهِ" کی عدم موجودگی میں، تو مسئلہ ان کی تعداد سے بنائیے! جیسے: اگر میت صرف دو لڑکیاں، یا صرف دو بہنیں، یا صرف دو دادیاں چھوڑتے تو مسئلہ دو سے بنائیے جیسے:

رُفِقٌ	مسَلَّةٌ
بَنْتٌ	مِيتٌ
١	

دوسرा قاعدہ: اگر "من يَرَدُ عَلَيْهِ" کی دو یا تین جنسیں ہوں اور "من لا يُرَدُّ عَلَيْهِ" نہ ہو تو مسئلہ ان کے مجموعہ سہام سے بنایا جائے گا۔ مثلاً: مسئلہ دو سے بننے کا اگر مسئلے میں دو سدس ہوں، اور تین سے بننے کا اگر ثلث اور سدس ہوں، اور چار سے بننے کا اگر نصف اور سدس ہوں، اور پانچ سے بننے کا اگر ثلثان اور سدس یا نصف اور دو سدس یا نصف اور ثلث اور سدس ہوں۔

وَالثَّانِيُّ: إِذَا اجْتَمَعَ فِي الْمَسْأَلَةِ جِنْسَانٌ، أَوْ ثَلَاثَةُ أَجْنَاسٍ مِمَّنْ يُرَدُّ عَلَيْهِ، عِنْدَ عَدْمِ مَنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْهِ، فَاجْعَلِ الْمَسْأَلَةَ مِنْ سِهَامِهِمْ: أَغْنَى مِنْ اثْنَيْنِ إِذَا كَانَ فِي الْمَسْأَلَةِ مُدْسَانٌ؛ أَوْ مِنْ ثَلَاثَةَ إِذَا كَانَ

فِيهَا ثُلُثٌ وَسُدُسٌ؛ أَوْ مِنْ أُرْبَعَةِ إِذَا كَانَ فِيهَا نِصْفٌ وَسُدُسٌ؛ أَوْ مِنْ خَمْسَةِ إِذَا كَانَ فِيهَا ثُلُثَانٌ وَسُدُسٌ؛ أَوْ نِصْفٌ وَسُلْسَانٌ؛ أَوْ نِصْفٌ وَثُلُثٌ.

ترجمہ: اور دوسرا (قاعدہ): جب مسئلے میں "من یرد علیہ" کی دو یا تین صنفیں جمع ہو جائیں۔—"من لا یرد علیہ" کی عدم موجودگی میں۔ تو مسئلہ ان کے حصوں سے بنا لیجئے! یعنی دو سے جب کہ مسئلے میں دو سدھوں ہوں؛ یا تین سے جب کہ مسئلے میں ٹلکھ اور سدھوں ہوں؛ یا چار سے جب کہ مسئلے میں نصف اور سدھوں ہوں؛ یا پانچ سے جب کہ مسئلے میں شلشان اور سدھوں ہوں؛ یا نصف اور دو سدھوں ہوں؛ یا نصف اور ٹلکھ ہوں۔

فاائدہ: مسئلہ رویہ میں "من یرد علیہ" کی صرف تین جنسیں ہو سکتی ہیں چار نہیں ہو سکتیں؛ اس لیے مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے جنسانِ اُو ٹلاٹھُ اجناسِ کہا جنسان اُو اکثر نہیں کہا۔

امثلہ

دو سدھوں کی مثال: مسئلہ ۶ رویہ مسئلہ ۲ راشد

اُخت لام	چدہ
----------	-----

سدھ	سدھ
-----	-----

۱	۱
---	---

ٹلکھ اور سدھوں کی مثال: مسئلہ ۷ رویہ مسئلہ ۳ رشید

ام	اُخ لام
----	---------

سدھ	ٹلکھ
-----	------

۱	۲
---	---

نصف اور سدھوں کی مثال: مسئلہ ۸ رویہ مسئلہ ۴ رُشدی

بنت الابن	بنت
-----------	-----

سدھ	نصف
-----	-----

۱	۳
---	---

شلشان اور سدھوں کی مثال: مسئلہ ۹ رویہ مسئلہ ۵ ارشاد

ام	بنت
----	-----

سدھ	شلشان
-----	-------

۱	۲
---	---

نصف اور دو سدس کی مثال: مسئلہ ۲	ردیہ مسئلہ ۵	مرشد
بنت	بنت الابن	ام
نصف	سدس	سدس
۳	۱	۱

نصف اور ثلث کی مثال: مسئلہ ۶	ردیہ مسئلہ ۵	راشدہ
اخت		ام
نصف		ثلث
۳		۲

ان تمام مثالوں میں پہلے ”مخارج الفرض“ کے قاعدے سے مسئلہ بنایا گیا، پھر سہام نجح جانے کی وجہ سے رد کے ذکورہ بالا قاعدے سے تمام سہام کو جوڑ کر مسئلہ کے اوپر رد کا نشان بننا کر سہام کا مجموعہ لکھ دیا گیا۔ اب مخراج الفرض کے قاعدے سے بننا ہوا مسئلہ کا عدم ہو گیا۔ اور مسئلہ ردیہ ہو گیا۔

تیرا قاعدہ: اگر ”من یُرَدْ عَلَیْهِ“ کی ایک جنس کے ساتھ ”من لا یُرَدْ عَلَیْهِ“ بھی ہو تو ”من لا یُرَدْ عَلَیْهِ“ کے حصے سے مسئلہ بننا کر اسے دے دیا جائے گا، پھر اگر اس کا باقی ماندہ ”من یُرَدْ عَلَیْهِ“ کی تعداد کے برابر ہو تو ”من یُرَدْ عَلَیْهِ“ کو وہی باقی ماندہ دے دیا جائے گا۔ جیسے: شوہر اور عین لڑکیاں۔

اور اگر ”من لا یُرَدْ عَلَیْهِ“ کے مخرج سے بجا ہوا ”من یُرَدْ عَلَیْهِ“ کی تعداد کے برابر نہ ہو تو ماقیہ اور ”من یُرَدْ عَلَیْهِ“ کی تعداد میں نسبت دیکھی جائے گی، اگر توافق (یا تداخل) کی نسبت ہو تو ”من یُرَدْ عَلَیْهِ“ کے وفق (یا داخل) کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے۔ جیسے: شوہر اور چھڑکیاں۔

اور اگر دونوں میں تباہیں کی نسبت ہو تو ”من یُرَدْ عَلَیْهِ“ کے کل روؤس کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے حاصل ضرب سے مسئلہ کی صحیح ہو گی۔ جیسے: شوہر اور پانچ لڑکیاں۔

وَالثَّالِثُ: أَنْ يَكُونَ مَعَ الْأُولِيَّ مَنْ لَا يُرَدْ عَلَيْهِ فَاعْطِ فَرْضَ مَنْ لَا

يُرَدُّ عَلَيْهِ مَنْ أَقْلَ مَخَارِجَهُ، فَإِنْ اسْتَقَامَ الْبَاقِي عَلَى رُؤُسِهِ مَنْ يُرَدُّ عَلَيْهِ، فَبِهَا، كَزُوْجٍ وَثَلَاثَ بَنَاتٍ.

وَإِنْ لَمْ يَسْتَقِمْ، فَاضْرِبْ وَفَقَ رُؤُسَهُمْ فِي مَخْرَجٍ فَرْضٍ مَنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْهِ، إِنْ وَافَقَ رُؤُسَهُمُ الْبَاقِي؛ كَزُوْجٍ وَسَيْتَ بَنَاتٍ؛ وَإِنْ فَاضْرِبْ كُلَّ رُؤُسَهُمْ فِي مَخْرَجٍ فَرْضٍ مَنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْهِ، فَالْمُبْلَغُ تَصْحِيحُ الْمُسْكَلَةِ كَزُوْجٍ، وَخَمْسَ بَنَاتٍ.

ترجمہ: اور تیرا (قاude) یہ ہے کہ: پہلے (یعنی منْ يُرَدُّ عَلَيْهِ کی ایک جنس) کے ساتھ "منْ لا يرَد عَلَيْهِ" ہو تو "منْ لا يُرَدُّ عَلَيْهِ" کا حصہ اس کے اقل مخرج سے دیکھیے۔ اب اگر باقی "منْ يُرَدُّ عَلَيْهِ" کے رووس کے برابر ہو تو بہت اچھا! جیسے: شوہر اور تین لڑکیاں۔

اور اگر برابرنہ ہوتا ان (من یرَد عَلَيْهِ) کے رووس کے وفق کو "منْ لا يُرَدُّ عَلَيْهِ" کے حصے کے مخرج میں ضرب دیکھیے۔ اگر باقی اور ان کے رووس میں توافق کی نسبت ہو، جیسے: شوہر اور چھوٹ کیاں۔ ورنہ من یرَد عَلَيْهِ کے کل رووس کو من لا یرَد عَلَيْهِ کے حصے کے مخرج میں ضرب دیکھیے، پس حاصل ضرب (سے) مسئلہ کی تصحیح ہوگی، جیسے: شوہر اور پانچ لڑکیاں۔

تخریج امثلہ

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ عبارت میں تین مثالیں دی ہیں: پہلی مثال: "من لا يرَد عَلَيْهِ" سے بچے ہوئے میں اور من يرَد عَلَيْهِ کی تعداد میں تماشی کی ہے۔ دوسری: توافق یا تداخل کی، اور تیسری: تباہی کی ہے۔ اور مسئلہ ردیہ ہونا اسی وقت معلوم ہوگا جب پہلے مخارج الفرض کے قاعدوں سے مسئلہ کی تخریج کی جائے گی۔ جب یہ معلوم ہو جائے تو پھر باب الرد کے قاعدے سے مسئلہ بنایا جائے گا۔

پہلی مثال: زوج اور تین بنت کی ہے۔ مخارج الفرض کے خالطے سے مسئلہ بارہ سے بنے گا۔ رباع یعنی تین زوج کو اور تیسرا یعنی آٹھ لڑکیوں کو دیں گے تو ایک بچ جائے گا۔ معلوم ہوگا کہ مسئلہ ردیہ ہے۔ پس اب مسئلہ اس طرح بنائیں گے۔

میت مسئلہ ۲	ب ۲	مثال: مسئلہ ۲
زوج		
رمع		
۱		

وضاحت: شوہر کے حصہ رمع کے مخرج چار سے مسئلہ بنا کر شوہر کو ایک دیا تو باقی تین بچا۔ اور اتفاق سے لاڑکیوں کی تعداد بھی تین ہے؛ اس لیے باقی تین لاڑکیوں کو دے دیا۔

دوسرا مثال: زوج اور چھ بنت کی ہے۔ مخارج الفرض کے قاعدوں سے مسئلہ بارہ سے بنے گا۔ رمع یعنی تین زوج کو اور شلشان یعنی آٹھ لاڑکیوں کو دیں گے تو ایک بچے گا اور معلوم ہو گا کہ مسئلہ رد یہ ہے؛ اس لیے اب مسئلہ اس طرح بنائیں گے۔

میت مسئلہ ۲ ب ۳	۲۴ تص	مثال: مسئلہ ۲
زوج		
رمع		
۱		

وضاحت: شوہر کے حصہ رمع کے مخرج چار سے مسئلہ بنا کر شوہر کو ایک دیا تو باقی تین بچا۔ اور تین اور لاڑکیوں کے عدد دو وس چھ میں مداخل ہے۔ تین دو مرتبہ میں چھ کو کاشتا ہے۔ پس چھ کا داخل دو ہے؛ اس لیے لاڑکیوں کے عدد دو وس چھ کے داخل دو کا صل مسئلہ چار میں ضرب دیا تو صحیح آٹھ سے ہوئی۔ پھر دو کو شوہر کے حصہ ایک میں ضرب دیا تو اس کو دو ملے اور دو کو تین باقی میں ضرب دیا تو چھ حاصل ہوئے جو لاڑکیوں کو دے دیے۔

تیسرا مثال: زوج اور پانچ بنت کی ہے۔ مخارج الفرض سے مسئلہ بنا کر دیکھیں گے تو یہ مسئلہ بھی رد یہ ہو گا؛ اس لیے اب مسئلہ اس طرح بنائیں گے۔

میت مسئلہ ۲ ب ۳	۵۵ تص	مثال: مسئلہ ۲
زوج		
رمع		
۱		

۱۔ یہاں مداخل اور توافق کا حکم ایک ہے۔

ووضاحت: باقی تین اور لڑکیوں کے روؤس پانچ میں تباہی ہے؛ اس لیے کل عدد روؤس (پانچ) کا صل مسئلہ چار میں ضرب دیا تو میں سے پانچ ہوئی پھر پانچ کوشہر کے حصہ ایک میں ضرب دیا تو اس کو پانچ ملے۔ اور باقی تین میں پانچ کو ضرب دیا تو لڑکیوں کو پندرہ ملے۔

چوتھا قاعدہ: اگر "من لا یرد علیہ" کی دو یا تین جنسوں کے ساتھ "من لا یرد علیہ" بھی ہو تو "من لا یرد علیہ" اور "من یرد علیہ" دونوں کے مسئلے الگ الگ بنائے جائیں گے پھر اگر "من لا یرد علیہ" کو دینے کے بعد اس کے باقیہ اور "من یرد علیہ" کے مسئلے میں تمائل کی نسبت ہو تو باقیہ "من یرد علیہ" کو دے دیا جائے گا، اور "من لا یرد علیہ" کا مخرج ہی "من یرد علیہ" کا مخرج ہوگا۔ یاد رکھنا چاہیے کہ تمائل کی صرف ایک مثال ہے اور وہ یہ ہے کہ بیوی کو رفع دیا جائے اور "من یرد علیہ" کا مسئلہ تین سے بنے، جیسے: بیوی، چار داؤ یا اور چھا خیانی ہہنیں۔

اور اگر "من لا یرد علیہ" کو دینے کے بعد باقیہ اور "من یرد علیہ" کے مسئلے میں تمائل نہ ہو تو "من یرد علیہ" کے مسئلے کو "من لا یرد علیہ" کے مسئلے میں ضرب دیں گے "حاصل ضرب" سے ہر ایک کا حصہ نکلے گا، جیسے: چار بیوی، نولڑکی اور چھوادی۔

حصہ نکالنے کا طریقہ: یہ ہے کہ "من لا یرد علیہ" کے حصے کو "من یرد علیہ" کے مسئلے میں ضرب دیں گے، اور "من یرد علیہ" کے حصوں کو "من لا یرد علیہ" کے باقیہ میں ضرب دیں گے، اس کو خوب ذہن نشیں کر لیں۔

وَالرَّابِعُ: أَنْ يَكُونَ مَعَ الثَّانِيِّ مَنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْهِ، فَأُقْسِمُ مَا يَقْبَقُ مِنْ مَخْرَجٍ فَرْضٌ مَنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْهِ عَلَى مَسْأَلَةِ مَنْ يُرَدُّ عَلَيْهِ، فَإِنْ اسْتَقَامَ فِيهَا، وَهَذَا فِي صُورَةٍ وَاحِدَةٍ وَهِيَ أَنْ يَكُونَ لِلزَّوْجَاتِ الرُّبُعُ وَالبَاقِي بَيْنَ أَهْلِ الرَّدِّ أَهْلَاتًا؛ كَزَوْجَةٍ، وَأَرْبَعَ جَدَاتٍ، وَسِتَّ أَخْوَاتٍ لِأَمْ.

وَإِنْ لَمْ يَسْتَقِمْ فَاضْرِبْ جَمِيعَ مَسْأَلَةَ مَنْ يُرَدُّ عَلَيْهِ فِي مَخْرَجٍ فَرْضٌ مَنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْهِ، فَالْمُبْلَغُ مَخْرَجٍ فُرْضٌ الْفَرِيقَيْنِ؛ كَأَرْبَعٍ

رَوْجَاتٍ، تَسْعِ بَنَاتٍ وَسِتُّ جَدَاتٍ.

ثُمَّ اضْرِبْ سِهَامَ مَنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْهِ فِي فَسْلَةٍ مَنْ يُرَدُّ عَلَيْهِ وَسِهَامَ
مَنْ يُرَدُّ عَلَيْهِ فِيمَا يَقِنَ مَخْرَجٌ فَرْضٌ مَنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْهِ.

ترجمہ: اور چوتھا (قاعدہ) یہ ہے کہ دوسرے (یعنی من پر دعیہ کی دو یا تین جنسوں) کے ساتھ ”من لا یرد علیہ“ ہو، تو ”من لا یرد علیہ“ کے حصے کے مخرج سے جو بچے اسے ”من پر دعیہ“ کے مسئلے پر تقسیم کر دیجیے! اب اگر برابر ہو جائے تو بہت اچھا! اور یہ صرف ایک صورت میں ہوگا، اور وہ یہ ہے کہ بیویوں کے لیے ربع ہو، اور باقی اہل رہ (اصحاب فرض) کے درمیان تین حصے ہو کر تقسیم ہوتا ہو، جیسے بیوی، چار دادیاں اور چھ ماں شریک ہٹھیں۔ اور اگر برابر نہ ہو تو (خواہ کوئی بھی نسبت ہو) ”من پر دعیہ“ کے پورے مسئلے کو ”من لا یرد علیہ“ کے حصے کے مخرج میں ضرب دیں؛ اس طرح حاصل ضرب دونوں فریقوں کے حصوں کا مخرج ہوگا۔ جیسے: چار بیویاں، نو لڑکیاں اور چھ دادیاں۔

پھر (ہر ایک کا حصہ معلوم کرنے کے لیے) ”من لا یرد علیہ“ کے حصوں کو ”من پر دعیہ“ کے مسئلے میں ضرب دیں اور ”من پر دعیہ“ کے حصوں کو ”من لا یرد علیہ“ کے حصے کے مخرج کے باقی ماندہ میں ضرب دیں۔

تخریج امثلہ

مذکورہ بالاعبارت میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے دو مثالیں دی ہیں: ایک ”من لا یرد علیہ“ سے بچے ہوئے میں اور ”من پر دعیہ“ کے مسئلہ میں تماثل (براہری) کی۔ دوسری: عدم تماثل کی۔ دونوں مسئلہوں کی تخریج درج ذیل ہے:

پہلی مثال: زوجہ، ۲ جدہ اور ۶ اخت لام کی ہے۔ جب ”مخارج الفرض“ کے ضابطے سے مسئلہ بنائیں گے تو اندازہ ہو جائے گا کہ یہ مسئلہ رد یہ ہے؟ کیوں کہ مسئلہ بارہ سے بنے گا: تین زوجہ کو، ۲ جدات کو اور ۶ خوات لام کو دیں گے تو سہام کا مجموعہ نو ہوگا اور تین نجیج جائے گا؛ اس لیے اب مسئلہ اس طرح بنائیں گے:

مثال: مسئلہ ۲ ب ۳ × ۱۲ تھ ۳۸	مسئلہ ۲ روپیہ مسئلہ ۳ نبیل
زوجہ	۲/اخت لام
رعن	سدس
$\frac{1}{12}$	$\frac{1}{22}$

وضاحت: مذکورہ مثال میں مسئلہ رڈیہ تمیں سے بننا۔ اور ”من لا یر د علیہ“ سے بچا ہوا بھی تمیں ہے؛ اس لیے کسی عمل کی ضرورت نہیں؛ وہی بچا ہوا ”من یر د علیہ“ کو دے دیا جائے گا۔ اور ”من لا یر د علیہ“ کے مسئلہ ہی کو اصل مسئلہ مان لیا جائے گا۔ پھر صحیح کے قواعد کے مطابق صحیح کی جائے گی۔

دوسری مثال: ۲/ زوجہ: ۹/ بنت اور ۲/ جدہ کی ہے۔ یہ مسئلہ بھی جب ”مخارج الفرض“ کے قاعدے کے مطابق بنائیں گے تو اندازہ ہو جائے گا کہ یہ مسئلہ بھی رڈیہ ہے؛ کیوں کہ مسئلہ ۲۲ سے بننے گا۔ ۳ زوجات کو، ۱۶ بناں کو اور ۲ جدات کو دیں گے تو ایک بچ جائے گا؛ اس لیے اب مسئلہ اس طرح لکھیں گے۔

مسئلہ ۸ ب ۷ × ۵ تھ ۳۲ × ۳۲ تھ ۱۳۲	مسئلہ ۲ روپیہ نبیل
۲/ زوجہ	۹/ بنت
سدس	ٹھنڈا
$\frac{1}{5}$	$\frac{1}{28}$
$\frac{1}{252}$	$\frac{3}{1008}$
$\frac{1}{180}$	

وضاحت: مذکورہ مثال میں مسئلہ رڈیہ پانچ سے بننا۔ اور ”من لا یر د علیہ“ سے بچے ہوئے سات ہیں اور پانچ اور سات میں تمثیل کی نسبت نہیں؛ اس لیے مسئلہ رڈیہ (پانچ) کو ”من لا یر د علیہ“ کے مسئلہ (آٹھ) میں ضرب دیا تو حاصل ضرب چالیس آئے۔ یہی مسئلہ کی پہلی صحیح ہے۔ پھر ہر فریق کا حصہ نکالنے کے لیے زوجات کے حصہ (ایک) کو ”من یر د علیہ“ کے مسئلہ (پانچ) میں ضرب دیں گے تو زوجات کو پانچ ملیں گے، اور بناں اور جدات کے سہام کو ”من لا یر د علیہ“ کے مسئلہ کے باقی ماندہ (سات) میں ضرب دیں گے تو لڑ کیوں

کو اٹھائیں اور دادیوں کو سات ملیں گے۔ پھر چوں کہ ہر فریق پر سہام ٹوٹتے ہیں؛ اس لیے دوبارہ تصحیح کریں گے؛ چوں کہ تمام ورثاء کے روؤس اور سہام میں تباہیں کی نسبت ہے؛ اس لیے عذر در روؤس کے درمیان نسبت دیکھیں گے۔ ان میں توافق کی نسبت ہے؛ اس لیے ایک کے وفق کو دوسرے کے کل میں ضرب دیں گے تو حاصل ضرب $3 \times 2 = 6$ آئے گا۔ اس کو اصل مسئلہ (چالیس) میں ضرب دیں گے تو حاصل ضرب ایک ہزار چار سو چالیس آئے گا، اسی سے مسئلہ کی تصحیح ہوگی۔ پھر ہر فریق کا حصہ لانا کے لیے یہی تصحیح سے ملے ہوئے سہام کو مخروب (چھتیس) میں ضرب دیں گے تو ہر فریق کا حصہ بلا کسر نکل آئے گا۔

وَإِن انْكَسَرَ عَلَى الْبَعْضِ فَصُحِّحُ الْمَسَائلِ بِالْأَصُولِ الْمَذُكُورَةِ.

ترجمہ: اور اگر بعض (فریق) پر کسر واقع ہو جائے تو مسائل کی تصحیح بیان کردہ قواعد سے ہوگی (جیسا کہ اوپر وضاحت کی گئی ہے)۔

بَاب — ۸

مُقَاسِمَةُ الْجَدَ

دادا اور بھائی بہنوں کے درمان تقسیم ترکہ مقاسمہ (باب مقاصلہ): قسمت سے ہے جس کے لغوی معنی ہیں: آپس میں تقسیم کرنا، فاسمه الممال: اپنا اپنا حصہ لینا۔

اصطلاحی تعریف: علم فرانس کی اصطلاح میں دادا اور بھائی بہنوں کے درمیان ترکہ تقسیم کرنے کا نام ”مقاسمة الجد“ ہے، یعنی: تقسیم ترکہ میں دادا کو ایک بھائی کی مانند سمجھنا۔ دادا کی موجودگی میں حقیقی اور علاطی بھائی بہنوں کے محروم ہونے نہ ہونے کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی دو رائیں تھیں۔

پہلی رائے: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دادا کی موجودگی میں حقیقی اور علاطی بھائی بہن محروم ہوں گے، صحابہ کرامؐ کی ایک بڑی جماعت اسی کی تائید کرتی

ہے، امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو اختیار فرمایا ہے اور یہی مفتی پر قول بھی ہے۔ دوسری رائے: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ہے فرماتے ہیں کہ حقیقی اور علاقی بھائی بہن کو دادا کے ساتھ وراثت ملے گی ائمہ ثلاثہ: مالک، شافعی اور احمد بن حنبل رحمہم اللہ اور احناف میں سے صاحبین اسی کے قائل ہیں۔

بَابُ مُقَاسِمَةِ الْجَدْ

قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصَّدِيقُ - رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ - وَمَنْ تَابَعَهُ مِنَ الصَّحَابَةِ: بَنُوا الْأَغْيَانَ وَبَنُوا الْعَلَاتِ لَا يَرْثُونَ مَعَ الْجَدِّ، وَهَذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ - رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى - وَبِهِ يُفْتَنُ.

وَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابَتَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - يَرْثُونَ مَعَ الْجَدِّ، وَهُوَ قَوْلُهُمَا وَقَوْلُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ رَحْمَهُمَا اللَّهُ.

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے قبیعین صحابہ کرام نے ارشاد فرمایا کہ حقیقی اور علاقی بھائی بہن دادا کی موجودگی میں وارث نہیں ہوں گے۔ یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، اور اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔

اور زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ (حقیقی اور علاقی بھائی بہن) دادا کی موجودگی میں وارث ہوں گے، اور یہ صاحبین (امام ابو یوسف اور امام محمد) امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ کا قول ہے۔

فائدہ: اس باب میں ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کی رائے کے مطابق مسائل ذکر کیے گئے ہیں؛ مگر صاحبین کا قول مفتی پر نہیں ہے۔

۱۔ مثلاً: حضرت عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ بن زییر، عبد اللہ بن عمر، حذیفہ بن الیمان، ابو معید خدری، ابی بن کعب، معاذ بن جبل، ابو موسیٰ اشعری، ابو ہریرہ اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم جمیعن وغیرہ۔ مزید تفصیل کے لیے شریفیہ اور اس پر مولانا عبدالحی فرغی محلیؒ کا حاشیہ (ص ۹۲) دیکھیں۔ ۲۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کی رائے بھی یہی ہے (شریفیہ ص ۹۵)۔ ۳۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بھی امام مالک و شافعی رحمہم اللہ کے ساتھ ہیں: "المواریث" میں ہے: وَهَذَا مذهب الأئمَّةِ الْثَّلَاثَةِ: الشَّافِعِيُّ وَالْحَنْبَلِيُّ وَالْمَالِكِيُّ (ص ۹۸)۔

مقاسمة الحجـد کی پہلی صورت

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مسلک کے مطابق ”مقاسمة الجد“ کی دو صورتیں ہیں:

- ۱۔ دادا کے ساتھ صرف حقیقی اور علاقوئی بھائی بہن ہوں گے۔
 - ۲۔ یادا اور بھائی بہنوں کے ساتھ کوئی ذوالفرض بھی ہوگا۔

پہلی صورت میں دادا کو ”مقاسمه“ اور ”پورے ترکہ کی تھائی“ میں سے جو مفید ہوگا وہ ملے گا۔ یعنی دادا کو ایک بھائی فرض کرنے کی صورت میں زیادہ ترکہ ملتا ہے، تو دادا کو مقاسمہ کے طریقے پر ترکہ دیا جائے گا؛ اور اگر پورے ترکہ کی تھائی دینے میں دادا کو زیادہ ملتا ہے تو پورے ترکہ کی تھائی دی جائے گی۔

نوت: دوسری صورت کا حکم آگے آئے گا۔

وَعِنْدَ رَبِيْدَ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: لِلْجَدْ مَعَ بَنِي الْأَغْيَانِ وَبَنِي
الْعَلَاتِ أَفْضَلُ الْأَمْرَيْنِ مِنَ الْمُقَاسِمَةِ وَمِنْ ثُلُثِ جَمِيعِ الْمَالِ.
وَتَفْسِيرُ الْمُقَاسِمَةِ: أَنْ يُجْعَلَ الْجَدُّ فِي الْقِسْمَةِ كَأَحَدِ الْآخِرَةِ.

ترجمہ: اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے نزدیک دادا کے لیے حقیقی اور علاقی بھائی بہنوں کے ساتھ دو چیزوں — یعنی مقامہ اور پورے مال کی تہائی — میں سے بہتر ہے۔ اور مقامہ کا مطلب یہ ہے کہ دادا کو تقسیم میں ایک بھائی کی طرح بنایا جائے۔

تشریح: اگر میراث کے ورثاء میں صرف دادا اور ایک بھائی ہو تو دادا کے لیے مقامہ بہتر ہے؛ کیوں کہ اس صورت میں دادا کو آدھا تر کہ ملے گا اور ذوالفرض ہونے کی حیثیت سے تھائی تر کہ ملے گا۔ باقی بھائی عصبہ ہونے کی وجہ سے لے گا۔ اور اگر ورثاء میں دادا اور دو بہنوں تو بھی دادا کے لیے مقامہ بہتر ہے۔ مقامہ کی صورت میں ”للذکر مثل حظ الانشین“ کے قاعدہ سے مسئلہ چار سے بنے گا: دو دادا کو اور ایک ایک ہر بہن کو ملے گا۔ اور ذوالفرض ہو گا تو اس کو ثلث اور بہنوں کو ثلثان ملے گا اور مسئلہ تین سے ہو گا: ایک دادا کو اور دو بہنوں کو ملے گا۔ تخریج یہ ہے:

مقاسمه بہتر ہونے کی مثال

ارشد	مقاسمه میتہ مسئلہ ۲
اخ	جد
۱	۱
ارشد	مسئلہ ۳
اخ	شکٹ
عصہب	شکٹ
۲	۱
ارشد	مسئلہ ۴
۲/۲ اخوات	جد
۲	۲
ارشد	مسئلہ ۵
۲/۲ اخوات	جد
غلشن	شکٹ
۲	۱

شکٹ زیادہ ہونے کی مثال

رشید	مقاسمه میتہ مسئلہ ۲
۳ اخ	جد
۳	۱
ارشد	مسئلہ ۳
۳ اخ	جد
عصہب	شکٹ
۲	۱

وضاحت: اس مثال میں دادا کو شکٹ کی صورت میں زیادہ مل رہا ہے؛ اس لیے مسئلہ تین سے بننے گا اور ایک دادا کو ملے گا۔

مقاسمہ اور ثلث کے برابر ہونے کی مثالیں

ارشاد

مسئلہ ۳

مقاسمہ: میتہ

۱۲ اخ

جد

۲

۱

ارشاد

مسئلہ ۳

ثلث: میتہ

۱۲ اخ

جد

عصب

ثلث

۲

۱

راشدہ

مسئلہ ۶

مقاسمہ: میتہ

۱۲ اخت

جد

۲

۲

راشدہ

مسئلہ ۲x۳ تھا

ثلث: میتہ

۱۲ اخت

جد

ملٹان

ثلث

 $\frac{2}{3}$ $\frac{1}{3}$

وضاحت: ان دونوں مثالوں میں دادا کو دونوں صورتوں میں ترکہ برابر مل رہا ہے؛ اس لیے تقسیم ترکہ کے لیے کوئی بھی صورت اپنائی جاسکتی ہے۔

دادا کا حصہ کم کرنے کے لیے علاقی بھائی بہن

کو تجزیج میں شامل کیا جاتا ہے

عصبات کے بیان میں گزر چکا ہے کہ حقیقی بھائی بہن کی وجہ سے علاقی بھائی بہن محروم ہو جاتے ہیں؛ اس لیے کہ قوتِ قرابت میں حقیقی علاقی سے بڑھے ہوتے ہیں "مقاسمہ الجد" میں بھی ایسا ہی ہے؛ فرق صرف اتنا ہے کہ اگر حقیقی اور علاقی بھائی بہنوں کے ساتھ دادا بھی ہو تو علاقی بھائی بہن کو صرف دادا کا حصہ کم کرنے کے لیے حقیقی درجہ دیا

جاتا ہے، اور دادا کا حصہ دینے کے بعد علاتی کا عدم سمجھے جاتے ہیں اور ان کا حصہ حقیقی بھائی بہن کو دیا جاتا ہے۔

وَبُنُو الْعَلَاتِ يَدْخُلُونَ فِي الْقُسْمَةِ مَعَ بَنِي الْأَغْيَانِ؛ إِضْرَارًا لِلْجَدْ، فَإِذَا أَخَدَ الْجَدْ نَصِيبَهُ فَبُنُو الْعَلَاتِ يَخْرُجُونَ مِنَ الْبَيْنِ خَائِبِينَ بِغَيْرِ شَيْءٍ، وَالْبَاقِي لِبَنِي الْأَغْيَانِ.

ترجمہ: اور علاتی بھائی بہن (ترکہ کی) تقسیم میں، حقیقی بھائی بہنوں کے ساتھ دادا کا حصہ کم کرنے کے لیے شریک ہوتے ہیں؛ چنانچہ جب دادا اپنا حصہ لے لیتا ہے تو علاتی بھائی بہن محروم ہو کر بغیر کچھ لیے درمیان سے نکل جاتے ہیں، اور باقی ماندہ ترکہ حقیقی بھائی بہنوں کا ہو جاتا ہے جیسے:

حالہ		مسئلہ ۳	
اخلاں	اخ	جد	میت
۱	۱	۱	
محروم		$۲=۱+۱$	
خویلد		مسئلہ ۵	
اختلاں	اخ	جد	میت
۱	۲	۲	
محروم		$۳=۱+۲$	

وضاحت: دونوں مثالوں میں دادا کو ایک بھائی فرض کیا گیا؛ چنانچہ خالد کا ترکہ تمیں سے تقسیم ہو کر ہر ایک کو ایک ملا، پھر علاتی بھائی کا فرضی حصہ (ایک) حقیقی بھائی کو دے دیا۔ اور خویلد کا ترکہ پانچ حصوں میں تقسیم ہوا، پھر علاتی بہن کا فرضی حصہ (ایک) حقیقی بھائی کو دے دیا، اب حقیقی بھائی کا حصہ دو کے بجائے تمیں ہو گیا۔

علاتی کو ترکہ ملنے کی ایک صورت

حقیقی بہن کو ایک ہونے کی صورت میں نصف ملتا ہے اور اس سے زیادہ یا کم نہیں

مل سکتا۔ دادا کا حصہ کرنے کے لیے علائی کو حقیقی کے ساتھ دارث مان لیا جاتا ہے اور دادا کا حصہ دینے کے بعد علائی کا حصہ حقیقی کو دے دیا جاتا ہے اور علائی محروم رہ جاتے ہیں؛ البتہ اگر کسی صورت میں حقیقی بہن تھا ہو تو دادا کو حصہ دینے کے بعد اس کو نصف دیا جائے گا اور اس کے بعد بھی کچھ نصیح جائے تو علائی کو ملے گا اور اگر کچھ نہ نہیں ملے گا۔

علائی کو ملنے کی مثال یہ ہے کہ ورثاء میں: دادا، ایک حقیقی بہن اور دو علائی بہنیں ہوں تو اس صورت میں جیسے صحیح ہوگی اور علائی بہنوں کو دو ملیں گے، اور اگر دو علائی بہنوں کے بجائے ایک علائی بہن ہو تو اسے کچھ نہیں ملے گا؛ اس لیے کہ حقیقی کو نصف دینے کے بعد کچھ نہیں پچے گا۔

إِلَّا إِذَا كَانَتْ مِنْ بَنِي الْأَغْيَانِ أُخْتٌ وَاحِدَةٌ؛ فَإِنَّهَا إِذَا أَخْدَثَ
فَرُضَّهَا: نِصْفُ الْكُلِّ بَعْدَ نَصِيبِ الْجَدِّ؛ فَإِنْ بَقَى شَيْءٌ فَلِبَنِي
الْعَلَالَاتِ، وَإِلَّا فَلَا شَيْءٌ لَهُمْ، كَجَدٍ وَأُخْتٍ لَأَبٍ وَأُمٍّ، وَأُخْتَيْنِ لَأَبٍ
فَبِقِيٍ لِأُخْتَيْنِ لَأَبٍ عُشْرُ الْمَالَ، وَتَصْحُ مِنْ عِشْرِينَ. وَلَوْ كَانَتْ فِي
هَذِهِ الْمَسْأَلَةِ أُخْتٌ لَأَبٍ لَمْ يَقِنْ لَهَا شَيْءٌ.

ترجمہ: مگر جب حقیقی بھائی بہنوں میں سے ایک حقیقی بہن ہو؛ اس لیے کہ جب وہ اپنا حصہ پورے مال کا نصف—دادا کا حصہ (دینے) کے بعد—لے لے گی، تو اگر کچھ نصیح گیا تو علائی بھائی بہنوں کا ہوگا، ورنہ علائی کو کچھ نہیں ملے گا، جیسے: دادا، ایک حقیقی بہن اور دو علائی بہن۔ پس اس صورت میں علائی بہن کے لیے ”پورے مال کا وسوال“ باقی پچے گا، اور میں سے (مسئلہ کی) صحیح ہوگی۔ اور اگر اس مسئلے میں (دو کے بجائے) ایک علائی بہن ہو تو اس کے لیے کچھ نہیں پچے گا (پس علائی بہن محروم ہوگی)۔

تشریح: متن میں مذکور صورت مسئلہ میں دادا کے لیے مقامہ بہتر ہے؛ کیونکہ ذو فرض ہونے کی صورت میں ملٹ ملے گا یعنی چھ سے مسئلہ بن کر دادا کو دو ملے گا اور مقامہ کی صورت میں پانچ سے مسئلہ بن کر دادا کو دو ملے گا۔ اور مقامہ کی صورت میں مسئلہ کی صحیح میں سے ہوگی۔ اور صحیح کی تقریر دو ہو سکتی ہے۔

پہلی تقریر: جد کو بھائی فرض کیا جائے اور ایک بھائی کو دو بہنوں کے برابر ملتا ہے، اس طرح گویا پانچ بہنیں ہوئیں؛ اس لیے پانچ سے مسئلہ بننا، دو دادا کو اور تمام بہنوں کو ایک ایک دیا، پھر حقیقی کے لیے نصف پورا کرنے کے لیے مزید ڈیڑھ علاتی بہن سے لیا، اب حقیقی بہن کا حصہ ڈھائی ہو گیا، ڈھائی ($\frac{1}{2}$) میں آدھے کا کسر ہے، اس کو دور کرنے کے لیے مخرج کر (یعنی دو) کو اصل مسئلہ پانچ میں ضرب دیا، حاصل ضرب دس میں سے دادا کو چار اور حقیقی بہن کو پانچ دیا، اور ایک حصہ دونوں علاتی بہنوں کو دیا، ایک ان دونوں پر بلا کسر تقسیم نہیں ہوتا؛ اس لیے ان کے عدد و دوسرے دو کو پھر پانچ مسئلہ دس میں ضرب دیا حاصل ضرب بیس میں سے آٹھ دادا کو، اور دس حقیقی بہن کو اور ایک ایک علاتی بہنوں کو دیا۔

دوسری تقریر: مسئلہ پانچ سے بنا کر دادا کو دو، اور ہر بہن کو ایک ایک دیا، پھر حقیقی بہن کا نصف مکمل کرنے کے لیے مزید ڈیڑھ دیا، اب دونوں علاتی بہنوں کے لیے آدھا باقی رہا، اس میں سے دونوں کو ربع، ربع ملے گا؛ اس لیے ربع کے مخرج چار کو اصل مسئلہ پانچ میں ضرب دیا، حاصل ضرب بیس سے سب کے حصے لکھے، یعنی سب کے سابق شہام کو مضمون چار میں ضرب دے کر چار گنا کر دیا تو، دادا کو آٹھ، حقیقی بہن کو دس (نصف) اور علاتی بہنوں کو ایک ایک ملا۔

وہ صورت جس میں علاتی بہن کے لیے کچھ نہیں بچتا

اگر مذکورہ صورت میں دو علاتی بہنوں کے بجائے ایک علاتی بہن ہو تو اس کے لیے کچھ نہیں بچے گا اور وہ محروم ہوگی؛ کیوں کہ اس صورت میں بھی دادا کے لیے "مقاسمة" بہتر ہے۔ پس گویا مسئلہ میں چار بہنیں ہوں گی اور مسئلہ چار سے بنے گا، دو دادا کو ملے گا؛ اس لیے کہ دو بہنوں کے قائم مقام ہے اور ایک ایک حقیقی اور علاتی بہنوں کو۔ پھر حقیقی بہن کا نصف مکمل کرنے کے لیے علاتی بہن کا ایک حصہ حقیقی بہن کو دیا جائے گا تو علاتی بہن کے لیے کچھ نہیں بچے گا اور وہ محروم ہوگی۔

مقاسمة الجد کی دوسری صورت

"مقاسمة الجد" کی دوسری صورت یہ ہے کہ دادا کے ساتھ حقیقی اور علاتی بھائی بہن

ہوں اور ذوی الفروض میں سے بھی کوئی ہو۔

اس صورت میں دادا کو مقامہ اور ٹلٹ باتی اور سدس کل میں سے جوز یادہ ہو گا وہ ملے گا۔ یعنی اگر مقامہ کے طریقہ پر دینے میں دادا کو زیادہ ملتا ہے تو مقامہ کے طریقہ پر دادا کو دیا جائے گا۔ اور اگر اصحاب فرائض کو دینے کے بعد جو مال بچا ہے اس کی تہائی (ٹلٹ باتی) زیادہ ہے تو دادا کو باقیہ کی تہائی دی جائے گی۔ اور اگر پورے تر کے کاسدس زیادہ ہے تو دادا کو پورے تر کہ کاسدس دیا جائے گا۔

وَإِنْ اخْتَلَطَ بِهِمْ ذُؤْ سَهْمٍ فَلِلْجَدَّ هُنَا أَفْضَلُ الْأَمْوَالِ الشَّلَاثَةِ بَعْدَ فَرْضِ ذِي سَهْمٍ؛ إِمَّا الْمُقَاسِمَةُ كَزَوْجٍ وَجَدَّ وَأَخٍ؛ وَإِمَّا ثُلُثٌ مَابِقِيٌّ، كَجَدَّ وَجَدَّةٍ، وَأَخَوَيْنِ، وَأَخْتٍ، وَإِمَّا سُدُسٌ جَمِيعُ الْمَالِ، كَجَدَّ وَجَدَّةٍ وَبَنْتٍ وَأَخَوَيْنِ.

ترجمہ: اور اگر ان (دادا، بھائی اور بہنوں) کے ساتھ ذوی الفروض بھی مل جائیں، تو دادا کے لیے یہاں ذوی الفروض کا حصہ دینے کے بعد تینوں چیزوں (مقامہ، ٹلٹ باتی اور سدس) میں سے زیادہ ہے۔ یا تو مقامہ جیسے: شوہر، دادا اور حقیقی بھائی؛ یا باقی ماندہ کی تہائی، جیسے: دادا، دادی، دو بھائی اور ایک بہن؛ یا پورے مال کاسدس، جیسے: دادا، دادی، لڑکی اور دو بھائی۔

مقامہ کے زیادہ ہونے کی مثال

شاكره		مقامہ: میتہ			مسئلہ ۲ × ۳	
اخ	½	زوج	جد	½	اخ	½
½		نصف	½			
ٹلٹ بالقی:			مسئلہ ۱			
اخ		زوج	جد	½	اخ	
عصرہ		نصف	ٹلٹ بالقی			
۲		۱		۳		

شاکرہ	مسئلہ ۷		
سدس: میتھا	زوج	نصف	
اخ	جد	سدس	عصبہ
۲	۱	۳	

وضاحت: اس مثال میں "مقاسمہ" کے طریقے پر ترکہ تقسیم کیا جائے تو دادا کو پورے مال کارباع ملے گا، اور شملت باقی اور سدس دیا جائے گا تو پورے ترکہ کا چھٹا حصہ ملے گا؛ ظاہر ہے کہ چوتھا حصہ، چھٹے حصہ سے زیادہ ہے؛ اس لیے دادا کو مقاسمہ کے طریقے پر ترکہ دیا جائے گا یعنی دو سے مسئلہ بنانا کر شوہر کو نصف (ایک) اور دوسرا نصف (ایک) دادا اور بھائی کو مشترکہ طور پر دیا جائے گا پھر ایک چوں کہ دو پر برابر تقسیم نہیں ہو سکتا؛ اس لیے دو کو دو میں ضرب دیں گے تو چار سے مسئلہ کی تصحیح ہو گی۔

شملت باقی کے زیادہ ہونے کی مثال

شاکر	مسئلہ ۷ × ۳ تھا		
شملت باقی: میتھا	جدہ	جدہ	اخت
عصبہ بالغیر	سدس	سدس	عصبہ بنفسہ
۲	۸	۵	
شاکر	مسئلہ ۷ × ۴ تھا		
مقاسمہ میتھا	جدہ	جدہ	اخت
	سدس	سدس	
۵	۲۰	۱۰	
شاکر	مسئلہ ۷ × ۵ تھا		
سدس: میتھا	جدہ	جدہ	اخت
	سدس	سدس	
۳	۱۶	۵	
۳		۵	

وضاحت: مقاسمہ کی صورت میں دادا کو بیان لیں میں سے وس اور سدس کی صورت میں تیس میں سے پانچ اور ”ٹکٹ الباقي“ کی صورت میں اٹھارہ میں سے پانچ سہام ملیں گے۔ ظاہر ہے کہ ٹکٹ الباقي ہی دادا کے لیے بہتر ہے؛ اس لیے تقسیم ترک کے لیے یہی صورت اختیار کی جائے گی۔ اس صورت میں مسئلہ چھ سے بننا، دادی کو ایک دیا گیا، باقیہ پانچ کا ٹکٹ کوئی کامل عدد نہیں؛ اس لیے ٹکٹ کے ہمنام عدد تین کو اصل مسئلہ چھ میں ضرب دیا۔ حاصل ضرب اٹھارہ ہوئے، اس میں سے دادی کو تین دیا اور باقی ماندہ پندرہ کی تھائی (پانچ) دادا کو اور چار چار حصے دونوں بھائیوں کو اور دو حصے بہن کو دیے۔

سدس کے زیادہ ہونے کی مثال

		سدس: میتہ مسئلہ ۶ × ۲ تص ۱۲	
رائع	اخ	جدہ	بنت
		سدس	عصبہ
		$\frac{1}{2}$	$\frac{3}{2}$
رائع	اخ	سدس: میتہ مسئلہ ۶ × ۳ تص ۱۸	میتہ مسئلہ ۶ × ۳ تص ۱۸
		جدہ	بنت
		سدس	نصف
		$\frac{2}{3}$	$\frac{5}{6}$
رائع	اخ	ٹکٹ الباقي: میتہ مسئلہ ۶ × ۳ تص ۱۸	میتہ مسئلہ ۶ × ۳ تص ۱۸
		جدہ	بنت
		سدس	ٹکٹ الباقي
		$\frac{1}{3}$	$\frac{2}{3}$

وضاحت: مقاسمہ اور ٹکٹ الباقي کی صورت میں اٹھارہ سے صحیح ہوئی اور دو حصے دادا کو ملیں گے؛ جب کہ ”سدس“ کی صورت میں صرف بارہ سے صحیح ہو رہی ہے اور دادا کو دو حصے مل رہے ہیں؛ یہی دادا کے لیے بہتر ہے؛ اس لیے تقسیم کے لیے یہی صورت اختیار کی

جائے گی، اس صورت میں مسئلہ چھ سے بنا اور دونوں بھائیوں کو مشترکہ طور پر ایک ملنے کی وجہ سے کسر واقع ہو گئی؛ اس لیے عدد دو دوں دو کو چھ میں ضرب دیا گیا، حاصل ضرب بارہ سے صحیح ہوئی۔

اگر ثلث الباقی کے عدد میں کسر واقع ہو

اگر کسی مسئلے میں ذوی الفرض کا حصہ دینے کے بعد باقیہ کا ثلث کوئی کامل عدد نہ ہو تو ثلث کے ہمنام عدد یعنی تین کو اصل مسئلہ میں ضرب دیا جائے گا۔ حاصل ضرب سے تمام درش کے حصے نکلیں گے، جیسا کہ مذکورہ بالامسئلہ کی تخریج میں کیا گیا ہے، آئندہ بھی اسی مثال آرہی ہے۔

**وَإِذَا كَانَ ثُلُثُ الْبَاقِيِّ خَيْرًا لِلْجَدَّ وَلَيْسَ لِلْبَاقِيِّ ثُلُثٌ صَحِيحَةٌ
فَاضْرِبْ مَخْرَجَ الثُلُثِ فِي أُصْلِ الْمَسْأَلَةِ.**

ترجمہ: اور جب (ذوی الفرض سے) بچے ہوئے کا ثلث دادا کے لیے بہتر (زیادہ) ہو، اور اس باقی ماندہ کا ثلث کوئی کامل عدد نہ ہو تو (صحیح کے لیے) ثلث کے مخرج (یعنی تین) کو اصل مسئلہ میں ضرب دیجیے!

زید بن ثابتؓ کے مسلک کے مطابق بھی
ایک صورت میں بہن کو ترکہ نہیں ملتا

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مسلک کے مطابق حقیقی اور علاقی بہنیں دادا کی وجہ سے ساقط نہیں ہوتیں؛ لیکن ایک صورت میں حقیقی اور علاقی بہنیں دادا کی وجہ سے ساقط نہ ہونے کے باوجود ترکہ نہیں پاتیں۔ مثلاً: کسی کے درش میں دادا، شوہر، بڑی، ماں اور ایک حقیقی یا علاقی بہن ہو تو اس صورت میں سدس دادا کے لیے بہتر ہوگا۔ اور مسئلہ تیرہ سے عالمہ ہو جائے گا؛ لیکن بہن ترکہ نہیں پائے گی۔

**فَإِنْ تَرَكَتْ جَدًا، وَرَوْجًا، وَبَنَتًا، وَأَمًا، وَأَخْتًا لِأَبٍ وَأَمَّأً أَوْ لِأَبٍ
فَالسُّدُسُ خَيْرٌ لِلْجَدَّ، وَتَعُولُ الْمَسْأَلَةُ إِلَى ثَلَاثَةِ عَشَرَ وَلَا شَيْءَ لِلْأَخْتِ.**

ترجمہ: اگر (کوئی عورت اپنے ورثاء میں) دادا، شوہر، بڑی، ماں اور حقیقی یا علالتی بہن کو چھوڑے تو دادا کے لیے سدس بہتر ہے۔ اور مسئلہ تیرہ سے عائلہ ہوگا، اور (حقیقی یا علالتی) بہن کے لیے کچھ نہ ہوگا۔

تشریح: متن میں مذکورہ صورت میں دادا کے لیے "سدس" بہتر ہے۔ مقامہ اور ثلث الباقی کی صورت میں کم ملے گا؛ اس لیے کہ دونوں صورتوں میں مسئلہ کی تصحیح ۳۶ سے ہوگی۔ اور مقامہ کی صورت میں دادا کو دو، اور ثلث الباقی کی صورت میں ایک ملے گا۔ اور سدس کی صورت میں مسئلہ کی تصحیح ۱۳ سے ہوگی۔ اور دادا کو دو ملے گا؛ ظاہر ہے کہ تقسیم ترکہ کی یہی صورت دادا کے لیے بہتر ہے۔ تجزیجات اس طرح ہیں۔

سدس بہتر: مسئلہ ۱۲ ع۱۳

زوج بنت ام جد اخت (حقیقی یا علالتی)

رلע نصف سدس سدس عصبه مع الغیر

۳ ۲ ۲ ۲ ساقط

وضاحت: بہن: بیٹی کے ساتھ یا دادا کے ساتھ عصبه ہے۔ اور عصبه کو بچا ہوا ملتا ہے۔ یہاں کچھ نہیں بچا؛ اس لیے وہ ساقط ہو گئی۔

مقامہ: مسئلہ ۱۲x۳x۳۶ تص ۳

زوج بنت ام جد اخت

رلع نصف سدس عصبه

۳ ۲ ۲ ۲ (۱ $\frac{1}{3}$) ۱

وضاحت: دادا اور بہن کو عصبه ہونے کی وجہ سے ایک ملا، جو ان پر صحیح تقسیم نہیں ہو رہا ہے؛ اس لیے عدد روؤس کو ۱۲ میں ضرب دیا تو ۳۶ سے تصحیح ہوئی۔

ثلث الباقی: مسئلہ ۱۲x۳x۳۶ تص ۳

زوج بنت ام جد اخت

رلع نصف سدس ثلث الباقی عصبه مع الغیر

۲ ۱ ۲ ۲ ۳ ۲

وضاحت: ذوی الفرض کو دینے کے بعد ایک بچا، جس کا تھاںی کوئی صحیح عدد نہیں؛ لہذا ملٹ کے مخرج علاشہ (تین) کو ۱۲ میں ضرب دیا تو مسئلہ کی صحیح ۳۶ سے ہوتی۔ اور صحیح میں سے ذوی الفرض کو دینے کے بعد تین بچے جس کا تھاںی (ایک) دادا کو دیا اور باتی دو بہن کو دیے۔

مسئلہ اکدریہ

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ دادا کے ساتھ حقیقی اور علاقی بہنوں کو کوئی متعین حصہ نہیں دیتے وہ جو کچھ بھی دیتے ہیں، اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں:

- ۱— یا تو بہنوں کو دادا کے ساتھ بطور "مقاسہ" دادا کے حصے کا آرہا دیتے ہیں۔
- ۲— یا ذوی الفرض اور دادا سے "بچا ہوا" دیتے ہیں۔

البتہ ایک مسئلہ میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنے صابطہ سے ہٹ کر وراشت تقسیم کی ہے، اسی مسئلہ کو "اکدریہ" کہا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ میت نے شوہر، ماں، دادا اور بہن (حقیقی یا علاقی) چھوڑی ہو، اس مسئلہ میں اگر بہن کو صاحب فرض نہیں بنایا جائے گا تو وہ محروم ہو جائے گی، اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے نزدیک بہن دادا کی وجہ سے ساقط نہیں ہوتی؛ اس لیے زید بن ثابت نے بہن کو صاحب فرض بننا کرنے کے لئے ترک کر دیا؛ لیکن نصف ترک کر دینے میں بہن کا حصہ دادا سے زیادہ ہو جاتا ہے؛ اس لیے بالآخر دادا اور بہن کا حصہ ملا دیا، اور مجموعہ میں سے مذکور موئث کا دو گناہ دیا؛ اس طرح دونوں کی رعایت ہو گئی، بہن بالکلیہ محروم بھی نہیں ہوتی اور موئث کو مذکور سے زیادہ بھی نہیں ملا۔ تجزیہ مسئلہ اس طرح ہوگی:

رقمی	مسئلہ ۱		
زوج	ام	جد	اخت
نصف	ملٹ	سدس	عصبه
محروم	۱	۲	۳

رتبہ	مسئلہ اکدریہ: مسئلہ ۶۴ میٹر ۳ × ۳ تک		
زوج	ام	جد	اخت
نصف	ثلث	سدس	
$\frac{1}{3}$	$\frac{2}{9}$	$\frac{1}{6}$	
$\frac{12=9+3}{3}$			۸

وضاحت: مسئلہ چھ سے بنا اور نو سے عول ہوا۔ پھر دادا اور بہن کے حصے جمع کیے، مجموع چار ہوا۔ اور دادا ایک بھائی کے درجے میں ہے اور ایک بھائی دو بہنوں کے قائم مقام ہوتا ہے۔ پس عدد روؤس تین اور ان کے سہام چار میں تباہ کی نسبت ہے؛ اس لیے کل روؤس (تین) کو مسئلہ عاملہ میں ضرب دیا تو ۲/۷ حاصل ہوئے۔ اسی سے مسئلہ کی صحیح ہوئی۔ صحیح میں سے دادا کو تین اور بہن کو نو ملے۔ ان کو جمع کیا تو بارہ ہوئے۔ ان میں سے آٹھ دادا کو اور چار بہن کو دیا۔

نوت: واضح رہے کہ یہ صرف حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا مسلک ہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دادا کی وجہ سے بہنیں محروم ہو جائیں گی۔

وَأَعْلَمُ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا يَجْعَلُ الْأُخْتَ لَأْبَ وَأَمَّ، أَوْ لَأْبَ صَاحِبَةً فَرْضٍ مَعَ الْجَدِ إِلَّا فِي الْمَسْأَلَةِ الْأُكْدَرِيَّةِ وَهِيَ: زَوْجٌ، وَأَمٌّ، وَجَدٌ، وَأُخْتٌ لَأْبٌ وَأَمٌّ، أَوْ لَأْبٌ، فَلِلزُوْجِ النِّصْفُ، وَلِلْأَمِّ الْثُلُثُ، وَلِلْجَدِ السُّدُسُ، وَلِلْأُخْتِ النِّصْفُ، ثُمَّ يَضُمُ الْجَدُّ نَصِيبَهُ إِلَى نَصِيبِ الْأُخْتِ فَيُقْسَمَانِ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأَنْشَيْنِ؛ لَأَنَّ الْمُقَاسَمَةَ خَيْرٌ لِلْجَدِ، أَصْلُهَا مِنْ سِتَّةٍ وَتَعْوُلُ إِلَى تِسْعَةٍ، وَتَصِحُّ مِنْ سَبْعَةٍ وَعِشْرِينَ.

ترجمہ: اور جان لیں کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حقیقی یا علاقی بہن کو دادا کے ساتھ ”مسئلہ اکدریہ“ کے علاوہ میں ذوالفرض (متین حصہ والی) نہیں گروانتے۔ اور مسئلہ اکدریہ یہ ہے: شوہر، ماں، دادا اور حقیقی یا علاقی بہن۔ پس شوہر کے لیے نصف، ماں کے

لیے ملٹ، دادا کے لیے سدس اور بہن کے لیے نصف ہے، پھر دادا اپنا حصہ بہن کے حصے کے ساتھ ملائے گا پس دونوں (اس طرح) تقسیم کرتے ہیں (کہ) مذکور کے لیے دو موئٹ کے حصوں کے برابر ہو؛ اس لیے کہ ”مقاسہ“ دادا کے لیے بہتر ہے۔ مسئلہ اکدریہ کی اصل چھے ہوتی ہے اور ”عول“ تو سے اور صحیح ستائیں ہے۔

مسئلہ اکدریہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ قبیلہ ”بنواکدر“ کی کسی عورت کا تھا، اس لیے اسی قبیلہ کی طرف منسوب کر کے اسے ”اکدریہ“ کہا جاتا ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ كَدْرَ (تفعیل) کے معنی ہیں: گدلا کرنا، مزہ کر کر کرنا؛ چوں کہ اس مسئلہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ پر ان کے مسلک کو مشتبہ (خلط ملط) کر دیا ہے لیکن ایک صورت میں بہن محروم رہتی ہے؛ اس لیے اس کو ”اکدریہ“ کہا جاتا ہے۔

وَسُمِّيَتِ الْأَكْدَرِيَةُ، لِأَنَّهَا وَاقِعَةُ اصْرَأَةٍ مِنْ "بَنِي أَكْدَرَ"， وَقَالَ بَعْضُهُمُ: سُمِّيَتِ أَكْدَرِيَةُ، لِأَنَّهَا كَدَرَتْ عَلَى زَيْدَ بْنِ ثَابَتْ مَذْهَبَهُ.

ترجمہ: اور (اس مسئلہ) کا نام ”اکدریہ“ اس لیے رکھا گیا ہے کہ یہ قبیلہ ”بنی اکدر“ کی ایک خاتون کا واقعہ ہے۔ اور بعض فقہاء نے فرمایا کہ (اس مسئلہ کا) نام ”اکدریہ“؟ اس لیے رکھا گیا کہ اس نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ پر ان کے مسلک کو مشتبہ (گدلا) کر دیا ہے۔

فائدہ: تیری وجہ تسمیہ: قبیلہ ”بنواکدر“ کا ایک شخص علم فراناض میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلک کو پسند کرتا تھا، ایک دن عبد الملک بن مردان نے یہ مسئلہ اس سے پوچھا، تو اس سے غلطی ہو گئی، اس کی غلطی اتنی مشہور ہوئی کہ اس مسئلہ کو اسی آدمی کے قبیلہ کی طرف منسوب کر کے ”اکدریہ“ کہا جانے لگا۔

مسئلہ اکدریہ کا دوسرا نام: مسئلہ ”غراء“ بھی ہے یہ ”لآخر“ کا موئٹ ہے، ”آخر“ گھوڑے کی پیشانی کی سفیدی اور کسی بھی نمایاں چیز کو کہتے ہیں۔ مسئلہ اکدریہ چوں کہ ”مقاسۃ الجد“ کے باب کا مشہور اور نمایاں مسئلہ ہے؛ اس لیے اس کو ”مسئلہ غراء“ بھی کہا جاتا ہے۔ (شریفیہ ص: ۱۰۳)

مسئلہ اکدریہ کے لیے ضروری شرط: جتنے ورثاء اس مسئلے میں ذکر کیے گئے ہیں، اس میں اگر کسی بیشی ہوگی، یا کسی وارث کی جگہ کوئی دوسرا وارث ہوگا تو مسئلہ میں نہ عول ہو گا نہ وہ مسئلہ اکدریہ ہوگا۔ مثلاً: اگر بہن کی جگہ بھائی یا دو بھینیں ہوں۔

وَلَوْ كَانَ مَكَانَ الْأَخْتِيَّ أَخْ أَوْ أُخْتَانَ فَلَا عَوْلَ وَلَا أَكْدَرِيَّة.

ترجمہ: اگر بہن کے بجائے بھائی یا دو بھینیں ہوں تو نہ عول ہوگا اور نہ "اکدریہ"۔

شرح: مسئلہ میں اگر بہن کے بجائے بھائی ہوگا تو بھائی؛ چون کہ صرف عصبہ ہے، ذوافرض نہیں؛ اس لیے ذوی الفرض کو دینے کے بعد کچھ نہ پختے کی وجہ سے بھائی ساقط ہو جائے گا۔ اور مسئلہ میں نہ عول ہوگا اور نہ مسئلہ اکدریہ بنے گا۔

اور اگر ایک بہن کے بجائے دو بھینیں ہوں گی تو وہ دادا کے ساتھ عصبہ مع الغیر ہوں گی اور مسئلہ چھے سے بنے گا اور ذوی الفرض کو دینے کے بعد ایک بچے گا جو بہنوں کو مل جائے گا اور مسئلہ کی تصحیح بارہ سے ہوگی۔ بہر حال اس صورت میں بھی نہ عول ہو گا نہ مسئلہ اکدریہ بنے گا۔ دونوں تحریکات یہ ہیں:

مسئلہ ۲				معاد
زوج	ام	جد	اخ	
نصف	سدس	ثلث	سدس	عصبہ بنفسہ
۱	۲	۳		ساقط

مسئلہ ۲×۲ نصا				معاد
زوج	ام	جد	اخ	
نصف	سدس	سدس	سدس	عصبہ
$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{2}$	

فائدہ: فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ مقامہ کے قواعد صرف بھائی بہنوں میں جاری ہوتے ہیں، ان کے لڑکیاں دادا کی وجہ سے ساقط ہوتے ہیں۔ ان میں مقامہ نہیں ہوتا (المواریث ص: ۱۱۰)۔

باب — ۹

مناسخہ کا بیان

النسخُ، والمناسخةُ: نقل کرنا۔ اسی سے ہے: **نسخُ الكتاب:** میں نے کتاب کے ایک نسخے سے دوسرا نسخہ نقل کیا۔

اصطلاحی تعریف: تقسیم ترکہ سے پہلے کسی وارث کے مرجانے کی وجہ سے اس کا حصہ اس کے ورثاء کی طرف منتقل کرنا۔

چند اصطلاحات:

۱۔ **مورثٰ اعلیٰ:** مناسخہ میں سب سے پہلے مرنے والا۔

۲۔ **ماقی الید:** اس کا مختصر مفہوم ہے (یعنی میم اور بے نقطہ کی فا) میت کے حصے کو کہتے ہیں، جو اسے اوپر کے ایک یا چند مورثوں سے ملا ہو، اسے میت کی لمبی لکیر کی بائیں جانب لکھا جاتا ہے۔

۳۔ **قبر کا نشان:** ہر میت کا ماقی الید نقل کرنے کے بعد نقل کیے ہوئے حصے کو فوراً گھیر دیا جاتا ہے، جس کی ہیأت لایہ ہوتی ہے، اساتذہ اس کو علامت قبر کہتے ہیں۔

۴۔ **المبلغ** مناسخہ کے آخری حاصل ضرب کو کہتے ہیں۔

۵۔ **الاحیاء:** تمام زندہ ورثہ کو کہتے ہیں، اخیر میں اسے خوب لمبائی میں لکھ کر اس کے نیچے تمام زندہ ورثہ کے نام اور ناموں کے نیچے ان کے حصے لکھے جاتے ہیں۔

چند ہدایات:

۱۔ مناسخہ میں آئے ہوئے تمام افراد (وارث و مورث) کے نام مع رشتہ لکھنا ضروری ہے۔

۲۔ ہر دوسری میت کے وارثوں کے نام اور رشتہ لکھنے وقت اوپر کے ورثہ کو ایک نظر دیکھ لینا چاہیے؛ اس لیے کہ ایک وارث کو کئی رشتہوں کی وجہ سے متعدد جگہوں سے وراثت مل سکتی ہے۔

۳۔ ”الْقَسْحُ ثَانِي“ اور ”مَافِ الْيَدِ“ میں جو بھی نسبت ہو میت کی لمبی لکیر کے درمیان واضح کر دینی چاہیے!

۴۔ اگر میت کو متعدد جگہوں سے حصے ملے ہیں تو ”مَافِ الْيَدِ“ لکھتے وقت متعدد حصوں کو، اور ”الْحَيَاةُ“ لکھتے وقت ہر وارث کے متعدد حصوں کو جوڑ لینا چاہیے! نوٹ: ان میں سے ہربات کا لحاظ ضروری ہے، ورنہ غلطی کا امکان رہے گا۔

اصول مناسنخ

پہلے میت اول کے مسئلہ کی تصحیح گذشتہ قواعد کی روشنی میں کر لی جائے، اور میت اول کے ورثہ کو سہام دے دیے جائیں، پھر میت ثانی کے مسئلہ کی تصحیح کی جائے، اور میت ثانی کا حصہ جو میت اول سے ملا ہے اسے میت کی لمبی لکیر کی باسیں جانب مافی الید کا نشان بنایا کر لکھ لیا جائے، پھر میت ثانی کی تصحیح اور مافی الید میں نسبت دیکھی جائے:

۱۔ اگر ”تماثل“ کی نسبت ہو تو پچھہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

۲۔ اگر ”توافق“ کی نسبت ہو تو تصحیح ثانی کے دفعہ کو تصحیح اول میں ضرب دیا جائے۔

۳۔ اور اگر ”تباین“ کی نسبت ہو تو کل تصحیح ثانی کو کل تصحیح اول میں ضرب دیا جائے۔ دونوں صورتوں میں حاصل ضرب سے دونوں میتوں کے ورثہ کے حصے نکلیں گے۔ حصے نکالنے کے لیے میت اول کے ورثہ کے (”الْقَسْحُ اول سے ملے ہوئے“) حصوں کو مضروب (دفعہ تصحیح ثانی یا کل تصحیح ثانی) میں ضرب دیا جائے، اور میت ثانی کے ورثہ کے (”الْقَسْحُ ثانِي سے ملے ہوئے“) سہام کو توافق کی صورت میں مافی الید کے دفعہ میں اور تباين کی صورت میں کل مافی الید میں ضرب دیا جائے!

نوٹ: یہاں اور پر ذکر کی ہوئی یہ بات خاص طور پر یاد رکھیں کہ جس مسئلہ کی تصحیح یا تصحیح کے دفعہ کو اد پر کی تصحیح میں ضرب دیا ہے، اس مسئلہ کے ورثاء کے سہام کو ”مافی الید“ یا ”مافی الید“ کے دفعہ میں ضرب دیں گے، اور سابقہ مسئلاؤں کے ورثاء کے سہام کو مضروب میں ضرب دیں گے۔

فائدہ: یہ اصول صرف دو بظوں کے مناسخ کے لیے ہیں، اگر تین بظوں کا مناسخ ہو تو تیرتھ بطن کو میت ثانی کے قائم مقام بنایا جائے گا اور پہلے دونوں بظوں کو میت اول کے درجے میں رکھ کر مذکورہ بالاقاعدہ جاری کیا جائے گا۔

اور اگر چار بظوں کا مناسخ ہو تو پہلے تینوں بظوں کو میت اول اور چوتھے بطن کو میت ثانی اور پانچ بظوں کا مناسخ ہو تو پہلے چاروں بظوں کو میت اول اور پانچویں بطن کو میت ثانی مان کر قواعد جاری کریں گے اور اسی طرح سلسلہ آگے گئے ہوں گے۔

نوبت: اگر کئی بظوں کا مناسخ ہو تو پہلے تمام بظوں کی تصحیح کر لینی چاہیے، اس سے مناسخ بنانے میں سہولت ہوتی ہے۔

نوبت: ذیل کی مثال بیک وقت تماثل، توافق اور تباہ نسبتوں کی ہے۔

مناسخ کی مثال

سوال: ذکیرہ کی وفات ہوئی۔ ورثاء: شوہر عبد الرحمن، (دوسرا شوہر سے) لڑکی زبیدہ اور ماں خدیجہ ہیں۔ پھر شوہر عبد الرحمن کا انتقال ہوا۔ ورثاء: بیوی عائشہ، باپ عبید الرحمن اور ماں زاہدہ ہیں۔ پھر بیٹی زبیدہ کا انتقال ہوا۔ ورثاء: بیٹا عبد الوحید، دوسرا بیٹا عبد الکریم، بیٹی عابدہ اور جدہ (نانی) خدیجہ ہیں۔ پھر نانی خدیجہ کا انتقال ہوا۔ ورثاء: شوہر عبد الصمد، بھائی عبد الواحد اور دوسرا بھائی عبد القیوم ہیں۔ ذکیرہ کا ترک کتاب تک تقسیم نہیں ہوا ہے تو اس کا ترک کہ اس کے مذکورہ ورثاء میں کس طرح تقسیم ہوگا؟

جواب: ذکیرہ کا ترک کہ بعد تقدیم حقوق مقدمہ یعنی تجمیع و تکفیل و ادائے قرض از جمع ترکہ و نفاذ وصیت از شکست ما بقیہ: ایک سو اٹھائیس سہا م ہو کر: عائشہ کو آٹھ سہا م، عبید الرحمن کو سولہ، زاہدہ کو آٹھ، عبد الوحید اور عبد الکریم کو چوبیس، عابدہ کو بارہ، عبد الصمد کو اٹھارہ، اور عبد الواحد اور عبد القیوم کو نو، نو سہا م ملیں گے۔ تخریج مسئلہ یہ ہے:

بطن اول: مسکلہ ۳ \times ۳ تھا 2×2 نص 3×3 تھا مسکلہ ۲ ردیہ مسکلہ ۲ ذکیرہ زوج (عبد الرحمن) بنت (زبیدہ) ام (خدیجہ)

سدس	نصف	ربع
$\frac{1}{3}$	$\frac{3}{9}$	$\frac{1}{4}$
عبد الرحمن مفہوم	(تماثل)	مسکلہ ۲
زوجہ (عائشہ)	اب (عبد الرحمن)	ام (زادہ)
ثلث باقی	عصب	ربع
$\frac{1}{2}$	$\frac{2}{4}$	$\frac{1}{3}$
$\frac{1}{8}$	$\frac{2}{8}$	$\frac{1}{8}$

بطن ثالث: مسکلہ ۶ (توافق بالشٹ)

مسکلہ ۶ زبیدہ مفہوم

بطن رابع: مسکلہ ۹ جده (تالی خدیجہ) ابن (عبد الوحید) ابن (عبد الکریم) بنت (عابدہ)

سدس	عصب	عصب	سدس
$\frac{1}{3}$	$\frac{2}{6}$	$\frac{2}{6}$	$\frac{1}{3}$
$\frac{1}{12}$	$\frac{2}{12}$	$\frac{2}{12}$	$\frac{1}{12}$

بطن پنجم: مسکلہ ۹ (تباین) خدیجہ مفہوم

زوج (عبد الصمد) اخ (عبد الواحد) اخ (عبد القیوم)

نصف	عصب	عصب	نصف
$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{9}$	$\frac{1}{9}$	$\frac{1}{2}$
$\frac{1}{18}$	$\frac{2}{18}$	$\frac{2}{18}$	$\frac{1}{18}$

المبلغ ۱۷۸

الأحداء

عائشہ عبید الرحمن زادہ عبد الوحید عبد الکریم عابدہ عبد الصمد عبد الواحد عبد القیوم

۸ ۸ ۱۸ ۱۲ ۲۲ ۹ ۹ ۲۳ ۱۳ ۲۲ ۹ ۹ ۲۳ ۸ ۸

وضاحت: پہلا مسئلہ ردیہ ہے؛ اس لیے کہ جب مسئلہ بارہ سے بنایا جائے گا تو ایک نئے جائے گا؛ اس لیے زوج کا مسئلہ چار سے الگ بنایا اور اس کو ایک دیا باقی تین

نچے۔ اور لڑکی اور ماں کا مسئلہ چھ سے الگ بنایا اور دوہ چار سے رد ہوا۔ اور چوں کہ ”من لا یرد علیہ“ (زوج) سے نچے ہوئے (تین) میں اور ”من یرد علیہ“ کے مسئلہ (چار) میں تماثل نہیں ہے؛ اس لیے مسئلہ ردیہ کو مسئلہ غیر ردیہ میں ضرب دیا۔ حاصل ضرب سولہ سے مسئلہ کی صحیح ہوئی۔ اس میں سے چار شوہر کو، نو لڑکی کو اور تین ماں کو دیا۔

اور دوسرے مسئلے میں مثلث باقی، رفع کے قائم مقام ہے؛ اس لیے مسئلہ چار سے بنا اور اس میں اور عبد الرحمن کے ”ما فی الید“ (جو اپر سے ملا ہے) میں تماثل کی نسبت ہے؛ اس لیے مزید کسی عمل کی ضرورت نہیں۔ اور زبیدہ کا مسئلہ چھ سے بنائے اور اس کا ”ما فی الید“ تو ہے اور دونوں میں توافق بالٹٹ ہے؛ اس لیے مسئلہ کے وفق دو کو صحیح اول (سولہ) میں ضرب دیا۔ حاصل ضرب ۳۲ آیا۔ اور بطن اول وثانی کے زندہ ورثاء کے سہام کو بھی مضروب (دو) میں ضرب دیا۔ اور زبیدہ کے ورثاء کے سہام کو ”ما فی الید“ کے وفق تین میں ضرب دیا۔

اور خدیجہ کا چوتھا مسئلہ ۲ سے بنا اور چار سے اس کی صحیح ہوئی اور اس کا ”ما فی الید“ تو ہے۔ اور دونوں میں تباہی ہے؛ اس لیے کل صحیح یعنی چار کو پہلی صحیح (۳۲) میں ضرب دیا۔ حاصل ضرب ۱۲۸ آیا۔ اور مضروب بطن سے سابق بطنوں کے ورثاء کے سہام کو ضرب دیا۔ اور ”ما فی الید“ تو سے آخری بطن کے ورثاء کے سہام کو ضرب دیا تو سب کا حصہ نکل آیا۔ پھر ”الاحیاء“ لکھ کر اس کے اوپر ”المبلغ“ لکھ کر آخری صحیح لکھ دی؛ تا کہ احیاء کے سہام جمع کرنے میں سہولت ہو۔ اور ”الاحیاء“ کے نیچے تمام زندہ ورثاء کو لکھ کر ان کو جو جو سہام ملے ہیں وہ لکھ دیے۔

بَابُ الْمُنَاسَخَةِ

وَلَوْ صَارَ بَعْضُ الْأَنْصَبَاءِ مِيرَاثًا قَبْلَ الْقِسْمَةِ، كَرَوْجٌ وَبِنْتٌ^۱
وَأُمٌّ؛ فَمَا تَرَوْجُ قَبْلَ الْقِسْمَةِ عَنِ امْرَأَةٍ وَأَبْوَيْنِ. ثُمَّ مَاتَتِ الْبِنْتُ
عَنِ ابْنَيْنِ وَبِنْتِ وَجَدَّةٍ، ثُمَّ مَاتَتِ الْجَدَّةُ عَنْ زَوْجٍ وَأَخْوَيْنِ.

فَالْأَصْلُ فِيهِ: أَنْ تُصَحَّحَ مَسْأَلَةُ الْمَيْتِ الْأُولِيِّ وَتُعْطَى سِهَامُ

۱. هذا البنت من غير هذا الزوج (رداً على حوار).

كُلَّ وَارِثٍ مِنَ التَّصْحِيحِ؛ ثُمَّ تُصْحِحَ مَسْئَلَةُ الْمَيْتِ الثَّانِي، وَتَنْظُرَ بَيْنَ مَا فِي يَدِهِ مِنَ التَّصْحِيحِ الْأَوَّلِ وَبَيْنَ التَّصْحِيحِ الثَّانِي ثَلَاثَةَ أَحْوَالَ:

فَإِنْ اسْتَقَامَ مَا فِي يَدِهِ مِنَ التَّصْحِيحِ الْأَوَّلِ عَلَى الثَّانِي، فَلَا حَاجَةٌ إِلَى الضَّرْبِ وَإِنْ لَمْ يَسْتَقِمْ، فَانْظُرْ: إِنْ كَانَ بَيْنَهُمَا مُوَافَقةً، فَاضْرِبْ وَفُقَّ التَّصْحِيحِ الثَّانِي فِي التَّصْحِيحِ الْأَوَّلِ.

وَإِنْ كَانَ بَيْنَهُمَا مُبَايَةً فَاضْرِبْ كُلَّ التَّصْحِيحِ الثَّانِي فِي كُلِّ التَّصْحِيحِ الْأَوَّلِ، فَالْمَبْلَغُ مَخْرَجُ الْمَسْأَلَتَيْنِ.

فَسِهَامُ وَرَثَةِ الْمَيْتِ الْأَوَّلِ تُضَرِبُ فِي الْمُضْرُوبِ — أَعْنَى فِي التَّصْحِيحِ الثَّانِي؛ أَوْ فِي وَفْقِهِ — وَسِهَامُ وَرَثَةِ الْمَيْتِ الثَّانِي تُضَرِبُ فِي كُلِّ مَا فِي يَدِهِ أَوْ فِي وَفْقِهِ.

وَإِنْ مَاتَ ثَالِثٌ أَوْ رَابِعٌ أَوْ خَامِسٌ، فَاجْعَلِ الْمَبْلَغَ مَقَامَ الْأَوَّلِيِّ، وَالثَّالِثَةُ مَقَامُ الثَّانِيَةِ فِي الْعَمَلِ. ثُمَّ فِي الرَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ كَذَلِكَ،

إِلَى غَيْرِ النَّهَايَةِ.

ترجمہ: مناسخہ کا بیان: اور اگر بعض حصے تقسیم سے پہلے میراث بن جائیں، جیسے: شوہر، لڑکی (دوسرے شوہر سے) اور ماں۔ پھر شوہر تقسیم سے پہلے مر گیا (اپنی دوسری) بیوی اور والدین کو چھوڑ کر، پھر لڑکی (اپنے) دوڑکے، ایک لڑکی اور ننانی کو چھوڑ کر وفات پا گئی۔ پھر ننانی (اپنے) شوہر اور دو بھائیوں کو چھوڑ کر وفات پا گئی۔

تو (مناسخہ کے) اس (باب) میں اصل یہ ہے کہ پہلے میراث اول کے مسئلے کی صحیح کی جائے اور ہر وارث کے حصے صحیح سے دیے جائیں؛ پھر دوسری میراث کے مسئلے کی صحیح کی جائے، اور صحیح اول سے اس کے ”ما فی الید“ اور ”صحیح ثانی“ میں تین نسبتیں دیکھی جائیں: پس اگر صحیح اول سے (حاصل شدہ) ”ما فی الید“ (صحیح) ثانی پر برابر ہو جائے (یعنی دونوں میں ”تماثل کی نسبت ہو) تو ضرب دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔

اور اگر تماثل کی نسبت نہ ہو تو دیکھیے! اگر ان دونوں کے درمیان ”توافق“ کی

نیست، ہو تو تصحیح ثانی کے "وقت" کو تصحیح اول میں ضرب دیجیے! اور اگر ان دونوں کے درمیان "تباین" کی نسبت ہے تو کل "تصحیح ثانی" کو تصحیح اول میں ضرب دیجیے! اس طرح حاصل ضرب دونوں مسئلے کا مخرج ہوگا۔

اور میت اول کے دررش کے حصے مضروب۔ (یعنی: تصحیح ثانی یا اس کے وقت) میں ضرب دیے جائیں گے؛ اور میت ثانی کے دررش کے حصے "ما فی الید" کے کل، یا "ما فی الید" کے وقت میں ضرب دیے جائیں گے۔

اور اگر تیسرا یا چوتھا یا پانچواں مرجاء تھے تو (مناسخ کے) قواعد جاری کرنے میں مبلغ کو پہلے مسئلے کے قائم مقام، اور تیرے مسئلے کو دوسرے مسئلے کے قائم مقام مان لیجیے! پھر چوتھے اور پانچویں مسئلے میں۔ اخیر تک اسی طرح (قواعد جاری ہوں گے)۔

فائدہ: اگر تصحیح ثانی اور ما فی الید میں تداخل کی نسبت ہو تو یا تو تصحیح ثانی کا عدد زیادہ ہوگا یا ما فی الید کا، پہلی صورت میں تصحیح ثانی کے دخل کو تصحیح اول میں ضرب دیا جائے گا، حاصل ضرب دونوں مسئلے کی تصحیح ہوگا، اس کو "تماٹر بحکم توافق" کہتے ہیں، اس صورت میں صرف میت اول کے دررش کے سہام کو مضروب (یعنی تصحیح ثانی کے دخل) میں ضرب دیا جائے گا اور میت ثانی کے دررش کو مزید کچھ نہیں ملے گا۔

اور دوسری صورت میں جب کہ ما فی الید کا عدد بڑا ہو تو میت ثانی کے دررش کے سہام کو "ما فی الید" کے دخل میں ضرب دیا جائے گا اور بس۔ اس صورت کو "تماٹر بحکم تماثل" کہتے ہیں؛ کیوں کہ تماثل کی طرح تصحیح اول میں ضرب دینے کی ضرورت نہیں پڑی۔ جیسے:

تماٹر بحکم توافق کی مثال

حسن	مسئلہ ۶۳۴ تص			بطن اول: میت
بنت	بنت	ابن	ابن	
محسنہ	حسینہ	احسان		حسان
$\frac{1}{3}$	$\frac{1}{2}$	۲		$\frac{2}{8}$

بطن ثانی: میت	مسئلہ ۸	(تدال بحکم توافق)	احسان مف
زوجہ	بنت	ابن	ابن
حسنی	احسانہ	حسین	حسین
شمن	عصب		
۲	۲	۲	۱

المبلغ ۲۳

الأحياء
حسان حسینہ محسنة حسنی احسانہ حسین حسین حسن

۸ ۲ ۲ ۱ ۲ ۳ ۲

وضاحت: پہلے دونوں مسئللوں کی تصحیح کر لی پھر دیکھا تو تصحیح ثانی آئندہ اور مافی الید دو میں تداخل کی نسبت ہے، آئندہ کا "دخل" چار ہے۔

چار کو تصحیح اول چھٹے میں ضرب دیا، حاصل ضرب چونیں ہوا، اس کے بعد میت اول کے درشت (حسان، حسینہ، محسنة) کے حصوں کو مضروب چار میں ضرب دیا؛ لہذا حسان کو آئندہ، حسینہ اور محسنة کو چار چار حصے ملے۔ میت ثانی کے درشت کو اس صورت میں مزید کچھ نہیں ملے گا۔

سحد	مسئلہ ۲۲ × ۳۰ تھے
عمر	بطن اول: میت

زوجہ	بنت	بنت
سعده	سعده	سعده
شمن	ثلاث	ثلاث
عصب	ان	ان
۱۵	۱۶	۱۶

مسئلہ ۵ (تدال بحکم تماثل)

بنت	ابن	ابن	میت
سعیدہ	سعدان	سعید	سعید
۱	۲	۲	۲

بطن ثانی:

المبلغ ۲ کے لغاء

الأبيه	سعدیہ	سعدی	سعاد	سعید	سعدان	سعیدہ
۹	۱۶	۱۶	۶	۶	۳	

وضاحت: میت ثانی کے مافی الید اور تصحیح ثانی میں مداخل کی نسبت ہے اور مافی الید زیادہ ہے؛ اس لیے میت ثانی کے ورثہ کے سهام کو مافی الید کے داخل تمیں میں ضرب دیا۔ مزید کچھ نہیں کیا۔

ہر نسبت کی الگ الگ مثالیں

کتاب میں ایک ہی مثال میں مداخل، توافق اور تباہ نبتوں کو جمع کیا ہے۔

مشق کے لیے ذیل میں ہر نسبت کی الگ الگ مثالیں لکھی جاتی ہیں:

مثال کی مثال

مسئلہ ۳	میت اول: بطن اول
بنت (جمیلہ)	ابن (جمال)
۱	۲

مسئلہ ۲	میت ثانی: بطن ثانی
جمال مفت	تمثال
ابن (اکمل)	ابن (کمال)

المبلغ ۳	الأبيه
کمال	جمیلہ
۱	۱

وضاحت: تصحیح ثانی اور مافی الید میں تمثال کی نسبت ہے، اس لیے مزید کچھ نہیں کیا گیا، جمیل کا ترکہ تمیں حصوں میں تقسیم ہوا اور ہرزندہ وارث کو ایک ایک ملا۔

توافق کی مثال

بطن اول: میتھا بیٹھا 3×3 تھلا 2×2 تھلا مسلکہ ۶ روپیہ
زوج (ریحان) بنت (عمران) ام (غفرانہ)

$\frac{1}{4}$	$\frac{3}{9}$	$\frac{1}{8}$
---------------	---------------	---------------

بطن ثانی: میتھا بیٹھا 3×3 تھلا 2×2 تھلا مسلکہ ۶ عمرانہ روپیہ
اب (ریحان) ابن (عمران) جدہ (غفرانہ)

سدس	عصبہ	سدس
-----	------	-----

المبلغ ۳۲
الأحياء

ریحان	عمران	غفرانہ
-------	-------	--------

۹	۱۲	۱۱
---	----	----

وضاحت: پہلا مسلکہ روپیہ ہے اس کی تصحیح سولہ سے ہوئی ہے۔ اور میتھا عمارانہ کے مافی الید (نو) اور تصحیح ثانی (چھ) میں توافق بالشک کی نسبت ہے (تصحیح ثانی کا وفق دو اور مافی الید کا وفق تین ہے)۔ اس لیے تصحیح ثانی کے وفق دو کو تصحیح اول سولہ میں ضرب دیا، حاصل ضرب تیس ہوا۔

پھر میتھا اول کے ورشہ کے سہام کو مضروب دو میں ضرب دیا تو شوہر ریحان کو آٹھ، اور مافی غفرانہ کو چھ ملے۔ اور میتھا ثانی کے ورشہ کے سہام کو مافی الید کے وفق تین میں ضرب دیا تو ریحان کو تین، عمارانہ کو بارہ اور غفرانہ کو تین حصے ملے۔ ریحان اور غفرانہ کو دونوں سورشوں سے وراشت ملی ہے، ریحان کے کل حصے گیارہ، عمارانہ کے بارہ اور غفرانہ کے نو ہوئے۔

تباین کی مثال

مسئلہ ۱۲ اع۳ × ۷ تصلیٰ				بطن اول: میت زوج
حامد	اخت لام	اخت لاب	اخت لام	
محمدی	حیدہ	محمودہ	حامدہ	
سدس	سدس	نصف	ربع	
۲۱	۲۲	۶	۳	
محمودہ مف۶	(تباین)	۶	مسئلہ ۶ زوج	بطن ثانی: میت زوج
اخت لام	اخت لاب			
محمدی	حیدہ			
سدس	نصف			
۱۸	۳			
	۱۸			
		۹۱ المبلغ		
اے				الاحمد
حامد	محمدی	حیدہ	حامدہ	
۱۸	۲۰	۳۲	۲۱	

وضاحت: پہلا مسئلہ بارہ سے بننا اور تیرہ سے عاملہ ہو گیا، اور دوسرا مسئلہ چھ سے بننا اور سات سے عاملہ ہو گیا، تصحیح ثانی (سات) اور مافی الید (چھ) میں تباين ہے؛ اس لیے کل تصحیح ثانی (سات) کو تصحیح اول (تیرہ) میں ضرب دیا، حاصل ضرب (مبلغ) اکانوے دونوں مسئللوں کا مخرج ہے۔

میت اول کے ورثاء (حامدہ، حیدہ اور محمدی) کے سہام کو سات میں ضرب دیا تو، حامدہ کو اکیس، حیدہ اور محمدی کو چودہ چودہ ملے۔

اور میت ثانی کے ورثاء (حامد، حیدہ اور محمدی) کے سہام کو مافی الید چھ میں ضرب دیا تو حماڈ اور حیدہ کو اٹھارہ اٹھارہ اور محمدی کو چھ سہام ملے، حیدہ اور محمدی کو دونوں سورثوں سے حصے ملے ہیں۔

باب — ۱۰

ذوی الارحام کا بیان

رَحِمٌ، رِّحْمٌ کی جمع: اُر حام: بچہ دائی، مطلقاً رشتہ داری۔ ذو الرحم: قربت والا، رشتہ دار، خواہ رشتہ باپ کی جانب سے ہو یا ماں کی جانب سے۔

اصطلاحی تعریف: میت کے وہ رشتہ دار جن کا حصہ قرآن و حدیث میں مقرر نہیں ہے، نہ اجماع سے طے پایا ہے اور نہ وہ عصبات ہیں۔ جیسے: بچوپی، خالہ، اموں، بھانجہ اور نواسہ۔

باب ذوی الارحام

ذُو الرِّحْمٍ: هُوَ كُلُّ قَرِيبٍ لَيْسَ بِذِي سَهْمٍ، وَلَا عَصْبَةً.

ترجمہ: ذی رحم: ہر وہ رشتہ دار ہے جو نہ تو حصہ دار (ذوالفرض) ہے اور نہ عصب۔

ذوی الارحام کی توریث میں اختلاف

اکثر صحابہ و تابعین^۱ کی رائے یہ ہے کہ ذوی الفرض اور عصبات کی عدم موجودگی میں ذوی الارحام کو ترک کے ملے گا، احناف اور حنابلہ کا یہی مسلک ہے؛ لیکن صحابہ میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا مسلک یہ ہے کہ ایسی صورت میں ترک کر بیت المال (اسلامی سرکاری خزانہ) میں رکھ دیا جائے گا، ذوی الارحام کو نہیں دیا جائے گا، امام مالک و شافعی رحمہما اللہ کا یہی مسلک ہے۔

وَكَانَتْ عَامَّةُ الصَّحَابَةِ — رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ — يَرَوْنَ تَوْرِيثَ
ذُوِي الْأَرْحَامِ، وَبِهِ قَالَ أَصْحَابُنَا رَحِمُهُمُ اللَّهُ.

وَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ — رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ — لَا مِيرَاثٌ لِذُوِي

۱۔ محلہ کرام میں اس کے قائل: حضرت عمر فاروق، علی، ابن مسعود، ابو عبیدہ، بن الجراح، ابو درداء، رضی اللہ عنہم ہیں اور حضرت عبد اللہ بن عباس کی ایک مشہور روایت بھی ہیں۔ اور تابعین میں اس کے قائل: حضرت علقہ، ابراہیم تختی، شریح، حسن بصری، ابن سیرین، عطاء، مجاهد، شعیب، طاؤس، عمر بن عبد العزیز رحمہم اللہ ہیں۔ ۲۔ الموارث (ص ۱۷۸)

و تعلیق رد المحتار (۱: ۵۲۵) مکتبہ زکریا دیوبند۔ ۳۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک شاذ روایت ہیں ہے، اور تابعین میں اس کے قائل: حضرت سعید بن الحسین اور سعید بن جبیر رحمہما اللہ ہیں۔

الْأَرْحَامُ، وَيُوْضَعُ الْمَالُ فِي بَيْتِ الْمَالِ، وَبِهِ قَالَ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ
رَحْمَهُمَا اللَّهُ.

ترجمہ: اور اکثر صحابہ کرامؓ کی رائے، ذوی الارحام کے وارث ہنانے کی بھی، اسی کے قائل ہمارے علمائے احتجاف ہیں۔

اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ وراشت ذوی الارحام کے لیے نہیں ہے (ذوی الفرض اور عصبات کی عدم موجودگی میں) سارا ترکہ "بیت المال" میں رکھا جائے گا، امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ بھی اسی کے قائل ہیں۔

فائدہ: جو فقہاء نادار، لاچار اور کمانے سے عاجز مسلمانوں کی امداد کی غرض سے "بیت المال" میں ترکہ رکھنے کی رائے رکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک شرط یہ ہے کہ بیت المال شرعی نظم و ضبط کے مطابق چلتا ہو، مال صحیح مصرف میں خرچ ہوتا ہو؛ اب چون کہ اس طرح کا کوئی بیت المال موجود نہیں؛ اس لیے متاخرین مالکیہ نے تیری صدمی ہجری کے بعد ذوی الارحام کو ترکہ دینے کا فتوی دیا ہے، اور فقہائے شافعیہ کی بھی یہی رائے ہے؛ لہذا اب کوئی اختلاف باقی نہیں (المواريث ص: ۱۸۳)۔

ذوی الارحام کی چار قسمیں

استحقاق ارث کے اعتبار سے عصبات کی طرح ذوی الارحام کی بھی چار قسمیں ہیں:

پہلی قسم: وہ ذوی الارحام ہیں جو میرت کی طرف منسوب ہوتے ہیں یعنی:

۱۔ بیٹی کی مذکرومنٹ اولاد (نواسہ، نواسی، پر نواسہ، پر نواسی نیچے تک)

۲۔ پوتی مذکرومنٹ اولاد نیچے تک

دوسری قسم: وہ ذوی الارحام ہیں جن کی طرف میرت منسوب ہوتی ہے یعنی:

۱۔ جد فاسد (نانا، اور نانا کا باپ اور پر تک)

۲۔ جدہ فاسدہ: (نانا کی ماں، نانا کی ماں کی ماں)

تیری قسم: وہ ذوی الارحام ہیں جو میرت کے والدین کی طرف منسوب ہوتے ہیں یعنی:

۱۔ حقیقی، علائی اور اخیائی بہن کی مذکرومنٹ اولاد۔

۲۔ حقیقی، علاتی اور اخیانی بھائی کی لڑکیاں (اور ان بھائیوں کے لڑکوں اور پوتوں کی لڑکیاں)

۳۔ اخیانی بھائیوں کے لڑکے (اور ان لڑکوں کی مذکرو منش اولاد)

چھپی قسم: وہ ذوی الارحام ہیں جو میت کے دادا اور دادی کی طرف منسوب ہوتے ہیں لمحیے:

۱۔ باپ کی حقیقی، علاتی اور اخیانی بھینیں (پھوپیاں) اور ان سب پھوپیوں کے لڑکے لڑکیاں نیچے تک۔

۲۔ باپ کے اخیانی بھائی (اخیانی چچا) اور ان کے لڑکے لڑکیاں نیچے تک۔

۳۔ ماں کے حقیقی، علاتی اور اخیانی بھائی (ماموں) اور ان کے لڑکے لڑکیاں نیچے تک۔

۴۔ ماں کی حقیقی، علاتی اور اخیانی بھینیں (خالہ) اور ان خالاؤں کی مذکرو منش اولاد نیچے تک۔

نوت: چند اور ذوی الارحام کا بیان فائدہ میں ہے۔

وَذُوُ الْأَرْحَامِ أَصْنَافٌ أَرْبَعَةٌ:

الصَّنْفُ الْأَوَّلُ: يَنْتَهِي إِلَى الْمَيْتِ، وَهُمْ: أُولَادُ الْبَنَاتِ وَأُولَادُ
بَنَاتِ الْأَبْنَاءِ. وَالصَّنْفُ الثَّانِي: يَنْتَهِي إِلَيْهِمُ الْمَيْتُ، وَهُمْ: الْأَجْدَادُ
السَّاقِطُونَ وَالْجَدَادُونَ السَّاقِطَاتِ.

وَالصَّنْفُ الثَّالِثُ: يَنْتَهِي إِلَى أَبْوَى الْمَيْتِ، وَهُمْ: أُولَادُ
الْأَخْوَاتِ وَبَنَاتُ الْأَخْوَةِ وَبَنُو الْأَخْوَةِ لَامُ.

وَالصَّنْفُ الرَّابِعُ: يَنْتَهِي إِلَى جَدِّي الْمَيْتِ، أَوْ جَدِّتِيهِ، وَهُمْ
الْغَمَّاثُ، وَالْأَغْمَامُ لَامُ، وَالْأَخْوَالُ، وَالْخَالَاتُ.

فَهُوَ لَاءٌ وَكُلُّ مَنْ يُذْلِي بِهِمْ مِنْ ذُوِي الْأَرْحَامِ.

ترجمہ: اور ذوی الارحام چار قسم کے ہیں: پہلی قسم میت کی جانب منسوب ہوتی

۱۔ خواہ جدیگی اور جدہ صحبوں یا جد فاسد اور جدہ فاسدہ۔ ۲۔ حقیقی اور علاتی چچا عصہ ہوتے ہیں: اس لیے ذوی الارحام میں اخیانی کی قید لگائی گئی ہے۔ (شریفیہ ص: ۱۱۱)۔

ہے، اور وہ لڑکیوں کی اولاد (نواسے، نوایاں) اور پوتیوں کی اولاد ہیں۔

اور دوسری قسم: وہ ہیں جن کی طرف میت منسوب ہوتی ہے، اور وہ تمام جد فاسد اور جدہ فاسدہ ہیں اور تیسری قسم میت کے والدین کی طرف منسوب ہوتی ہے، اور وہ بہنوں کی اولاد (بھانجے، بھانجیاں) اور بھائی (بھتیجیاں) اور اخیانی بھائیوں کے لڑکے ہیں۔ اور چوتھی قسم میت کے دونوں قسم کے دادا (صحیح اور جد فاسد) اور دونوں قسم کی دادیوں (جدہ صحیحہ اور جدہ فاسدہ) کی طرف منسوب ہوتی ہے، اور وہ پھوپیاں، اخیانی چچا، ماموں اور خالائیں ہیں۔

پس یہ سب (چاروں قسمیں) اور وہ تمام لوگ جوان سب کے واسطے سے (میت سے) جڑتے ہیں ذوی الارحام میں سے ہیں۔

فائدہ: علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے چوتھی قسم کے ذوی الارحام کو اور تفصیل سے لکھا ہے، وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ حقیقی اور علاقی چچا کی لڑکیاں، اور ان سب کی اولاد نیچے تک۔

۲۔ میت کے باپ کے اخیانی چچا، اور حقیقی علاقی اور اخیانی پھوپیاں، خالائیں اور ماموں۔

۳۔ میت کی ماں کے حقیقی، علاقی اور اخیانی چچا، پھوپیاں، خالائیں اور ماموں۔

۴۔ پھر جتنی قسمیں گزری ہیں ان سب کی اولاد در اولاد — اخیر تک۔ (رد المحتار: ۵۶۲/۵)۔

فائدہ: مصنف علیہ الرحمہ نے ذوی الارحام کی چاروں قسموں کے بیان میں کسی جگہ کوئی ایسا جملہ نہیں بڑھایا جس سے معلوم ہو کہ میت کی اولاد در اولاد، دادا پر دادا، اور چچا وغیرہ کی ساری قسمیں ذوی الارحام میں شامل ہیں؛ اس لیے آخر میں فرمایا کہ یہ چاروں قسمیں اور وہ لوگ جوان چاروں قسموں کے ذریعہ رشتہ رکھتے ہیں وہ سب ذوی الارحام میں داخل ہیں۔ تفصیل کے لیے شریفیہ اور اس کا حاشیہ دیکھیے، اس میں ذوی الارحام کی چودہ قسمیں بیان کی گئی ہیں (ص: ۱۱۱)۔

ذوی الارحام کی اقسام میں ترجیح

امام عظیم رحمۃ اللہ علیہ سے دروازیتیں ہیں:

۱۔ وراثت کے لیے سب سے مقدم دوسری قسم ہے، پہلی قسم، پھر تیسرا قسم، پھر چوتھی قسم۔

۲۔ وراثت کے لیے سب سے مقدم پہلی قسم ہے، پھر دوسری، پھر تیسرا، پھر چوتھی جیسا کہ عصبات میں ترجیح کی بھی ترتیب ہے، اسی دوسری روایت پر فتویٰ ہے۔
نوت: امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ ذوی الارحام کی تیسرا قسم (یعنی بھائی بہنوں کی اولاد) کو جد فاسد (یعنی دوسری قسم) پر ترجیح دیتے ہیں۔

روی ابُو سُلَیْمانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي حَيْفَةَ
— رَحْمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى — : أَنَّ أَقْرَبَ الْأَصْنَافِ الصَّنْفُ الثَّانِيُّ وَإِنْ عَلَوْا،
ثُمَّ الْأَوَّلُ وَإِنْ سَفَلُوا، ثُمَّ الثَّالِثُ وَإِنْ نَزَلُوا، ثُمَّ الرَّابِعُ وَإِنْ بَعْدُوا.
وَرَوَى أَبُو يُوسُفُ وَالْحَسَنُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ أَبِي حَيْفَةَ، وَابْنُ
سِمَاعَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي حَيْفَةَ — رَحْمَهُمُ اللَّهُ
تَعَالَى — أَنَّ أَقْرَبَ الْأَصْنَافِ: الصَّنْفُ الْأَوَّلُ، ثُمَّ الثَّانِيُّ ثُمَّ الثَّالِثُ،
ثُمَّ الرَّابِعُ كَتَرْتِيبُ الْعَصَبَاتِ وَهُوَ الْمَاخُوذُ بِهِ.

وَعِنْهُمَا الصَّنْفُ الثَّالِثُ مُقْدَمٌ عَلَى الْجَدِ: أَبُ الْأَمَّ، لَا إِنْ
عِنْهُمَا كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ أَوْلَى مِنْ فَرْعَوْنَ، وَفَرْغَةٌ وَإِنْ سَفَلَ أَوْلَى
مِنْ أَصْلِهِ.

ترجمہ: اور ابو سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن حسن اور انھوں نے امام عظیم ابو حیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ (میت سے) سب سے زیادہ قریب (یعنی ترکہ کی سب سے زیادہ مستحق) دوسری قسم (کے افراد) ہیں اگرچہ (رشتے میں) اوپر ہو جائیں، پھر پہلی قسم (کے) اگرچہ (رشتے میں) نیچے ہو جائیں، پھر تیسرا قسم (کے) اگرچہ (رشتے میں) لے ای من الصنف الثالث. لے ای فرع الصنف الثاني.

نیچے ہو جائیں، پھر چوتھی قسم اگرچہ (رشتے میں) دور ہو جائیں۔

اور امام ابو یوسف اور حسن بن زیاد نے امام ابو حنیفہ سے، نیز ابن سماعہ نے محمد بن حسن سے اور انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرمایا ہے کہ قریب تر قسم، پہلی قسم ہے، پھر دوسری، پھر تیسرا، پھر چوتھی جیسا کہ عصبات کی ترتیب ہے اور یہی (روایت فتویٰ کے لیے) لی گئی ہے۔

اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک تیسرا قسم: نانا پر (یعنی دوسری قسم پر) مقدم ہے؛ اس لیے کہ ان کے نزدیک ان (تیسرا قسم) میں سے ہر ایک اپنی فرع سے بہتر ہے، اور اس (دوسری قسم) کی فرع اگرچہ نیچے کی ہو، اپنی اصل سے بہتر ہے۔

اعتراض: صاحبین کا مذهب جو متن میں مذکور ہے متعارض ہے؛ اس لیے کہ ”مقاسمة الجد“ میں صاحبین دادا کو بھائیوں کے ساتھ محروم نہیں کرتے، اور یہاں محروم کر دیتے ہیں، (اس لیے فتویٰ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر ہے)۔

فائدہ: قوله: لأن عندهما كل واحد منهم الفرع: یہ عبارت ”سراجی“ کے قدیم نسخوں میں نہیں ہے، اس لیے بعض شارحین فرماتے ہیں کہ یہ عبارت کسی نے بعد میں بڑھادی ہے۔ اس میں ضمیر کا مرجع ایک چیستاں سا ہو گیا ہے۔ ”منهم“ میں ہم ضمیر کا مرجع ” أصحابُ الصنفِ الثالث“ ہے۔ ”من فرعه“ میں ”ه“ ضمیر کا مرجع ”كل واحد“ ہے اور ”فرعه“ میں ضمیر کا مرجع ”الصنف الثاني“ ہے۔ ”أصله“ میں ”ه“ ضمیر کا مرجع ”وفرعه“ کا لفظ ”فرع“ ہے۔

مطلوب یہ ہے کہ تیسرا قسم کے ذوی الارحام کو جد (دوسری قسم) پر مقدم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ تیسرا قسم کا ہر ایک فرد اپنی فرع سے وراثت کا زیادہ حق دار ہے یعنی بھانجا اور بھانجے کے لڑ کے اگر جمع ہو جائیں تو بھانجے کے لڑ کے کو کچھ نہیں ملے گا؛ اس لیے کہ یہ فرع ہے اور فرع کے مقابلے میں اصل کو ترجیح ہوتی ہے۔

اور اس کے برعکس دوسری قسم کی فرع اپنی اصل کے مقابلے میں وراثت کی زیادہ حقدار ہے جیسے: اگر کسی جگہ نانا اور نانا کا باپ جمع ہوں تو نانا کا باپ اصل ہونے کے باوجود

واراثت سے محروم ہوگا؛ حالانکہ قاعدہ ہے: اصول کو فروع کے مقابلے میں ترجیح ہوتی ہے۔

الأصل: ان یکون الأصل أولیٰ من فرعه یہ قاعدہ صرف تیسری قسم کے ذوی الارحام پر فسٹ ہوتا ہے، دوسری قسم کے ذوی الارحام پر منطبق نہیں ہوتا؛ اس لیے تیسری قسم کو (یعنی بھائی بہنوں کی اولاد کو) دوسری قسم (یعنی جد فاسد اور جدہ فاسدہ) پر ترجیح ہوگی، واللہ اعلم۔

نوث: اس عبارت سے صحیح مطلب نکالنے کی کتنی ہی کوشش کی جائے، شاید اطمینان حاصل نہ ہو؛ اس لیے کہ یہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت نہیں ہے اور بقول علامہ جرجانی رحمۃ اللہ علیہ بعض قاصر الفہم طلبہ نے بڑھادی ہے، مولانا عبدالباری فرنگی محلیؒ نے حافظہ سراجی میں اس پر تفصیلی گفتگو فرمائی ہے: شائقین اُسے بھی ملاحظہ فرمائیں!

فصل

پہلی قسم کے ذوی الارحام کی توریث کا ضابطہ

ذوی الارحام کی پہلی قسم: بیٹی، پوتی، پرپوتی (نیچے تک) کی مذکروموئٹ اولاد ہے (بیٹا، پوتا، پرپوتا اور ان کی مذکرا اولاد عصیہ ہے) اور مفتی بے قول یہ ہے کہ ذوی الارحام کی پہلی قسم: میراث کی سب سے زیادہ حقدار ہے یعنی پہلے ان کو میراث دی جائے گی بعد میں قسم ثانی وغیرہ کو۔ اور پہلی قسم کی توریث کے لیے درج ذیل ضابطہ ہے:

اگر لڑکیوں اور پوتیوں کی اولاد میں سے متعدد ہوں۔ اور بعض میت سے رشتہ میں قریب ہوں اور بعض دور، تو قریب والی اولاد وارث ہوگی اور دور والی محروم ہوگی یعنی الأقرب فالاقرب کا قاعدہ جاری ہوگا۔ جیسے نواسی (بیٹی کی بیٹی) اور پوتی کی لڑکی ہو تو نواسی وارث ہوگی اور پوتی کی لڑکی محروم ہوگی؛ کیوں کہ نواسی: ایک درجہ اقرب ہے۔

اور اگر سب اولاد بر رشتہ کی ہو اور بعض وارث کی اولاد ہو اور بعض ذوی الارحام کی تو وارث کی اولاد: وارث ہوگی اور ذوی الارحام کی اولاد محروم ہوگی یعنی قوتِ قرابت وجہ ترجیح ہوگی۔ جیسے پوتی کی لڑکی اور نواسی کا لڑکا ہو تو پوتی کی لڑکی وارث ہوگی؛ کیوں کہ پوتی وارث ہے اور نواسی ذوی الارحام میں سے ہے؛ اس لیے اس کا لڑکا محروم ہوگا۔

اور اگر سب اولاد پر بر شتر کی ہو اور سب وارث کی اولاد ہو پا سب ذمی الارحام کی اولاد ہو (یعنی قرب درجہ یا قوتِ قرابت سے ترجیح کی کوئی صورت نہ ہو) تو ان کی تواریث کے طریقہ میں صاحبین میں اختلاف ہے:

امام ابو یوسف اور حسن بن زیاد رحمہما اللہ کے نزدیک: فروع کی تذکیرہ تائیث کا اعتبار ہے۔ اصول کے مذکرو مونث ہونے کا اعتبار نہیں۔ اور امام محمد رحمہما اللہ علیہ کے نزدیک: اگر اصول بھی تذکیرہ تائیث میں فروع کے موافق ہوں تو امام ابو یوسف اور امام حسن بن زیاد کے قول کی طرح: فروع کے مذکرو مونث ہونے کا اعتبار ہے۔ ورنہ ان دونوں اماموں کے قول کے برخلاف: امام محمد کے نزدیک: فروع کی تواریث میں: مختلف اصول کا اعتبار ہوگا اور فروع کو اصول کی مراث دی جائے گی جیسے: نواسا اور نواسی ہوں تو بالاتفاق نواسے کو دو ہرا اور نواسی کو اکھر ادیا جائے گا؛ کیوں کہ اصول کی صفت ذکورت وانوشت میں اتحاد ہے یعنی دونوں لڑکی کی اولاد ہیں۔ اور اگر نواسے کی لڑکی اور نواسی کا لڑکا ہو تو امام ابو یوسف اور امام حسن کے نزدیک فروع کی تذکیرہ تائیث کا اعتبار ہوگا یعنی نواسے کی لڑکی کو ایک حصہ اور نواسی کے لڑکے کو دو حصے ملیں گے۔ اور امام محمد کے نزدیک ترکہ پہلے بطن اول (اصول) میں یعنی نواسی اور نواسے میں تقسیم ہوگا۔ نواسی کو ایک حصہ اور نواسے کو دو حصے ملیں گے۔ پھر وہی حصے دوسرے بطن میں منتقل ہوں گے یعنی نواسی کا ایک حصہ اس کے لڑکے کو ملے گا۔ اور نواسے کے دو حصے اس کی لڑکی کو ملیں گے۔

فضلٌ فِي الصَّنْفِ الْأَوَّلِ

أُولَيْهِمْ بِالْمِيرَاثِ أَقْرَبُهُمْ إِلَى الْمَيِّتِ، كَبِّئْتِ الْبَنْتِ؛ فَإِنَّهَا أُولَى
مِنْ بُنْتِ بُنْتِ الْإِبْنِ.

وَإِنْ أَسْتَوْرَا فِي الدَّرَجَةِ، فَوَلَدُ الْوَارِثِ أُولَى مِنْ وَلَدِ ذُوِّ
الْأَرْحَامِ، كَبِّئْتِ بُنْتِ الْإِبْنِ؛ فَإِنَّهَا أُولَى مِنْ ابْنِ بُنْتِ الْبَنْتِ.

وَإِنْ أَسْتَوْرَتْ دَرَجَاتُهُمْ وَلَمْ يَكُنْ فِيهِمْ وَلَدُ الْوَارِثِ، أُولَئِكَانَ
كُلُّهُمْ يُذَلَّوْنَ بِوَارِثِ؛ فَعِنْدَ أَبِي يُوسُفَ وَالْخَسَنِ بْنِ زِيَادِ -

رَحْمَهُمَا اللَّهُ تَعَالَى — يَعْتَبِرُ أَبْدَانُ الْفُرُوعِ وَيُقْسَمُ الْمَالُ عَلَيْهِمْ، سَوَاءً اتَّفَقْتُ صِفَةُ الْأَصْوْلِ فِي الدُّكُورَةِ وَالْأَنْوَثَةِ أَوْ اخْتَلَفَتْ.

وَمُحَمَّدٌ — رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى — يَعْتَبِرُ أَبْدَانُ الْفُرُوعِ إِنْ تَفَقَّثَ صِفَةُ الْأَصْوْلِ، مُوَافِقًا لَهُمَا؛ وَيَعْتَبِرُ الْأَصْوْلُ إِنْ اخْتَلَفَتْ صِفَاتُهُمْ، وَيُعْطَى الْفُرُوعُ مِيرَاثُ الْأَصْوْلِ مُخَالِفًا لَهُمَا.

كَمَا إِذَا تَرَكَ إِبْنٌ بُنْتَ، وَبَنْتَ بُنْتَ: عِنْدَهُمَا يَكُونُ الْمَالُ بَيْنَهُمَا: لِلَّذِكْرِ مِثْلَ حَظِّ الْأَنْثَيْنِ؛ بِإِغْتِيَارِ الْأَبْدَانِ، وَعِنْدَ مُحَمَّدٍ — رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى — كَذَلِكَ؛ لَاَنَّ صِفَةَ الْأَصْوْلِ مُتَفِقَّةٌ.

وَلَوْ تَرَكَ بُنْتٌ إِبْنَ بُنْتٍ، وَإِبْنَ بُنْتٍ بُنْتٍ عِنْدَهُمَا الْمَالُ بَيْنَ الْفُرُوعِ أَثْلَاثًا، بِإِغْتِيَارِ الْأَبْدَانِ: ثُلَاثَةُ لِلَّذِكْرِ وَثُلَاثَةُ لِلْأَنْثَيْنِ وَعِنْدَ مُحَمَّدٍ — رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى — الْمَالُ بَيْنَ الْأَصْوْلِ أَغْنَى فِي الْبَطْنِ الثَّانِيِّ أَثْلَاثًا: ثُلَاثَةُ لِبِنْتٍ ابْنَ الْبَنْتِ: نَصِيبُ أُبْيَهَا، وَثُلَاثَةُ لِابْنِ بُنْتِ الْبَنْتِ: نَصِيبُ أُمِّهِ.

ترجمہ: (یہ) فصل (ذوی الارحام کی) پہلی قسم (کے بیان) میں ہے، ان میں میراث کے زیادہ حقدار وہ ہیں جو میت سے (رشتے میں) زیادہ قریب ہیں، جیسے: نواسی پس بیٹک وہ پوتی کی لڑکی سے زیادہ حقدار ہے۔ اور اگر درجہ میں سب برابر ہوں تو وارث کی اولاد ذوی الارحام کی اولاد سے (واراثت کی) زیادہ حقدار ہے، جیسے: پوتی کی لڑکی پس بیٹک وہ نواسی کے لڑکے سے (واراثت کی) زیادہ حق دار ہے۔

اور اگر ان کے درجے برابر ہوں اور ان میں (کوئی) وارث کی اولاد نہ ہو، یا سب کسی وارث کے توسط سے (میت کی طرف) منسوب ہوتے ہوں تو امام ابو یوسف اور حسن بن زیاد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک فروع کے بدنوں (تذکیرہ تانیش) کا اعتبار ہوگا، اور ان پر مال تقسیم ہوگا، خواہ اصول کا وصف — مذکور و موصوف ہونے میں — متفق ہو یا مختلف۔

اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فروع کے بدنوں کا اعتبار (صرف اس وقت) ہوگا جب کہ اصول (اور فروع) کی صفت (تذکیرہ تانیش) متفق ہو، ان دونوں ائمہ

(ابو یوسف، وابن زیاد[ؓ]) کے مطابق۔ اور اگر ان (اصول و فروع) کی صفتیں (ذکرت و انوشت) الگ الگ ہوں تو صرف اصول کا اعتبار ہوگا۔ اور فروع کو اصول کا ترکہ ویا جائے گا، امام ابو یوسف اور حسن بن زیاد رحمہما اللہ کے قول کے برخلاف، جیسے: اگر کوئی شخص ایک نواسہ اور ایک نواسی چھوڑے تو امام ابو یوسف اور حسن بن زیاد رحمہما اللہ کے نزدیک ان دونوں کے درمیان ترکہ مذکور کے لیے دو مؤنث کے حصے کے برابر (تقسیم) ہوگا۔ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی ایسا ہی ہے؛ اس لیے کہ اصول کی صفت (ذکرت و انوشت) ایک ہے (یعنی دونوں لڑکی کی اولاد ہیں)۔

اور اگر کوئی شخص نواسے کی لڑکی اور نواسی کا لڑکا چھوڑے تو امام ابو یوسف اور حسن بن زیاد رحمہما اللہ کے نزدیک ترکہ فروع کے درمیان، تین حصوں میں تقسیم ہوگا، بدنوں کے اعتبار سے اس کا دو ثلث مذکور کو اور اس کا ایک ثلث مؤنث کو ملے گا۔

اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ترکہ اصول کے درمیان رہے گا۔ میری مراد ہے: دوسرے بطن میں تین حصوں میں تقسیم ہوگا: اس کا دو ثلث مذکور سے کی لڑکی کو۔ اس کے باپ کا حصہ۔ اور ایک ثلث نواسی کے لڑکے کو۔ اس کی ماں کا حصہ۔ ملے گا۔

امام محمدؐ کے مسلک پر ذوی الارحام کے

چند مسائل کی وضاحت

ذوی الارحام کی توریث میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا قول واضح ہے۔ ان کے نزدیک آخری بطن کی تذکیرہ تائیث کا اعتبار ہے۔ اسی کے لحاظ سے مذکور کو مؤنث کا دو گناہ دیا جاتا ہے؛ مگر آپ کا قول مفتی پہ نہیں؛ بلکہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول مفتی پہ ہے، جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آخری بطن کی تذکیرہ تائیث کا اعتبار اسی وقت ہے جب اصول: تذکیرہ تائیث میں مختلف نہ ہوں، نہ فروع میں تعدد ہو اور نہ کسی فرع کا رشتہ متعدد اصول سے ہو۔ اگر اصول: وصف تذکیرہ تائیث میں مختلف ہوں یا فروع میں تعدد ہو یا کسی فرع کا رشتہ متعدد اصول سے ہو تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک میں تفصیل ہے:

تذکیرہ تائیش میں اختلاف بطور کا حکم

اگر ذوی الارحام کے کئی بطور ہوں یعنی وہ متعدد اصولوں (واسطوں) سے میت کے ساتھ ہجوتے ہوں۔ اور ان اصولوں میں ذکورت و اتوثت کا اختلاف ہو یعنی بعض اصول مذکور ہوں اور بعض موئث (اور فروع میں تعدد ہونہ رشتہ میں یعنی ہر اصل کی ایک ہی فرع ہو اور ایک ہی رشتہ سے ہو) تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ترکہ اولاً پہلے اختلافی بطن پر تقسیم ہوتا ہے۔ اور مذکور کو موئث کا دو گناہ یا جاتا ہے۔ پھر مذکور و موئث کے گروپ بنائے جاتے ہیں۔ اور ہر گروپ کے حصے جمع کیے جاتے ہیں۔ پھر اگر نیچے بھی اختلاف ہو تو وہ مجموعی حصہ نیچے کے بطور میں صفت ذکورت و اتوثت کے لحاظ سے تقسیم کیے جاتے ہیں۔ اسی طرح ترکہ تقسیم ہوتا ہوا فروع تک آتا ہے؛ البتہ جس بطن میں تذکیرہ تائیش کا اختلاف ہوا اس کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے یعنی اس بطن میں تقسیم نہیں ہوتی۔ اور اگر کسی جگہ کسر دا قع ہو تو قولہ الصحیح سے مسئلہ کی صحیح کی جاتی ہے۔ جیسے: پانچ ذوی الارحام زید کے وارث ہیں۔ تین وارث: زید کی تین بڑیوں کی اولاد کی اولاد ہیں۔ اور دو: زید کے دو بڑکوں کی موئث اولاد کی اولاد ہیں: اس طرح:

زید	مسئلہ $۳ \times ۵ \times ۲۱$ تھا				
	آبن	بنت	بنت	بنت	بنت
	۱	۳	۱	۲	۱
بنت	۴۰	۹	۲۵	۹	۱
آبن	۱	۱	۱	۱	۱
(کبر)	(فاطمہ)	(خالد)	(سلطان)	(عاشر)	
۹	۱۸	۱۸	۲۰	۶	

وضاحت: زید کا ترکہ اولاً: پہلے بطن میں تقسیم کیا۔ مسئلہ ورثاء کے روؤں سات سے ہنا۔ ہر بٹ کے کو دو اور ہر بٹ کی کو ایک دیا۔ پھر بڑکوں کا گروپ بنانے کے حصے جمع کر دیے تو وہ ۲۳ ہوئے۔ اسی طرح بڑکوں کا گروپ بنانے کے حصے جمع کر دیے تو وہ ۳ ہوئے۔ پھر

بطن ثالثی میں مذکر و موصوف کا اختلاف نہیں ہے، سب موصوف ہیں؛ اس لیے اس بطن کو نظر انداز کر دیا۔ پھر تیرے بطن میں: دو لڑکوں کے نیچے ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہیں۔ ان پر چار تصحیح تقسیم نہیں ہوتا؛ اس لیے ان کے روؤس تین سے مسلکہ کی تصحیح کی تو ۲۱ سے تصحیح ہوئی۔ پھر تین کو چار اور تین میں ضرب دیا تو لڑکوں کے حصے میں بارہ آئے اور لڑکیوں کے حصے میں نو۔ لڑکوں کے بارہ تیرے بطن میں تقسیم کیے تو بکر کو آٹھ اور فاطمہ کو چار ملے۔

اور لڑکیوں کے گروپ کے نیچے بھی تیرے بطن میں اختلاف ہے۔ دو لڑکے اور ایک لڑکی ہیں۔ ان پر نوبرا بر تصحیح نہیں ہوتے تو روؤس پانچ کو ۲۱ میں ضرب دیا تو ۱۰۵ سے مسلکہ کی دوسری بار تصحیح ہوئی۔ اس میں سے بطن اول کے لڑکوں کو ۲۰ ملے اور لڑکیوں کو ۳۵ جو بطن ٹالٹ میں تقسیم کر دیے پس زیدہ کی پوتی کے لڑکے بکر کو چالیس اور دوسری پوتی کی لڑکی فاطمہ کو بیس اور نواسی کے لڑکے خالد کو اٹھارہ اور دوسری نواسی کے لڑکے سلطان کو بھی اٹھارہ؛ اور تیسری نواسی کی لڑکی عائشہ کو نو ملے۔

نوب: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے مثال بہت لمبی چوڑی دی ہے۔ جو بالکل نادر الواقع ہے؛ اس لیے یہ دوسری مثال پیش کی جا رہی ہے۔ مصنف کی مثال کی وضاحت عبارت کے ترجمہ کے بعد آئے گی۔

وَكَذِلِكَ عِنْدَ مُحَمَّدٍ - رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى - إِذَا كَانَ فِي أُولَادِ
البَنَاتِ بُطُونٌ مُخْتَلِفَةٌ يُقْسِمُ الْمَالُ عَلَى أُولَئِكُنَّ بَعْدَ اِخْتِلَافٍ فِي الْأُصْرُولِ،
ثُمَّ يُجْعَلُ الْذُكُورُ طَائِفَةٌ وَالْإِنَاثُ طَائِفَةٌ بَعْدَ الْقِسْمَةِ، فَمَا أَصَابَ
الذُكُورَ يُجْمَعُ وَيُقْسِمُ عَلَى أَعْلَى الْخِلَافِ الَّذِي وَقَعَ فِي أُولَادِهِمْ،
وَكَذِلِكَ مَا أَصَابَ الإِنَاثَ، وَهَذَكُذا يُعْمَلُ إِلَى أَنْ يَنْتَهِي بِهِذِهِ الصُّورَةِ:

بنت	ابن	ابن	ابن							
بنت										
بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	ابن
بنت	بنت	بنت	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	ابن	بنت	بنت
بنت	بنت	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	ابن	بنت	بنت
بنت	ابن	بنت	بنت	ابن	بنت	بنت	بنت	ابن	بنت	بنت
بنت	ابن	بنت	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	ابن	بنت	بنت

ترجمہ: اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اسی طرح ہے (یعنی گذشتہ قاعدے سے تقسیم ہوگی) جب کہ لڑکیوں کی اولاد میں (مذکروموئٹ کے) اختلاف والے کئی بطور ہوں، ترکہ ایسے پہلےطن پر تقسیم ہوگا، جس کے اصول میں (مذکروموئٹ کا) اختلاف ہوگا، پھر تقسیم کے بعد مذکر کی ایک جماعت اور موئٹ کی ایک جماعت بنائی جائے گی، پھر جو کچھ مذکر کو ملے گا، اسے جمع کر لیا جائے گا، اور ان (مذکر) کی اولاد میں جن میں پہلے اختلاف ہوا ہو تقسیم کیا جائے گا، اور اسی طرح جو موئٹ کی جماعت کو ملے گا (اسے بھی موئٹ کی اولاد پر تقسیم کیا جائے گا) اور ایسا ہی کیا جائے گا؛ یہاں تک کہ عمل انہیا کو پہنچ جائے۔ اس نقشہ کے مطابق (اس کے بعد نقشہ ہے)۔

تشریح: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے جو لوگی چوڑی صورت مسئلہ بیان کی ہے، اس کی تجزیہ یہ ہے:

۴

مکمل

110

بطن اول: بنت بنت بنت بنت بنت بنت بنت این این | ۶ ۳۶

یطن چهارم: بنت بنت این این این بنت بنت این بنت بنت

بطن چشم: بنت بنت این بنت بنت بنت بنت بنت این بنت
 ۸ ۲ ۶ ۶ ۳ ۳

بطن ششم: بنت ابن بنت ابن بنت ابن بنت بنت بنت بنت بنت فاطمه کريم نيمه عزيز عائشه نفيسه خالد سلطانه سميه زکيہ بشری حنی

W A R A Y A R A R A R A R A R A

وضاحت: بطنِ اول میں نومؤثت اور تین مذکر ہیں؛ اس لیے مذکر و مؤثت کی الگ الگ جماعتیں بنائیں (یعنی تمام مؤثت کے نیچے ایک لمبی لکیر کھینچ دیں اور تمام مذکر کے نیچے بھی) اور مسئلہ پندرہ سے بنا، تو حصے لڑکیوں کو اور چھ حصے لڑکوں کو دیے۔

دوسرے بطن میں چوں کہ سب ورشہ مؤثت ہیں؛ اس لیے اس بطن کو کالعدم قرار دیا گیا، اس میں تقسیم نہیں ہوئی۔

تیسرا بطن میں لڑکیوں کے گروپ کے نیچے چھ لڑکیاں اور تین لڑکے ہیں اور ایک لڑکا دو لڑکیوں کے برابر ہوتا ہے؛ اس لیے کل روؤس بارہ ہوئے، اور ان کے حصے نو ہیں پس روؤس اور سہام میں "توافق بالشٹ" ہے روؤس کے وقت چار کو حاصل مسئلہ پندرہ میں ضرب دیا، حاصل ضرب سائٹھ سے مسئلہ کی صحیح ہوئی پھر مذکر و مؤثت کے سہام کو حضروب چار میں ضرب دیا، مؤثت کے حصے چھتیں ہوئے، ان میں سے اس کی مؤثت فروع کو اٹھارہ اور مذکر فروع کو بھی اٹھارہ حصے دیے۔

پھر ان تینوں مذکر کی فروع میں دونوں مونخوں کو مشترک طور پر نو حصے اور مذکر کو تیناں حصے ملے، پھر مذکر کے اس نو حصوں کو برا اور است چھتے بطن کی مؤثت (سمیہ) کو دے دیا۔

اور مذکورہ دونوں مونخوں کی فرع (پانچویں بطن) میں اختلاف نہیں ہے؛ اس لیے دونوں مونخوں کے نو حصوں میں سے چھتے بطن کے مذکر (خالد) کو چھ اور مؤثت (سلطانہ) کو تین دیا، پھر تیسرا بطن کی لڑکیوں کی فروع میں تین لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں؛ اس لیے اٹھارہ میں سے چھ تینوں لڑکیوں کو اور بارہ تینوں لڑکوں کو دیا گیا۔

پھر پانچویں بطن میں (تینوں لڑکوں کے فروع میں) ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں، چھ حصے دونوں لڑکیوں کو اور چھ تنہ لڑکے کو ملا، پھر اس لڑکے کا حصہ چھٹی بطن والی لڑکی (نفیہ) کو دیا، پانچویں بطن کی دونوں لڑکیوں کے مشترکہ چھ حصے میں سے چھتے بطن والے مذکر (عزیز) کو چار اور مؤثت (عائشہ) کو دو دیا۔

پھر چوتھے بطن کی تین لڑکیاں جن کو مشترکہ طور پر چھ حصے ملے تھے، ان میں سے دونوں لڑکیوں کو تین اور لڑکے کو تینا تین دیا، پھر لڑکے کا حصہ اس کی فرع (نیمه) مؤثت کو دیا۔

پانچویں بطن کی دو مؤنث کے حصے تین میں سے چھٹے بطن کے ذکر (کریم) کو دو اور مؤنث (فاطمہ) کو ایک دیا۔

اب پھر پہلے بطن کی تین ذکر والی جماعت کو لیں ان کا صل مسئلہ سے چھو اور تصحیح سے چوبیس حصے ملے تھے، اسی چوبیس کو ان کی فرع میں تقسیم کیا۔ دوسرا بطن میں کوئی اختلاف نہیں ہے؛ اس لیے اس سے تعریض نہیں کیا، اور تیسرا بطن میں لڑکے کو بارہ اور دونوں لڑکیوں کو مشترکہ طور پر بارہ دیا۔

پھر لڑکے کا حصہ بارہ چھٹے بطن والی لڑکی (خُشْنی) کو دیا، اور دونوں لڑکیوں کی فرع (چوتھے بطن) میں ذکر و مؤنث کا اختلاف نہیں ہے؛ اس لیے اس سے تعریض نہیں کیا؛ بلکہ بارہ میں سے آٹھ پانچویں بطن کے لڑکے کو اور چار لڑکی کو دیا، پھر لڑکے کا حصہ اس کی فرع (بُشْری) کو اور لڑکی کا حصہ اس کی فرع (زکیہ) کو دیا۔

اختلاف بطنوں کے ساتھ بعض اصول کی متعدد فروع کا حکم

اگر ذوی الارحام کی تذکرہ کروتا نیت میں مختلف بطنوں ہوں اور ساتھ ہی بعض اصول کی متعدد فروع ہوں تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اختلاف بطن میں تقسیم ترکہ کے وقت: اصول کی صفت ذکر و انوشت کے اختلاف کا بھی اعتبار کرتے ہیں اور فروع کی تعداد کا بھی۔ مثلاً: زید کی تین لڑکیاں تھیں۔ پہلی لڑکی کی لڑکی (نواسی) کی لڑکی (پرناوسی) کے دولڑکے ہیں (یہ فروع کا تعدد ہے) اور دوسری لڑکی کی لڑکی (نواسی) کے لڑکے (پرناوسے) کی ایک لڑکی ہے۔ اور تیسرا لڑکی کے لڑکے (نواسے) کی لڑکی (پرناوسی) کی دولڑکیاں ہیں (یہ بھی فروع کا تعدد ہے) تو ترکہ پہلے بطن دوم میں تقسیم ہوگا (بطن اول میں وصف ذکر و انوشت میں اختلاف نہ ہونے کی وجہ سے اس کو نظر اعداء کر دیا جائے گا) اور چوں کہ پہلی لڑکی کی فروع میں دولڑکے ہیں؛ اس لیے بطن دوم و سوم میں (اس کے نیچے کی) لڑکیوں کو دو دو فرض کیا جائے گا۔ اسی طرح تیسرا لڑکی کی فروع میں بھی دولڑکیاں ہیں؛ اس لیے (اس کے نیچے) بطن دوم و سوم کے لڑکے اور لڑکی کو دو دو فرض کیا جائے گا۔ اور اولاً بطن دوم میں ترکہ تقسیم کیا جائے گا۔ پھر بطن سوم میں پھر بطن چہارم میں زندہ ورثاء کے درمیان تقسیم ہوگا۔

تخریج مسئلہ اس طرح ہے:

زید		مسئلہ ۳۸۱ تک				مینہ
بنت		بنت	بنت	بنت	بنت	بطن اول:
امن		بنت	بنت	بنت	بنت	بطن دوم:
۳		۱		۲		
۱۶				۳		
				۱۲		
بنت		امن	بنت	امن	بنت	بطن سوم:
بنت		امن	بنت	امن	بنت	بطن چہارم: امن
۸		۸	۶	۳	۳	

وضاحت: پہلی لڑکی کی فرع میں دو لڑکے ہیں، لہذا اور پر کی (اس کے نیچے کی) تمام موجودوں کو دو دو فرض کیا گیا، اور تیسری لڑکی کی فرع میں دو لڑکیاں ہیں؛ اس لیے اور پر کی لڑکی اور لڑکے کو دو دو فرض کیا گیا۔ اور دوسری لڑکی کے نیچے ایک ہی لڑکی ہے؛ اس لیے اس میں کوئی تعداد نہیں۔

پھر پہلے بطن میں اختلاف نہ ہونے کی وجہ سے اُسے چھوڑ دیا گیا، ووسرے بطن کے نمبر ایک کی بنت کو دو بنت فرض کیا گیا تھا، اور نمبر دو کی ایک بنت ہے کل تین بنتات ہوئیں، اور دوسرے بطن کا ایک دو ایک کے قائم مقام ہے، اور دو ایک چار بنت کے قائم مقام ہوتے ہیں۔ اس طرح روؤوس کی تعداد سات ہو گئی؛ اس لیے سات سے مسئلہ بنایا اور دوسرے بطن میں لڑکے کو چار اور تین لڑکیوں کو مشترکہ طور پر تین دیا، پھر دونوں لڑکیوں کا علیحدہ گروپ بنایا اور لڑکے کا علیحدہ۔

ان دونوں لڑکیوں کا مشترکہ حصہ (تین) ان کے فروع کو دیا گیا، ان دونوں کے فروع میں ایک ایک ایک بنت (دو بنت کے قائم مقام ہے)، عدد روؤوس (چار) اور سہماں (تین) میں تباہی کی نسبت ہے؛ اس لیے کل عدد روؤوس (چار) کو اصل مسئلہ (سات) میں ضرب دیا، حاصل ضرب اٹھائیں ہوا۔

حصہ دینے کے لیے لاکیوں کے مشترکہ حصے (تین) کو مضروب (چار) میں ضرب دیا، حاصل ضرب (بارہ) میں سے چھ حصے تیرے بٹن کی لڑکی کو دیا؛ اس لیے کہ وہ دو لاکیوں کے قائم مقام ہے، اور چھ حصے لڑکے کو دیے، پھر لڑکے والے حصے کو اس کی فرع بنت کو دیا، اور لڑکی والے حصے کو اس کی فرع دوابن کو تین تین دیا۔

پھر بطنِ دوم کے لڑکے کے اصل مسئلہ سے ملے ہوئے حصے: چار کو مضر و بچار میں ضرب دیا، حاصل ضرب سولہ ہوا، یہی سولہ اس کی آخری فرع یعنی بطن چہارم والی دونوں لڑکیوں کو دیا گیا۔

اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کے مطابق صرف بطن چہارم میں تقسیم ہوگی۔ مسلکے سے بننے گا دونوں لڑکوں کو دودو اور ہر لڑکی کو ایک ایک ملے گا۔

وَكَذِلِكَ مُحَمَّدٌ — رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى — يَأْخُذُ الصَّفَةَ مِنَ
الْأَصْلِ حَالَ الْقِسْمَةِ عَلَيْهِ، وَالْعَدَدُ مِنَ الْفُرْقَعِ؛ كَمَا إِذَا تَرَكَ:
إِبْنَى بِنْتَ بِنْتِ بِنْتِ، وَبِنْتَ ابْنِ بِنْتِ بِنْتِ، وَبِنْتَى بِنْتَ ابْنِ بِنْتِ،
بِنْظَرِهِ الصَّفَةِ.

ابنی بنت بنت بنت بنت ابین بنت بنت بنت ابین بنت
عند أبي يوسف — رَحْمَةُ اللَّهِ — يُقْسَمُ الْمَالُ بَيْنَ الْفُرْوَعِ أَسْبَاعًا
بِأَغْتِبَارِ أَبْدَانِهِمْ وَعَنْدَ مُحَمَّدٍ — رَحْمَةُ اللَّهِ — يُقْسَمُ الْمَالُ عَلَى
أَغْلَى الْخَلَافِ، أَغْنِيٌ فِي الْبَطْنِ الثَّانِي أَسْبَاعًا بِأَغْتِبَارِ عَدْدِ الْفُرْوَعِ
فِي الْأَصْوَلِ؛ أَرْبَعَةُ أَسْبَاعِهِ لِبَنْتِي بنت ابین الْبَنْتِ: نَصِيبُ جَدَّهُمَا،
وَثَلَاثَةُ أَسْبَاعِهِ: وَهُوَ نَصِيبُ الْبَنْتَيْنِ يُقْسَمُ عَلَى وَلَدَيْهِمَا، أَغْنِيٌ فِي
الْبَطْنِ الثَّالِثِ أَنْصَافًا؛ نِصْفُهُ لِبَنْتِ ابین بنت الْبَنْتِ: نَصِيبُ أَبِيهَا
وَالنِّصْفُ الْآخِرُ لِابْنَيِ بنتِ الْبَنْتِ: نَصِيبُ أَمَّهُمَا. وَتَصْحُ
الْمُسْأَلَةُ مِنْ ثَمَانِيَةٍ وَعِشْرِينَ.

ترجمہ: اور ایسے ہی امام محمد رحمہ اللہ، اصول پریز کے تقسیم کرتے وقت اصل کی صفت

ا) اور یہ کے رشتہ داروں کو "اصول" اور شاخے کے رشتہ داروں کو "فروع" کہتے ہیں۔

(ذکر تواتر و نوشت) اور فروع کی تعداد کا لحاظ کرتے ہیں، جیسے: (مرنے کے بعد) کوئی شخص نواسی کے دونوں اسوس، اور نواسی کی ایک پوتی اور نواسے کی دونوں ناسیوں کو چھوڑے، ذیل کے نقشہ کے مطابق (اس کے بعد نقشہ ہے) تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ترکہ (صرف) فروع کے درمیان ان کی تعداد کے اعتبار سے سات حصوں میں تقسیم ہوگا۔ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ترکہ سب سے پہلے والے اختلافی بطن میں۔ یعنی دوسرے بطن میں۔ (ان کے) اصول میں فروع کی تعداد کے اعتبار سے سات حصوں میں تقسیم ہوگا، اس سات میں سے چار حصے نواسے کی دونوں ناسیوں کو: ان کے چد (نانا) کا حصہ ملے گا، اور سات میں سے تین حصے۔ جو (دوسرے بطن کی) دونوں لڑکیوں کا حصہ ہے، ان دونوں (لڑکیوں) کی اولاد پر۔ یعنی تیرسے بطن میں آدھا آدھا تقسیم ہوگا؛ آدھا نواسی کی پوتی کو۔ اس کے والد کا حصہ، اور آدھا نواسی کے دونوں ناسوں کو۔ ان کی والدہ کا حصہ ملے گا۔ اور مسئلے کی صحیح اٹھائیں سے ہوگی۔

.....

ذوی الارحام میں مفتی بے قول

ذوی الارحام کے باب میں حنفیہ کے یہاں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر فتویٰ ہے، امام ابو حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور تر روایت بھی یہی ہے۔

وَقُولُ مُحَمَّدٍ — رَجْمَةُ اللَّهِ — أَشْهُرُ الرُّوَايَتَيْنِ عَنْ أَبِي حَنْيفَةَ —
رَجْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى — فِي جَمِيعِ ذُوِ الْأَرْحَامِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى.

ترجمہ: اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول، ذوی الارحام کے تمام مسئلوں میں، امام ابو حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ سے (مردی) دور روایتوں میں مشہور تر (روایت) ہے، اور اسی پر فتویٰ بھی ہے۔

فائدہ: امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کے مطابق تخریج آسان ہے، آسانی کی وجہ سے الحسن بخاری نے ذوی الارحام کے باب اور حیض کے مسائل میں امام موصوف کا مسلک اختیار فرمایا ہے۔ وَذَكَرَ بَعْضُهُمُ أَنَّ مَشَائِخَ بَخَارِيَ أَخْدُوا

بِقَوْلِ أَبِي يُوسُفَ رَحْمَةِ اللَّهِ تَعَالَى فِي مَسَائلِ ذُرْيِ الْأَرْحَامِ وَالْحِضْنِ؛ لِأَنَّهُ أَيْسَرُ عَلَى الْمُفْتَى. (شَرِيفِيَّ ص: ۱۲۰)۔

فصل: تعدد ورثتہ کا اعتبار

اگر ذری الارحام کے کئی بطور ہوں اور ان میں تذکرہ و تابعیت کے اختلاف کے ساتھ رثتہ میں بھی تعدد ہو یعنی کسی فرع کا رثتہ متعدد اصول سے ہو تو احناف ذری الارحام کی توریث میں رثتہ کے تعداد کا بھی لحاظ کرتے ہیں: امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اصول کے ساتھ رثتوں سے: فرع کی تعداد متعین کرتے ہیں۔ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اصل کی تعداد: فرع کے اعتبار سے متعین کرتے ہیں۔ مثلاً: زید کی تین لڑکیاں تھیں۔ پہلی لڑکی کا ایک بیٹا تھا اور دوسری لڑکی کی ایک بیٹی تھی۔ دونوں خالہزادوں کا نکاح ہوا ان سے دو لڑکیاں: سیکینہ اور فاطمہ ہیں۔ اور تیسرا لڑکی کی ایک بیٹی تھی اس کا ایک لڑکا ایوب ہے۔ پس امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سیکینہ اور فاطمہ کو دو دو لڑکیاں فرض کرتے ہیں: کیوں کہ ان کا رثتہ دو اصولوں (ماں اور باپ) سے ہے۔ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سیکینہ اور فاطمہ کے ماں اور باپ کو دو دو فرض کر کے میراث تقسیم کرتے ہیں۔ تجزیع مسئلہ یہ ہے:

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک

خورشید	مسئلہ ۶	میت
بنت	بنت	بنت
بنت	ابن — (زوجین) —	بنت
ابن	بنت	بنت
(ایوب)	(فاطمہ)	(سیکینہ)
۲	۲	۲

وضاحت: امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ صرف قیرے بطن میں ترکہ تقسیم کرتے ہیں۔ وہ سیکینہ اور فاطمہ کو دو دو لڑکیاں مانتے ہیں: باپ اور ماں کے اعتبار سے پس کل چھ

وارث ہوئے۔ لہذا چھوٹے مسئلہ بننا: دو سکینہ کو، دو فاطمہ کو اور دو ایوب کو ملا۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک

مسئلہ ۷۸ تص		میلت
خورشید		بنت
بنت		بنت
بنت	(زوجین)	ابن
ابن		ابن
	_____	_____
(ایوب)		بنت
۶	(فاطمہ)	(سکینہ)
		۲۲=۶+۱۶

॥

وضاحت: اس مثال میں پہلے بطن میں کوئی اختلاف نہیں، دوسرے بطن میں دو بنت اور ایک ابن ہیں۔

ابن اور بنت زوجین ہیں، ان دونوں سے دو لڑکیاں پیدا ہوئی ہیں، ان دونوں لڑکیوں کی وجہ سے زوجین میں سے ہر ایک کو ذہل فرض کیا گیا، (یعنی ایک ابن کو دو ایک اور ایک بنت کو دو بنت فرض کیا گیا) اور ایک ابن، چوں کہ دو بنت کے قائم مقام ہوتا ہے؛ اس لیے دو ایک چار بنت کے قائم مقام ہو گئے، گویا دوسرے بطن میں سات لڑکیاں ہیں؛ اس لیے سات سے مسئلہ بنایا، چار حصے ایک ابن کو دیے، اور تین حصے دونوں بنت کو مشترکہ طور پر دیے۔

پھر دوسرے بطن والے ورشہ کے حصے تیسرا بطن میں منتقل کیے۔ زوجین کے حصے دونوں بنت کو ملے، اور تین والی بنت کا حصہ اس کے نیچے والے ابن کو ملا۔

تیسرا بطن کی دو بنت کو اس کے والد کا حصہ (چار) دیا تو کسر واقع نہیں ہوئی؛ لیکن دو بنت کا مشترکہ حصہ "تین" اس کی فرع (دو بنت اور ایک ابن) پر برابر برابر تقسیم نہیں ہوتا؛ اس لیے کہ ایک ابن، دو بنت کے قائم مقام ہوتا ہے، تو گویا تیسرا بطن میں چار بنت ہو گئیں؛ اس لیے عدد روؤس "چار" کو اصل مسئلہ سات میں ضرب دیا گیا، حاصل ضرب اٹھائیں ہوا۔

اب دونوں بنت کو مشترکہ طور پر ملے ہوئے حصے تین کو مضروب چار میں ضرب دیا

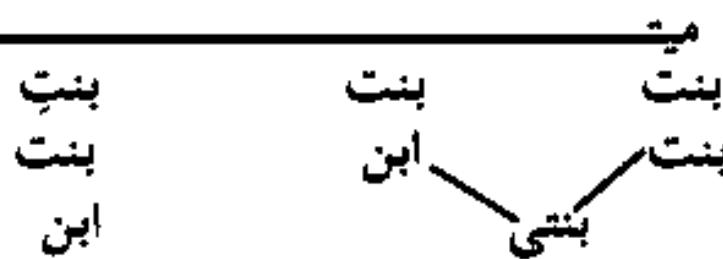
گیا، حاصل ضرب بارہ میں سے چھ تیرے بطن والی دونوں لڑکیوں کو اور چھ حصے تیرے بطن والے ابن (ایوب) کو دیا گیا۔

دوسرے بطن کے نمبر ایک والے ابن کے حصے چار جو تیرے بطن کی دونوں لڑکیوں کو منتقل کیے گئے تھے، ان کو بھی مضر و بذار میں ضرب دیا گیا، حاصل ضرب سولہ ہوا، یہ سولہ دونوں لڑکیوں کو اُن کے والد کا حصہ دیا گیا۔

اب ان دونوں لڑکیوں کے حصے بائیس ہو گئے، سولہ حصے ان کے والد کی طرف سے ملے اور چھ حصے ان کی والدہ کی طرف سے۔ اور تیرے بطن والے لڑکے کو صرف چھ اس کی والدہ والا حصہ ملا۔

فَصْلٌ: عَلِمَّا وَنَا — رَحْمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى — يَعْتَبِرُونَ الْجِهَاتِ فِي التَّوْرِثَةِ غَيْرَ أَنَّ أَبَا يُوسُفَ — رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى — يَعْتَبِرُ الْجِهَاتِ فِي أَبْدَانِ الْفُرُوعِ، وَمُحَمَّداً — رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى — يَعْتَبِرُ الْجِهَاتِ فِي الْأَصْرُولِ.

كما إذا ترك بنت بنت بنت، وهما أيضا بنتا ابن بنت، وابن بنت بنت بهذه الصورة:



عند أبي يوسف — رحمة الله تعالى — ينكحون المال بينهم أثلاثا، وصار كأنه ترك أربع بنات وأبناء؛ ثلاثة لبنتين وثلثة لابن.
وعند محمد — رحمة الله تعالى — يقسم المال بينهم على ثمانية وعشرين سهما؛ للبنتين الثنان وعشرون سهما؛ ستة عشر سهما من قبل أبيهما، وستة أسمهم من قبل أميهما، وللابن ستة أسمهم من قبل أميه.

ترجمہ: ہمارے علمائے احناف (ذوی الارحام کو) دارث بنانے میں (رشتوں

کی) جہت کا اعتبار کرتے ہیں؛ مگر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فروع کے عدد و روؤس میں (تعدد) جہت کا اعتبار کرتے ہیں اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اصول (یعنی اوپر کے رشتہوں) میں (تعدد) جہت کا اعتبار کرتے ہیں۔

جیسے: جب کوئی شخص اپنی نواسی کی دو لڑکیاں چھوڑے نیز بھی دونوں لڑکیاں اس کے نواسے کی لڑکیاں بھی ہوں، اور (دوسرا) نواسی کا ایک لڑکا (چھوڑے) ذمیل کے اس نقشہ کے مطابق۔ تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان میں ترکہ ثمن حصوں میں تقسیم ہوگا، اور ایسا ہوگا جیسے کہ میت نے چار لڑکیاں اور ایک لڑکا چھوڑا ہو، ترکے کا ”دو ٹکٹ“ دونوں لڑکیوں کو، اور ایک ٹکٹ لڑکے کو ملے گا۔

اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ترکہ ان کے درمیان اٹھائیں حصوں میں تقسیم ہوگا، دونوں لڑکیوں کو پائیں جسے ملیں گے: سولہ حصے ان کے والد کی جانب سے، اور چھ حصے ان کی والدہ کی طرف سے، اور لڑکے کو اس کی ماں کی جانب سے چھ حصے ملیں گے۔

فصل: دوسری قسم کے ذوی الارحام (اصول میت)

”ذوی الارحام“ کی دوسری قسم: اجداد فاسد اور جدات فاسدہ ہیں۔ جد فاسد: وہ نذر اصل بعید ہے جس کا میت سے رشتہ جوڑنے میں مؤنث کا واسطہ آئے۔ جیسے میت کی ماں کا باپ (نانا) میت کی ماں کے باپ کا باپ (پرانا) اور جدہ فاسدہ: وہ مؤنث اصل بعید ہے جس کا میت سے رشتہ جوڑنے میں جد فاسد کا واسطہ آئے۔ جیسے میت کی ماں کے باپ (نانا) کی ماں اور میت کی ماں کے باپ کی ماں کی ماں۔

اس کے بعد جاننا چاہیے کہ ذوی الارحام کی دوسری قسم کی تواریث کی پانچ صورتیں ہیں:

پہلی صورت: اگر دوسری قسم کے ذوی الارحام کئی ہوں اور بعض رشتہ میں قریب اور بعض دور ہوں تو اقرب وارث ہوگا اور بعد محروم ہوگا خواہ سب ماں کے رشتہ کے ہوں یا باپ کے۔ جیسے نانا اور نانی کا باپ: نانا اقرب ہے؛ اس لیے وہ وارث ہوگا اور نانی کا باپ ایک درجہ دور ہے؛ اس لیے وہ محروم ہوگا۔

دوسری صورت: دوسری قسم کے ذوی الارحام متعدد ہوں اور سب رشتہ میں برابر ہوں؛ لیکن بعض کا رشتہ: میت سے وارث کے واسطے سے ہوا در بعض کا غیر وارث (ذوی الارحام) کے واسطے سے، تو دورائیں ہیں:

پہلی رائے: ابو سہیل فرانصی وغیرہ کی ہے کہ جس کا رشتہ وارث کے واسطے سے ہوگا وہ اولیٰ ہے، اس کو دوسرے پر ترجیح دی جائے گی یعنی وہ وارث ہوگا اور دوسرا محروم۔

دوسری رائے: سلیمان جوز جانی وغیرہ کی ہے کہ دونوں میراث پانے میں یکساں ہیں۔ اور یہی رائے راجح ہے۔ (شامی: ۵۶۰/۵)۔

جیسے ماں کی ماں (نانی) کا باپ (وارث کے واسطے سے رشتہ دار ہے) اور ماں کے باپ (نانا) کا باپ (غیر وارث کے واسطے سے رشتہ دار ہے) پہلی رائے والوں کے نزدیک: پہلا وارث ہوگا اور دوسرا محروم۔ اور دوسری رائے والوں کے نزدیک: دونوں وارث ہوں گے۔ اور ترکہ اولاً بطن دوم یعنی نانا نانی میں تقسیم ہوگا: نانا کو دو اور نانی کو ایک ملے گا۔ پھر وہ بطن عالیث میں ان کے اصول کو پہنچے گا: نانا کے باپ کو دو اور نانی کے باپ کو ایک ملے گا۔ تجزیع مسئلہ یہ ہے:

عدنان	مسئلہ ۳	میت
اب اب الام (نانا کا باپ)		
۱		

تیسرا صورت: دوسری قسم کے "ذوی الارحام" متعدد ہوں، اور سب رشتہ میں برابر ہوں، اور سب یا تو غیر وارث کے واسطے منسوب ہوں یا وارث کے واسطے، اور صفت ذکورت و انشت میں واسطے متعدد ہوں یعنی جن اصول کے ذریعہ وہ منسوب ہوتے ہوں ان میں مذکرو مونث کا اختلاف نہ ہو، اور وہ سب خواہ میت کے باپ کے واسطے منسوب ہوں یا ماں کے۔ تو ترکہ ان کے روؤس کے اعتبار سے تقسیم ہوگا اور مذکرو مونث کا دو گناہ یا جائے گا۔ جیسے میت کے باپ کی ماں (دادی) کے باپ کا باپ اور میت کے باپ کی ماں (دادی) کے باپ کی ماں۔ اس صورت میں ترکہ تین حصے ہو کر دو حصے باپ کو

اور ایک حصہ ماں کو ملے گا۔ تجزیع مسئلہ یہ ہے:

مسئلہ ۳

میت

ام اب ام الاب

۱

اب اب ام الاب

۲

نوٹ: مذکورہ دونوں ”ذوی الارحام“ باپ (وارث) کے رشتہ کے ہیں۔ اور میت کے جد فاسد کے ماں باپ ہیں۔

چوتھی صورت: دوسری قسم کے ”ذوی الارحام“ متعدد ہوں، اور سب رشتہ میں برابر ہوں، اور سب یا تو غیر وارث کے واسطہ سے منسوب ہوں یا وارث کے واسطہ سے، اور کسی بطن میں صفت ذکر کو مونث کا دو گناہ ملے گا۔ جیسے میت کے باپ کے باپ (دادا) کے پھر اور پڑجائے گا اور مذکورہ مونث کا دو گناہ ملے گا۔ جیسے میت کے باپ کے باپ (پادا) کی ماں کا باپ اور میت کے باپ کی ماں (دادی) کی ماں کی ماں کا باپ۔ ترکہ پہلے بطن دوم میں تقسیم ہو گا۔ دادا کو دو اور دادی کو ایک ملے گا، پھر وہی پانچویں بطن میں زندہ وارثوں کو ملے گا۔ تجزیع یہ ہے:

مسئلہ ۳

میت

ام اب ام الاب

۱

اب اب ام الاب

۲

پانچویں صورت: دوسری قسم کے ”ذوی الارحام“ متعدد ہوں، اور رشتہ میں سب برابر ہوں اور پہلے ہی بطن میں مذکورہ مونث کا اختلاف ہو تو ترکہ اولہا پہلے بطن میں تقسیم ہو گا۔ مذکورہ مونث کا دو گناہ ملے گا۔ پھر مذکورہ مونث کا حصہ آخری بطن میں زندہ وارث کو ملے گا اور مونث کا حصہ آخری اصل یعنی زندہ وارث کو ملے گا، جیسے میت کے باپ کے باپ کی ماں کے باپ کی ماں اور میت کی ماں کے باپ کے باپ کے باپ کی ماں۔ ترکہ اولہا: میت کے ماں باپ میں تقسیم ہو گا۔ باپ کو دو اور ماں کو ایک ملے گا۔ پھر وہی پانچویں بطن میں زندہ دو دادیوں کو ملے گا۔ باپ کی طرف کی دادی کو دو اور ماں کی طرف کی دادی کو ایک ملے گا۔

تجزیع مسئلہ یہ ہے:

عبدالباقي

مسئلہ ۳

مبتدا

ام اب ام اب الاب

ام اب اب اب الام

۱

۲

فائدہ: ”ذوی الارحام“ کی دوسری قسم میں اختلاف بطنون معتبر ہے، اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، اگرچہ ذوی الارحام کی ”پہلی قسم“ میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ صرف آخری بطن میں مذکر کو موئٹ کے دو گناہ کے اعتبار سے ترکہ تقسیم فرماتے ہیں، اوپر کے بطنون میں اختلاف ذکورت والوشت کو معتبر نہیں مانتے ہیں، علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وقد اعتبر أبو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ هنَا اختلاف البطنون وان لم يعتبره في الصنف الأول (رداختار: ۵۶۱/۵) مکتبہ رشیدیہ پاکستان۔

فضل فی الصنف الثاني

أُولَيْهِم بِالْمِيرَاث أَقْرَبُهُم إِلَى الْمَيْتِ مِنْ أُولَى جَهَةِ كَانَ، وَعِنْدَ الْإِسْتِوَاءِ فَمَنْ كَانَ يُذْلِلِي بِوَارِثٍ فَهُوَ أُولَى كَائِبٍ أَمْ الْأَمْ أُولَى مِنْ أَبِ أَبِ الْأَمْ عِنْدَ أَبِي سُهْلِ الْفَرَاتِيِّ، وَأَبِي فَضْلِ الْخَصَافِ، وَعَلَى بْنِ عِيسَى الْبَصْرِيِّ، وَلَا تَفْضِلَ لَهُ عِنْدَ أَبِي سُلَيْمَانَ الْجُوزَجَانِيِّ، وَأَبِي عَلَى الْبُشْتِيِّ — رَحْمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى —

وَإِنْ اسْتَوَثْ مَنَازِلَهُمْ، وَلَيْسَ فِيهِمْ مَنْ يُذْلِلِي بِوَارِثٍ، أَوْ كَانَ كُلُّهُمْ يُذْلَوْنَ بِوَارِثٍ، وَاتَّفَقَتْ صِفَةُ مَنْ يُذْلَوْنَ بِهِمْ، وَاتَّحدَتْ قَرَابَتُهُمْ؛ فَالْقِسْمَةُ حِينَئِذٍ عَلَى أَبْدَانِهِمْ.

وَإِنْ اخْتَلَفَتْ صِفَةُ مَنْ يُذْلَوْنَ بِهِمْ، يُقْسِمُ الْمَالُ عَلَى أَوَّلِ بَطْنٍ اخْتَلَفَ كَمَا فِي الصنفِ الأول.

۱۔ الاکمل زجاجی ہیں جن کو غزالی، فرضی (یا فرانسی) بھی کہا جاتا ہے، (الجواهر المضيئة مخطوطہ ورق ۲۳۸، ۲۳۹ فہارس مبسوط سرخسی ص: ۵۱۸) بعض شخصیوں میں ابی فضل الخفاف ہے اس کی تحقیق نہیں ہو سکی کچھ کیا ہے؟ اور ابو سلیمان جوز جانی کا نام سویں بن سلیمان ہے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور معلیٰ بن منصور کے رفیق ہیں۔ امام محمد کی مبسوط اور امامی کے راوی ہیں۔ اور بستی بست کی طرف منسوب ہے جو خراسان کا ایک شہر ہے۔

وَإِنْ اخْتَلَفُوا فَرَأَيْتُهُمْ فَالثُّلَاثُ لِقَرَائِبِ الْأَبِ: وَهُوَ نَصِيبُ الْأَبِ، وَالثُّلُثُ لِقَرَائِبِ الْأُمِّ: وَهُوَ نَصِيبُ الْأُمِّ، ثُمَّ مَا أَصَابَ لِكُلِّ فِرِيقٍ يُقْسِمُ بَيْنَهُمْ كَمَا لَوْ اتَّحَدَتْ قَرَائِبُهُمْ.

ترجمہ: (یہ) فصل ذوی الارحام کی دوسری قسم (کے بیان) میں ہے: ان میں میراث کے سب سے زیادہ لاکٹ وہ ہیں جو رشتے میں سب سے زیادہ قریب ہیں۔ اور (رشتے میں) برابر ہونے کے وقت ترکہ کا زیادہ مستحق وہ ہوگا جو (میت سے) کسی وارث کے واسطے سے منسوب ہوتا ہو، جیسے: نانی کا باپ، نانا کے باپ سے ترکہ کا زیادہ مستحق ہے، ابو سہیل فراہضی، ابوفضل خصاف اور علی بن عیسیٰ بصری کے نزدیک، اور ابو سلیمان جوز جانی اور ابو علی بنسی کے نزدیک (وارث کے واسطہ والے کو دوسرے پر) کوئی فضیلت نہیں ہے۔

اور اگر ان کے درجے برابر ہوں، اور ان میں کوئی بواسطہ وارث منسوب نہ ہو، یا سب وارث کے واسطے سے منسوب ہوں، اور بواسطہ کی صفت (ذکر و انوشن) بھی ایک ہو، اور ان کے رشتے (بھی) ایک ہوں (یعنی سب ماں کے واسطے سے ہوں یا سب باپ کے واسطے سے ہوں) تو تقسیم اس وقت ان کے روؤس کے مطابق ہوگی۔ اور اگر بواسطہ کی صفت (ذکر و انوشن) مختلف ہو تو پہلی قسم کی طرح ترکہ سب سے پہلے والے اختلافی بطن پر تقسیم ہوگا۔

اور اگر ان کے رشتے مختلف ہوں (یعنی بعض باپ کے اور بعض ماں کے واسطے سے ہوں) تو باپ کے رشتے والے کو ثلثان ملے گا، اور وہ باپ کا حصہ ہے، اور شش ماں کے رشتے والے کو ملے گا، اور وہ ماں کا حصہ ہے، پھر ہر فریق کو جو ملا ہے، وہ ان کے درمیان تقسیم ہوگا، جیسا کہ اگر ان کے رشتے ایک ہوں۔

فصل: تیسری قسم کے ذوی الارحام

تیسری قسم کے ”ذوی الارحام“ یہ ہیں:

۱۔ حقیقی، علاتی اور اخیانی بہنوں کی اولاد (مذکرو موث)

۲۔ حقیقی، علاتی اور اخیانی بھائیوں کی لڑکیاں اور لڑکوں پتوں کی لڑکیاں (نیچے تک)

۳۔ اخیانی بھائی کے لڑکے اور لڑکوں کی اولاد (مذکرو موث)

اور تیسری قسم کے ”ذوی الارحام“ کی تواریث کی چار صورتیں ہیں:

پہلی صورت: اگر تیسری قسم کے ”ذوی الارحام“ متعدد ہوں، اور بعض قریب کے ہوں اور بعض دور کے، تو اقرب کو میراث ملے گی اور بعد محروم ہوگا، جیسے: بھانجا ہو تو بھانجے کا لڑکا محروم ہوگا۔

فصل فی الصنف الثالث

**الحُكْمُ فِيهِمْ كَالْحُكْمِ فِي الصَّنْفِ الْأَوَّلِ: أَغْنِيُ أَوْلَيْهِمْ
بِالْمِيرَاثِ أَقْرَبُهُمْ إِلَى الْمَيْتِ.**

ترجمہ: (یہ) فصل (ذوی الارحام کی) تیسری قسم (کے بیان) میں ہے: ان کا حکم بھی پہلی قسم کی طرح ہے، یعنی ان میں میراث کا زیادہ حق داروہ ہے جو میراث سے زیادہ قریب ہو۔

دوسری صورت: اگر تیسری قسم کے ”ذوی الارحام“ متعدد ہوں، اور سب درجہ میں برابر ہوں، اور بعض عصبه کی اولاد ہوں اور بعض ذوی الارحام کی، تو عصبه کی اولاد وارث ہوگی اور ذوی الارحام کی اولاد محروم ہوگی، جیسے بھتیجے کی بیٹی اور بھانجی کا بیٹا (خواہ دونوں حقیقی بھائی کی اولاد ہوں یا علاتی کی یا ایک حقیقی کی اور ایک علاتی کی) تو ترکہ سارا بھتیجے کی بیٹی کو ملے گا اور بھانجی کا بیٹا محروم ہوگا؛ کیونکہ بھتیجے کی اولاد ہے اور بھانجی کا بیٹا ذوی الارحام کی۔

نوت: اس صورت کا تتمہ باب کے آخر میں آئے گا:

وَإِنْ أَسْتَوْرُوا فِي الْقُرُبِ فَوَلَدُ الْغَصَبَةِ أُولَى مِنْ وَلَدِ ذُوِي

الْأَرْحَامُ، كَبَنْتِ ابْنَ الْأَخِ، وَابْنِ بَنْتِ الْأَخِ؛ كِلَاهُمَا لَأْبٌ وَأَمٌّ،
أَوْ لَأْبٌ، أَوْ أَحَدُهُمَا لَأْبٌ وَأَمٌّ، وَالآخَرُ لَأْبٌ، الْمَالُ كُلُّهُ لِبَنْتِ ابْنِ
ابْنِ الْأَخِ؛ لِأَنَّهَا وَلَدُ الْعَصَبَةِ.

ترجمہ: اور اگر قرب (درجہ) میں سب برابر ہوں تو عصبه کی اولاد، ذوی الارحام کی اولاد سے (ترکہ کی) زیادہ مستحق ہوگی، جیسے: بھتیجے کی لڑکی اور بھانجی کا لڑکا، دونوں حقیقی ہوں یا اعلاتی، یا ان دونوں میں سے ایک حقیقی ہو اور دوسرا اعلاتی، تو پورا ترکہ بھتیجے کی لڑکی کا ہوگا؛ اس لیے کہ وہ عصبه کی اولاد ہے۔

تیری صورت: اگر تیری قسم کے "ذوی الارحام" متعدد ہوں اور سب درجہ میں برابر ہوں؛ مگر سب اخیانی بہن کی اولاد یا اولاد دراولاد ہوں تو:
امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک: ترکہ صرف فروع پر تقسیم ہوگا، اور مذکروں
موئش کا دو گناہ ملے گا۔

اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک: اخیانی بھائی بہنوں میں: چوں کہ مذکروں موئش کو برابر ملتا ہے؛ اس لیے ترکہ اصول پر مساوی تقسیم ہوگا، پھر وہی حصہ فروع کو ملے گا۔ جیسے اخیانی بھائی کی پوتی اور اخیانی بہن کی بیٹی کا بیٹا: امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک بھائی کی پوتی کو ایک اور نواسی کے بیٹے کو دو طیبیں گے اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک: ترکہ اولاد اخیانی بھائی بہن میں مساوی تقسیم ہوگا: ہر ایک کو ایک ملے گا پھر وہی پوتی اور نواسی کے لڑکے کو ملے گا۔

نوت: امام محمد رحمہ اللہ علیہ کا مسلک ظاہر الروایہ ہے: اس لیے وہ راجح ہے (شریفیہ ص: ۱۲۵)۔

وَلَوْ كَانَا لَأْمَ، الْمَالُ بَيْنَهُمَا لِلذِّكْرِ مِثْلُ حَظِّ الْأَنْثَيْنِ عِنْدَ أَبِي
يُوسُفَ — رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى — بِاعْتِبَارِ الْأَبْدَانِ، وَعِنْدَ مُحَمَّدٍ —
رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى — الْمَالُ بَيْنَهُمَا أَنْصَافًا بِاعْتِبَارِ الْأَصْوْلِ، بِهَذِهِ
الصُّورَةِ.

ہیئت

بنت ابن الأخت لأم

ترجمہ: اور اگر دونوں (بھتیجے کی لڑکی، اور بھائیجی کا لڑکا) اخیانی ہوں، تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک روؤس کے اعتبار سے ان کے درمیان ترکہ مذکور کو دو موئٹ کے حصوں کے برابر (تقسیم ہوگا) اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ترکہ ان کے مابین اصول کے اعتبار سے آدھا آدھا (تقسیم ہوگا) اس نقشہ کے مطابق۔

چھپی صورت: اگر تیری قسم کے "ذوی الارحام" متعدد ہوں، اور سب درجہ میں برابر ہوں اور کوئی بھی عصبه کی اولاد نہ ہو یا سب عصبه کی اولاد ہوں یا بعض عصبه کی اولاد ہوں اور بعض ذوی الفروض کی تو صاحبین میں اختلاف ہے:

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ: فروع پر قوتِ قرابت کا لحاظ کر کے ترکہ تقسیم کرتے ہیں اتوی کو وارث بناتے ہیں اور اضعف کو محروم کرتے ہیں یعنی حقیقی بھائی بہن کی فرع کو: علاقی اور اخیانی کی اولاد پر ترجیح دیتے ہیں؛ اس لیے کہ حقیقی کارشته دوہرائی ہے اور علاقی اور اخیانی کا اکبر۔ اسی طرح علاقی بھائی بہن کی اولاد کو اخیانی بھائی بہن کی اولاد پر ترجیح دیتے ہیں؛ اس لیے کہ علاقی کارشته باپ سے ہے اور اخیانی کا ماں سے۔ اور باپ کارشته ماں کے رشتہ سے قوی ہے۔

اور امام محمد رحمۃ اللہ: قوتِ قرابت کا لحاظ نہیں کرتے؛ البتہ پہلے ترکہ اصول پر صفت ذکورت و انوشت کا لحاظ کر کے تقسیم کرتے ہیں۔ اور فروع کی تعداد بھی اصول میں ملحوظ رکھتے ہیں یعنی اگر ایک اصل کی متعدد فروع ہیں تو وہ اصل کو بقدر فروع فرض کر کے ترکہ تقسیم کرتے ہیں، جیسا کہ ذوی الارحام کی پہلی قسم میں کرتے ہیں۔ اور راجح اور مفتی بقول امام محمد گاہے (شریفیہ ص: ۱۲۵)۔

مثال: (۱) تینوں قسم کے (حقیقی، علاقی اور اخیانی) بھائیوں کی تین بیٹیاں ہوں اور تینوں قسم کی بہنوں کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہو تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک

ترکہ حقیقی بھائی بہن کی اولاد کو ملے گا اور علاقی اور اخیانی بھائی بہن کی اولاد محروم ہوگی؛ کیوں کہ اول کی قرابت قوی ہے۔—(۲) اور اگر علاقی بھائی کی لڑکی اور علاقی بھائی کا لڑکا اور لڑکی اور اخیانی بھائی کی لڑکی اور اخیانی بھائی کا لڑکا اور لڑکی ہو تو ترکہ علاقی بھائی بہن کی اولاد کو ملے گا۔ اور اخیانی بھائی بہن کی اولاد محروم ہوگی؛ کیوں کہ علاقی کارشته باپ سے ہے جو قوی ہے۔—(۳) اور اگر صرف اخیانی بھائی کی لڑکی اور اخیانی بھائی کا لڑکا اور لڑکی ہوں تو ترکہ ان کو ملے گا؛ اس لیے کہ ان سے قوی کوئی نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۴۳ تص ۹

میدہ

اخ	اخت	اخ لاب	اخت لاب	اخ لام	اخت لام
بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت
۱	۱	۱	۱	۱	۱
۳	۲	۱	۱	۱	۱

اور امام محمد رحمہ اللہ: پہلی صورت میں حقیقی بھائی کی لڑکی کو اور حقیقی بہن کے لڑکے اور لڑکی کو اور اخیانی بھائی کی لڑکی کو اور اخیانی بھائی کے لڑکے اور لڑکی کو ترکہ دیتے ہیں۔ اور علاقی بھائی کی لڑکی کو اور علاقی بھائی کے لڑکے اور لڑکی کو محروم کرتے ہیں؛ کیوں کہ حقیقی بھائی بہن کے ساتھ علاقی بھائی بہن وارث نہیں ہوتے اور اخیانی ہوتے ہیں؛ اس لیے کہ وہ ذوی الفروض ہیں اور حقیقی بھائی بہن عصہ ہیں۔ پس ترکہ کا ایک تھائی اخیانی کی اولاد کو ملے گا اور اخیانی بھائی کی چوں کہ دفروع ہیں؛ اس لیے اس کو دو فرض کیا جائے گا۔ پس کل تین ہوئے: ایک اخیانی بھائی اور دو اخیانی بہنیں؛ اس طرح تھائی ترکہ ان کے درمیان مساوی تقسیم ہوگا ایک حصہ اخیانی بھائی کی لڑکی کو اور ایک ایک حصہ اخیانی بھائی کے لڑکے اور لڑکی کو ملے گا۔

اور باقی دو تھائی حقیقی بھائی کی لڑکی کو اور حقیقی بہن کے لڑکے اور لڑکی کو ملے گا۔ اور ترکہ پہلے بھائی بہن میں تقسیم ہوگا اور حقیقی بہن کی چوں کہ دفروع ہیں؛ اس لیے اس کو دو فرض کیا جائے گا۔ پس ایک حقیقی بھائی اور دو حقیقی بہنیں ہوئیں؛ اس لیے دو تھائی کا نصف بھائی کو ملے گا اور نصف بہن کو پھر بھائی کا حصہ اس کی جیٹی کو ملے گا اور بہن کا حصہ اس کے لڑکے اور لڑکی کو ملے گا۔ اور چوں کہ ایک تین پر تقسیم نہیں ہوتا؛ اس لیے تو مسئلہ کی تصحیح نو سے ہو گی۔

اور دوسری صورت میں؛ جب کہ حقیقی بھائی بہن کی اولاد نہ ہو صرف علائی اور اخیانی کی اولاد ہو تو بھی ترک کا اسی طرح تقسیم ہوگا۔ علائی: حقیقی کے قائم مقام ہوں گے۔ اور تیسری صورت میں؛ چوں کہ صرف اخیانی بھائی بہن کی اولاد ہے؛ اس لیے سارا ترک انھیں کو ملے گا۔ اور مسئلہ تین سے بننے گا ایک اخیانی بھائی کو اور دو اخیانی بہن کو ملیں گے؛ کیوں کہ اس کی دو فروع ہیں۔ پس وہ دو شمار ہوگی۔ پھر اخیانی بھائی کا حصہ اس کی لڑکی کو ملے گا اور اخیانی بہن کا حصہ اس کے لڑکے اور لڑکی کو آدھا آدھا ملے گا؛ کیوں کہ اخیانی میں مذکرو منش کا دو گناہیں ملتا؛ بلکہ برابر تقسیم ہوتا ہے۔

وَإِنْ أَسْتَوْرُوا فِي الْقُرْبِ، وَلَيْسَ فِيهِمْ وَلَدٌ عَصَبَةٌ، أَوْ كَانَ كُلُّهُمْ
أُولَادُ الْعَصَبَاتِ، أَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ أُولَادُ الْعَصَبَاتِ، وَكَانَ بَعْضُهُمْ
أُولَادُ أَصْحَابِ الْفَرَايْضِ، فَأَبُو يُوسُفَ — رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى — يَعْتَبِرُ
الْأَقْوَى. وَمُحَمَّدٌ — رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى — يُقْسِمُ الْمَالَ عَلَى الْإِخْرَوَةِ
وَالْأَخْرَوَاتِ مَعَ اغْتِبَارِ عَدْدِ الْفُرُوعِ وَالْجِهَاتِ فِي الْأَصْوَلِ فَمَا
أَصَابَ كُلُّ فَرِيقٍ يُقْسِمُ بَيْنَ فُرُوعِهِمْ كَمَا فِي الصُّنْفِ الْأَوَّلِ.
كَمَا إِذَا تَرَكَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ إِخْرَوَةٌ مُتَفَرِّقَاتٍ، وَثَلَاثَةٌ بَيْنَهُنَّ، وَثَلَاثَ
بَنَاتٍ أَخْرَوَاتٍ مُتَفَرِّقَاتٍ بِهَذِهِ الصُّورَةِ.

الأخ لأب و لم الأخت لأب و أم الأخ لأب الأخت لأب الأخ لأم الأخت لأم
بنت بنت ابن بنت ابن بنت بنت ابن بنت
عند أبي يوسف — رحمة الله تعالى — يقسم كُلُّ المال بين
فروع بنى الأغیان، ثم بين فروع بنى العلات، ثم بين فروع بنى
الأخیاف، للذكر مثل حظ الانثیین أرباعاً باغتبار الابدان.
وعند محمد — رحمة الله تعالى — يقسم ثلث المال بين
فروع بنى الأخیاف على السویة ألا تساوا أصولهم في
القسمة، والباقي بين فروع بنى الأغیان أنصافاً لا غتبار عد

الْفُرُوعُ فِي الْأَصْوَلِ بِصُفَّةِ لِبْسٍ إِلَّا خَ نَصِيبُ أَبِيهَا، وَالنُّصُفُ
الْآخَرُ بَيْنَ وَلَدَى الْأَخْتِ — لِلَّذِكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأَنْثَيْنِ — بِاعْتِبَارِ
الْأَبْدَانِ وَتَصِيقُ مِنْ تِسْعَةِ

ترجمہ: اور اگر قرب (درجہ) میں سب برابر ہوں اور ان میں کوئی عصہ کی اولاد نہ
ہو یا سب عصہ کی اولاد ہوں یا بعض عصہ کی اولاد اور بعض ذمی الفرض کی اولاد ہوں، تو
امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اقویٰ کا اعتبار کرتے ہیں۔

اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اصول میں فروع کی تعداد اور رشتہوں کی جہت کے اعتبار
سے (اولاً) بھائی بہنوں پر ترکہ تقسیم کرتے ہیں، پھر ہر فریق کو جو ملتا ہے اس کو ان کے فروع
کے درمیان تقسیم کرتے ہیں، جیسا کہ پہلی قسم میں کرتے ہیں۔

جیسے جب میت نے متفرق (یعنی حقیقی، علاقی اور اخیانی) بھائیوں کی تین لڑ کیاں،
اوہ متفرق (حقیقی علاقی اور اخیانی) بہنوں کے تین لڑ کے اور تین لڑ کیاں چھوڑی ہوں: ذیل
کے نقشے کے مطابق — تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سارا ترکہ روؤس کے
اعتبار سے مذکور کے لیے دو موئٹ کے حصوں کے برابر چار حصوں میں حقیقی بھائی بہنوں کی
اولاد کے درمیان تقسیم ہوگا، پھر (حقیقی کی عدم موجودگی میں) علاقی بھائی بہنوں کی اولاد
کے درمیان، پھر (علاقی کی عدم موجودگی میں) اخیانی بھائی بہنوں کی اولاد کے درمیان۔
اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ترکہ کا ثلث اخیانی بھائی بہنوں کی اولاد کے
درمیان ان کے اصول کے برابر ہونے کی وجہ سے تین حصوں میں تقسیم ہوگا، اور باقی (دو
ثلث) حقیقی بھائی بہنوں کی اولاد کے درمیان اصول میں فروع کی تعداد کے لحاظ سے آدھا
آدھا تقسیم ہوگا، اس کا آدھا تھجی کو اس کے والد کا حصہ ملے گا اور دوسرا آدھا بھائی بھائی
بھائی کے درمیان روؤس کے اعتبار سے مذکور کے لیے دو موئٹ کے حصوں کے برابر
(تقسیم ہوگا) اور صحیح نہ سے ہوگی۔

دوسری صورت کا تہمہ: دوسری صورت یہ تھی کہ تیسرا قسم کے "ذوی الارحام" متعدد ہوں اور سب برابر درجہ کے ہوں اور بعض عصبه کی اولاد ہوں اور بعض ذوی الارحام کی تو عصبه کی اولاد وارث ہوتی ہے اور ذوی الارحام کی محروم۔ مثلاً حقیقی، علائی اور اخیانی بھائیوں کی پوتیاں یعنی ان کے لڑکوں کی لڑکیاں ہوں تو ترکہ بالاتفاق حقیقی بھائی کی پوتی کو یعنی حقیقی بھتیجے کی لڑکی کو ملے گا؛ اس لیے کہ وہ عصبه (حقیقی بھتیجے) کی اولاد ہے اور حقیقی کا رشتہ بھی دوہرा ہوتا ہے یعنی اس کو قوتِ قرابت بھی حاصل ہے۔ اور علائی بھتیجا بھی اگرچہ عصبه ہے، مگر حقیقی بھائی کی موجودگی میں علائی بھائی محروم ہوتا ہے؛ اس لیے وہ عصبه نہ رہا اور اخیانی بھائی اگرچہ ذوالفرض ہے، مگر اس کا لڑکا نہ ذوالفرض ہے نہ عصبه؛ بلکہ ذوی الارحام میں سے ہے۔

وَلُؤْتَرَكَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ بَنِي إِخْوَةٍ مُّتَفَرِّقِينَ، بِهَذِهِ الصُّورَةِ:

بنت ابن الأخ لأب و أم بنت ابن الأخ لأب بنت ابن الأخ لأم
العمال كُلُّهُ لِبُنْتِ ابنِ الأخِ لَأَبٍ وَأَمٍ بِالْإِتْفَاقِ؛ لِأَنَّهَا وَلَدُ
الغضبة، وَلَهَا أَيْضًا فُرُّهُ الْقَرَابَةِ.

ترجمہ: اور اگر مختلف قسم کے (یعنی حقیقی، علائی اور اخیانی) بھتیجوں کی لڑکیاں چھوڑے، ذیل کے نقشے کے مطابق:— تو بالاتفاق سارا ترکہ حقیقی بھتیجے کی لڑکی کا ہو گا؛ اس لیے کہ وہ عصبه کی اولاد ہے اور اس لیے بھی کہ اس کو رشتہ کی قوت (حاصل) ہے۔

.....

فصل: چوتھی قسم کے ذوی الارحام

چوتھی قسم کے ذوی الارحام یہ ہیں:

- ۱۔ پھولی، خالہ، ماموں ان کی اولاد اور اخیانی پچھا (حقیقی اور علائی پچھا عصبه ہیں)۔
- ۲۔ حقیقی اور علائی پچھاؤں کی لڑکیاں اور ان کی اولاد اور لڑکوں کی مؤنث اولاد۔
- ۳۔ باپ کی پھولی، خالہ، ماموں اور اخیانی پچھا (باپ کے حقیقی اور علائی پچھا

عصبہ ہیں)۔

۳— ماں کی پھوپی، خالہ ماموں اور چچا۔

مصنف علیہ الرحمۃ نے چوتھی قسم کے ذوی الارحام کے احکام و فضلوں میں بیان کیے ہیں۔ پہلی فصل میں صلبی ذوی الارحام یعنی اخیائی چچا، پھوپی، ماموں اور خالہ کی توریث کا بیان ہے اور دوسری فصل میں ان کی اولاد کی توریث کا بیان ہے۔

اس کے بعد جانتا چاہیے کہ چوتھی قسم کے صلبی ذوی الارحام کی توریث کی چار صورتیں ہیں:

پہلی صورت: اگر چوتھی قسم کے صلبی ذوی الارحام میں سے کوئی ایک ہو تو پورا تر کے اسی کو ملے گا مثلاً: صرف پھوپی یا صرف خالہ ہو تو اسی کو سارا تر کے ملے گا۔

دوسری صورت: اور اگر چوتھی قسم کے صلبی ذوی الارحام میں سے متعدد ہوں اور سب ایک ہی رشتہ کے ہوں یعنی سب باپ کے رشتہ کے ہوں یا سب ماں کے رشتہ کے ہوں تو ان میں قوتی قرابت سے ترجیح ہوگی۔ خواہ وہ مذکور ہوں یا موثق۔ پس حقیقی کو علاقی اور اخیائی پر اور علاقی کو اخیائی پر ترجیح ہوگی۔ مثلاً:

۱— باپ کے رشتہ والے ذوی الارحام میں سے: حقیقی پھوپی، علاقی پھوپی، اخیائی چچا اور اخیائی پھوپی ہوں تو سارا تر کے حقیقی پھوپی کو ملے گا اور باقی سب محروم ہوں گے۔ اور علاقی پھوپی اور اخیائی چچا اور اخیائی پھوپی ہوں تو سارا تر کے علاقی پھوپی کو ملے گا اور باقی محروم ہوں گے۔

۲— اور ماں کے رشتہ والے ذوی الارحام میں سے: حقیقی ماموں اور علاقی ماموں و خالہ اور اخیائی ماموں و خالہ ہوں تو سارا تر کے حقیقی خالہ کو ملے گا اور علاقی ماموں یا خالہ اور اخیائی ماموں و خالہ ہوں تو سارا تر کے علاقی ماموں یا خالہ کو ملے گا اور اخیائی محروم ہوں گے۔

فضلٌ فِي الصَّنْفِ الرَّابِعِ

الْحُكْمُ فِيهِمْ: إِنَّهُ إِذَا أَنْفَرَدَ وَاحِدٌ مِنْهُمْ، إِسْتَحْقَ الْمَالُ كُلُّهُ لِغَدْمِ الْمُرَاجِمِ۔ وَإِنْ اجْتَمَعُوا وَكَانَ خَيْرُ فَرَابِتِهِمْ مُتَّحِدًا —

كالعَمَاتِ، وَالْأَغْمَامِ لَأُمٍّ، أَوِ الْأَخْوَالِ وَالْخَالَاتِ — فَلَا قُوَّى مِنْهُمْ
أُولَئِي بِالْإِجْمَاعِ؛ أَعْنَى مِنْ كَانَ لَأْبٌ وَأَمٌّ مِمْنُ كَانَ لَأْبٌ، وَمَنْ كَانَ
لَأْبٌ أُولَئِي مِمْنُ كَانَ لَأُمٍّ ذُكُورًا كَانُوا أَوْ إِنَاثًا.

ترجمہ: (یہ) فصل (ذوی الارحام کی) چوتھی قسم (کے بیان) میں ہے، ان کا حکم یہ
ہے کہ جب ان میں سے کوئی ایک ہو تو کسی مانع کے نہ ہونے کی وجہ سے وہ پورے ترکہ کا
مستحق ہوگا۔

اور اگر متعدد ہوں اور ان کی قرابت کی جگہ ایک ہو یعنی سب باپ کے رشتہ کے
ہوں یا سب ماں کے رشتہ کے ہوں۔ جیسے: پھوپیاں اور اخیانی پچا (یہ باپ کے رشتہ
کے ہیں) یا ماموں اور خالائیں (یہ ماں کے رشتہ کے ہیں)۔ تو ان میں سے زیادہ قوی،
بالاجماع ترکہ کے زیادہ مستحق ہیں، یعنی جو حقیقی ہوں گے وہ (ترکہ کے) علائم سے زیادہ
مستحق ہوں گے، اور جو علائمی ہوں گے وہ (ترکہ کے) اخیانی سے زیادہ مستحق ہوں گے،
خواہ مذکور ہوں یا موئث۔

—————

تیری صورت: اگر چوتھی قسم کے صلبی ذوی الارحام میں سے متعدد ہوں، اور سب
ایک ہی رشتہ کے ہوں اور سب مذکر یا موئث ہوں تو ان میں ترکہ مساوی تقسیم ہو گا اور اگر
بعض مذکر اور بعض موئث ہوں تو مذکر کو موئث کا دو گناہ ملے گا۔ جیسے اخیانی پچا اور اخیانی
پھوپی ہوں تو مسئلہ ۳ سے ہو گا: ۲ سہام اخیانی پچا کو اور ایک حصہ اخیانی پھوپی کو ملے گا۔ یہی
حکم حقیقی ماموں اور حقیقی خالہ کا اور علائمی ماموں اور علائمی خالہ کا اور اخیانی ماموں اور اخیانی
خالہ کا ہے۔ سب کا مسئلہ ۲ سے بنے گا: دو مذکر کو اور ایک موئث کو ملے گا۔

وَإِنْ كَانُوا ذُكُورًا وَإِنَاثًا وَاسْتَوْثُ قَرَابَتِهِمْ فَلَلَّذِكُورُ مِثْلُ حَظِّ
الْأَنْثَيْنِ. كَعْمٌ وَعَمْةٌ كِلَاهُمَا لَأُمٌّ، أَوْ خَالٍ وَخَالَةٍ كِلَاهُمَا لَأْبٌ
وَأَمٌّ؛ أَوْ لَأْبٌ؛ أَوْ لَأُمٌّ.

ترجمہ: اور اگر مذکور ہوں یا موئث ہوں اور ان کے رشتے برابر ہوں، تو مذکر کو دو

مونجوس کے حصے کے برابر (ملے گا)، جیسے: پچھا اور پھولی دونوں ماں شریک ہوں، یا ماموں اور خالہ دونوں حقیقی ہوں؛ یا علائی ہوں یا اخیانی ہوں۔

چوتھی صورت: اگر چوتھی قسم کے صلبی ذوی الارحام متعدد ہوں اور سب ایک رشتہ کے نہ ہوں؛ بلکہ بعض باپ کے رشتہ کے ہوں اور بعض ماں کے رشتہ کے تو ان میں قوتِ قرابت سے ترجیح نہیں ہوگی؛ بلکہ باپ کے رشتہ والے کو ششان اور ماں کے رشتہ والے کو شش ملے گا۔ پھر باپ کے رشتہ والوں اور ماں کے رشتہ والوں میں— دوسری صورت کی طرح— قوتِ قرابت سے ترجیح ہوگی یعنی حقیقی کو علائی اور اخیانی پر اور علائی کو اخیانی پر ترجیح ہوگی، جیسے: ایک حقیقی پھولی، ایک علائی پھولی، ایک حقیقی خالہ اور ایک اخیانی خالہ ہو تو مسئلہ ۳ سے بنے گا۔ دو باپ کی طرف کی رشتہ والیوں (پھولیوں) کو ملے گا اور ایک ماں کی طرف کی رشتہ والیوں (خالاؤں) کو ملے گا۔ پھر پھولیوں کے دو صرف حقیقی پھولی کو ملیں گے اور علائی پھولی محروم ہوگی۔ اسی طرح خالاؤں کا ایک حصہ صرف حقیقی خالہ کو ملے گا اور اخیانی خالہ محروم ہوگی۔ اور ورثاء میں حقیقی پھولی اور اخیانی خالہ ہو تو ششان (تمن میں سے دو) حقیقی پھولی کو ملیں گے اور شش (تمن میں سے ایک) اخیانی خالہ کو ملے گا۔ اور اخیانی پھولی اور حقیقی خالہ ہو تو ششان اخیانی پھولی کو اور شش حقیقی خالہ کو ملے گا۔

وَإِنْ كَانَ حَيْزُ قَرَابَتِهِمْ مُخْتَلِفاً فَلَا إِعْتِبَارٌ لِفُرُوةِ الْقَرَابَةِ كَعَمَّةٍ
لَأَبٍ وَأَمٍ وَخَالَةٌ لَأُمٌ؛ أَوْ خَالَةٌ لَأَبٍ وَأَمٍ، وَعَمَّةٌ لَأُمٌ؛ فَالشَّشَانُ لِقَرَابَةِ
الْأَبِ وَهُوَ نَصِيبُ الْأَبِ، وَالشَّشُوكُ لِقَرَابَةِ الْأُمِّ وَهُوَ نَصِيبُ الْأُمِّ.
لَئِمَّا أَصَابَ كُلُّ فَرِيقٍ يُفْسَدُ بَيْنَهُمْ كَمَا لَوْ أَتَحَدَ حَيْزُ قَرَابَتِهِمْ.

ترجمہ: اور اگر ان کے رشتے کی جہت مختلف ہو تو رشتے کی قوت کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا، جیسے: حقیقی پھولی اور اخیانی خالہ؛ یا حقیقی خالہ اور اخیانی پھولی، پس ششان باپ کے رشتے والی کو ملے گا اور وہ باپ کا حصہ ہے، اور شش ماں کے رشتے والی کو ملے گا اور وہ ماں کا حصہ ہے۔ پھر ہر فریق کو جو ملے گا وہ ان کے آپس میں تقسیم کر دیا جائے گا، جیسا کہ اگر ان کے رشتے کی جہت ایک ہو۔

فصل: چوتحی قسم کے ذوی الارحام کی اولاد کا بیان

گذشتہ فصل کے شروع میں کہا گیا ہے کہ چوتحی قسم کے ذوی الارحام کے احکام مصنف نے دو فصول میں بیان کیے ہیں۔ گذشتہ فصل میں صلبی ذوی الارحام کی توریث کا بیان تھا۔ اب اس فصل میں ان کی اولاد کی توریث کا بیان ہے۔ اولاد سے مراد پھوپی، خالہ، مااموں اور اخیافی چچا کی اولاد اور حقیقی اور علائی چچاؤں کی مؤنث اولاد ہے۔

چوتحی قسم کے ذوی الارحام کی اولاد کی توریث کی چار صورتیں ہیں:

پہلی صورت: اگر چوتحی قسم کے ذوی الارحام کی اولاد متعدد ہو، اور بعض اقرب اور بعض بعد ہوں، تو جس کارشته میت سے قریب ہوگا اس کو ترک ملنے گا اور جو دور ہیں وہ محروم ہوں گے۔ خواہ دہ خالہ مااموں کی اولاد ہوں یا پھوپی اور اخیافی چچا کی یا حقیقی اور علائی چچاؤں کی لڑکیاں ہوں۔ مثلاً پھوپی کی بیٹی اور پھوپی کی بیٹی کی بیٹی ہو تو بیٹی وارث ہو گی اور کل ترک لے گی اور بیٹی کی بیٹی محروم ہو گی؛ اس لیے کہ وہ بعد ہے۔ یہی حکم خالہ کے لڑکے اور خالہ کی لڑکی کے لڑکے کا ہے۔ اور یہی حکم پھوپی کے لڑکے اور مااموں کی لڑکی کے لڑکے کا ہے۔

دوسری صورت: اگر چوتحی قسم کے ذوی الارحام کی اولاد متعدد ہو، اور سب برابر کی رشتہ دار ہو، اور سب ایک ہی رشتہ سے ہوں یعنی سب باپ کے رشتہ سے ہوں یا سب ماں کے رشتہ سے ہوں تو بالاتفاق توریث میں قوتِ قرابت کا اختبار ہوگا یعنی حقیقی کی اولاد کو علائی اور اخیافی کی اولاد پر اور علائی کی اولاد پر ترجیح ہو گی۔ خواہ سب پھوپی کی اولاد ہوں یا چچا، خالہ اور مااموں کی، جیسے حقیقی پھوپی کی لڑکی، علائی پھوپی کی لڑکی اور اخیافی پھوپی کا لڑکا ہو تو کل میراث حقیقی پھوپی کی لڑکی کو ملنے گی۔ اور باقی دو محروم ہوں گے۔ اور علائی خالہ کی بیٹی اور اخیافی خالہ کا بیٹا ہو تو میراث علائی خالہ کی بیٹی کو ملنے گی۔

فَصْلٌ فِي أُولَادِهِمْ

الْحُكْمُ فِيهِمْ كَالْحُكْمِ فِي الصِّنْفِ الْأَوَّلِ: أَعْنَى أَوْلَيْهِمْ

بِالْمِيرَاثِ أَقْرَبُهُمْ إِلَى الْمَيْتِ مِنْ أَىْ جِهَةٍ كَانَ.

وَإِنْ اسْتَوْدُوا فِي الْقُرْبِ وَكَانَ حَيْزُ فَرَابِتِهِمْ مُتَّحِدًا، فَمَنْ كَانَ

لَهُ قُوَّةُ الْقَرَابَةِ فَهُوَ أَوْلَى بِالْإِجْمَاعِ.

ترجمہ: ان کا حکم (بھی) پہلی قسم کے حکم کی طرح ہے، یعنی ان میں ترک کے سب سے زیادہ حقدار وہ ہوں گے، جو میت سے سب سے زیادہ قریب ہوں، خواہ کسی جہت کے ہوں۔

اور اگر قرب درجہ میں سب برابر ہوں، اور ان کے رشتے کی جہت (بھی) ایک ہو تو جس کو قوتِ قرابت (رشتہ) حاصل ہوگی وہی بالاجماع ترکہ کا زیادہ مستحق ہو گا۔

فائدہ: قوتِ قرابت سے ترجیح کا قاعدہ اجماعی ہے، عصہ کی اولاد کی موجودگی میں بھی ظاہر الروایت اور راجح مسلک کے مطابق قوتِ قرابت ہی سے ترجیح ہوتی ہے؛ البتہ غیر ظاہر الروایت کے مطابق عصہ کی اولاد کو ترجیح حاصل ہوتی ہے؛ لیکن یہ مرجوح اور غیر مفتی ہے۔ تفصیل آگے آرہی ہے۔

تیسری صورت: اگر چوتحی قسم کے ”ذوی الارحام“ کی اولاد متعدد ہوں، اور سب کا درجہ مساوی ہو، اور جہتِ قرابت اور قوتِ قرابت میں بھی اتحاد ہو، مگر بعض عصہ کی اولاد ہوا اور بعض ذوی الارحام کی تو عصہ کی اولاد وارث ہوگی اور ذوی الارحام کی اولاد محروم۔
مثلاً: حقیقی چچا (عصہ) کی لڑکی اور حقیقی پھولپی (ذو الرحم) کا لڑکا ہو تو چچا کی لڑکی وارث ہوگی اور پھولپی کا لڑکا محروم ہوگا۔ اسی طرح اگر علائی چچا کی لڑکی اور علائی پھولپی کا لڑکا ہو تو لڑکی وارث ہوگی اور لڑکا محروم ہوگا۔

اور اگر چچا اور پھولپی میں سے ایک حقیقی ہو اور دوسرا علائی یعنی قوتِ قرابت میں اتحاد نہ ہو تو حقیقی کی اولاد وارث ہوگی اور علائی کی اولاد محروم ہوگی یعنی قوتِ قرابت سے ترجیح ہوگی۔ یہی ظاہر الروایت ہے۔

اور ظاہر الروایت کی دلیل: ایک قیاس ہے کہ جس طرح علائی خالہ (صرف نانا کی لڑکی) کو اخیانی خالہ (صرف نانی کی لڑکی) پر ترجیح حاصل ہے، قوتِ قرابت کی وجہ سے؛ حالاں کہ علائی خالہ ذوالرحم (نانا) کی اولاد ہے، اور اخیانی خالہ ذوالفرض (جدہ صحیحہ نانی) کی اولاد ہے؛ تاہم بالاتفاق قوتِ قرابت کا لحاظ کیا جاتا ہے؛ کیوں کہ قوتِ قرابت سے

ترنج: ایک ایسی چیز کے ذریعہ ترجیح ہے جو خود وارث کی ذات میں موجود ہے اور ذرا الفرض کے ذریعہ وارث ہونے کے ذریعہ ترجیح: ایک ایسی چیز کے ذریعہ ترجیح ہے جو وارث کے علاوہ (تالی) میں پائی جاتی ہے۔ اور داخلی چیز سے ترجیح: خارجی چیز سے ترجیح کے مقابلے میں بہتر ہے؛ اس لیے علاقی خالہ وارث ہوتی ہے اور اخیانی خالہ محروم۔

اسی طرح مذکورہ بالا صورت میں بھی حقیقی کی اولاد کو علاقی کی اولاد پر ترجیح ہوگی؛ اس لیے کہ اسے قوتِ قرابت بھی حاصل ہے اور وہ عصبه کی اولاد بھی ہے۔

اس کے بعد جانتا چاہیے کہ پچھا اور پھولی میں سے ایک حقیقی ہو اور دوسرا علاقی تو اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

۱۔ پچھا حقیقی ہو اور پھولی علاقی۔ اس صورت میں حقیقی پچھا کی اولاد پر ترجیح ہوگی؛ اس لیے کہ اسے قوتِ قرابت بھی حاصل ہے اور وہ عصبه کی اولاد بھی ہے؛ اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔

۲۔ پھولی حقیقی ہو اور پچھا علاقی۔ اس صورت میں بھی ظاہر الروایہ میں حقیقی پھولی کی اولاد کو علاقی پچھا کی اولاد پر ترجیح ہوگی؛ اس لیے کہ اسے قوتِ قرابت حاصل ہے۔ اور بعض احتاف اس صورت میں علاقی پچھا کی اولاد کو عصبه کی اولاد ہونے کی وجہ سے حقیقی پھولی کی اولاد پر ترجیح دیتے ہیں؛ مگر یہ مرجوح ہے۔

وَإِنْ أَسْتَوْرُوا فِي الْقُرُبِ وَالْقَرَابَةِ وَكَانَ حَيْثُ قَرَأْتِهِمْ مُتَّحِدًا
فَوَلَدَ الْعَصَبَةُ أُولَى كَبِيتُ الْعَمْ وَابْنُ الْعَمَّةِ، كَلَاهُمَا لَأْبٌ وَأُمٌّ، أَوْ
لَأْبٌ، الْمَالُ كُلُّهُ لِبِنْتِ الْعَمِ، لِأَنَّهَا وَلَدَ الْعَصَبَةِ.

وَإِنْ كَانَ أَحَدُهُمَا لَأْبٌ وَأُمٌّ وَالآخَرُ لَأْبٌ كَانَ الْمَالُ كُلُّهُ لِمَنْ
كَانَ لَهُ قُوَّةُ الْقَرَابَةِ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ قِيَاسًا عَلَى خَالَةٍ لَأْبٍ مَعَ
كَوْنِهَا وَلَدَ ذِي رَحِيمٍ هِيَ أُولَى بِقُوَّةِ الْقَرَابَةِ مِنَ الْخَالَةِ لَأْمٌ مَعَ كَوْنِهَا
وَلَدًا لِوَارِثَةِ، لِأَنَّ التَّرْجِيْحَ لِمَعْنَى فِيهِ وَهُوَ قُوَّةُ الْقَرَابَةِ أُولَى مِنَ
الْتَّرْجِيْحِ لِمَعْنَى فِي غَيْرِهِ وَهُوَ الْإِذْلَاءُ بِالْوَارِثِ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ:

الْمَالُ كُلُّهُ لِبْنُتِ الْعَمِ لَا بِ، لَا نَهَا وَلَدُ الْعَصَبَةِ.

ترجمہ: اور اگر سب قرب درجہ اور رشتے میں برابر ہوں، اور ان کے رشتوں کی جہت بھی ایک ہوتا عصہ کی اولاد (ترکہ کی) زیادہ لاکٹ ہوگی، جیسے: پچا کی لڑکی اور پھولی کا لڑکا، دونوں حقیقی ہوں یا (دونوں) علائی ہوں پورا ترکہ پچا کی لڑکی کا ہوگا؛ اس لیے کہ وہ عصہ کی اولاد ہے۔

اور اگر ان دونوں (پچا اور پھولی) میں سے ایک حقیقی اور دوسرا علائی ہوتا "ظاہر الروایت" کے مطابق سارا ترکہ قوتِ قرابت والے کو ملے گا، علائی خالہ پر قیاس کرتے ہوئے کہ وہ ذی الرحم کی اولاد ہونے کے باوجود قوتِ قرابت کی وجہ سے اخیانی خالہ سے بہتر ہے؛ حالاں کہ یہ (اخیانی خالہ) وارث (نانی) کی اولاد ہے؛ اس لیے کہ ترجیح ایسے وصف کے ذریعہ ہے جو اس کے اندر موجود ہے، اور وہ قوتِ قرابت ہے اس ترجیح سے بہتر ہے جو اس کے غیر میں موجود ہے، اور وہ وارث کے واسطے سے منسوب ہونا ہے۔ اور بعض (مشائخ) فرماتے ہیں کہ سارا ترکہ علائی پچا کی لڑکی کو ملے گا؛ اس لیے کہ وہ عصہ کی اولاد ہے۔

چوتھی صورت: اگر چوتھی قسم کے ذوی الارحام کی اولاد متعدد ہو، اور میت سے سب کی رشتہ داری برابر درجہ کی ہو؛ مگر رشتوں کی جہتیں مختلف ہوں یعنی بعض وارث باپ کے رشتہ کے ہوں اور بعض ماں کے رشتہ کے تو اس صورت میں قوتِ قرابت اور عصہ کی اولاد ہونے کا مطلق اعتبار نہیں ہوگا؛ یہی ظاہر الروایہ ہے۔ اور دلیل یہ ہے کہ اگر اولاد کے بجائے ان کے اصول ہوتے یعنی حقیقی پھولی اور علائی یا اخیانی خالہ ہوتیں تو ترکہ دونوں کو ملتا۔ پھولی کو قوتِ قرابت کی وجہ سے ترجیح نہیں دی جاتی؛ حالاں کہ اس کی قرابت دوہری ہے یعنی وہ دادا اور دادی دونوں کی اولاد ہے۔ اور علائی یا اخیانی خالہ صرف نانا کی یا صرف نانی کی اولاد ہے۔ نیز حقیقی پھولی دو جہتوں سے وارث کی اولاد ہے یعنی اس کے ماں اور باپ (میت کے دادا اور دادی) دونوں وارث ہیں۔ اور علائی خالہ ذوالرحم (نانا) کی اولاد ہے۔ اور اخیانی خالہ ایک وارث (نانی) کی اولاد ہے؛ تاہم حقیقی پھولی کو ترجیح نہیں ہوتی؛ چنان چہ ان

کی اولاد میں بھی قوتِ قرابت سے یا عصبه کی اولاد ہونے کی وجہ سے ترجیح نہیں ہوگی۔

البتہ باپ کا رشتہ رکھنے والی اولاد کو ششان دیا جائے گا، اور ماں کا رشتہ رکھنے والی اولاد کو شش۔ پھر ہر فریق میں اگر متعدد وارث ہوں تو باپ کے رشتے والوں میں قوتِ قرابت سے، پھر عصبه کی اولاد ہونے کی وجہ سے ترجیح دی جائے گی؛ اور ماں کے رشتے والوں میں صرف قوتِ قرابت سے ترجیح دی جائے گی؛ اس لیے کہ ان میں عصبه نہیں ہوتے۔

مثالیں: (۱) حقیقی پھوپی کی بیٹی اور علاقی خالہ کا بیٹا ہو تو پھوپی کی بیٹی کو ششان اور خالہ کے بیٹے کو شش ملے گا اور مسئلہ تین سے بنے گا۔ (۲) اور اگر علاقی پھوپی کی بیٹی اور حقیقی خالہ کا بیٹا ہو تو بھی پھوپی کی بیٹی کو ششان اور خالہ کے بیٹے کو شش ملے گا اور مسئلہ تین سے بنے گا۔

وَإِنْ اسْتَوْرُوا فِي الْقُرْبِ وَلِكُنْ اخْتَلَفَ حَيْزُ قَرَابَتِهِمْ فَلَا إِعْتِبارٌ
لِقُوَّةِ الْقَرَابَةِ، وَلَا لِوَلْدِ الْعَصَبَةِ فِي ظَاهِرِ الرُّوَايَةِ فِي اسَاسًا عَلَى عَمَّةٍ
لَأَبٍ وَأُمٍّ مَعَ كَوْنِهَا ذَاتَ الْقَرَابَةِ وَلَوْلَدُ الْوَارِثِ مِنَ السِّجَهَتِينِ: هِيَ
لَيْسَتِ بِأَوْلَى مِنَ الْخَالَةِ لَأَبٍ أَوْ لَأَمٍّ، لِكُنَّ الْثَّلَاثَيْنِ لِمَنْ يُذْلِلِ بِقَرَابَةِ
الْأَبِ فَتُعْتَبَرُ فِيهِمْ قُوَّةُ الْقَرَابَةِ ثُمَّ وَلَدُ الْعَصَبَةِ، وَالثُّلُثُ لِمَنْ يُذْلِلِ
بِقَرَابَةِ الْأُمِّ، وَتُعْتَبَرُ فِيهِمْ قُوَّةُ الْقَرَابَةِ.

ترجمہ: اور اگر قرب درجہ میں سب برابر ہوں؛ لیکن ان کے رشتہوں کی جہت مختلف ہو تو ظاہر الروایت کے مطابق قوتِ قرابت اور عصبه کی اولاد ہونے کا کوئی اعتبار نہیں؛ حقیقی پھوپی پر قیاس کرتے ہوئے کہ وہ دور رشتہوں والی ہونے اور دو طرف سے وارث کی اولاد ہونے کے باوجود علاقی یا اختیانی خالہ سے بہتر نہیں؛ لیکن جو اولاد باپ کے رشتے سے منسوب ہوتی ہیں۔ ان کو ششان ملتا ہے۔ پھر ان کے آپس میں قوتِ قرابت کا اعتبار ہوتا ہے اس کے بعد عصبه کی اولاد ہونے کا۔ اور شش ماں کے رشتے سے منسوب ہونے والی اولاد کو ملتا ہے۔ اور ان کے آپس میں (صرف) قوتِ قرابت کا اعتبار ہوتا ہے۔

متعدد رشتہوں کا حکم

اگر فروع کے اصول سے متعدد رشتے ہوں تو ذوی الارحام کی پہلی قسم کی طرح: ذوی الارحام کی چوتھی قسم میں بھی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ ترکہ فروع پر تقسیم کرتے ہیں اور فروع کی تعداد رشتہوں کی تعداد کے اعتبار سے فرض کرتے ہیں۔ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ترکہ پہلے اختلافی بطن پر تقسیم کرتے ہیں اور اصول کی تعداد: فروع کی تعداد کے لحاظ سے فرض کرتے ہیں۔ پھر اصول کو جو ترکہ ملتا ہے وہ ان کی فروع کو دیتے ہیں اور پہلی قسم کی طرح یہاں بھی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک راجح ہے۔ مثال اور اس کی تجزیہ آگے آرہی ہے۔

ثُمَّ عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ — رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى — مَا أَصَابَ كُلَّ فِرِيقٍ
يُقْسِمُ عَلَى أَبْدَانِ فُرُوعِهِمْ مَعَ إِغْتِبَارِ عَدْدِ الْجِهَاتِ فِي الْفُرُوعِ،
وَعِنْدَ مُحَمَّدٍ — رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى — يُقْسِمُ الْمَالُ عَلَى أَوَّلِ بَطْنٍ
إِخْتَلَفَ مَعَ إِغْتِبَارِ عَدْدِ الْفُرُوعِ وَالْجِهَاتِ فِي الْأَصْوْلِ كَمَا فِي
الصَّنْفِ الْأَوَّلِ.

ترجمہ: پھر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جو کچھ ہر فریق کو پہنچا ہے اسے ان کے فروع کے روؤس پر تقسیم کیا جائے گا، فروع میں رشتہوں کی تعداد کے اعتبار سے۔ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پہلے والے اختلافی بطن پر ترکہ تقسیم ہو گا اصول میں فروع اور رشتہوں کی تعداد کے اعتبار سے، جیسا کہ پہلی قسم میں گزارا۔

مثال اور اس کی تجزیہ: وسیم کا انتقال ہوا۔ اس کے ورثاء یہ ہیں: (۱) علائی پھونپی کی بیٹی کے دو بیٹے: رشید اور فرید (۲) دوسری علائی پھونپی کی بیٹی اور علائی پچھا کے بیٹے سے (جو کہ زوجین ہیں) دو بیٹیاں: فاطمہ اور عائشہ (۳) علائی خالہ کی بیٹی کی دو بیٹیاں: نیما اور کریمہ (۴) دوسری علائی خالہ کے بیٹے اور علائی ماموں کی بیٹی سے (جو زوجین ہیں) دو لڑکے: خالد اور عاصم۔ پس امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اس طرح ترکہ تقسیم کرتے ہیں کہ باپ کے رشتہ والی اولاد کو ششان دیتے ہیں اور ماں کے رشتہ والی اولاد کو شش: اس لیے مسئلہ تین سے بنتے گا۔ ان میں سے دو پچھا اور پھونپیوں کی اولاد کو مشترک طور پر ملے گا۔ اور

ایک خالا اور ماں کی اولاد کو مشترک طور پر ملے گا۔ پھر فروع کی تعداد: رشتہوں کی تعداد کے اعتبار سے فرض کر کے ترکہ تقسیم کرتے ہیں اور مسئلہ کی صحیح کرتے ہیں۔ تجزیع مسئلہ یہ ہے:

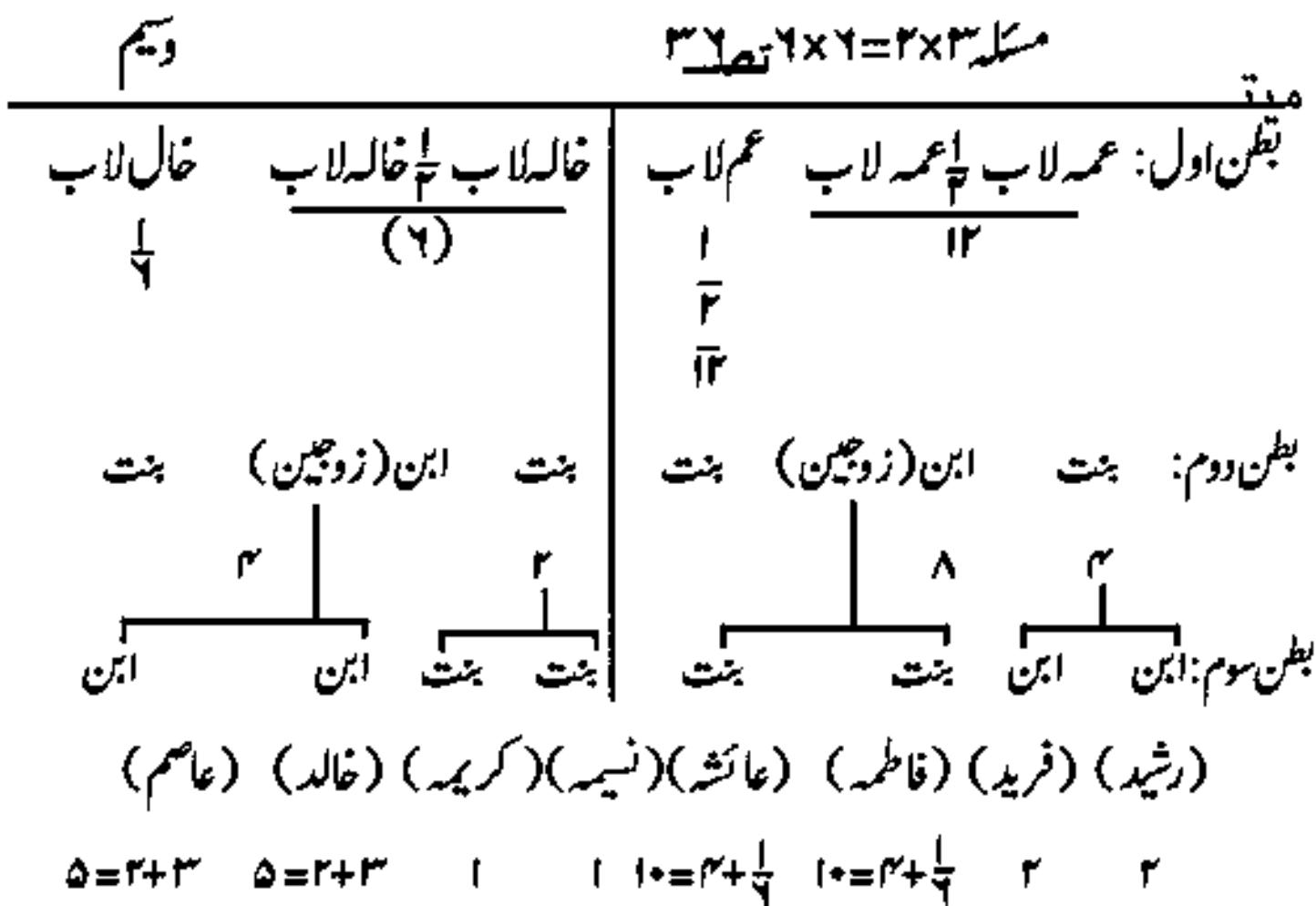
مسئلہ ۳ × ۱۰ تصنیف		مسئلہ	وسم
عمہ لاب	عمہ لاب	خالہ لاب	خالہ لاب
بنت	بنت (زوجین)	ابن	بنت
ابن	ابن	بنت	بنت
(رشید) (فرید) (فاطمہ)	(عاشر) (نیس) (کریمہ) (خالد)	(عاصم)	
۳	۵	۱	۱ ($\frac{1}{5}$) ۵
			۵ ($\frac{1}{5}$) ۵

وضاحت: باپ کے رشتہ کی فروع کی فرضی تعداد آٹھ ہے (دو ابن: چار بنت کے برابر ہیں اور دو بنت کا رشتہ دو اصولوں سے ہے؛ اس لیے وہ دو جہتوں کے اعتبار سے چار بنات ہوئیں)؛ مگر ان کو مختصر کر کے چار ابناء مان لیا۔ ان کو دو ملا۔ تو روؤس اور سہام میں تداخل کی نسبت ہوئی اور روؤس کا داخل دو ہے اس کو محفوظ کر لیا۔

اور ماں کے رشتہ والی فروع کی تعداد پانچ ہے (دو بنات ایک ابن کے برابر ہیں اور دو ابناء کا رشتہ دو اصولوں سے ہے؛ اس لیے وہ دو جہتوں کے اعتبار سے چار ابناء ہوئے) اور ان کو ایک ملا۔ اور پانچ اور ایک میں تباہ ہے؛ اس لیے پانچ کو محفوظ کر لیا۔ اور پانچ اور دو میں تباہ ہے؛ اس لیے پانچ کو دو میں ضرب دیا۔ حاصل ضرب دس آیا۔ اس کو تین میں ضرب دیا۔ حاصل ضرب تین سے مسئلہ کی صحیح ہوئی۔ پھر دس کو دو میں اور ایک میں ضرب دیا تو پہلے گروپ کو نہیں اور دوسرے گروپ کو دس ملے۔ جوان کے درمیان تقسیم کیے گئے پہلے گروپ کی ہر فروع کو پانچ پانچ اور دوسرے گروپ کی دونوں بنات کو ایک ایک اور دونوں ابناء کو چار چار ملے۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کے مطابق تجزیہ

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کے مطابق تجزیہ کے اصول کی تعداد فروع کی تعداد کے لحاظ سے فرض کرتے ہیں۔ پھر جو تکہ اصول کو ملتا ہے وہ فروع کو دیتے ہیں؛ اس لیے ان کے مسلک پر مسئلہ کی تجزیہ یہ ہے:



وضاحت: باپ کے رشتہ کی پھوپیوں اور پچھا کی مفروضہ تعداد آٹھ ہے (دونوں پھوپیوں کا تعلق دو فروع سے ہے؛ اس لیے پھوپیاں چار ہوئیں۔ اور پچھا کا تعلق دو بنات سے ہے؛ اس لیے پچھا دو ہوئے، جو چار پھوپیوں کے برابر ہیں)؛ مگر ان کو مختصر کر کے چار پچھا مان لیا (چار پھوپیاں دو پچھاؤں کے برابر ہوتی ہیں) اسی طرح خالاؤں اور ماہوں کی مفروضہ تعداد بھی آٹھ ہے۔ جن کو مختصر کر کے چار مان لیا۔

اور باپ کے رشتہ والے ذوی الارحام کو ثلثان ملتا ہے اور ماں کے رشتہ والوں کو ٹمٹھ؛ اس لئے مسئلہ تین سے بنا۔ پچھا اور پھوپیوں کو مشترک طور پر دیا۔ پھر اس میں سے پچھا کو ایک دیا؛ اس لیے کہ وہ چار پھوپیوں کے برابر ہے۔ اور دونوں پھوپیوں کو مشترک طور پر ایک دیا؛ اس لیے کہ وہ مفروضہ چار پھوپیاں ہیں۔

اور خالاؤں اور ماہوں کو تین میں سے ایک ملا۔ اور ماہوں: چار خالاؤں کے برابر

ہے، اس لیے دو خالاؤں کو بھی۔ جو چار خالاؤں کے برابر ہیں۔ ایک ماموں مان لیا۔ پس دو ماموں ہوئے جن کو ایک ملا۔ جو دو پر تقسیم نہیں ہوتا؛ اس لیے عدد رؤوس دو کو اصل مسئلہ تین میں ضرب دیا۔ حاصل ضرب چھ سے پہلی بار مسئلہ کی صحیح ہوئی۔

اب ورثاء کے چار گروپ بنائیے۔ پہلے گروپ (چھوپیوں) کے نیچے دوسرے بطن میں: ایک بنت (جس کو دو بنت فرض کیا گیا ہے) اور ایک ابن (جس کو دو ابن فرض کیا گیا ہے) ہیں گویا کل تین ابناء ہوئے (مفروضہ دو بنت: ایک ابن کے برابر ہیں) اور اس گروپ کو چھ میں سے دو ملے ہیں، جو بلا کسر تقسیم نہیں ہوتے؛ اس لیے عدد رؤوس ۳ کو محفوظ کر لیا۔

اور دوسرے گروپ (چچا) کے نیچے دونوں بطنوں میں: چوں کہ وصف ذکورة دانوشت میں اختلاف نہیں ہے؛ اس لیے اس کے دو حصے: تیسرے بطن میں دونوں بناた: فاطمہ اور عائشہ کو دے دیے اور قصہ نہیں گیا۔

اور تیسرے گروپ (خالاؤں) کے نیچے دوسرے بطن میں اختلاف ہے: ایک بنت (مفروضہ دو بنت) اور ایک ابن (مفروضہ دو ابن) ہیں؛ اب گویا تین ابناء ہیں (دو بنت: ایک ابن کے برابر ہوتی ہیں) اور ان کو ایک حصہ ملا ہے۔ اور ایک اور تین میں تباہی ہے۔ پس عدد رؤوس تین کو محفوظ کر لیا۔

اور ایک ماموں: دو ابناء کے قائم مقام ہے؛ اس لیے عدد رؤوس دو کو بھی محفوظ کر لیا؛ اس لیے کہ اس کو ایک ملا ہے اور ایک اور دو میں تباہی کی نسبت ہے۔ اب اعداد محفوظہ ۳ و ۲ و ۲ ہوئے۔ اور تین اور تین میں تماشی ہے؛ اس لیے ایک کولیا۔ اور تین اور تین میں تباہی ہے؛ اس لیے ایک کو دوسرے میں ضرب دیا۔ حاصل ضرب چھ آیا۔ اس کو پہلی صحیح میں ضرب دیا تو حاصل ضرب ۳۶ سے مسئلہ کی دوسری صحیح ہوئی۔

پھر ۳۶ میں سے ۱۲ اچھا کو ملا جو تیسرے بطن میں دو بناた: فاطمہ اور عائشہ کو چھ چھ دے دیے۔ پھر چھوپیوں کے مشتر کہ سہام ۲ کو مضبوط ۶ میں ضرب دیا۔ حاصل ضرب ۱۲ میں سے دوسرے بطن کی بنت کو ۲ اور ابن کو ۸ دیا۔ پھر بنت کے ۲ آخری بطن کے دو لڑکوں: رشید و فرید کو بانٹ کر دو دو دے دیے۔ اور ابن کے ۸ آخری بطن میں دونوں بناات کو بانٹ

کر چارچار دے دیے۔ پس فاطمہ اور عائشہ کو دونوں طرف (ماں اور باپ کی طرف) سے ملے ہوئے دس دس ہوئے اور ۳۶ میں سے بارہ ماں کے رشتہ والے ذوی الارحام (خالاؤں اور مااموں) کو ملے۔ چھ مااموں کو اور چھ دونوں خالاؤں کو۔ پھر تیرے گردپ کے چھٹپنٹانی میں تقسیم کیے تو بنت کو دو اور ابن کو چار ملے۔ پھر بنت کے دو حصوں میں سے تیرے بطن کی دونوں لڑکوں: نیسمہ اور کریمہ کو ایک ایک دیا۔ اور ابن کے چار حصے: تیرے بطن میں دونوں لڑکوں: خالد اور عاصم کو بانٹ کر دو دو دیے اور مااموں کے چھ حصے بھی تیرے بطن کے دونوں لڑکوں: خالد و عاصم کو بانٹ کر تین تین دیے تو خالد و عاصم کے مجموعی سہام پانچ پانچ ہو گئے۔ خلاصہ یہ کہ زید کے ترکہ میں سے رشید و فرید کو دو دو اور فاطمہ اور عائشہ کو دس دس اور نیسمہ اور کریمہ کو ایک ایک اور خالد و عاصم کو پانچ پانچ ملے۔

(فائدہ)

چوتھی قسم کے ذوی الارحام درجہ پر درجہ

اگر میت کے چچا، بھوپی، خالہ، مااموں نہ ہوں اور نہ ان کی کوئی اولاد ہو تو پھر میت کے والدین کے چچا بھوپی، خالہ اور مااموں وارث ہوں گے۔ پھر ان کی اولاد۔ ان تو اعد کے مطابق جو گذرے یعنی اگر ان میں سے کوئی ایک ہوگا تو سارا تر کہ اسی کو دیا جائے گا، اور متعدد ہونے کی صورت میں اگر صرف والدیا صرف والدہ کے رشتے کے ہوں تو ان کو قوتِ قرابت سے ترکہ ملے گا، (یعنی حقیقی کو علاقی اور اخیانی پر اور علاقی کو اخیانی پر ترجیح ہوگی) اور مذکروں میں اخْتلاط کی صورت میں مذکروں میں اخْتلاط کا دو گناہ ملے گا۔ اور اگر وہ بھی نہ ہوں تو پھر میت کے دادا، دادی، کے چچا، بھوپی، خالہ مااموں، پھر ان کی اولاد وارث ہوگی اور ”عصبات“ کی طرح یہ سلسلہ بھی چلتا رہے گا۔ واللہ اعلم۔

ثُمَّ يَنْتَقِلُ هَذَا الْحُكْمُ إِلَى جِهَةٍ عَمُومَةٍ أَبُوَيْهِ وَخُوَوْلَتِهِمَا، ثُمَّ
إِلَى أُولَادِهِمْ، ثُمَّ إِلَى جِهَةٍ عَمُومَةٍ أَبُوَيْهِ وَخُوَوْلَتِهِمَا، ثُمَّ إِلَى
أُولَادِهِمْ كَمَا فِي الْعَصَبَاتِ.

۱۔ یعنی والد کے اخیانی چچا اور والدہ کے مطلقاً چچا خواہ حقیقی ہوں یا علاقی یا اخیانی (شریفہ ص: ۲۷۰)۔

ترجمہ: پھر یہ حکم میت کے والدین کے چچا، پھوپیوں، اموں اور خالاؤں کی طرف منتقل ہوگا، پھر ان کی اولاد کی طرف، پھر میت کے والدین کے چچا، پھوپیوں اور خالاؤں کی طرف منتقل ہوگا، پھر ان کی اولاد کی طرف جیسا کہ عصبات میں ہوتا ہے۔

فصل خُشّی کے احکام

خُشّی (بروزن فُعلی): هجرہ، نج: خُناث و خَناثی (فتح الخاء) یہ خُشت سے مشتق ہے۔ باب تفعیل کا اسم مفعول مُخَثَّ بھی اسی سے ہے؛ هجرہ: ایسا شخص جس میں لپک ہو۔

اصطلاحی تعریف: خُشّی وہ شخص ہے جس کے ذکر و فرج دونوں ہوں یادوں میں سے کوئی نہ ہو۔

فائدہ: ذکر و مَوْنَث ہونا انسان کی متضاد صفتیں ہیں۔ پیدائش کے بعد اگر مولود ذکر سے پیشہ کرے تو ذکر اور فرج سے کرے تو موْنَث ہوگا اور دوسرا شرم گاہ کو عضو زائد یا شگاف زائد سمجھا جائے گا۔

زمانہ جاہلیت کا واقعہ: زمانہ جاہلیت میں عامر بن ظرب نامی ایک دانشور لوگوں کے فیصلے کیا کرتا تھا، اس سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کو ذکر و فرج دونوں ہیں، وہ مرد ہے یا عورت؟ وہ کوئی معقول جواب دے نہ سکا۔ اور بڑا کبیدہ خاطر ہوا، بستر استراحت پر کروٹیں بدل رہا تھا، اس کی غیند اسی فکر میں اچاٹ تھی، اس الجھن و پریشانی کو دیکھ کر اس کی سمجھدار باندی نے بوچھا: کیا بات ہے؟ عامر کے بتانے پر اس نے برجستہ کہا: «ذِعَ الْحَالَ وَحَكْمَ الْمَبَالَ»^۱ یعنی پریشان حالی کو چھوڑ دیے اور پیشہ گاہ کے مطابق فیصلہ کر دیجیے! یعنی اگر پیشہ ذکر سے آتا ہے تو مرد ہے اور فرج سے آتا ہے تو عورت ہے۔

^۱ بعض روایتوں میں: «وَأَتَيْعَ الْمَبَالَ» ہے (شریفیہ ص: ۱۳۸)۔

یہ بات حدیث میں بھی ہے: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ایسے بچے کی وراثت کے پارے میں پوچھا گیا جس کے ذکر و فرج دونوں تھے کہ اس کو مذکور کی وراثت دی جائے گی یا موئث کی؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "مِنْ حَيْثُ يَبْولُ" (جس عضو سے وہ پیشاب کرتا ہے) یعنی اگر ذکر سے پیشاب کرتا ہے تو مذکور کی اور فرج سے کرتا ہے تو موئث کی وراثت دی جائے گی۔

فائدہ: اور اگر دونوں اعضاء سے پیشاب آتا ہو تو جس عضو سے پہلے پیشاب نکلتا ہو اسی کا اعتبار ہو گا۔

خٹکی مشکل: اگر دونوں اعضاء سے بیک وقت پیشاب نکلتا ہو تو بلوغ تک "خٹکی مشکل" کہلاتے گا اور بلوغ کے بعد اگر مرد کی طرح خواب میں عورت سے مباشرت کرے اور احتلام ہو، یا ذاہری نکل آئے تو مذکور سمجھا جائے گا۔ اور اگر عورت کی طرح پستان ابھر آئیں، یا پستان میں دودھ اترے، یا جنس آنے لگے یا قابل جماع ہو جائے، یا حاملہ ہو جائے تو موئث سمجھا جائے گا، اور اسی حیثیت سے احکام جاری ہوں گے۔

فائدہ: اگر دونوں آلے موجود ہوں تب توند کورہ بالاعلامیں دیکھی جائیں گی، اور اگر دونوں میں سے کوئی آله نہ ہو اور پیشاب کسی سوراخ سے آتا ہے جس کی شکل نہ ذکر کی ہونے فرج کی توا ایسا شخص بھی خٹکی مشکل کہلاتے گا۔ *إِنْ وَقْعَ الْأَشْتِيَاهُ بِفُقْدَانِ الْآلَتَيْنِ فَقَدْ قَالَ مُحَمَّدٌ: هُوَ عِنْدَنَا وَالخُنْثُيُّ الْمُشْكُلُ مُوَاء.* (شریفیہ ص: ۱۳۸)۔

فائدہ: معروف مختث اور بیجڑے یعنی وہ نامعقول مرد جوز نانہ لپاس اور حرکات اختیار کر لیتے ہیں وہ میراث کے احکام میں مرد کے حکم میں ہیں۔ یہ لوگ اصطلاحی خٹکی نہیں ہیں۔

خٹکی کی توریث

خٹکی مشکل کی توریث میں دو مسلک ہیں:

پہلا مسلک: ترکہ دو مرتبہ تقسیم ہو گا، ایک بار خٹکی کو مذکور اور دوسری بار موئث فرض

کیا جائے جس صورت میں خنثی کو ترکہ کم مل رہا ہو، ہی صورت ترکہ کی تقسیم کے لیے اختیار کی جائے، اور اگر کسی صورت میں خنثی محروم ہو رہا تو محروم کر دیا جائے۔

اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسی کے قائل تھے، امام عظیم ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کاندھب اور امام ابو یوسف کا پہلا قول بھی یہی ہے اور احناف کے یہاں اسی پر فتویٰ ہے۔
مثلاً: ورثاء: ایک لڑکا، ایک لڑکی اور ایک خنثی ہوں تو مسئلہ کی دو مرتبہ تجزیع کی جائے گی:

فرید

(۱) موئش مان کر نمیتہ مسئلہ ۴

خنثی (بنت)

بنت

ابن

۱

۱

۲

فرید

(۲) مذکر مان کر نمیتہ مسئلہ ۵

خنثی (ابن)

بنت

ابن

۲

۱

۲

وضاحت: خنثی کو موئش فرض کرنے کی صورت میں ترکہ کم مل رہا ہے، اس لیے وہی دیا جائے گا: کیوں کہ وہ مُتَّقِّن ہے۔

فضل في الخنثي

لِلْخُنْثَى الْمُشْكِلِ أَقْلُ النِّصِيبِينِ: أَغْنِي أَسْوَءَ الْحَالَيْنِ عِنْدَ أَبِي حَيْنَةَ — رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى — وَأَصْحَابِهِ، وَهُوَ قَوْلُ عَامَةِ الصَّحَابَةِ — رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ — وَعَلَيْهِ الْفَتُورِي، كَمَا إِذَا تَرَكَ إِنْسَانٌ وَبَنْتًا وَخُنْثَى: لِلْخُنْثَى نَصِيبٌ بُشْرٌ لَأَنَّهُ مُتَّقِّنٌ.

ترجمہ: خنثی مشکل کے لیے دونوں (مرد اور عورت) کے حصوں میں سے کم تر حصہ ہے، یعنی دونوں حالتوں میں سے جو بری حالت ہے: امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب کے نزدیک اور یہی عام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا قول ہے، اور اسی پر فتویٰ ہے۔ جیسے: کوئی شخص ایک لڑکا، ایک لڑکی اور ایک خنثی (مشکل) چھوڑے تو

خنثی کو بڑی کا حصہ ملے گا؛ اس لیے کہ وہ تلقینی ہے۔

اعتراض: مؤنث کا حصہ، ہمیشہ مذکر سے کم ہوتا ہے، اور خنثی کو کم ہی ملتا ہے؛ پس "أقل النصيبيں" کے بجائے "نصيب الأنثى" کہنا بہتر تھا مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے یہ آسان تعبیر اختیار کیوں نہ کی؟

جواب: یہ بات درست نہیں کہ مؤنث کو ہمیشہ مذکر سے کم ملتا ہے؛ ایسی مثالیں ہیں جن میں مؤنث کو بھی مذکر کے برابر اور بھی مذکر سے زیادہ ملتا ہے۔ مثلاً: ایک اخیانی بھائی اور ایک اخیانی بہن وارث ہوتا تو ترکہ دونوں کو آدھا آدھا ملے گا؛ تو دیکھئے مؤنث کو مذکر کے برابر ملا! اور مؤنث کو مذکر سے زائد ملنے کی مثال یہ ہے: زوج، ام، اخت لام اور خنثی لاب؛ یہاں خنثی کو اگر علاقی بہن فرض کریں گے تو زیادہ ملے گا اور علاقی بھائی فرض کریں گے تو کم ملے گا۔ تجزیہ یہ ہے:

آخری

مسئلہ ۶۴

زوج	ام	اخت لام	خنثی لاب (اخت لاب)
نصف	سدس	سدس	نصف
۳	۱	۱	۳

آخری

مسئلہ ۶۵

زوج	ام	اخت لام	خنثی لاب (اخت لاب)
نصف	سدس	سدس	عصبه
۱	۱	۱	۳

وضاحت: مذکورہ مثال میں خنثی کو مؤنث فرض کرنے کی صورت میں زیادہ ملتا ہے؛ معلوم ہوا کہ بھی مؤنث کو مذکر سے زیادہ بھی ملتا ہے۔

سوال: مصنف علیہ الرحمہ نے "أقل النصيبيں" ("حصوں میں سے کم حصہ") کی تفسیر "أسوأ الحالين" ("حالتوں میں سے زیادہ بڑی حالت") سے کیوں کی ہے؟

جواب: یہ تفسیر اس لیے کی ہے؛ تاکہ عبارت "محروم" ہونے والی صورت کو بھی

شامل ہو جائے، یعنی خلثی کو مذکر و مونث فرض کر کے ترکہ تقسیم کرنے میں اگر کسی صورت میں خلثی محروم ہو رہا ہو تو اس کو محروم کر دیا جائے گا۔ یہی زیادہ برقی حالت ہے (کم حصہ ملنا برقی حالت ہے اور محروم ہونا، اس سے زیادہ برقی حالت ہے)۔

خلثی کے محروم ہونے کی مثال: اگر ورثاء: زوج، اخت اور خلثی لاب ہوں تو خلثی کو مونث (علاتی بہن) فرض کرنے کی صورت میں ایک ملے گا اور مذکر (علاتی بھائی) فرض کرنے کی صورت میں کچھ نہیں ملے گا؛ اس لیے کہ وہ عصبه ہو گا۔ اور ذوی الفرض سے کچھ نہیں بچے گا؛ اس لیے کہ خلثی کو کچھ نہیں ملے گا۔ دونوں صورتوں کی تجزیہ یہ ہے:

مسئلہ ۶۴ کے مونث: میتہ	زوج	اخت	خلثی لاب (علاتی بہن)
مسئلہ ۲	نصف	نصف	سدس (تکملة للثلثين)
نژہت	۳	۳	۱

مسئلہ ۲ مذکر: میتہ	زوج	اخت	خلثی لاب (علاتی بھائی)
نژہت	نصف	نصف	عصبه
مذکر: میتہ	۱	۱	محروم

خلثی کی توریث میں دوسرا مسلک

(امام عامر شعیی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے)

خلثی کی توریث میں دوسرا رائے امام عامر بن شراحیل شعیی رحمۃ اللہ (ولادت ۱۹ھ وفات ۱۰۳ھ) کی ہے۔ آپ کبارتا بعین میں سے ہیں۔ آپ سے ایک ایسے بچے کے ترکہ کے پارے میں پوچھا گیا جس کے دونوں آئے نہیں تھے۔ آپ نے فرمایا: "اس کو مذکر کا آدھا حصہ اور مونث کا آدھا حصہ ملے گا"۔ آپ نے یہ جواب ورثاء کے جھگڑے ختم

کرنے کے لیے دیا ہے؛ اس لیے کہ خٹشی میں اور دیگر ورثاء میں جھگڑا ہو سکتا ہے: اگر مذکور کا حصہ زیادہ ہو گا تو وہ دعویٰ کرے گا کہ میں مذکور ہوں۔ مجھے مذکور کا حصہ ملتا چاہیے اور ورثاء انکار کریں گے، وہ کہیں گے کہ تو موئث ہے، مجھے موئث ہی کا حصہ ملے گا۔ اور اگر موئث کا حصہ زیادہ ہو گا تو خٹشی دعویٰ کرے گا کہ میں موئث ہوں، مجھے موئث کا حصہ ملتا چاہیے، اور دوسرے ورثاء کہیں گے: تو مذکور ہے، مجھے مذکور ہی کا حصہ ملے گا۔ اس جھگڑے کو ختم کرنے کے لیے امام عامر شعیبی رحمۃ اللہ علیہ نے خٹشی کو مذکور و موئث کے حصوں کا آدھا آدھا دیا۔ یہی رائے صحابہ میں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تھی۔

وَعِنْدَ الشَّعْبِيِّ — رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ — وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ
— رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا — لِلْخُنْشِيِّ نَصْفُ نَصِيبَيْنَ بِالْمُنَازَعَةِ.

ترجمہ: اور شعیبی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اور یہی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ خٹشی کو جھگڑے کی وجہ سے دونوں حصوں کا آدھا ملے گا۔

فائدہ: حضرت امام اوزاعی، حضرت امام ثوری، ابن الجیلی اور نعیم بن حماد رحمہم اللہ بھی اسی کے قائل تھے۔

مذهب شعیبی کی تخریج میں اختلاف (امام ابو یوسفؓ کی تخریج)

امام شعیبی رحمۃ اللہ علیہ نے جو فرمایا ہے کہ ”خٹشی کو مذکور کے حصہ کا آدھا اور موئث کے حصہ کا آدھا دیا جائے گا“، اس کی تخریج میں صاحبین (امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ) میں اختلاف ہے۔

امام ابو یوسفؓ کی تخریج: اگر میت کے ورثاء ایک لڑکا، ایک لڑکی اور ایک خٹشی ہوں: تو لڑکے کو ایک، لڑکی کو آدھا اور خٹشی کو پون ملے گا۔ پون: مذکور و موئث کے حصوں کے آدھوں کا مجموعہ ہے۔ اور خٹشی کو یہ حصہ اس لیے ملے گا کہ وہ دو حال سے خالی نہیں: یا تو مذکور ہو گا یا موئث؟ اگر مذکور ہے تو اس کو ایک ملے گا۔ اور موئث ہے تو آدھا۔

دونوں صورتوں میں یہ حصے متفق ہیں: اس لیے اس کو ان دونوں حصوں کا آدھا دیا

جائے گا۔ تجزیع مسئلہ یہ ہے:

میہ	مسئلہ ۲ ۱/۴ تص ۹	ترکہ ۰۰۰ اردو پے زید
خٹی	بنت	ابن
$\frac{1}{3}$ (پون)	$\frac{1}{4}$ (آدھا)	$\frac{1}{2}$
۳۳۳/۳۳	۲۲۲/۲۲	۳۳۲/۳۵

وضاحت: زید کا ترکہ ۹ حصے ہو کر چار ابن کو، دو بنت کو اور تین خٹی کو ملے گا؛ اس لیے کہ ابتداء ڈڑ کے کو ایک، ڈڑ کی کو نصف اور خٹی کو تین چوتھائی (پون) ملا ہے۔ جن کا مجموعہ $\frac{1}{2}$ (سوا دو) ہے۔ اسی کو اصل مسئلہ بنایا۔ پھر کسر دور کرنے کے لیے چوتھائی کے مخرج چار سے اصل مسئلہ کو ضرب دیا یعنی اصل مسئلہ کو چار گنا کر دیا تو نو حاصل ہوئے۔ اس سے مسئلہ کی صحیح ہوئی۔ پھر ابن کے ایک کو چار میں ضرب دیا تو اسے چار ملا اور بنت کے نصف کو چار میں ضرب دیا (چار آٹھے دو) تو اس کو دو ملا اور خٹی کے پون کو چار میں ضرب دیا (چار پونے تین) تو اس کو تین ملا۔

بہ الفاظ دیگر: خٹی کو نصف متنیق اور نصف تنازع فیہ کا آدھا ملے گا۔ مثال مذکور میں آدھا ملنا تو یقینی ہے۔ اس میں کوئی تنازع نہیں؛ البتہ ذکر کے حصے کے باقی نصف میں تنازع ہوگا؛ اس لیے اس کا آدھا دیا جائے گا۔ اور ”یقینی نصف“ اور ”تنازع فیہ نصف کے نصف“ کا مجموعہ ”پون“ ہے؛ اس لیے مسئلہ کی تجزیع ذکرہ بالا طریقہ پر ہوگی۔

دوسری تجزیع: تجزیع مسائل کے ضابطے کے مطابق ڈڑ کے کو دو، دیے جائیں (کیوں کہ وہ دو ڈڑ کیوں کے برابر ہوتا ہے) اور ڈڑ کی کو ایک اور خٹی کو ڈڑیہ (اٹھ) تمام سہام کا مجموعہ ساڑھے چار ہوا۔ اس سے مسئلہ بنایا جائے۔ پھر ”ساڑھے“ کی کسر کو دور کرنے کے لیے نصف کے مخرج دو کو اصل مسئلہ میں ضرب دیا جائے یعنی مسئلہ کو دو گنا کر دیا جائے تو نو حاصل ہوں گے۔ اسی سے مسئلہ کی صحیح ہوگی۔ چار ڈڑ کے کو، دو ڈڑ کی کو اور تین خٹی کو ملیں گے۔

فائدہ: امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا قول تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے موافق

تھا؛ لیکن انہوں نے امام شعیؒ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی تخریج کرنے کے بعد اپنے پہلے قول سے رجوع کر لیا ہے؛ البتہ امام محمدؒ امام شعیؒ کے قول کی تخریج کرنے کے بعد بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہی کے ساتھ ہیں۔ (رداختار: ۱۵/۵، حاشیہ شریفیہ ص: ۱۲۰)۔

وَانْخَلَفَا فِي تَخْرِيجِ قَوْلِ الشَّعْبِيِّ رَحْمَةُ اللَّهِ:

قَالَ أَبُو يُوسُفَ - رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى - لِلْبَيْنِ سَهْمٍ، وَلِلْبُنْتِ نِصْفُ سَهْمٍ، وَلِلْخُشْنِيِّ ثَلَاثَةُ أَرْبَاعٍ سَهْمٍ؛ لِأَنَّ الْخُشْنِيَّ يَسْتَحِقُ سَهْمًا إِنْ كَانَ ذَكَرًا أَوْ نِصْفَ سَهْمٍ إِنْ كَانَ اُنْثِي، وَهَذَا مُتَيقِنٌ، فَيَا خُلُدُ نِصْفِ النَّصِيبَيْنِ. أَوْ النِّصْفُ الْمُتَيقِنُ مَعَ نِصْفِ النِّصْفِ الْمُتَنَازِعِ فِيهِ فَصَارَتْ لَهُ ثَلَاثَةُ أَرْبَاعٍ سَهْمٍ، وَمَجْمُوعُ الْأَنْصَبَاءِ سَهْمَانِ وَرُبْعُ سَهْمٍ؛ لِأَنَّهُ يَعْتَبِرُ السَّهَامُ وَالْعُولُ وَتَصْحُّ مِنْ تِسْعَةِ أَوْ نَقْوُلُ لِلْبَيْنِ سَهْمَانِ، وَلِلْبُنْتِ سَهْمٍ، وَلِلْخُشْنِيِّ نِصْفُ النَّصِيبَيْنِ؛ وَهُوَ سَهْمٌ وَنِصْفُ سَهْمٍ.

ترجمہ: اور دونوں (ابویوسف و محمد) نے شعیؒ کے قول کی تخریج میں اختلاف کیا ہے، امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لڑکے کے لیے ایک حصہ، لڑکی کے لیے آدھا حصہ اور خلٹی کے لیے تین چوتھائی حصے ہیں؛ اس لیے کہ اگر خلٹی مذکور ہوتا تو ایک حصے کا مستحق ہوتا، اور اگر موئٹ ہوتا تو آدھے حصے کا، اور یہ متفقین (حصے) ہیں؛ لہذا خلٹی دونوں حصوں کا آدھا لے گا۔

یا (خلٹی کو) "نصف متفقین" کے ساتھ "نصف متنازع فیہ" کا آدھا (ملے گا) تو اس کے تین چوتھائی حصے ہو جائیں گے، اور حصوں کی مجموعی مقدار دو حصے اور ایک چوتھائی حصہ ہوگی؛ اس لیے کہ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ سہام اور عول (یعنی کسر کے ختم کرنے) کا اعتبار کرتے ہیں، اور نو سے تصحیح ہوگی۔

یا ہم کہیں گے کہ لڑکے کو دو حصے اور لڑکی کو ایک حصہ اور خلٹی کو دونوں حصوں کا آدھا (ملے گا) اور وہ ڈیڑھ حصے ہیں۔

تشریح: یہاں "عول" سے وہ عول مراد نہیں جس کا ذکر "باب العول" میں آیا ہے؛ بلکہ یہاں عول: کسر کے ختم کرنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ شریفیہ کے حاشیہ میں ہے:
العول، أي: البسط إلى الكسر يعني: ليس المراد بالعول ههنا ما
مَرَّ، بل جعل الصِّحاح كسوراً من جنس كسر تضربها في مخرجها مع
زيادة هذا الكسر عليه، وهذا هو العول والمضاربة. (ص: ۱۳۱).

امام محمدؐ کی تخریج

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک: اولاً دو مسئلے بنائیں گے: ایک: خٹھی کو مذکور فرض کر کے؛ اور دوسرا: موئش فرض کر کے: پھر دونوں مسئلوں کی باہم نسبت دیکھیں گے۔ اگر تباہیں کی نسبت ہو تو ایک مسئلہ کو دوسرے مسئلہ میں، اور توافق کی نسبت ہو تو ایک مسئلہ کے وفق کو دوسرے مسئلہ کے کل میں ضرب دیں گے۔ حاصل ضرب سے دونوں مسئلوں کی صحیح ہوگی۔ پھر پہلے مسئلہ کے ورثاء کے سہام کو مضروب میں ضرب دیں گے۔ اور دوسرے مسئلہ کے ورثاء کے سہام کو پہلے مسئلہ میں ضرب دیں گے تو دونوں مسئلوں کے ورثاء کے سہام نکل آئیں گے۔ پھر تیرا مسئلہ بنائیں گے، جس میں دونوں مسئلوں کی صحیح کے اعداد جوڑ کر مسئلہ کی جگہ لکھیں گے۔ اور دونوں مسئلوں میں صحیح سے ورثاء کو ملے ہوئے اعداد کو جوڑ کر تیرے مسئلہ میں ورثاء کے نیچے لکھیں گے۔ اس طرح خٹھی کا حصہ "نصف النصیبین" نکل آئے گا۔ تخریج اس طرح ہوگی:

پہلا مسئلہ: میدتا			
زید		مسئلہ ۵×۳ تھا	
خٹھی (ذکر)	بنت	ابن	
$\frac{2}{8}$	$\frac{1}{4}$	$\frac{2}{8}$	
دوسرा مسئلہ: نمیتا			
زید		مسئلہ ۵×۳ تھا	
خٹھی (موئش)	بنت	ابن	
$\frac{1}{5}$	$\frac{1}{5}$	$\frac{2}{10}$	

تیرا مسئلہ نمبر ۳۰	زید	ترکہ ۱۰۰۰ اردو پے	خنثی (موئنث)
ابن	بنت	۹	۱۳
۱۸		۲۲۵/=	۳۲۵/=
ترکہ:		۲۵۰/=	

وَقَالَ مُحَمَّدٌ — رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى —: يَا أَخْلُدُ الْخُنْثَى خُمُسَيِّ
الْمَالِ إِنْ كَانَ ذَكَرًا، وَرُبُعُ الْمَالِ إِنْ كَانَ أُنْثَى، فَيَا خُلُدُ بِصْفَ
النَّصِيبَيْنِ: وَذَلِكَ خُمُسٌ وَثُمَّنْ بِياغْتِبَارِ الْحَالَيْنِ وَتَصْحُّ مِنْ
أَرْبَعِينَ: وَهُوَ الْمُجَمَّعُ مِنْ ضَرْبِ إِحْدَى الْمَسْأَلَيْنِ: وَهِيَ الْأَرْبَعَةُ
فِي الْآخْرَى وَهِيَ الْخَمْسَةُ، ثُمَّ فِي الْحَالَيْنِ فَمَنْ كَانَ لَهُ شَيْءٌ مِنْ
الْخَمْسَةِ فَمَضْرُوبٌ فِي الْأَرْبَعَةِ، وَمَنْ كَانَ لَهُ شَيْءٌ مِنَ الْأَرْبَعَةِ
فَمَضْرُوبٌ فِي الْخَمْسَةِ، فَصَارَتِ لِلْخُنْثَى مِنَ الضَّرْبَيْنِ ثَلَاثَةَ عَشَرَ
سَهْمًا، وَلِلْأَبْنَاءِ ثَمَانِيَّةَ عَشَرَ سَهْمًا، وَلِلْبَنْتِ تِسْعَةَ أَسْهُمٍ.

ترجمہ: امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: خنثی مال (ترک) کے دو خمس لے گا اگر وہ
مذکور ہے (پہلے مسئلہ میں اس کو دو طے ہیں جو پانچ کے دو خمس ہیں) اور مال کا چوتھائی لے گا
اگر وہ موئنث ہے (دوسرے مسئلہ میں ایک ملا ہے جو چار کا چوتھائی ہے) پس وہ دونوں
 حصوں کا آدھا لے گا (اس لے کر وہ مذکور ہے نہ موئنث؛ بلکہ خنثی مشکل ہے) اور وہ
(دونوں حصوں کا آدھا) خمس اور شمن ہے (دو خمس کا آدھا: ایک خمس ہے اور ربع کا آدھا
 شمن ہے) اور مسئلہ کی صحیح چالیس سے ہوگی۔ اور وہ (چالیس) دو مسئللوں میں سے ایک کو
— اور وہ چار ہے — دوسرے مسئلہ میں — اور وہ پانچ ہے — ضرب دینے سے اکٹھا
 ہونے والا ہے (یعنی ۳۰ کو ۵ میں ضرب دیا تو حاصل ضرب ۲۰ آیا۔ یہ پہلے مسئلہ کی صحیح ہوئی۔
 پھر ۵ کو ۳ میں ضرب دیا تو بھی حاصل ضرب ۲۰ آیا۔ یہ دوسرے مسئلہ کی صحیح ہوئی۔ پھر دونوں
 صحیحوں کو اکٹھا کر لیا تو ۳۰ ہوا۔ یہ تیرے مسئلہ کی صحیح ہوئی) پھر دونوں حالتوں میں (ایسا
 ہی کیا جائے) پس وہ وارث جن کو پانچ میں سے سہام ملے ہیں (یعنی پہلے مسئلہ کے ورثاء

کے سہام) ان کو چار میں ضرب دیا جائے۔ اور وہ درثانیہ جن کو چار میں سے سہام ملے ہیں ان کو پانچ میں ضرب دیا جائے پس خشی کے لیے دونوں ضربوں سے ۱۳ حصے ہوں گے۔ اور ابن کے لیے ۱۸ اور بنت کے لیے ۹ سہام۔

نوب: دونوں تجزیجوں کے ذریعہ تقسیم ترکہ میں معمولی فرق آئے گا۔ اور پاک ہزار روپے دونوں تجزیجوں پر تقسیم کیے ہیں۔ ان کا فرق ملاحظہ کر لیں۔

فصل: حمل کی میراث کا بیان (حمل کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ مدت)

حمل کو بھی میراث ملتی ہے۔ خواہ حمل میت کا ہو یا اس کے علاوہ کا۔ میت کا حمل: جیسے مرنے والے کی بیوی حاملہ ہو۔ اور اس کے علاوہ کا حمل: جیسے میت کلالہ ہو اور اس کے وارث بھائی بہن ہوں۔ اور بوقت موت اس کی والدہ حمل سے ہو۔ جس سے بھائی پیدا ہو گا یا بہن پھر وہ وارث ہوں گے۔ یا وارث پوتے پوتیاں ہوں اور دادا کی موت کے وقت بہو (بیٹے کی بیوی) حاملہ ہو۔ جس سے پوتا یا پوتی پیدا ہو سکتی ہے۔ یہ غیر کے حمل کی مثالیں ہیں۔

اور حمل کی تواریث کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ زندہ پیدا ہو۔ مرا ہوا بچہ پیدا ہو گا تو اس کو میراث نہیں ملے گی۔ نیز یہ بھی شرط ہے کہ وہ مورث کی موت کے وقت یقیناً پیٹ میں ہو۔ اور یہ بات اس طرح معلوم ہو سکتی ہے کہ وہ اکثر مدت حمل کے اندر پیدا ہو؛ اس لیے حمل کی اقل و اکثر مدت بیان کرتے ہیں۔

- حمل کی کم سے کم مدت چھ ماہ ہے اور زیادہ سے زیادہ مدت میں اختلاف ہے:
- ۱۔ احناف کے نزدیک: اکثر مدت حمل دو سال ہے؛ اس لیے اگر مورث کی موت کے بعد دو سال کے اندر بچہ پیدا ہوا تو وہ وارث ہو گا۔ اس کے بعد پیدا ہو گا تو وارث نہیں ہو گا؛ اس لیے کہ اس صورت میں بوقت موت بچے کا پیٹ میں ہونا یقینی نہیں۔
 - ۲۔ امام لیث بن سعد مصری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک: اکثر مدت حمل تین سال ہے۔
 - ۳۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک: اکثر مدت حمل چار

سال ہے۔

۲۔ امام محمد بن مسلم زہری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک: اکثر مدت حمل سات سال ہے۔
نوت: تمام اقوال کے دلائل اور ان کے جوابات و ترجیحات کا بیان مطولات میں ہے۔

فصل فی الْحَمْلِ

أَكْثَرُ مُذَّهَّبِ الْحَمْلِ سَنَانٌ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ — رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى
— وَعِنْدَ الْلَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ — رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى — ثَلَاثُ سِنِينَ،
وَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ — رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى — أَرْبَعُ سِنِينَ، وَعِنْدَ الزُّهْرِيِّ
سَبْعُ سِنِينَ؛ وَأَقْلُلُهَا سِتَّةُ أَشْهُرٍ.

ترجمہ: امام ابوحنیفہ (اور صاحبین رحمہم اللہ) کے نزدیک حمل کی مدت زیادہ سے زیادہ دو سال ہے۔ اور لیث بن سعد کے نزدیک تین سال۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک چار سال اور امام زہری علیہ الرحمہ کے نزدیک سات سال ہے۔ اور حمل کی کم سے کم (سب کے نزدیک) مدت چھ ماہ ہے۔

کتنے بچوں کی میراث روکی جائے؟

اگر عورت قریب ولادت ہو تو بہتر یہ ہے کہ تقسیم ترکہ کو ولادت تک مؤخر کر دیا جائے؛ تاکہ تقسیم میں کوئی پریشانی پیش نہ آئے۔ اور قریب ولادت ہونے کا مدار عرف پر ہے اور بعض فقہاء نے ایک ماہ سے کم کو قریب اور اس سے زیادہ کو بعید کہا ہے (حاشیہ شریفیہ) اور اگر ولادت میں ابھی دیر ہو تو ترکہ تقسیم کر دینا چاہیے۔ تقسیم ترکہ میں دیر کرنا مناسب نہیں۔ اس صورت میں ترکہ میں سے حمل کا حصہ روک لیا جائے گا۔ اور ایک حمل سے عام طور پر ایک ہی بچہ پیدا ہوتا ہے؛ مگر کبھی زیادہ بھی پیدا ہوتے ہیں؛ اس لیے سوال پیدا ہوتا ہے کہ کتنے بچوں کا حصہ روک کا جائے؟ اس سلسلہ میں چار اقوال ہیں:
پہلا قول: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک: چار لڑکوں یا چار لڑکیوں میں سے

جن کا حصہ زیادہ ہو وہ حمل کے لیے روک لیا جائے؛ باقی تر کہ ورثاء کے درمیان تقسیم کر دیا جائے۔

دوسراؤں: امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک: تمن لڑکوں یا تمن لڑکیوں میں سے جن کا حصہ زیادہ ہو، وہ حمل کے لیے روک لیا جائے؛ باقی تر کہ تقسیم کر دیا جائے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول: کتب احناف میں مذکور نہیں۔ آپ سے یہ قول: امام لیث بن سعد مصری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

تیسرا قول: امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت بھی مردی ہے کہ دو لڑکوں یا دو لڑکیوں کا حصہ حمل کے لیے روکا جائے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی بھی یہی رائے ہے۔ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ایک روایت یہی ہے۔ جس کو آپ سے ہشام بن عبد الرحمن طرازی نے روایت کیا ہے۔

چوتھا قول: - جو مفتی ہے - خصاف رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت کی ہے کہ ایک لڑکے یا ایک لڑکی کا حصہ حمل کے لیے روک لیا جائے؛ اس لیے کہ عموماً ایک حمل سے ایک ہی بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اور ورثاء سے ضامن لے لیا جائے کہ اگر بچے زیادہ پیدا ہوئے تو وہ لیے ہوئے تر کہ میں سے زائد بچوں کا حصہ واپس کر دیں گے۔ آج کل "الراساونڈ" یا "سینی اسکین" کے ذریعے غالب گمان حاصل کیا جاسکتا ہے؛ تاکہ تقسیم ثانی کا احتمال کم یا معدوم ہو جائے۔ (اشتیاق)

وَيُوقَفُ لِلْحَمْلِ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ — رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى — نَصِيبُ أَرْبَعَةِ بَنِيْنَ، أَوْ أَرْبَعِ بَنَاتٍ أَيْهُمَا أَكْثَرُ، وَيُعْطَى لِبَقِيَّةِ الْوَرَثَةِ أَقْلُ الْأَنْصَابِ؛ وَعِنْدَ مُحَمَّدٍ — رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى — يُوقَفُ نَصِيبُ ثَلَاثَةِ بَنِيْنَ أَوْ ثَلَاثَ بَنَاتٍ أَيْهُمَا أَكْثَرُ، رَوَاهُ لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ.

وَفِي رِوَايَةِ أُخْرَى نَصِيبُ أَبْنَيْنَ، وَهُوَ قَوْلُ الْحَسَنِ، وَإِحْدَى الرَّوَايَتَيْنِ عَنْ أَبِي يُوسُفَ — رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى — رَوَاهُ عَنْهُ هِشَامٌ۔
وَرَوَى الْخَصَافُ عَنْ أَبِي يُوسُفَ — رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى — : أَنَّهُ

يُوقَفُ نَصِيبُ إِبْنٍ وَاحِدٍ أَوْ بُنْتٍ وَاحِدَةٍ وَعَلَيْهِ الْفَتُوْيِ، وَيُوْخَذُ
الْكَفِيلُ عَلَى قَوْلِهِ.

ترجمہ: اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک چار لڑکے یا چار لڑکیوں کے حصوں میں سے جو حصہ زیادہ ہو وہ روک لیا جائے گا۔ اور کم تر حصہ باقی ورثاء کو دے دیا جائے گا۔

اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تین لڑکے یا تین لڑکیوں کے حصوں میں جو حصہ زیادہ ہو اسے موقوف رکھا جائے گا، یعنی بن سعدؓ نے (ان سے) یہ روایت نقل کی ہے۔

اور دوسری روایت میں دو لڑکے (یا دو لڑکیوں) کا حصہ ہے (یعنی ان میں جو زیادہ ہو وہ موقوف رکھا جائے گا) یہی قول حسن (بصری) رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی دور روایتوں میں سے ایک روایت ہے، جسے ہشامؓ نے ان سے نقل کیا ہے۔ اور خصاف رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک لڑکے یا ایک لڑکی کا حصہ (یعنی زیادہ والا حصہ) موقوف رکھا جائے گا اور اسی پر فتوی ہے۔ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر ضامن لیا جائے گا۔

فائدہ: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ولادت سے پہلے صرف انھیں ورشہ کو ترکہ تقسیم کرتے ہیں، جن کا حصہ حمل کے ایک یا زیادہ ہونے سے نہیں بدلتا اور بقیہ ترکہ ولادت تک محفوظ رکھتے ہیں۔ (شریفیہ ص: ۱۳۵)۔

حمل کے تین احکام

اب حمل کے تین احکام بیان کرتے ہیں:

پہلا حکم: اگر حمل میت کا ہو (یعنی شوہر کی وفات ہوئی ہو)، اور بیوی حاملہ ہو۔ اور دو سال کے اندر بچہ پیدا ہو۔ خواہ چھ ماہ سے کم میں پیدا ہو۔ بشرطے کہ عورت نے عدت ختم ہونے کا اقرار نہ کیا ہو تو بچہ وارث بھی ہو گا اور مورث بھی یعنی بچہ زندہ پیدا ہوا تو اس کو اپنے باپ کی میراث ملے گی اور زندہ پیدا ہوا کر مر جائے تو اس کا حصہ میراث اس کے ورثاء

کو ملے گا۔ اور اگر دو سال کے بعد ولادت ہو تو بچہ نہ وارث ہو گا نہ مورث؛ اس لیے کہ اس صورت میں یہ بات یقینی نہیں کہ وہ مورث کی موت کے وقت پہبیٹ میں تھا؛ اسی طرح اگر بچہ دو سال کے اندر پیدا ہوا اور عورت عدت گذر جانے کا اقرار کر چکی ہو اور مدت میں انقضائے عدت کی گنجائش ہو، تو بھی مولود نہ وارث ہو گا نہ مورث۔

دوسری حکم: اور اگر حمل غیر میت کا ہو، مثلاً باپ کا یا بیٹے کا ہو یعنی میت کی ماں یا بہو حمل سے ہو تو اگر میت کی موت کے بعد چھ ماہ میں یا چھ ماہ کے اندر بچہ پیدا ہو تو وہ وارث ہو گا۔ اس کے بعد پیدا ہو تو وارث نہیں ہو گا؛ اس لیے کہ پہلی صورت میں میت کی موت کے وقت علوق (استقرار حمل) کا یقین ہے اور دوسری صورت میں یہ بات یقینی نہیں۔ ممکن ہے میت کی وفات کے بعد استقرار حمل ہوا ہو۔

تیسرا حکم: حمل کی توریث کے لیے اس کے پورے حصے یا اکثر حصے کا زندہ پیدا ہونا شرط ہے؛ چنان چہ اگر بچہ اکثر حصہ نکلنے تک زندہ ہو، پھر مر جائے تو وہ وارث ہو گا۔ اور اگر اس سے پہلے مر جائے یا مردہ ہی پیدا ہو تو وارث نہیں ہو گا۔

اور اس کی علامت یہ ہے کہ اگر بچہ سیدھا پیدا ہو یعنی سر پہلے لکھ تو پورا سینہ نکلنے پر اکثر حصہ کی ولادت مانی جائے گا۔ اور اگر بچہ الثا پیدا ہو یعنی پیرے پہلے لکھ تو ناف تک نکلنے پر اکثر حصہ کی ولادت مانی جائے گی۔

فَإِنْ كَانَ الْحَمْلُ مِنَ الْمَيْتِ، وَجَاءَتْ بِالْوَلَدِ لِتَمَامِ أَكْثَرِ مُدَّةِ
الْحَمْلِ، أَوْ أَقْلَى مِنْهَا وَلَمْ تَكُنْ أَقْرَبَ بِانْقِضَاءِ الْعِدَةِ يَرِثُ وَيُورَثُ
عَنْهُ؛ وَإِنْ جَاءَتْ بِالْوَلَدِ لَا كُثْرَ مِنْ أَكْثَرِ مُدَّةِ الْحَمْلِ لَا يَرِثُ وَلَا
يُورَثُ.

وَإِنْ كَانَ مِنْ غَيْرِهِ، وَجَاءَتْ بِالْوَلَدِ لِبِسْتَةِ أَشْهُرٍ أَوْ أَقْلَى مِنْهَا
يَرِثُ؛ وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ لَا كُثْرَ مِنْ أَقْلَى مُدَّةِ الْحَمْلِ لَا يَرِثُ.

وَإِنْ خَرَجَ أَقْلُ الْوَلَدِ ثُمَّ ماتَ لَا يَرِثُ وَإِنْ خَرَجَ أَكْثَرَهُ ثُمَّ ماتَ
يَرِثُ. فَإِنْ خَرَجَ الْوَلَدُ مُسْتَقِيمًا فَالْمُعْتَبَرُ صَدْرُهُ — یعنی إِذَا خَرَجَ

الصَّدْرُ كُلُّهُ يَوْثٌ — وَإِنْ خَرَجَ مَنْكُوسًا فَالْمُعْتَبِرُ سُرْتُهُ.

ترجمہ: پس اگر حمل میت کا ہوا اور (عورت) اکثر مدت حمل مکمل ہونے پر یا اس سے کم مدت میں بچہ جنے۔ جب کہ اس نے عدت گزر جانے کا اقرار نہ کیا ہو۔ تو وہ (بچہ) وارث ہوگا اور دوسرے کو وارث بنائے گا؛ اور اگر اکثر مدت حمل گزرنے کے بعد بچہ جنے تو وہ (بچہ) نہ تو وارث ہوگا، اور نہ ہی کسی کو وارث بنائے گا۔

اور اگر حمل میت کے علاوہ کا ہوا اور (عورت) چھ ماہ یا اس سے کم میں بچہ جنے تو وہ بچہ وارث ہوگا، اور اگر اقل مدت حمل (چھ ماہ) سے زیادہ میں بچہ جنے تو (وہ بچہ) وارث نہیں ہوگا۔

اور اگر بچے کا تھوڑا حصہ باہر آیا پھر بچہ مر گیا، تو وہ وارث نہیں ہوگا، اور اگر اس کا زیادہ حصہ باہر آگیا پھر مر گیا تو وہ وارث ہوگا۔

پس اگر بچہ سیدھا نکلنے تو اس کے سینے کا اعتبار ہوگا..... یعنی جب پورا سینہ باہر آجائے (پھر مر جائے) تو وہ وارث ہوگا۔ اور اگر بچہ اٹا پیدا ہو تو اس کے ناف کا اعتبار ہوگا۔

طریقہ توریٹ حمل

بہتر یہ ہے کہ میراث تقسیم کرنے میں عجلت نہ کی جائے۔ تقسیم ترکہ کو وضع حمل تک ملتی رکھا جائے؛ لیکن اگر ورثاء انتظار نہ کریں اور ولادت سے پہلے ہی ترکہ تقسیم کرنا چاہیں اور ولادت میں ابھی دیر ہو تو حمل کے لیے ممکنہ حصہ محفوظ کر لیا جائے۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اولاً دو مسئلے بنائے جائیں: ایک: حمل کو مذکور فرض کر کے۔ دوسرا: حمل کو موئٹ فرض کر کے۔ پھر دونوں مسئلوں میں نسبت دیکھی جائے، اگر تواافق ہو تو ایک کے وفق کو دوسرے کے کل میں، اور تباہی ہو تو ایک کے کل کو دوسرے کے کل میں ضرب دیا جائے۔ حاصل ضرب سے دونوں مسئلوں کی تصحیح ہوگی۔ پھر تصحیح سے ہر فریق کا حصہ نکالنے کے لیے پہلے مسئلہ کے سہام کو مضروب یعنی دوسرے مسئلہ کے وفق یا کل میں ضرب دیں۔ اور دوسرے مسئلہ کے سہام کو پہلے مسئلہ کے وفق یا کل میں ضرب دیں۔ ہر فریق کا حصہ تصحیح

سے نکل آئے گا۔ جیسا خوشی کے مسئلہ میں کیا جاتا ہے۔

مثال: زید کے ورثاء یہ ہیں: زوجہ حاملہ، ماں، باپ اور ایک بنت: تو تنزیح مسئلہ اس طرح ہوگی:

<u>پہلا مسئلہ: نیت</u>	<u>توافق باللٹ ابراہیم</u>	<u>مسکلہ ۹x۲۲ تھا</u>	<u>وقت ۸</u>
<u>حمل (ابن)</u>	<u>بنت</u>	<u>ام</u>	<u>زوجہ</u>
<u>عصبانیہ</u>		<u>سدس</u>	<u>سمن</u>
<u>۱۳</u>		<u>۳</u>	<u>۳</u>
<u>۱۷</u>		<u>۳۶</u>	<u>۲۷</u>
<u>دوسرہ مسئلہ: نیت</u>	<u>توافق باللٹ ابراہیم</u>	<u>مسکلہ ۲۳x۲۷ تھا</u>	<u>وقت ۹</u>
<u>حمل (بنت)</u>	<u>بنت</u>	<u>ام</u>	<u>زوجہ</u>
<u>ثلاثان</u>		<u>سدس</u>	<u>سمن</u>
<u>۱۶</u>		<u>۳</u>	<u>۳</u>
<u>۲۸</u>		<u>۳۳</u>	<u>۲۲</u>

اور حمل کی توریٹ کا ضابطہ یہ ہے کہ موجود ورثاء کو کم حصہ دیا جاتا ہے۔ اور حمل کے لیے زیادہ حصہ روکا جاتا ہے۔ پس دونوں مسئلہوں میں ورثاء کے سہام پر نظر ڈالیں۔ زوجہ، ام اور اب کو دوسرے مسئلہ میں کم ملا ہے۔ پس وہ دے دیا جائے۔ اور کم و بیش کے درمیان جو فرق ہے وہ موقوف رکھا جائے۔ ابھی نہ دیا جائے اور بنت کا حصہ ابھی معین نہیں۔ حمل کی ولادت کے بعد ہی معین ہوگا؛ اس لیے تمام ممکنہ صورتوں میں سے جس میں کم مل رہا ہو وہ اس کو دیا جائے۔ اور باقی محفوظ کر لیا جائے۔ اور کم از کم ملنے کی صورت یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق حمل کو چار اہناء فرض کیا جائے تو ۱۱ انوے تقسیم ہوں گے اور بنت کو ۳۲ ملیں گے۔ یہی فی الحال اس کو دیا جائے اور باقی ۴۰۲ محفوظ کر لیے جائیں۔ اب ”منقح“ مسئلہ اس طرح لکھ لیا جائے:

مبلغ مسلك: مبتداً	زوجة	ام	اب	بنت	ابراج
٢٢	٣٢	٣٢	٣٢	٣٢	٣٢=١٠٣
٣	٣	٣	٣	٣	١٥=١٠٣

وضاحت: ترک کے ایک سو ایک حصے دے دیے اور ایک سو پندرہ حصے محفوظ کر لیے۔ پھر اگر ایک یا زیادہ بنات کی ولادت ہوئی تو زوجہ، ام اور اب کے موقوفہ گیارہ حصے بنات کو مل جائیں گے۔ ان کو واپس نہیں کیے جائیں گے؛ اس لیے کہ اوپر مسئلہ دوم میں حمل کے بنت ہونے کی تقدیر پر جوان کے حصے تھے وہ ان کو پہلے ہی دیے جا چکے ہیں۔ اور اگر ایک یا زیادہ ابناء کی ولادت ہوئی تو زوجہ اور ابوین کے جو حصے موقوف رکھے گئے تھے وہ ان کو لوٹا دیے جائیں گے؛ اس لیے کہ اوپر مسئلہ اول میں حمل کے ابن ہونے کی تقدیر پر ان کو جو حصے ملے ہیں؛ وہ پورے انھیں نہیں دیے گئے۔ ان میں سے گیارہ حصے روک رکھے ہیں۔ پس جب ابن کی ولادت ہوئی تو وہ حصے ان کو واپس دیے جائیں گے۔

ولاد میں ترک کی تقسیم: ولادت کے بعد موقوفہ حصوں کے ساتھ بنت کو دیے ہوئے ۱۳ حصوں کو بھی جمع کر لیا جائے۔ اور ولادت: بنت یا بنات کی ہوئی ہوتا دیگر ورثاء کے موقوفہ گیارہ حصہ بھی اس میں شامل کر لیے جائیں۔ اور لڑکیوں میں مساوی تقسیم کر دیے جائیں۔ اور اگر ولادت: ابن یا ابناء کی ہوئی ہوتا موقوفہ حصہ کے ساتھ بنت کو دیے ہوئے ۱۳ حصہ شامل کر کے اولاد کے درمیان "للذ کر مثل حظ الانثیین" کے ضابطے سے تقسیم کیے جائیں۔

مثال: ایک لڑکی پیدا ہوئی تو اب میت کی دو لڑکیاں ہو گئیں؛ اس لیے ۱۰۳ اور گیارہ کو جمع کیا جائے۔ مجموعہ ۱۲۸ ہو گا۔ اس کو دونوں لڑکیوں میں مساوی تقسیم کر دیا جائے۔ اس طرح ہر لڑکی کو ۶۴ ملیں گے۔ اور لڑکا پیدا ہوتا ب میت کی اولاد: ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہو گئی؛ اس لیے ۱۱۰۲ اور ۱۳ کو مطابیا جائے۔ مجموعہ ۱۱۱ ہو گا۔ اس کو ۳ سے تقسیم کیا جائے ایک حصہ (۳۹) لڑکی کو، اور دو حصے (۸۷) لڑکے کو دیے جائیں اور وہ یا زیادہ بچوں کی ولادت ہوتا بھی یہی طریقہ اختیار کیا جائے۔

الْأَصْلُ فِي تَضْرِيحِ مَسَائلِ الْحَمْلِ أَنْ تُضْرِحَ الْمَسْأَلَةَ عَلَى تَقْدِيرِيْنِ: أَعْنَى: عَلَى تَقْدِيرِ أَنَّ الْحَمْلَ ذَكْرٌ وَعَلَى تَقْدِيرِ أَنَّهُ أُنْثٌ: ثُمَّ يُنْظَرُ بَيْنَ تَضْرِيجَيِّ الْمَسَالَتَيْنِ فَإِنْ تَوَافَقَا بِجُزْءٍ فَاضْرِبْ وَفَقْ

أحدِهِمَا فِي جَمِيعِ الْآخَرِ؛ وَإِنْ تَبَيَّنَا فَاضْرِبْ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا فِي جَمِيعِ الْآخَرِ، فَالْحَالِ تَضْجِيحُ الْمَسْتَلَةِ.

ثُمَّ اضْرِبْ نَصِيبَ مَنْ كَانَ لَهُ شَيْءٌ مِنْ مَسْتَلَةِ ذُكُورَتِهِ فِي مَسْتَلَةِ أُنْوَثَتِهِ، أَوْ فِي وَفِقْهَا وَمَنْ كَانَ لَهُ شَيْءٌ مِنْ مَسْتَلَةِ أُنْوَثَتِهِ فِي مَسْتَلَةِ ذُكُورَتِهِ أَوْ فِي وَفِقْهَا كَمَا فِي الْخُشْنِىِّ.

ثُمَّ انْظُرْ فِي الْحَاصِلِينَ مِنَ الضرِّبِ، أَيْهُمَا أَقْلُ يُعْطَى لِذَلِكَ الْوَارِثُ وَالْفَضْلُ الَّذِي بَيْنَهُمَا مَوْقُوفٌ مِنْ نَصِيبِ ذَلِكَ الْوَارِثِ.

فَإِذَا ظَهَرَ حَمْلٌ فَإِنْ كَانَ مُسْتَحْقًا لِجَمِيعِ الْمَوْقُوفِ، فِيهَا، وَإِنْ كَانَ مُسْتَحْقًا لِلْبَعْضِ فَيُاخْدَ ذَلِكَ وَالْبَاقِي مَقْسُومٌ بَيْنَ الْوَرَثَةِ، فَيُعْطَى لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنَ الْوَرَثَةِ مَا كَانَ مَوْقُوفًا مِنْ نَصِيبِهِ. كَمَا إِذَا تَرَكَ بَنْتًا، وَأَبْوَيْنِ وَامْرَأَةً حَامِلًا، فَالْمَسْتَلَةُ مِنْ أَرْبَعَةِ وَعِشْرِينَ عَلَى تَقْدِيرِهِ أَنَّ الْحَمْلَ ذَكَرٌ وَمِنْ سَبْعَةِ وَعِشْرِينَ عَلَى تَقْدِيرِهِ أَنَّهُ اُنْثَى؛ فَاضْرِبْ وَفُقْ أَحَدِهِمَا فِي جَمِيعِ الْآخَرِ صَارَ الْحَاصِلُ مِائَتِينَ وَسِتَّةَ عَشَرَ؛ إِذَا عَلَى تَقْدِيرِ ذُكُورَتِهِ لِلْمَرْأَةِ سَبْعَةُ وَعِشْرُونَ، وَلَا يَرَى لِكُلِّ وَاحِدٍ سِتَّةُ وَثَلَاثُونَ، وَعَلَى تَقْدِيرِ أُنْوَثَتِهِ لِلْمَرْأَةِ أَرْبَعَةُ وَعِشْرُونَ وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنَ الْأَبْوَيْنِ اثْنَانِ وَثَلَاثُونَ فَتُعْطَى لِلْمَرْأَةِ أَرْبَعَةُ وَعِشْرُونَ، وَتُوقَفُ مِنْ نَصِيبِهَا ثَلَاثَةُ أَسْهُمٍ وَمِنْ نَصِيبِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنَ الْأَبْوَيْنِ أَرْبَعَةُ أَسْهُمٍ، وَتُعْطَى لِلْبَنْتِ ثَلَاثَةُ عَشَرَ سَهْمًا؛ لَأَنَّ الْمَوْقُوفَ فِي حَقِّهَا نَصِيبُ أَرْبَعَةِ بَنِيَّنِ عِنْدَ أَبِي حَيْفَةَ — رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى — وَإِذَا كَانَ الْبُنُونَ أَرْبَعَةُ فَنَصِيبُهَا سَهْمٌ وَأَرْبَعَةُ أَسَاطِعَ سَهْمٍ مِنْ أَرْبَعَةِ وَعِشْرِينَ مَضْرُوبٌ فِي تِسْعَةِ — فَصَارَ ثَلَاثَةُ عَشَرَ سَهْمًا وَهِيَ لَهَا وَالْبَاقِي مَوْقُوفٌ وَهُوَ مِائَةُ وَخَمْسَةُ عَشَرَ سَهْمًا.

فَإِنْ وَلَدَتْ بَنْتًا وَاحِدَةً أَوْ أَكْثَرَ فَجَمِيعُ الْمَوْقُوفِ لِلْبَنَاتِ وَإِنْ

وَلَدُث إِبْنًا وَاحِدًا أَوْ أَكْثَرَ فَيُعْطَى لِلْمُرْأَةِ وَالْأَبْوَيْنِ مَا كَانَ مَوْقُوفًا
مِنْ نَصِيبِهِمْ فَمَا بَقِيَ تُضَمَّ إِلَيْهِ ثَلَاثَةَ عَشَرَ وَيُقْسَمُ بَيْنَ الْأُولَادِ.

ترجمہ: حمل کے مسائل کی صحیح میں بنیادی بات یہ ہے کہ دونوں تقدیر پر مسئلہ کی صحیح کریں یعنی اس تقدیر پر کہ حمل مذکور ہے، اور اس تقدیر پر کہ حمل موئٹ ہے۔ پھر دونوں مسئللوں کی دونوں صحیح میں غور کریں۔ اب اگر دونوں کسی جزء میں متفق ہوں (یعنی کوئی تیسرا چھوٹا عدد دونوں کو کاٹتا ہو) تو ان دونوں میں سے ایک کے وفق کو دوسرے کے کل میں ضرب دیں۔ اور اگر دونوں متباین ہوں تو دونوں میں سے ہر ایک کو دوسرے کے کل میں ضرب دیں تو حمل مسئلہ کی صحیح ہے۔

پھر (ہر فریق کا حصہ جاننے کے لیے) ضرب دیں اس (وارث) کے حصہ کو جو بھی اس کو ملا ہے حمل کے مذکر ہونے کے مسئلہ سے (یعنی پہلے مسئلہ سے) حمل کے موئٹ ہونے کے مسئلہ میں (یعنی دوسرے مسئلہ کے کل میں) یا اس کے وفق میں۔ اور اس (وارث) کے حصہ کو جو بھی اس کو ملا ہے حمل کے موئٹ ہونے کے مسئلہ سے (یعنی دوسرے مسئلہ سے) حمل کے مذکر ہونے کے مسئلہ میں یا اس کے وفق میں۔ جیسا خلفی میں۔

پھر دیکھیں ضرب سے دونوں حاصل ہونے والے حصوں میں: ان میں سے کم کونا ہے؟ وہ اس وارث کو دیا جائے۔ اور وہ "زیاویٰ" (تفادت) جوان دونوں (حاصلوں) کے درمیان ہے: موقوف رکھی ہوئی ہے اس وارث کے حصہ سے۔

اب جب حمل پیدا ہو: تو اگر وہ سارے موقوف کا مستحق ہو تو بہتر ہے۔ اور اگر وہ کچھ کا مستحق ہو تو وہ لے گا۔ اور باقی ورثاء کے درمیان بانت دیا جائے گا، ورثاء میں سے ہر ایک کو وہ دیا جائے گا جو اس کے حصے سے روکا ہوا تھا۔ جیسا کہ جب ایک بیٹی اور والدین اور ایک حاملہ عورت کو چھوڑا ہو تو مسئلہ چوبیس سے ہو گا اس تقدیر پر کہ حمل لڑکا ہے۔ اور مسئلہ ستائیں سے ہو گا اس تقدیر پر کہ حمل لڑکی ہے۔ پس ضرب دیں ان میں سے ایک کے وفق کو دوسرے کے کل میں حاصل ضرب دوسوں ہو گا؛ اس لیے کہ حمل کے مذکر ہونے کی

صورت میں بیوی کے لیے ستائیں اور والدین میں سے ہر ایک کے لیے چھتیس ہیں۔ اور حمل کے موئٹ ہونے کی صورت میں بیوی کے لیے چوبیس اور والدین میں سے ہر ایک کے لیے بیس ہیں۔ پس بیوی کو چوبیس دیے جائیں گے اور اس کے حصہ میں سے تین حصے روکے جائیں گے۔ اور والدین میں سے ہر ایک کے حصہ میں سے چار سہام (روکے جائیں گے) اور بیٹی کو تیرہ سہام دیے جائیں گے؛ اس لیے کہ اس کے حق میں روکا ہوا ترکہ چار بیٹوں کا حصہ ہے۔ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اور جب چار بیٹے ہوں گے تو بیٹی کا حصہ: ایک سہم اور دوسرے سہم کے چار نویں ($\frac{4}{9}$) ہیں چوبیس میں سے، جو ضرب دیے گئے ہیں نہ میں۔ پس وہ تیرہ سہام ہوئے۔ اور وہ اس کے لیے ہیں اور باقی موقوف ہیں۔ اور وہ ایک سو پندرہ سہام ہیں۔

پھر اگر زوجہ ایک بیٹی یا زیادہ (بیٹیاں) جنے تو سارا موقوف بیٹیوں کے لیے ہے۔ اور اگر وہ ایک بیٹا یا زیادہ جنے تو زوجہ اور ابوین کو وہ دیا جائے گا جو ان کے حصوں میں سے روک لیا گیا تھا۔ پھر جو باقی رہا اس کے ساتھ تیرہ ملائے جائیں گے اور اولاد کے درمیان تقسیم کیے جائیں گے۔

اگر بچہ مردہ پیدا ہو؟

اگر بچہ مردہ پیدا ہو تو مذکورہ صورت میں بیوی اور والدین کو ان کا موقوف حصہ اور نادیا جائے گا، اور لڑکی کو ایک ہونے کی وجہ سے پورے مال کا "نصف" ملے گا یعنی لڑکی کو پہلے "تیرہ" مل چکے ہیں، اب اس کو مزید پچانوے دیے جائیں گے تو دوسوں کا آدھا ایک سو آٹھ ہو جائے گا اور باقی ماندہ "تو" بابک کو عصبرہ ہونے کی وجہ سے دیے جائیں گے بابک کو پہلے چھتیس حصے ملے تھے مزید "تو" کے اختلاف کے بعد اس کے کل حصے پینتالیس ہو جائیں گے، تجزیہ یہ ہے:

زوجہ	ام	اب	بنت	مسکلہ	میتہ
۲۷	۳۶	۳۶	۳۶	۱۰۸	$= 95 + 13$

وَإِنْ وَلَدَتْ وَلَدًا مَيْتًا، فَيُعْطَى لِلنِّسَاءِ وَالْأَبْوَابُ مَا كَانَ مَوْقُوفًا
مِنْ نَصِيبِهِمْ، وَلِلْبَنِتِ إِلَى تَمَامِ النُّصُفِ وَهُوَ خَمْسَةٌ وَتِسْعَوْنَ
سَهْمًا، وَالبَاقِي لِلْأَبِ وَهُوَ تِسْعَةُ أَسْهُمٍ؛ لِأَنَّهُ عَصْبَةٌ.

ترجمہ: اور اگر (عورت) مردہ بچہ جنے تو بیوی اور والدین کو ان کے موقوفہ حصے
دیے جائیں گے، اور لڑکی کو نصف کے پورا ہونے کے برابر (دیا جائے گا) اور وہ پچانوے
ھے ہیں، اور باقی ماندہ باپ کو (دیا جائے گا) اور وہ نو حصے ہیں؛ اس لیے کہ باپ عصہ
(بھی) ہے۔

مختصر طریقہ: یہ ہے کہ اگر بچہ مردہ پیدا ہو تو دوبارہ مسئلہ کی تصحیح کر لی جائے۔ مذکورہ
بالا صورت میں مسئلہ اس طرح بنے گا۔

امراہیم	مسئلہ	میت
بنت	ام	زوجہ
شمن	سدس	نصف
۱۲	۵	۳

فائدہ: اگر بعض ورثاء ایسے ہوں کہ ان کو ایک حالت میں، مثلاً حمل کے موئٹ
ہونے کی حالت میں ترکہ ملتا ہے۔ اور دوسری حالت میں مثلاً حمل کے ذکر ہونے کی
حالت میں ترکہ نہیں ملتا تو ولادت سے پہلے ان کو کچھ نہیں دیا جائے گا۔ ان کا حصہ محفوظ رکھا
جائے گا۔ اگر ولادت کے بعد ترکہ کا مستحق ہو گا تو ملے گا ورنہ نہیں۔ مثلاً زید نے حاملہ بیوی
اور بھائی چھوڑا تو اگر بچہ ذکر کر پیدا ہوا تو وہی عصہ ہو گا بھائی کو کچھ نہیں ملے گا اور لڑکی پیدا
ہوئی تو وہ نصف لے گی اور باقی عصہ ہونے کی وجہ سے بھائی کو ملے گا؛ اس لیے فی الحال
بھائی کو کچھ نہیں دیا جائے گا۔ تخریج مسئلہ یہ ہے:

مسئلہ	میت	محفوظے سہام	شارق
حمل (لڑکا یا لڑکی)	زوجہ (حاملہ)	اخ	
x		موقوف	۱

فصل: مفقود کا حکم

فَقَدَ، يَفْقَدُ (ض) فَقْدًا، وَفُقْدَانًا: کھونا، گم ہونا۔ المفقود: (اسم مفعول)
گم شدہ، اسم مفعول فقید بھی آیا ہے۔

اصطلاحی تعریف: ایسا آدمی جو اپنی جگہ سے غائب ہو گیا ہو، اور اس کی موت
و حیات کا کچھ پتا نہ ہو۔ ”اسم لشخص غائب عن بلده ولا یعرف خبره، انه
حَتَّىٰ أَمِيتٌ“۔

مفقود کی حیثیت

وراثت میں مفقود کی دو حیثیتیں ہیں:

۱۔ اپنے مال میں زندہ سمجھا جاتا ہے، کوئی دوسرا اس کا وارث نہیں ہو سکتا۔

۲۔ دوسرے کے مال میں مردہ سمجھا جاتا ہے، وہ کسی کا وارث نہیں ہوتا۔

جب تک مفقود کی موت کا یقینی علم نہ ہو جائے، یا اس کی عمر کے نوے سال نہ گزر جائیں، اس وقت تک مفقود کا مال موقوف رکھا جائے گا، قاضی بذاتِ خود یا کسی قائم مقام کے ذریعہ اس کی حفاظت کرے گا اور اس میں سے مفقود کے والدین اور بیوی بچوں پر خرچ کرے گا۔ (بدائع: ۲۸۷/۵)۔

بَابُ الْمَفْقُودِ

الْمَفْقُودُ حَتَّىٰ فِي مَالِهِ حَتَّىٰ لَا يَرِثَ مِنْهُ أَحَدٌ، وَمَيْتٌ فِي مَالٍ
غَيْرِهِ حَتَّىٰ لَا يَرِثَ مِنْ أَحَدٍ، وَيُوَقَّفُ مَالُهُ حَتَّىٰ يَصْنَعَ مَوْتُهُ، أَوْ
تَمْضِيَ عَلَيْهِ مُدَّةً.

ترجمہ: مفقود اپنے مال میں (حکما) زندہ ہوتا ہے؛ یہاں تک کہ اس کا کوئی وارث
نہیں ہوتا، اور دوسرے کے مال میں (حکما) مردہ ہوتا ہے؛ یہاں تک کہ وہ کسی
(دوسرے) کا وارث نہیں ہوتا، اور اس کا مال موقوف رکھا جائے گا؛ یہاں تک کہ اس کی
موت ثابت ہو جائے، یا (پیدائش کے وقت سے) اس پر ایک (طویل) مدت (نوے
سال) گزر جائے۔

مفقود کی موت کا حکم کب دیا جائے گا؟

اس مدت میں جس کے بعد مفقود کی موت کا حکم دیا جائے گا: اختلاف ہے:

۱۔ ظاہر روایت یہ ہے کہ جب مفقود کا کوئی ہم عمر زندہ نہ رہے تو اس کی موت کا حکم دیا جائے گا۔

۲۔ حسن بن زیاد کی روایت: امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ سے یہ ہے کہ وہ مدت ایک سو بیس سال ہے یعنی مفقود کی پیدائش کے دن سے حساب کر کے جب ۲۰ ابریس بیت جائیں تو اس کی موت کا حکم لگایا جائے گا۔ یعنی یہ سمجھا جائے گا کہ وہ آج مرے ہے۔

۳۔ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ مدت ایک سو سو سال ہے۔

۴۔ اور امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ مدت ایک سو پانچ سال ہے۔

۵۔ اور بعض فقہاء کی رائے یہ ہے کہ وہ مدت نوے سال ہے۔ اور یہی قول

مفتی ہے۔

۶۔ اور بعض فقہاء کی رائے یہ ہے کہ مفقود کے مال کے سلسلہ میں فیصلہ کرنا قاضی کی صواب دید پر موقوف ہے۔ جب قاضی تفییش کے بعد قرآن سے اس کی موت کا فیصلہ کر دے تو اس کا ترکہ ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا۔

فائدہ: احقر سعید احمد پالن پوری عطا اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ پہلے ایک جگہ کے لوگوں کا حال دوسری جگہ کے لوگوں کو معلوم نہیں ہوتا تھا یا مشکل سے معلوم ہوتا تھا؛ مگر اب ذرائع مواصلات (ڈاک، تار، ٹیلیفون، موبائل، اخبار، ریڈیو وغیرہ) عام ہو گئے ہیں۔ اور نوے برس تک مال محفوظ رکھنے میں: مال کے خرد و برد ہو جانے کا قوی اندیشہ ہے۔ نیز اس قدر طویل انتظار اس کی بیوی کے لیے بھی سخت صبر آزماء مرحلہ ہے؛ چنان چہ متاخرین احتاف نے اس کی بیوی کے نکاح ثانی کے سلسلہ میں امام مالکؓ کے قول پر فتویٰ ویا کہ جس تاریخ سے شوہر لاپتہ ہوا ہے: اس تاریخ سے چار سال چار ماہ دس روز کے بعد قاضی یا جماعت مسلمین کے فیصلہ کے بعد عورت عدتِ وفات گزار کر دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ پس

مفقود کے مال کے سلسلے میں بھی اب اس آخری قول پر فتوی دینا چاہیے۔ نہ بہ خنفی میں بھی یہ روایت موجود ہے اور یہی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا نہ بہ بھی ہے (شریفیہ) پس جب اسلامی ملک میں قاضی اور غیر اسلامی ملک میں جماعت مسلمین: اچھی طرح تحقیق توفیقیش کے بعد اپنی صوابدید سے مفقود کی موت کا فصلہ کر دیں تو اس کا مال بوقت فیصلہ موجود و رثاء میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ واللہ اعلم

وَأَخْتَلَفَتِ الرُّوَايَاتُ فِي تِلْكَ الْمَذَهَّةِ:

فِي ظَاهِرِ الرُّوَايَةِ أَنَّهُ إِذَا لَمْ يَقِنْ أَحَدٌ مِّنْ أَقْرَانِهِ حُكْمَ بِمَوْتِهِ.
وَرَوَى الْحَسَنُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ أَبِي حَيْفَةَ — رَحْمَهُمَا اللَّهُ تَعَالَى — أَنَّ تِلْكَ الْمَذَهَّةَ مِائَةٌ وَعِشْرُونَ سَنَةً مِّنْ يَوْمِ وُلْدَ فِيَهِ
الْمَفْقُودِ.

وَقَالَ مُحَمَّدٌ — رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى — مِائَةٌ وَعِشْرُ سِنِينَ.
وَقَالَ أَبُو يُوسُفَ — رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى — مِائَةٌ وَخَمْسُ سِنِينَ.
وَقَالَ بَعْضُهُمْ : تِسْعَونَ سَنَةً، وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى.
وَقَالَ بَعْضُهُمْ : مَالُ الْمَفْقُودِ مَوْقُوفٌ إِلَى اجْتِهَادِ الْإِمَامِ.

ترجمہ: اس مدت کے سلسلے میں روایتیں مختلف ہیں، پس ظاہر الروایہ میں یہ ہے کہ جب اس کا کوئی ہر عمر باتی نہ رہے تو اس کی موت کا حکم لگایا جائے گا۔ اور حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ وہ مدت ایک سو بیس سال ہے جس دن سے مفقود پیدا ہوا ہو۔ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک سو دو سال ہے۔ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک سو پانچ سال ہے۔ اور بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ نو سے سال ہے، اور اسی پر فتوی ہے۔ اور بعض فقہاء نے کہا کہ مفقود کا مال امام (قاضی) کے اجتہاد تک موقوف رہے گا۔

فائدہ: ایک سو دو اور ایک سو پانچ سال کا قول جو صاحبین کی طرف منسوب ہے یہ کتب معتبرہ میں موجود نہیں ہے۔ (شریفیہ مع حاشیہ ص: ۱۵)۔

.....

اگر مفقود کسی کا وارث بن رہا ہو

مفقود کے غائب ہونے کی حالت میں اگر کسی ایسے رشتہ دار کی وفات ہو جائے، جس کا مفقود بھی وارث ہو رہا ہو، تو مفقود کا حصہ موقوف رکھا جائے گا، اگر مفقود واپس آجائے گا تو اپنا حصہ لے لے گا، ورنہ اس حصے کو دوبارہ مورث کے ورشہ کے درمیان تقسیم کر دیا جائے گا۔

مفقود کا یہ حکم بعینہ حمل کی طرح ہے کہ زندہ ولادت ہونے کی صورت میں حمل کو ملتا ہے، اور مردہ پیدا ہونے کی صورت میں کچھ نہیں ملتا؛ بلکہ موقوف رکھا ہوا حصہ دوبارہ مستحق ورشہ میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔

اگر مفقود حکماً وفات پا جائے: مفقود کے واپس نہ آنے، یا نوے سال گزر جانے کے بعد اس کے سارے اموال اس کے مستحق ورشہ میں تقسیم کر دیے جائیں گے۔ یہ واضح رہے کہ جو وارث اس وقت موجود ہو گا، اسی کو ملے گا، اس کی موت کے فیض سے پہلے وفات پا جانے والوں کو اس کے مال میں سے کچھ نہ ملے گا؛ اس لیے کہ اس وقت مفقود حکماً زندہ تھا، اور زندہ شخص کا کوئی وارث نہیں ہوتا ہے۔

**وَمَوْفُوفُ الْحُكْمِ فِي حَقٍّ غَيْرِهِ حَتَّى يُوْقَفَ نَصِيبَةً مِنْ هَالِ
مُوْرِثِهِ — كَمَا فِي الْحَمْلِ — فَإِذَا مَضَتِ الْمُدَّةُ فَمَالَهُ لِوَرَثَتِهِ
الْمَوْجُودُونَ عِنْدَ الْحُكْمِ بِسَمْوَتِهِ، وَمَا كَانَ مَوْفُوفًا لِأَجْلِهِ يُرْدَدُ إِلَى
وَارِثِ مُوْرِثِهِ الَّذِي وُقِفَ مَالُهُ.**

ترجمہ: اور (مفقود) غیر کے حق میں موقوف الحکم ہے: چنانچہ اس کے مورث (جس کا مفقود وارث ہو گا) کے مال سے اس کا حصہ موقوف رکھا جائے گا۔ جیسا کہ حمل میں (کیا جاتا ہے) پھر جب وہ مدت گزر جائے تو مفقود کا مال اس کی موت کے حکم کے وقت موجود ورشہ کو ملے گا، اور جو مال اس کے لیے موقوف رکھا گیا تھا، اسے اسی مورث— جس کا مال موقوف رکھا گیا ہے— کے وارث کی طرف پھیر دیا جائے گا۔

.....

طريقہ توریٹ مفقود

جس طرح حمل کے مسئلے کی تصحیح دو مرتبہ کی جاتی ہے، اسی طرح مفقود کو بھی ایک بار زندہ اور ایک بار مردہ فرض کر کے مسئلے کی تصحیح کی جائے گی، اور دونوں مسئلوں کے درمیان نسبت دیکھی جائے گی، اگر تو اتفاق کی نسبت ہو تو ایک مسئلہ کے وفق کو دوسرے کے کل میں اور بتاین کی نسبت ہو تو ایک مسئلہ کو دوسرے میں ضرب دیا جائے گا، اور پہلے مسئلہ کے ورثاء کے حصوں کو مضردب میں ضرب دیا جائے گا اور دوسرے مسئلہ کے ورثاء کے حصوں کو پہلے مسئلہ کے کل یا وفق میں ضرب دیا جائے گا۔ پھر دونوں مسئلوں میں ہر وارث کے حصے کو دیکھا جائے گا، جو حصہ کم ہو گا وہ اس وارث کو دیا جائے گا، اور جو زائد ہو گا وہ جب تک مفقود کی حیات مانی ہوئی ہے محفوظ رکھا جائے گا۔

والأصل في تضريح مسائل المفقود: أن تصح المسألة على تقدير حياته، ثم تصح على تقدير وفاته وباقى العمل: ما ذكرنا في العمل.

ترجمہ: مفقود کے مسائل کی صحیح میں بنیادی بات یہ ہے کہ مسئلہ کی صحیح (ایک بار) اس کو زندہ مان کر کریں پھر اس کو مردہ مان کر کریں اور باقی عمل: وہ ہے جو ہم نے حمل (کے بیان) میں ذکر کیا۔

امثلہ: ذیل میں دو مثالیں (ایک تباین کی، دوسری توافق کی) مع تجزیع ذکر کی جاتی ہیں:

نسبت تباین کی مثال: سعاد کے ورثاء یہ ہیں: شوہر، دو بھنیں اور ایک مفقود بھائی۔ پس تجزیع مسئلہ یہ ہے:

پہلے مسئلہ: میتہ		مسئلہ ۲: ۳x۲ تک ۸ کے تصدیق		مسئلہ ۳: ۲x۲ تک ۷ کے تصدیق	
زوج	اخت	اخت	اخ مفقود (زنہ)	اخت	سعاد
$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{2}$
$\frac{1}{28}$	$\frac{4}{28}$	$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{2}$

سعاد	دوسرے مسئلہ: میرت مسئلہ ۶ کے ۸x ۸ تصلی
زوج	اخت
ام	ام خ مفقود (مردہ)
ان	نصف

سعاد	مسئلہ ۵۶
اخت	زوج
۷	۷
۹	۹

وضاحت: شوہر کو دوسرے مسئلہ میں کم ملا ہے۔ وہ (أسوا الحالين) اس کو دیا۔ اور فضل (تفاوت) چار موقوف رکھا۔ اور بہنوں کو پہلے مسئلہ میں کم ملا ہے۔ وہ ان کو دیا اور فضل نو، نوموقوف رکھا۔ پس ۵۶ میں سے ۳۸ درثاء کو دیے اور ۱۸ احفاظ رکھے۔

پھر اگر مفقود زندہ آجائے تو شوہر کے چار حصے اس کو واپس کر دیے جائیں گے؛ تاکہ اس کا نصف مکمل ہو جائے۔ اب ۱۸ میں سے ۱۳ بچے: وہ بھائی کو دیے جائیں گے؛ تاکہ اس کو مؤنث سے دو گناہ جائے۔ اور اگر بعد میں ظاہر ہوا کہ مفقود مر چکا ہے تو باقی رکھے ہوئے ۱۸ حصے بہنوں کو دیے جائیں گے۔ اور شوہر کے چار حصے اس کو واپس نہیں کیے جائیں گے؛ اس لیے کہ وہ مسئلہ عاملہ (دوسرے مسئلہ) سے اپنا پورا حصہ لے چکا ہے۔ اور ہر بہن کا حصہ نو اور سات مل کر رسولہ ہو جائے گا جو دوسرے مسئلہ میں ان کا حصہ ہے۔

نسبتِ توانی کی مثال: بشری کے درثاء یہ ہیں: شوہر، ماں، تین بھائی موجود اور ایک بھائی مفقود۔ پس تجزیع مسئلہ یہ ہے:

پہلا مسئلہ: میرت مسئلہ ۶x ۲x ۲ تصلی ۳x ۳ تصلی ۳	وقت ۲ بشری
زوج	ام
ام	ام خ
ان	ام خ
ان	ام خ مفقود (زندہ)

نصف	سدس	عصد
۳	۳	۳
۳	۳	۳
۱	۲	۲
۲	۲	۲
۱۸	۱۸	۱۸

بشری	فقہ	مسئلہ ۳۳ × ۳ تھا		دوسرا مسئلہ: میت
		زوج ام اخ اخ	$\frac{2}{2}$	
		نصف سدس عصی	$\frac{x}{12}$	
		$\frac{2}{2}$	$\frac{2}{3}$	$\frac{1}{3}$
			$\frac{3}{3}$	$\frac{3}{9}$
				$\frac{6}{18}$

بشری	مسئلہ منقح: میت	
	زوج	مسئلہ ۲۲
	ام	زوج
	۶	۱۸
	$\frac{9}{3}$	$\frac{x}{x}$

وضاحت: زوج اور ام کو دونوں مسئللوں میں کیاں ملا ہے۔ پس وہ ان کو دے دیا اور ان کے حصوں میں سے کچھ موقوف نہیں رکھا اور بھائی کے حصوں میں سے ۳ موقوف رکھا۔ پھر اگر مفقود زندہ آ جائے تو وہ اپنے تین لے لے گا، ورنہ وہ بھی تینوں بھائیوں کو ایک ایک مل جائیں گے۔

.....

فصل

مرتد کے احکام

مُرْتَدٌ (اسم فاعل از افعال): لوٹنے والا۔ یہ دراصل مجتہب کے وزن پر مُرْتَدٌ تھا، دو دال کے ایک جگہ جمع ہونے کی وجہ سے پہلی دال کی حرکت کو حذف کر کے ادغام کر دیا۔

اصطلاحی تعریف: مرتد: وہ شخص ہے جو دینِ اسلام سے (نعواز باللہ) پھر جائے۔
الراجح عن دین الاسلام (در مختار کتاب المرتد)۔

مرتد کے اموال کی قسمیں اور ان کے احکام

مرتد کے اموال کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ حالتِ اسلام میں حاصل کردہ مال۔

۲۔ دارالحرب میں جانے سے پہلے حالتِ ارتاد میں حاصل کردہ مال۔

۳۔ دارالحرب میں جانے کے بعد حالتِ ارتاد میں حاصل کردہ مال۔

پہلی قسم کا حکم: اگر مرتد مرجائے، یا قتل کر دیا جائے، یا دارالحرب میں چلا جائے اور قاضی اس کے حرbi ہونے کا فیصلہ کر دے؛ تو حالتِ اسلام میں حاصل کردہ مال اس کے مسلمان ورثہ میں تقسیم ہو گا، اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔

دوسری قسم کا حکم: امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حالتِ ارتاد میں حاصل کردہ مال، "مال فی" ہو گا، اور اسے بیت المال میں داخل کیا جائے گا۔

مال فی: وہ مال ہے جو کفار سے بغیر قتال کے حاصل ہوا ہو "المالُ الحاصلُ مِنَ الْكُفَّارِ بِغَيْرِ قِتَالٍ" (قواعد الفقہ عن الفتح)۔

اور صاحبین کے نزدیک حالتِ ارتاد میں کمایا ہوا مال بھی مسلمان ورثہ کو ملے گا۔

اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حالتِ اسلام اور حالتِ ارتاد میں حاصل کردہ سارے اموال بیت المال میں داخل کیے جائیں گے۔

تیسرا قسم کا حکم: دارالحرب میں جانے کے بعد حاصل کردہ مال "مال فی" کے حکم میں ہے، اس پر اجماع ہے۔

فائدہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک راجح ہے۔ فتاویٰ قاضی خان میں اس کو پہلے بیان کیا ہے۔ اور ان کا طریقہ یہ ہے کہ وہ راجح مسلک کو پہلے بیان کرتے ہیں۔

فضلُ فِي الْمُرْتَدِ

إِذَا مَاتَ الْمُرْتَدُ عَلَى إِرْتَادِهِ، أَوْ قُتِلَ، أَوْ لَحِقَ بِدَارِ الْحَوْبِ،
وَحَكْمُ الْقَاضِيِّ بِلَحْاقِهِ؛ فَمَا اكْتَسَبَ فِي حَالٍ إِسْلَامِهِ فَهُوَ لِوَرَثَتِهِ

الْمُسْلِمِينَ؛ وَمَا اكْتَسَبَهُ فِي حَالٍ رِدَّتْهُ يُوْضَعُ فِي بَيْتِ الْمَالِ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ - رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى - وَعِنْدَهُمَا الْكَسْبَانِ جَمِيعًا لِوَرَثَتِهِ الْمُسْلِمِينَ، وَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ - رَحْمَةُ اللَّهِ - الْكَسْبَانِ جَمِيعًا يُوْضَعُ عَلَيْهِ فِي بَيْتِ الْمَالِ، وَمَا اكْتَسَبَهُ بَعْدَ اللَّهُوْقِ بِدَارِ الْحَرْبِ فَهُوَ فِي ء بالاجماع.

ترجمہ: جب مرتد اپنے ارتدا کی حالت میں مر جائے، یا قتل کر دیا جائے، یا دار الحرب میں چلا جائے اور قاضی اس کے دار الحرب میں چلے جانے کا فیصلہ کر دے، تو جو کچھ اس نے اپنے اسلام کی حالت میں کمایا ہے، وہ اس کے مسلمان ورثہ کو ملے گا۔ اور جو کچھ اس نے اپنے ارتدا کی حالت میں کمایا ہے اسے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ملک کے مطابق بیت المال میں رکھ دیا جائے گا۔ اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک مکمل دونوں کمایاں (یعنی حالت اسلام اور حالت ارتدا کی کمایاں) اس کے مسلمان ورثہ کی ہوں گی۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دونوں (حالتوں کی) مکمل کمایاں بیت المال میں رکھ دی جائیں گی۔ اور جو کچھ اس نے دار الحرب میں جانے کے بعد کمایا ہے وہ بالاجماع "فی" (کے حکم میں) ہے۔

مرتد عورت کی وراثت

اگر کوئی عورت مرتد ہو جائے تو اس کی حالت اسلام اور حالت ارتدا کی ساری کمائی اس کے مسلمان ورثہ کو ملے گی؛ البتہ دار الحرب میں جانے کے بعد والی کمائی وراثت میں شامل نہیں ہوگی، وہ کافر حرbi کے حکم میں ہو جائے گی۔

وَكَسْبُ الْمُرْتَدَةِ جَمِيعًا لِوَرَثَتِهَا الْمُسْلِمِينَ بِلَا خَلَافٍ بَيْنَ أَصْحَابِنَا.

ترجمہ: اور مرتد عورت کی ساری کمائی اس کے مسلمان ورثہ کی ہے (اس میں) ہمارے اصحاب (احناف) کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔

مسئلہ: اگر کوئی عورت بیماری کی حالت میں (نعوذ باللہ) مرتد ہو جائے اور عدت پوری ہونے سے پہلے وفات پا جائے تو اس کے مسلمان شوہر کو اس کی وراثت ملے گی، اور اگر صحت کی حالت میں مرتد ہوئی تو اس کے مسلمان شوہر کو اس کے ترکہ میں سے کچھ نہیں ملے گا۔

مسئلہ: مرتد کی میراث اس کے آن ورثہ کو ملے گی جو اس کی موت، یا قتل، یا دار الحرب کے ساتھ حقوق کے وقت موجود ہوں، اور وارث ہونے کی اہلیت بھی رکھتے ہوں، خواہ وہ ارتداو کے وقت موجود ہوں، یا بعد میں وراثت کے اہل ہوئے ہوں۔ چیزیں: مرتد کا ”کافر لڑکا“ جو مرتد کی موت سے پہلے اسلام لے آیا ہو وہ بھی وارث ہو گا۔

مرتد وارث نہیں ہوتا

مرتد کا چوں کہ کوئی مذہب نہیں؛ اس لیے اسلام کو چھوڑ کر اس نے جو مذہب اختیار کیا ہے: اس کو اس پر برقرار نہیں مانا جائے گا؛ اس لیے اس کو نہ تو کسی مسلمان کی وراثت ملے گی اور نہ ہی کسی مرتد کی؛ مرتد عورت کا بھی یہی حکم ہے؛ البتہ اگر کسی علاقے کے لوگ ایک ساتھ مرتد ہو جائیں تو اس وقت وہ علاقہ دار الحرب قرار دیا جائے گا اور دار الحرب میں ایک حرbi دوسرے حرbi کا وارث ہوتا ہے؛ اس لیے یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔

وَأَمَّا الْمُرْتَدُ فَلَا يَرِثُ مِنْ أَخِيهِ، لَا مِنْ مُسْلِمٍ وَلَا مِنْ مُرْتَدٍ مِثْلِهِ،
وَكَذَلِكَ الْمُرْتَدَةُ، إِلَّا إِذَا ارْتَدَ أَهْلُ نَاجِيَةٍ بِأَجْمَعِهِمْ فَيُحِينُهُنَّدْ
يَقْوَارَثُونَ.

ترجمہ: اور رہا مرتد، تو وہ کسی کا وارث نہیں ہو گا، نہ تو کسی مسلمان کا، اور نہ اپنے چیزے کسی مرتد کا، اور اسی طرح مرتد عورت بھی ہے؛ مگر جب ایک علاقہ والے تمام کے تمام (نعوذ باللہ) مرتد ہو جائیں تو اس وقت وہ ایک دوسرے کے وارث (ویراثت) ہوں گے۔

الدرالخوارج روایتیں (۳۲۳:۳) شریفہ مع حاشیہ از مجیع الانہر مع ملحق الابصر (۱۵۵)۔ ۲ شریفہ (ص ۱۵۶) روایتیں (۳۲۸:۳)۔

فصل

قیدی کے احکام

اگر کسی مسلمان کو جنگ میں کافر قید کر لیں، اور وہ اسلام کی حالت پر برقرار رہے تو اس پر مسلمانوں ہی جیسے احکام جاری ہوں گے یعنی اس کی وفات کے بعد مسلمان ورثہ اس کے وارث ہوں گے اور وہ اپنے رشتہ دار کا وارث ہو گا۔

اور اگر وہ اسلام سے پھر جائے تو اس پر مرتد کے احکام جاری ہوں گے، جس کی تفصیل گذشتہ باب میں آچکی ہے۔

اور اگر کفار اسے ایسی جگہ قید کر دیں جہاں سے اس کی موت و حیات کا علم نہ ہو سکے اور نہ یہ معلوم ہو کہ وہ اسلام پر برقرار ہے یا مرتد ہو چکا ہے؛ تو اس پر "مفقود" کے احکام جاری ہوں گے، یعنی اس کا سارا مال اور دوسرے رشتہ دار کی وفات کے بعد اس قیدی کا حصہ محفوظ رکھا جائے گا؛ یہاں تک کہ اس کی موت متحقق ہو جائے یا اس کی عمر کے نو سال گزر جائیں، پھر اس کا مال اس کے ورثہ میں تقسیم کیا جائے گا نیز دوسرے رشتہ داروں کے ترکہ میں سے اس کا محفوظ حصہ ان رشتہ داروں کے دیگر ورثہ میں تقسیم کیا جائے گا۔ تفصیل مفقود کی فصل میں گذر چکی ہے۔

فصل فی الأَسِيرِ

حُكْمُ الْأَسِيرِ كَحُكْمِ سَائِرِ الْمُسْلِمِينَ فِي الْمِيرَاثِ، مَا لَمْ يُفَارِقْ دِيْنَهُ فَإِنْ فَارَقْ دِيْنَهُ فَحُكْمُهُ حُكْمُ الْمُرْتَدِ فَإِنْ لَمْ تُعْلَمْ رِدَّهُ وَلَا حَيَاَتُهُ وَلَا مَوْتُهُ فَحُكْمُهُ حُكْمُ الْمَفْقُودِ.

ترجمہ: قیدی کا حکم میراث میں دیگر مسلمانوں کی طرح ہے؛ جب تک کہ وہ اپنے دین (اسلام) کو چھوڑ نہ دے، اور اگر وہ اپنے دین (اسلام) کو چھوڑ دے تو اس کا حکم مرتد کا حکم ہو گا۔

اور اگر اس کا مرتد اور اس کی حیات و موت معلوم نہ ہو سکے تو اس کا حکم، مفقود کا حکم ہو گا۔

شرط: قیدی کی توریث کا طریقہ بھی وہ ہے جو خلشی اور حمل کی توریث کے باپ میں گذر چکا ہے۔ یعنی قیدی کے بھی دو مسئلے بنائے جائیں گے: ایک: قیدی کو زندہ اور مسلمان فرض کر کے۔ دوسرا: قیدی کو مردہ اور یا مرتد فرض کر کے۔ مثلاً شریا کے ورثاء یہ ہیں: شوہر، ماں، بیٹی، بہن اور ایک بھائی جو کفار کی قید میں ہے اور جس کا کچھ حال معلوم نہیں۔ پس تجزیج مسئلہ اس طرح ہوگی:

مسئلہ ۱۲ مسئلہ ۳				خل ۳	شریا	پہلا مسئلہ: میرت
زوج	ام	بنت	اخت	اخ اسر (زندہ مسلمان)		مسئلہ ۱۲ مسئلہ ۳
ربع	سدس	نصف عصبه				
۲	۶	۱۸	۱	۳	۹	

مسئلہ ۱۲ مسئلہ ۳				خل ۳	شریا	دوسرा مسئلہ: میرت
زوج	ام	بنت	اخت	اخ اسر (مردہ یا مرتد)		مسئلہ ۱۲ مسئلہ ۳
ربع	سدس	نصف عصبه مع الغیر	x			
۲	۶	۱۸	۱	۳	۹	

مسئلہ منفج: میرت				خل ۳	شریا	مسئلہ منفج: میرت
زوج	ام	بنت	اخت			مسئلہ منفج: میرت
				۹	۶	
۱	۱۸	۲				

موقوفہ حصہ: x

وضاحت: ۱۲ اور ۳۶ میں تداخل ہے۔ پس ۳۶ کے خل ۳ میں سے دوسرے مسئلہ کے سہام کو ضرب دیا۔ زوج، ام اور بنت کو دونوں مسئللوں میں مساوی حصے ملے ہیں؛ اس لیے وہ ان کو دے دیے۔ اور موقوفہ کچھ نہیں رہا؛ البتہ بہن کو ایک دیا ہے اور دو حصے موقوف رکھے ہیں۔ اب اگر قیدی رہا ہو کر زندہ مسلمان واپس آیا تو وہ اپنے دو حصے لے گا۔ درست وہ بھی بعد میں بہن کو مل جائیں گے۔

.....

فصل: ایک ساتھ ڈوب کر، جل کر اور دب کر مرنے والوں کے احکام
اگر چند رشتے دار ایک ساتھ کسی حادثے میں مر جائیں مثلاً: کشی ڈوب جائے، یا
آگ لگ جائے، یاد یوار، چھٹ وغیرہ گر جائے، یا میدان جنگ میں لڑتے ہوئے سب
شہید ہو جائیں، یا چند رشتے دار کہیں دور دراز ملک میں چلے جائیں، اور ان سب کی وفات
ہو جائے اور کسی طرح یہ معلوم نہ ہو سکے کہ کس کی وفات پہلے اور کس کی وفات بعد میں ہوئی
ہے (تقديم و تاخير ایک لمحہ کی بھی ہوتا اس کا اعتبار کیا جائے گا) تو دوسرے زندہ ورثہ میں ان
کی وراثت تقسیم کر دی جائے گی، یہ لوگ (ایک حادثہ میں مرنے والے) ایک دوسرے
کے وارث نہیں ہوں گے، یہی اختار مذہب ہے، اسی پر فتویٰ ہے۔

فصل فی الغرْقَى، وَالْحَرْقَى، وَالْهَدْمَى

إِذَا مَاتَتْ جَمَاعَةٌ وَلَا يُذْرَى أَيُّهُمْ مَاتَ أَوْ لَا؟ جَعَلُوا كَانَهُمْ مَاتُوا
مَعًا، فَمَا كُلَّ وَاجِدٌ مِنْهُمْ لِوَرَثَتِهِ الْأَخْيَاءُ، وَلَا يَرِثُ بَعْضُ
الْأَمْوَاتِ مِنْ بَعْضٍ، هَذَا هُوَ الْمُخْتَارُ.

ترجمہ: جب پوری جماعت (ایک ساتھ) مر جائے اور یہ معلوم نہ ہو سکے کہ ان
میں سے کون پہلے مرا ہے؟ تو ان کو ایسا سمجھا جائے گا کہ گویا وہ سب ایک ساتھ مرے ہیں؛
لہذا ان میں سے ہر ایک کامل اس کے زندہ ورثہ کو ملے گا، اور بعض مردے بعض کے وارث
نہیں ہوں گے، یہی پسندیدہ مذہب ہے۔

لغات: الغرْقَى: الغريق کی جمع: ڈوبے ہوئے الْحَرْقَى: الحريق کی
جمع: جلے ہوئے الْهَدْمَى: الہدمیم کی جمع: دب کر مرنے ہوئے۔

فائدہ: مذکورہ حکم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا آخری قول اور امام مالک و شافعی رحمہما
اللہ کا اختار مسلک ہے۔ حضرت علی اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی ایک روایت بھی یہی
ہے (شریفیہ) اور علامہ شامیؒ نے اسی کو معتمد کہا ہے۔ (ردا المختار: ۵۲۳/۵)۔

مثال: باپ زید اور بیٹا عمر ایک ساتھ ڈوب کر مر گئے، باپ نے اپنی بیوی رحیمہ،
لڑکی کریمہ اور پوتا بکر (باپ کے ساتھ ڈوبنے والے بیٹے کا بیٹا) چھوڑا؛ اور لڑکے نے
بیوی رفیقہ، ماں رحیمہ اور لڑکا بکر چھوڑا۔ تو باپ اور بیٹے کا ترکہ دو جگہ الگ الگ تقسیم کیا

جائے گا؛ البتہ باپ کو بیٹے اور بیٹے کو باپ کی وراثت نہیں ملے گی۔ تخریج یہ ہے:	زید	مسکلہ ۸
زوجہ (رحیمه)	بنت (کریمہ)	ابن الابن (بُکر)
شمن	نصف	عصبه
۱	۲	۳
مسکلہ ۲۲	میت	عمر
زوجہ (رفیقہ)	ام (رحیمه)	ابن (بُکر)
شمن	سدس	عصبه
۳	۴	۱۷

اور حضرت علی اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی ایک روایت یہ ہے کہ جب ایک ساتھی کی رشتہ دار بیک وقت وفات پا جائیں، تو اگر ان میں سے ہر ایک دوسرے کا وارث ہو تو وہ آپس میں ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے اور اگر ایک جانب سے کسی کو وراثت مل رہی ہو تو وہ وارث ہو گا۔

وَقَالَ عَلِيٌّ وَابْنُ مَسْعُودٍ -رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا-: يَرِثُ
بَعْضُهُمْ عَنْ بَعْضٍ إِلَّا فِيمَا وَرِثَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مِنْ صَاحِبِهِ. وَاللَّهُ
أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ وَإِلَيْهِ الْمَرْجُعُ وَالْمَأْبُ.

ترجمہ: اور حضرت علی اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا کہ ان کے بعض بعض کے وارث ہوں گے؛ مگر اس مال میں جس میں ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کا وارث ہوتا ہو (تو ایک کو دوسرے کی وراثت نہیں ملے گی)۔ اور اللہ تعالیٰ ہی درست بات کو خوب جانتے ہیں اور وہی مرجع ہیں اور اُسی کی طرف (سب کو) لوٹنا ہے۔

الحمد للہ! شرح پر نظر ثانی پوری ہوئی۔

اشتیاق احمد

۱/ جمادی الاولی ۱۴۳۵ھ = ۱/ دسمبر ۲۰۲۳م

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تمرينی سوالات

(اب کتاب کے آخر میں تمرين کے لیے کچھ سوالات دیئے جاتے ہیں۔ طلبہ ان کو حل کریں! اس سے کتاب یاد ہو جائے گی۔ اور امتحان میں سرخ روئی حاصل ہوگی۔ پیشتر سوالات وہ ہیں جو گذشتہ سالوں میں ”دارالعلوم دیوبند“ کے امتحانات میں آچکے ہیں)۔

سوال: (۱) علم الفرائض کی تعریف، موضوع، غرض وغایت اور مصنف سراجی کے مختصر حالات لکھیں!

سوال: (۲) علم الفرائض کی فضیلت و اہمیت بیان کریں! اور حدیث: تعلموا الفرائض و علموا الناس، فانها نصف العلم کا مطلب لکھیں! اور اس علم کو ”نصف علم“ کہنے کی وجہ بیان کریں!

سوال: (۳) ترکہ کے لغوی اور اصطلاحی معنی اور اس سے جو چار حقوق متعلق ہیں، ان کو تفصیل سے لکھیں!

سوال: (۴) قال علماؤنا رحمهم الله تعالى: تتعلق بترکة الميت حقوق أربعة مرتبة: يُبدأ بتكفينه وتجهيزه، من غير تبذير ولا تقصیر، ثم تُقضى ذيونه من جميع ما بقى من ماله، ثم تُنفَدَ وصاياه من ثلث مابقى بعد الدين، ثم يُقسَم الباقى بين ورثته، بالكتاب والسنّة، واجماع الأمة. عبارت بالعرب لکھیں، ترجمہ کریں اور مطلب بیان کریں! اور بتائیں کہ أربعة مرتبة کی قید اتفاقی ہے یا احترازی؟ اور دین سے کون سادین مراد ہے؟ اور الدین پر الف لام کیسا ہے؟

سوال: (۵) ترکہ جن اصنافِ عشرہ میں تقسیم ہوتا ہے ان کو تفصیل سے لکھیں اور واضح کریں کہ ان میں ترتیب ہے یا نہیں؟ اور جہاں بیت المال موجود ہو وہاں ترکہ کہاں خرچ کیا جائے گا؟

سوال: (۶) موانع ارث کیا ہیں؟ مسلمانوں کے حق میں اختلافِ دار مانع ارث

ہے یا نہیں؟ اختلافِ دین اور اختلافِ دارکی مشالیں بھی دیں!

سوال: (۷) فرض مقدارہ کیا ہیں؟ اور ان میں تضعیف و تنحیف کا کیا مطلب ہے؟

سوال: (۸) ذوی الفرض کی تعریف کیا ہے؟ اور اصحابِ فرائض کتنے ہیں؟ اور کون کون؟

سوال: (۹) جد صحیح، جد فاسد، جدہ صحیح اور جدہ فاسدہ کی تعریفات لکھیں اور بتائیں کہ ام الام (نافی) جدہ صحیح ہے یا فاسدہ؟

لحوظہ: بارہ ذوی الفرض میں سے کسی کے بھی احوال ممتحن دریافت کر سکتا ہے؛ اس لیے سب کو یاد کریں! اور ساتھیوں کے ساتھ مذاکرہ کر کے مضبوط کر لیں! کامیابی کا سارا مدار "احوال" کی معرفت پر ہے۔

سوال: (۱۰) باپ اور دادا کے احوال لکھیں اور وہ چار مسائل لکھیں: جن میں باپ اور دادا میں فرق ہے۔

سوال: (۱۱) اولاد الام کس کو کہتے ہیں؟ ان کا دوسرا نام کیا ہے؟ اولاد الام کے حالات تفصیل سے لکھیں اور اگر ان کی کوئی حالت مخصوص ہو تو اس کو ضرور لکھیں اور بتائیں کہ اگر ورثاء: ایک دختر، دواولاد الام اور ایک ابن الام ہو تو ترک کس طرح تقسیم ہوگا؟

سوال: (۱۲) بناۃ کے احوال تفصیل سے لکھیں اور بتائیں کہ دو بناۃ کو کتنا ملے گا؟ اور اس کی ولیل کیا ہے؟

سوال: (۱۳) بناۃ الابن (پوتیوں) کے احوال تفصیل سے لکھیں! اور بتائیں کہ دو صلبی بناۃ کی موجودگی میں بناۃ الابن کو کیا ملے گا؟

سوال: (۱۴) ولو ترک ثلاث بناۃ ابن، بعضہن أسفل من بعض، و ثلاثة بناۃ ابن ابن آخر، بعضہن أسفل من بعض الخ یہ مسئلہ تشیب ہے۔ وجہ تسمیہ بیان کریں! اس کا نقشہ بتائیں اور بتائیں کہ کس پوتی کو کیا ملے گا؟

سوال: (۱۵) اخوات لاب و ام (حقیقی بہنوں) کے احوال لکھیں! اور بتائیں کہ

اگر میت کا ایک بیٹا اور ایک بہن ہو تو بہن کو کتنا ملے گا؟ اور اگر ایک حقیقی بہن اور ایک علاقی بہن ہو تو علاقی بہن کو کتنا ملے گا؟

سوال: (۱۶) اخوات لاب (علاقی بہنوں) کے احوال تفصیل سے لکھیں اور ایک حالت: جس میں امام اعظم اور صاحبین رحمہم اللہ کے درمیان اختلاف ہے، اس کو ضرور لکھیں اور بتائیں کہ فتویٰ کس کے قول پر ہے؟

سوال: (۱۷) ماں کے احوال لکھیں اور بتائیں کہ ماں کو شلث باتی کس صورت میں ملتا ہے؟ اور اگر میت کے باپ کی جگہ دادا ہو تو کیا حکم ہے؟ اور اس میں کیا اختلاف ہے؟ فتویٰ کس کے قول پر ہے؟

سوال: (۱۸) جدہ صحیحہ کی تعریف اور جدات کے حالات لکھیں! آمویات (پدری دادیوں) اور آمویات (مادری دادیوں یعنی نانیوں) میں (توریث میں) کچھ فرق ہے یا نہیں؟ جد سے کوئی جدہ ساقط ہوتی ہے اور کوئی نہیں ہوتی؟ اور ماں کوئی جدہ کو ساقط کرتی ہے اور باپ کوئی کو؟

سوال: (۱۹) اگر بعض جدات رشتہ میں قریب کی ہوں، بعض دور کی: تو کوئی وارث ہوگی؟ اور جدات ذات قرابة و احدۃ اور ذات قرابتین او اکثر میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟ اور اگر اس میں اختلاف ہے تو مخفی پر قول کیا ہے؟

سوال: (۲۰) عصبه کی اور عصیرہ کی دونوں قسموں کی تعریفات لکھیں! عصبات سبیہ کی کتنی قسمیں ہیں؟ ہر ایک کی تعریف اور وجہ تمیہ لکھیں اور بتائیں کہ عصبه بغیرہ کون کون ہیں؟ اور عصبه مع غیرہ کون کون ہیں؟ اور عصبه کے ہوتے ہوئے رذہ ہو سکتا ہے؟

سوال: (۲۱) عصبة سبی (مولی العتاق) کو میراث کب ملتی ہے؟ اور حدیث: الولاء لحمة كل حمة النسب کا کیا مطلب ہے؟ اور بتائیں کہ مولی العتاق موجود نہ ہو، اور اس کا باپ اور بیٹا موجود ہو تو میراث کس کو ملے گی؟ اور اس میں کیا اختلاف ہے؟

سوال: (۲۲) جز وراء کی کتنی صورتیں ہیں؟ سب کو مع امثلہ بیان کریں اور یہ عبارت حل کریں: ولا شيء للإناث من ورثة المعتق، لقوله عليه السلام:

لیس للنساء من الولاء إلا ما أعتقدن، أو أعتقد من اعتقادن، أو كاتبن، أو كاتب من كاتبن، أو ذئرن، أو دبر من دبرن، أو جر ولاء معتقدن، أو معتقد معتقدن عبارت بالعرب لکھیں اور ترجمہ بھی کریں! کتابت اور تدیریک تعریفات بھی لکھیں!

سوال: (۲۳) من ملک ذا رحم محروم عتق عليه، ويكون ولائه له بقدر الملك، كثلاث بنات: للكبرى ثلاثون ديناراً، وللصغرى عشرون ديناراً، فاشترتا أباهما بالخمسين، ثم مات الأب، وترك شيئاً الخ عبارت بالعرب لکھ کر ترجمہ و مطلب بیان کریں! اس عبارت میں جو صورت مسئلہ بیان کی گئی ہے، اس کی تجزیہ کریں اور بتائیں کہ کس لڑکی کو کتنا ملے گا؟ اور مسئلہ کی تصحیح کتنے سے ہوگی؟

سوال: (۲۴) جحب کی اور اس کی اقسام: جحب نقصان اور جحب حمان کی تعریفات لکھیں اور بتائیں کہ وہ کونے ورثاء ہیں جو کبھی محروم نہیں ہوتے؟ اور محروم ہونے والے ورثاء کے لیے کیا قاعدے ہیں؟ محروم اور مجبوب میں کیا فرق ہے؟ اور محروم کے حاجب ہونے نہ ہونے میں کیا اختلاف ہے؟ تفصیل سے لکھیں!

سوال: (۲۵) مخرج کی تعریف کریں! مخرج کا دوسرا نام کیا ہے؟ کل مخارج کتنے ہیں؟ اور مسئلہ بنانے کے قواعد کیا ہیں؟

سوال: (۲۶) زید فوت ہوا۔ ایک زوجہ، دو حقیقی بہن اور ایک علاقی بہن وارث چھوڑے۔ زید کا ترکہ مذکورہ ورثاء میں کس طرح تقسیم ہوگا؟

سوال: (۲۷) زید کا انتقال ہوا۔ ایک زوجہ، چھوڑکی، تین لڑکے اور ایک جدہ صحیح وارث چھوڑے۔ باقاعدہ مسئلہ بنائیں!

سوال: (۲۸) عول کی تعریف لکھیں اور بتائیں کہ عول کن مخارج کا آتا ہے؟ اور کن کا نہیں آتا؟ اور جن کا آتا ہے: کہاں تک آتا ہے؟ اور اگر میت کی زوجہ، دو بنت اور والدین وارث ہوں تو مسئلہ کتنے سے بنے گا؟ اور اس مسئلہ کا کیا نام ہے؟ اور وہ نام کیوں ہے؟

سوال: (۲۹) دو عدد دوں میں کتنی نسبتیں ہو سکتی ہیں؟ ہر ایک کی تعریف مع مثال

لکھیں اور بتائیں کہ ۳۸ اور ۹ میں۔ ۱۱ اور ۱۵ میں۔ ۷ اور ۲۰ میں اور ۱۲ اور ۱۸ میں کیا نسبتیں ہیں؟

سوال: (۳۰) تصحیح کی تعریف اور تصحیح کے ساتوں اصول لکھیں اور تصحیح سے ہر فریق اور ہر فرد کا حصہ نکالنے کا طریقہ بھی بیان کریں!

سوال: (۳۱) زید فوت ہوا۔ دو زوجہ، ایک بنت، تین حقیقی بہنیں چھوڑیں۔ مسئلہ کی تجزیہ مع تصحیح کریں!

سوال: (۳۲) زید مرا۔ تین زوجہ، پانچ بناں، دو حقیقی بہنیں اور سات پچا چھوڑے۔ مسئلہ کی تجزیہ مع تصحیح کریں!

سوال: (۳۳) ورثاء کے درمیان ترکہ تقسیم کرنے کا طریقہ بیان کریں! اگر میت نے دو بیٹیاں اور والدین چھوڑے ہوں اور ترکہ ایک ہزار روپے ہو تو کس کو کتنا ترکہ ملے گا؟

سوال: (۳۴) قرض خواہوں کے درمیان ترکہ تقسیم کرنے کا طریقہ بیان کریں۔ اگر میت کے تین قرض خواہ ہوں: زید ۳۰۰، عمر ۵۰۰ اور بکر ۸۰۰ مانگتا ہو اور ترکہ کل ۱۰۰۰ ملے ہو تو ہر قرض خواہ کو کتنا ملے گا؟

سوال: (۳۵) تخارج کا کیا مطلب ہے؟ اگر کوئی وارث کسی معین چیز پر تمام ورثاء سے یا کسی معین وارث سے صلح کر لے تو مسئلہ کی تصحیح کس طرح ہوگی؟

سوال: (۳۶) رذ کی تعریف لکھیں۔ رو کے متعلق صحابہ میں کیا اختلاف تھا؟ ائمہ اربعہ کی رائیں کیا ہیں؟ رو کے اصول اربعہ مع امثلہ لکھیں! اور بتائیں کہ وہ کون سے ذوی الفروض ہیں: جن پر رذ نہیں ہوتا؟

سوال: (۳۷) ”مقاسۃ الجد“ کی تعریف لکھیں! دادا کے ساتھ حقیقی اور علاٰٰی بھائی بہنوں کی توریث میں صحابہؓ میں کیا اختلاف تھا؟ اور اب ائمہ اربعہ کی کیا رائیں ہیں؟ ائمہ اختلاف میں اختلاف ہوتا وہ بھی لکھیں اور مفتی بقول کی نشاندہی کریں! اور بتائیں کہ اگر جد کے ساتھ ایک اختیاری اور ایک علاٰٰی بھائی ہو تو قائلین مقامہ کے نزدیک ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

سؤال: (۳۸) وبنو العلات يدخلون في القسمة مع بنى الأعيان، إضراراً للجده، فإذا أخذ الجد نصيه، فبنو العلات يخرجون من بين خالبين بغير شيء، والباقي لبني الأعيان. عبارت میں جو مسئلہ بیان کیا گیا ہے اس کو مثال کے ذریعہ واضح کریں اور عبارت کا ترجمہ اور مطلب بھی لکھیں۔

سؤال: (۳۹) اگر میت کا دادا، ایک حقیقی بہن اور دو علاتی بہنیں وارث ہوں تو قائلین مقامہ کے زدیک ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟ مسئلہ کی تجزیج و صحیح بھی کریں!

سؤال: (۴۰) اگر میت کا شوہر، ماں، دادا اور ایک حقیقی یا علاتی بہن ہو تو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ترکہ کس طرح تقسیم کرتے ہیں؟ اور اس مسئلہ کا نام کیا ہے؟ اور وجہ تسمیہ کیا ہے؟ اور اگر ایک بہن کی جگہ دو بہنیں یا بھائی ہو تو کیا حکم ہے؟ اس کی تجزیج کس طرح ہوگی؟

سؤال: (۴۱) مناسخ کی تعریف لکھیں! اور مناسخ کا طریقہ بیان کریں! اور اس مناسخ کی تجزیج کریں: زید مرد۔ ایک زوجہ (راشدہ)، پانچ لڑکے (خالد، زاہد، شاہد، سالم، عالم)، دو لڑکیاں (خالدہ، عابدہ) اور ماں (صالحہ) باب (صالح) وارث چھوڑے۔ پھر زوجہ (راشدہ) کا انتقال ہوا۔ پانچ لڑکے، دو لڑکیاں اور ماں (صالحہ) باب (صالح) وارث چھوڑے۔ پھر ایک لڑکی (خالدہ) کا انتقال ہوا۔ ایک بہن، پانچ بھائی، ایک لڑکا (اعظم)، ایک لڑکی (عظمی) اور شوہر (راغب) وارث چھوڑے، تو زید کا ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

سؤال: (۴۲) بکر مرد۔ ایک زوجہ (رقیہ) ایک والدہ (ہندہ) دو بیٹے (حسن اور محسن) اور تین لڑکیاں (سعیدہ، حبیبہ اور ظریفہ) وارث چھوڑے۔ پھر ایک لڑکے (محسن) کا انتقال ہوا۔ والدہ (رقیہ) دادی (ہندہ) دو بیٹے (شاکرو ناظر) اور ایک بھائی (حسن) اور تین بہنیں (سعیدہ، حبیبہ اور ظریفہ) وارث چھوڑے۔ پھر رقیہ کا انتقال ہوا۔ ایک بیٹا (حسن) تین بیٹیاں (سعیدہ، حبیبہ اور ظریفہ) وارث چھوڑے۔ بکر کا ترکہ اب تک تقسیم نہیں ہوا ہے بتائیں اس کے مذکورہ ورثاء میں ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

سوال: (۳۳) زید مرا۔ زوجہ (ہندہ) تین بیٹیاں (نیب، فاطمہ اور کلثوم) وارث چھوڑے۔ پھر نیب کا انتقال ہوا۔ اس نے شوہر (بکر) ماں (ہندہ) اور دو بیٹیں (فاطمہ اور کلثوم) وارث چھوڑے۔ پھر بکر مرا: اس نے زوجہ (عائشہ) تین لڑکے (مسعود، محمود اور ولید) اور ایک لڑکی (خدیجہ) چھوڑی۔ پھر عائشہ مری۔ اس نے ماں (رقیہ) باپ (خالد) تین بیٹے (مسعود، محمود اور ولید) اور ایک لڑکی (خدیجہ) چھوڑی۔ زید کا ترکہ بطریق مناسنی تقسیم کریں!

سوال: (۳۴) زید مرا۔ ۲ زوجات، ۱۸ بیانات، ۱۵ اجدات اور ۶ پچھا وارث ہیں اور ترکہ بہتر ہزار پانچ سوروپے ہے۔ پہلے مسئلہ کی تحریج صحیح کریں! پھر ان پر ترکہ تقسیم کریں!

سوال: (۳۵) زید مرا۔ دونوں اسیاں، نانا اور ایک بھتیجی وارث چھوڑے۔ ترکہ کا مستحق کون ہے؟ اور کس کو کتنا حصہ شرعاً ملے گا؟

سوال: (۳۶) اختیافی بھائی بہن، یعنی اور علاقی بھائی بہن، داوی اور نافی: کن لوگوں کی موجودگی میں محروم ہوتے ہیں؟

سوال: (۳۷) ذوی الارحام کی تعریف مع امثلہ لکھیں! ذوی الارحام کی توریث میں صحابہ میں کیا اختلاف تھا؟ اور انہم مجتہدین کے مالک کیا ہیں؟

سوال: (۳۸) استحقاقی ارث کے اعتبار سے ذوی الارحام کی کتنی قسمیں ہیں؟ تمام اقسام کی تعریفات مع امثلہ لکھیں۔ اور ان اقسام میں ترتیب کیا ہے؟ اس میں کچھ اختلاف ہو تو اس کو بھی لکھیں!

سوال: (۳۹) حمل کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ مدت کیا ہے؟ اور ورثاء میں حمل ہو تو کتنے بچوں کی میراث روکی جائے گی؟ اس میں اختلاف لکھیں اور مفتی بے قول کی نشاندہی کریں!

سوال: (۴۰) حمل کی توریث کا طریقہ کیا ہے؟ اور اس کا ضابطہ کیا ہے؟ زید کے ورثاء یہ ہیں: زوجہ حاملہ، بنت اور والدین۔ تحریج مسئلہ کس طرح ہوگی؟

سوال: (۵۱) مفقود کی تعریف کیا ہے؟ کتنی مدت کے بعد مفقود کی موت کا حکم دیا جائے گا؟ سعادت کے ورثاء: شوہر، دو بھنیں اور ایک مفقود بھائی ہیں۔ مسئلہ کی تجزیع کس طرح ہوگی؟

سوال: (۵۲) مرتد کے اموال کی قسمیں اور ان کے احکام بیان کریں! اور بتائیں کہ مسلمان ورثاء: مرتد کے وارث ہوں گے؟ جب کہ دونوں کا دین مختلف ہے!

سوال: (۵۳) قیدی کی توریث کا طریقہ کیا ہے؟ ثریا کے ورثاء: شوہر، ماں، بیٹی، بہن ہیں اور ایک بھائی بھی جو کفار کے ہاتھ میں قید ہے۔ اور اس کا کچھ حال معلوم نہیں۔ پس تجزیع مسئلہ کس طرح ہوگی؟

سوال: (۵۴) جو لوگ کسی حادثہ میں ایک ساتھ مرجا میں ان کے کیا احکام ہیں؟

سوال: (۵۵) اگر نانی کا باپ اور نانا کا باپ وارث ہوں تو کس کو کتنا ملے گا؟ اور اس میں کچھ اختلاف ہو تو وہ بھی لکھیں! اور راجح قول کیا ہے؟

سوال: (۵۶) اگر حقیقی اور علائی پھوپیاں ہوں تو ترکہ کس کو ملے گا؟ اور اخیانی پچا احمد اللہ اسوالات پورے ہوئے۔

سب سے آسان ترجمہ قرآن مجید حافظی

مترجم: اشتیاق احمد قادری

مدرس دارالعلوم دیوبند

قرآن مجید کتاب ہدایت ہے، اس کی تلاوت پا عبیث شرف ہے، سمجھنا، سمجھانا اور اس پر عمل کرنا ہر انسان پر لازم و ضروری ہے، اکابر امت کے تراجم پر صدی دو صدی گزر چکی ہے، ان میں بہت سے الفاظ مشکل ہیں، فارسی اور عربی زبان کے مفردات کو آج کا پڑھنے والا پوری طرح سمجھنیں پاتا؛ اس لیے کہ اب زبان بدل چکی ہے۔

اسی ضرورت کے پیش نظر ناجیز نے حضرت استاذ محترم مفتی سعید احمد پالن پوری کے حکم سے قرآن مجید کا ترجمہ کیا، اس کے لیے علامہ سید شریف جرجائی سے آج تک کے اکابر "اہل السنۃ والجماعۃ" کے اہم ترجمے سامنے رکھے، یعنی شاہ ولی اللہ محدث وہلوی کا فارسی ترجمہ اور شاہ رفع الدین، شاہ عبدالقاووہ وہلوی، شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی، شیخ عبد الحق حقانی، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا عبدالماجد دریا پادی، مولانا فتح محمد جالندھری، مولانا احمد لاہوری، مولانا احمد سعید وہلوی، مولانا سرفراز خان صدر، صوفی عبدالمجید سواتی، مولانا اکرم احوان، مولانا عبد القیوم مہاجر مدینی، مولانا عاشق اللہ بلند شہری، استاذ محترم حضرت مفتی سعید احمد پالن پوری رحمہم اللہ کے ترجمے اور مفتی محمد تقی عثمانی اور مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مدظلہما کے ترجموں کو سامنے رکھ کر آسان سے آسان الفاظ کا انتخاب کر کے ترجمہ کیا؛ تاکہ جو آدمی اخبار پڑھ لیتا ہے وہ مراد خداوندی سمجھ لے۔

ترجمہ کے دوران اہل علم و تحقیق سے مراجعت کا تسلسل رکھا، ترجمے کے بعد اہل علم کو پیش کیا؛ اور اکابر "اہل السنۃ والجماعۃ" کے دائرے میں رہنے کی بھرپور کوشش کی، اطمینان کے لیے عربی تفاسیر میں سے تفسیر جلالیہن، کبیر، ابن کثیر، ابن عاشور، قرطبی، طبری،

بغوی، مدارک، سعدی اور زمخشری کی مراجعت کی، لغات القرآن، لجمح الوسیط، القاموس الوحید، مصباح اللغات اور المعانی (انٹرنیٹ)، فیروز اللغات، جامع اللغات، نوراللغات، فرہنگ آصفیہ، اور انٹرنیٹ پر موجود لغات سے مدد لی، ممکن حد تک ہر لفظ کا مقابلہ لایا، صرف و نحو کا بھی خیال رکھا اور کوشش کی کہ متروک الفاظ و محاورات استعمال نہ ہوں اور ایسے الفاظ بھی استعمال نہ ہوں جن کو ایک علاقے کا آدمی سمجھے اور دوسرے علاقے کا نہ سمجھے۔

ترجمہ کی اشاعت کے بعد بہت سے اہل علم و قلم نے تعارف و تبصرے تحریر کیے، ان میں سے جناب مولوی محمد ناظم حسین آبادی زیدفضلہ کا تجزیہ پیش خدمت ہے، موصوف رقم طراز ہیں:

”میں یہاں مختصر اور چند خوبیاں شمار کرانا چاہتا ہوں جو اس ترجمہ قرآن کے مطالعہ کے بعد میں نے محسوس کی ہیں۔

۱ — سب سے بڑی خوبی میری نظر میں یہ ہے کہ الفاظ کی تہ میں اتر کر ہر لفظ کا ایسا ترجمہ کیا گیا ہے کہ نہ لغت کا دامن ہاتھ سے چھوٹتا ہے اور نہ لغت کی موافقت و مطابقت کی خاطر مرادی معنی سمجھنے میں خلل پیدا ہوتا ہے؛ بلکہ مزید بین القوسمیں میں ایسا اضافہ کر دیا گیا ہے کہ آیت کا مطلب پورے طور پر واضح ہو جاتا ہے اور قلب کو انتراح کی کیفیت حاصل ہو جاتی ہے اور اگر پہلے سے کچھ تفسیر کا مطالعہ ہو تو سابقہ مضمون ذہن میں فوراً تازہ ہو جاتا ہے۔

۲ — زبان ایسی آسان ہے کہ اس سے آسان زبان اختیار کرنا بہت مشکل ہے؛ لیکن اس آسانی میں زبان کا معیار جوں کا توں باقی ہے، الفاظ کی متاثر بھی نہیں جاتی اور نہ ہی تعبیر میں کسی قسم کی رکا کت اور سخافت پیدا ہوتی ہے۔

۳ — ہر لفظ کا مقابلہ اردو میں پیش کیا گیا ہے حتیٰ کہ وہ کلمات اور حروف جو کلام میں خاص معنی مثلاً حصر و تاکید وغیرہ پر دلالت کرتے ہیں ان کا ترجمہ بھی بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ کیا گیا ہے؛ جب کہ بہت سے معاصر ترجم میں ان باریکیوں کو نظر انداز

کر دیا گیا ہے۔

۴ — ترجمے میں اس بات کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا ہے کہ قواعد زبان کے اعتبار سے آیت کے جو معنی بنتے ہیں انھیں معنی کو مناسب الفاظ میں ادا کر دیا جائے، نہ یہ کہ مراد کو پیش نظر رکھ کر ایک فصح و بلغ عبارت لکھ دی جائے، ایسا کرنے سے ترجمہ نہیں ہوتا؛ بلکہ ترجمانی ہوتی ہے اور بسا اوقات معنی میں خلل پیدا ہو جاتا ہے۔

۵ — ایک بڑی خوبی کی بات یہ ہے کہ اس میں ہر لفظ کے اصل لغوی معنی کا پورا پورا لحاظ کیا گیا ہے اور آسان زبان میں اس کو تعبیر کیا گیا ہے؛ اس لیے طلبہ کو ترجمے کے ساتھ ساتھ لفظ کا اصل حقیقی لغوی معنی بھی معلوم ہو جائے گا اور ترجمہ رئنے اور پھر لغات یاد کرنے کی دو ہری مخت کی ضرورت نہ ہوگی، زیادہ سے زیادہ ابواب اور مأخذ اشتقاق ذہن نشین کرنے کی ضرورت پیش آئے گی، اور ان شاء اللہ عنقریب اس موضوع پر بھی استاد محترم کی تصنیف منظر عام پر آجائے گی، آپ حضرات سے دعا کی درخواست ہے۔

۶ — بین القوسین محدوظات کو ظاہر کر دیا گیا ہے، جس سے آیت کی دضاحت ہو جاتی ہے؛ اس لیے آیات کو سمجھنا اور ان کی تشرع کو مستحضر رکھنا بھی مشکل نہ ہوگا۔

۷ — زبان انتہائی عام فہم ہے؛ اس لیے عام پڑھے لکھے لوگ بھی اس کو بآسانی پڑھ سکتے ہیں اور ظاہری معنی و مفہوم کو سمجھ سکتے ہیں، اس اعتبار سے اس ترجمہ قرآن کا مساجد اور گھروں میں ہونا ضروری ہے؛ کیوں کہ ہماری مساجد میں بہت سے دیگر حضرات کے تراجم موجود ہوتے ہیں یا وہ تراجم ہوتے ہیں جو سائی لحاظ سے قدیم ہو چکے ہیں؛ اس لیے اہل حق کی صحیح ترجمانی کے طور پر اس قسم کا آسان ترین ترجمہ گھر گھر اور تمام مساجد میں ہونا چاہیے!

۸ — اس ترجمہ قرآن کریم کو حفاظت کی سہولت کے لیے حافظی قرآن کے حاشیے پر چھاپا گیا ہے؛ کیوں کہ جو قرآن کے حافظ ہوتے ہیں وہ زیادہ تر حافظی قرآن میں تلاوت کرنے کے عادی ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ دیگر نسخوں میں تلاوت کرتے وقت

اجنبیت محسوس کرتے ہیں؛ اس لیے اس ترجمے کو پندرہ سطری حافظی قرآن کے حاشیے پر لکھا گیا ہے؛ تاکہ اگر کوئی چاہے تو اسی ترجمہ قرآن میں تلاوت بھی کر لے اور پھر تلاوت کے بعد اسی کے بقدر ترجمہ بھی پڑھ لے؛ تو گویا اس میں حفاظت کی ذاتی و طبی مناسبت کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

۹۔ یہاں پر اپنی طلبہ برادری کے لیے ایک اہم وضاحت ضروری سمجھتا ہوں جسے سنجیدگی اور غور و فکر کے ساتھ سمجھنے کی ضرورت ہے، وہ یہ کہ ہمارے بعض طلبہ پر مشکوہ الفاظ و تعبیرات، بہت زیادہ محاوری اور فصیح و بلیغ ترجم قرآن کو زیادہ پسند کرتے ہیں اور اسی کو یاد کرتے اور رثتے ہیں، یہ دراصل سطحیت پسندی ہے، اس کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ وہ یاد کرنے کے بعد بھول جاتے ہیں اور الفاظ کے حقیقی معنی کو سمجھ کر ترجمہ کرنے پر قادر نہیں ہوتے، بطور خاص ابتدائی درجات کے طلباء تو اردو میں مستعمل بہت سے عربی و فارسی الفاظ کو سمجھتے ہی نہیں؛ اس لیے ترجمہ پرقدرت کے لیے ضروری ہے کہ لفظ کے اصل حقیقی لغوی معنی پر گرفت ہو اور نحوی، صرفی قواعد سے بھی شد بد ہو، بطور خاص وہ کلمات جو کلام میں خاص معنی پر دلالت کرتے ہیں، مثلاً اذ، اذا، ف، لما، کلماء، وغيرها کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ یہ کتنے معنوں کا فائدہ دیتے ہیں، یہ وہ بنیادی باتیں ہیں جو ترجمے کے لیے ضروری ہیں، ورنہ محاوراتی ترجم کو رٹنے سے ترجمہ نہیں آئے گا، وقتی طور پر کچھ یاد رہے گا اور پھر ذہن سے نکل جائے گا۔

الحمد لله "سب سے آسان ترجمہ قرآن" میں ان باتوں کا پورا لحاظ رکھا گیا ہے، نہ تو بالکل محاوری ترجمہ ہے اور نہ تحت لفظ؛ بلکہ الفاظ کے لغوی معنی، آیات کی مراد اور نحوی و صرفی قواعد کو پیش نظر رکھ کر ترجمہ کیا گیا ہے۔ ان شاء اللہ اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ اس ترجمے کو پڑھنے والا طالب علم خود ترجمہ کرنے پر قادر ہو جائے گا۔

۱۰۔ جس طرح اکابر کے ترجم کو پوری جماعت دیوبند کی طرف سے امت کی ایک خدمت سمجھا جاتا ہے اور ان کو بنیادی و استنادی حیثیت حاصل ہے، بلا مبالغہ یہ بات

اس آسان ترین ترجمہ قرآن کے بارے میں بھی کہی جا سکتی ہے کہ یہ ذاتی خدمت نہیں؛ بلکہ وقت کی ضرورت کے لحاظ سے پوری جماعت دیوبند کی طرف سے ایک "فرض کفایہ" کی ادائیگی ہے، اس بات کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ اس ترجمے پر اس وقت کے چندہ اکابرین دارالعلوم و مظاہر علوم کے تائیدی کلمات موجود ہیں۔

مزید خوشی کی بات یہ ہے کہ اس ترجمے کا "ہندی" اور "رومن انگریزی" میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے؛ اس لیے کہ بہت سے لوگ اردو بولتے ہیں؛ مگر "ہندی" پڑھتے ہیں، یا وہ اردو کے بجائے "انگریزی" حروف ہی پڑھ پاتے ہیں؛ ان کے لیے ہندی اور رومن انگریزی ترجمہ قیمتی تھفہ ہے۔

یہ وہ چند باتیں ہیں جو ظاہری نظر میں اس ترجمہ قرآن کے حوالے سے میرے ذہن میں آئی ہیں، باقی اگر گہرائی و گیرائی سے اس کا مطالعہ کیا جائے تو اور بھی بہت سی باتیں مشخص ہو کر سامنے آئیں گی۔

آخر میں عرض ہے کہ راقم حروف نے لغوی، نحوی اور صرفی تحقیقیں کے ساتھ مختصر تفسیر لکھنے کا ارادہ کر رکھا ہے، دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آسانی کے ساتھ اس تمنا کی مکمل جلد فرمادیں!

وَمَا تُوفِيقُ إِلَّا بِاللَّهِ، عَلَيْهِ تَوَكِّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ.

سراجی اردو

مرتب: اشتیاق احمد قادری
مدرس دارالعلوم دیوبند

تقریم میراث کا علم مشکل ہے؛ مگر اس میں مہارت کے لیے عربی زبان کا جاننا ضروری نہیں، رقم حروف نے عربی نہ جاننے والوں کو بھی "علم فرانچ" پڑھا کر تجربہ کیا ہے کہ ان کو بھی اچھی طرح سراجی سمجھہ میں آ جاتی ہے، اسی ضرورت کے پیش نظر اردو زبان میں علم فرانچ کو مرتب کیا گیا ہے، سراجی کو سامنے رکھ کر اس کی ترتیب عمل میں آئی ہے؛ جو حضرات عربی نہیں جانتے وہ آ کر تجربہ کریں، ان شاء اللہ اس علم کے قواعد و ضوابط یاد کر کے تقریم میراث میں وہی مہارت حاصل ہوگی جو طلبہ مدارس کو ہوتی ہے۔

"مدرسة البنات" (لڑکیوں کے مدرسے) کے لیے یہ ایک قسمی تخفہ ہے، اگر پچیاں "سراجی اردو" کو اچھی طرح سے پڑھ لیں تو وہ تقریم میراث پر پوری طرح قادر ہو سکتی ہیں۔

حساب سیکھنے کے لیے مختصر ترین قواعد و ضوابط، مثالیں، کتاب کے شروع میں شامل اشاعت ہیں؛ تا کہ جو لوگ حساب نہیں جانتے وہ اس کی مدد سے حساب سیکھ لیں، اس کے بعد "سراجی اردو" سے استفادہ کریں، ان شاء اللہ تعالیٰ وہ تقریم میراث پر قادر ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں اور اس کی افادیت کو عام و تام فرمائیں۔

سب سے آسان ترجمہ قرآن مجید

مترجم: مفتی اشتیاق احمد قاسی، مدرس دارالعلوم دیوبند

- انیس اکابر ”اہل السنۃ والجماعۃ“ کے فارسی و اردو تراجم کا آسان ترین اور قابل اطمینان انتخاب، نیزان کے دائرہ میں رہنے کا التزام!
- آسان سے آسان الفاظ اور ایسی تعبیرات کا انتخاب جس سے معمولی اردو پڑھنے والا مراد خداوندی کو سمجھ سکے!
- عربی، فارسی، علاقائی مفردات، متروک اور اجنبی الفاظ کے استعمال سے ممکن حد تک احتراز اور ہر لفظ کے اردو مقابل لانے کی کوشش!
- نحوی و صرفی نزاکتوں کا لحاظ؛ تاکہ طلبہ مدارس کے لیے اطمینان کا باعث ہو!
- حافظی قرآن مجید میں اشاعت؛ تاکہ حفاظ کرام اور سمجھ کرتلاوت کرنے والوں کے لیے آسان ہو!

سراجی اردو

مرتب: مفتی اشتیاق احمد قاسی، مدرس دارالعلوم دیوبند

جو طلبہ و طالبات عربی زبان سے واقف نہیں؛ لیکن وہ تقسیم میراث میں کمال حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آئیں ”سراجی اردو“ سے قواعد و ضوابط پڑھ لیں، ان شاء اللہ جلد ہی انھیں مہارت حاصل ہو جائے گی، رقم حروف نے اس کا خوب تجربہ کیا ہے، ”مدرستہ البنات“ کی طالبات کے لیے یہ قیمتی تحفہ ہے اور ان حضرات کے لیے بھی جو عالم نہیں؛ مگر ”حاب“ سے واقفیت رکھتے ہیں۔ سراجی کو سامنے رکھ کر اس کی ترتیب عمل میں آئی ہے۔



Maktaba Adeeb

Deoband, U.P. India Mob. 9027498192